تاریخ الہاشمی

معہ شجرہ نسب - جلد اول

محمد الیاس ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ الہاشمی

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی گھڑیوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

❖ ☆ ❖
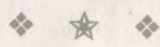
کتاب ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا
(اقبال)

معہ شجرہ نسب اولاد خلفاء بنو عباس

قبیلہ قریشی الہاشمی بغداد، مصر، پاکستان، آزاد کشمیر

○.○..☆..○.○

مصنف۔ میاں محمد الیاس ہاشمی
گاؤں سنگر تحصیل دہیرکوٹ ضلع باغ، آزاد کشمیر

نام کتاب ...... تاریخ الہاشمی

مصنف و پبلشر ...... میاں محمد الیاس ہاشمی

سنگڑ تحصیل دھیر کوٹ،

ضلع باغ، آزاد کشمیر

سال اشاعت ۱۹۹۵ء

ایڈیشن ...... اول

کمپوزر ...... ندیم احمد خان

مطبع نیو آرٹ مین پرنٹرز مری روڈ راولپنڈی فون = ۷۱۲۲۱ - ۵۳۲۸۸۸

بااہتمام ...... اکبر الہ آبادی اکیڈمی،

اسلام آباد

قیمت ...... -/250 روپے

☆....☆....☆

کتاب ملنے کا پتہ :

میاں محمد الیاس ہاشمی

سنگڑ، تحصیل دہیر کوٹ، ضلع باغ

آزادکشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد باری تعالیٰ

ترجمہ: لوگو ! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدمؑ) اور ایک عورت (حواؑ) سے پیدا کیا اور (پھر) تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

القرآن (سورۃ الحجرات پارہ ۲۶)

○☆○

M. Farooq Qureshi

انتساب

والد بزرگوار محترم میاں محمد رفیق ہاشمی مرحوم اور والدہ محترمہ مرحومہ کے نام جن کی تربیت اور حوصلہ افزائی کے صلہ میں تاریخ الہاشمی قبیلہ قریشی الہاشمی پیش کی گئی ہے۔

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

فہرست مضامین تاریخ الہاشمی

صفحہ نمبر

فہرست شجرہ جات (تاریخ الہاشمی)

صفحہ نمبر

فہرست شجرہ جات (تاریخ الہاشمی)

فہرست شجرہ جات (تاریخ الہاشمی)

فہرست شجرہ جات (تاریخ الہاشمی)

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

پیش لفظ

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام نویں پشت میں آتے ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام سے دسویں پشت میں حضرت ابرہیم علیہ السلام آتے ہیں۔ جن کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں ان بزرگان کی سوانح عمریاں نہایت معتبر تاریخوں قرآن و حدیث سے مدد لے کر درج کی گئی ہیں تاکہ قارئین کو اپنے شجرہ کے ساتھ ساتھ ان بزرگان کی زندگی و حالات سے بھی باخبر رکھا جائے کیونکہ آباؤ اجداد کی خامیاں خوبیاں اور محنت و مشکلات سے باخبر ہونا ہی تاریخ کہلاتی ہے

تاریخوں سے مدد لے کر وجہ تسمیہ قریش پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کیوں کہ اکثر سوال اٹھایا جاتا ہے کہ قریش کون تھے اور کیسے قریش کہلائے۔ قصیٰ بن کلاب سے نبیؐ آخر زماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک کے حالات بھی لکھے ہیں۔ جو مختصر ہیں سیرت النبیؐ پر بھی مختصر نوٹ لکھا ہے کیونکہ حضورؐ کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے اور ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات ہمارے لئے ایک قانون ہے۔ قبل از اسلام عربوں کی حالت کو بھی زیر قلم لایا گیا ہے اموی دور خلافت کے حالات و واقعات ضمناً" آئے ہیں' ابو العباس عبداللہ سفاح بانی خلافت عباسیہ بغداد اور ہاشمی تحریک پر بھی نوٹ لکھا گیا ہے۔ عبداللہ سفاح کے بھائی ابو جعفر منصور باللہ سے ہمارا نسبی سلسلہ ملتا ہے۔ سفاح کے حالات اس لئے لکھے ہیں کہ وہ بانی خلافت عباسیہ بغداد تھے۔ خلیفہ معتصم باللہ کے عہد خلافت میں بغداد تباہ ہوا لہٰذا ان کے حالات و واقعات نوٹ کئے ہیں ہمارا اس خلیفہ سے نسب نامہ پیوست نہیں ہے۔ خلیفہ مستنصر باللہ کے حالات بھی لکھے ہیں کیونکہ وہ بانی خلافت عباسیہ مصر تھے۔ ہمارے نسب نامہ میں وہ نہیں آتے باقی صرف ان خلفاء کے حالات و واقعات نہایت مختصر کر کے لکھے گئے ہیں جن سے ہمارا نسب نامہ مکمل ہوتا ہے۔ کیونکہ کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کا احتمال تھا' حصہ شجرہ میں تمام عباسی خلفاء کے نام درج ہیں قارئین اگر خلفائے عباسیہ بغداد و مصر کے مکمل حالات پڑھنے کے متمنی ہوں تو تاریخ اسلام عہد خلافت عباسیہ بغداد و مصر کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ تاریخ صرف ہم نے ضرورت کے پیش نظر لکھی ہے تاریخ الہاشمی

کو صرف خلیفہ قائم بامراللہ مصری سے ہی لکھا جاتا تو کئی ضروری اسباق سے خالی رہ جاتی جو ہمیں جاننا نہایت ضروری ہے تو اسطرح قارئین ان ضروری معلومات سے محروم رہ جاتے۔ وقتی ضرورت کے مطابق تاریخ الہاشمی میں تقریباً" ہر سوال کا جواب مکمل دلائل سے لکھا گیا ہے بہرحال یہ وہ سمندر ہے جس کی تہہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے میں تو اپنی قومی تاریخ کا ادنیٰ سا طالب علم ہوں بحوالہ قرآن و احادیث "نسب بدلنا کفر ہے" اس بارے میں بھی مضمون لکھا گیا ہے۔ قریش کی فضیلت کے بارے میں حدیث سے مدد لی گئی ہے ان چیزوں سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ آج کل لوگ جو چاہتے ہیں اپنا قبیلہ مشہور کردیتے ہیں۔

حالانکہ ان کا نسبی تعلق کسی دوسرے خاندان سے ہوتا ہے جو قبیلے اپنے نسب نامے محفوظ نہیں رکھتے وہ آہستہ آہستہ دوسرے قبیلوں میں ضم ہوجاتے ہیں اور اپنا نسب ان سے چھوٹ جاتا ہے۔ خدا اس غلطی سے محفوظ فرمائے جس قبیلہ کی کوئی تاریخ نہیں لکھی جاتی یا ان میں نسب کی یادداشت سینہ بہ سینہ بھی ختم ہو جائے تو وہ اپنا حسب و نسب بھولنے کے بعد اپنی ذاتی حیثیت کو ختم کر کے رشتہ داروں میں گم ہو کر اپنا وجود ہی ختم کردیتے ہیں۔ قبیلہ قریشی الہاشمی کی اصلاح و تعارف و یکجہتی کے لئے ہمیشہ شدت سے تاریخ کی ضرورت محسوس کی گئی ہے کیونکہ اس دور میں نسب نامہ کو محفوظ رکھ کر آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا واحد ذریعہ صرف تاریخ ہی ہے کیونکہ پہلے زمانہ کے لوگ آزاد تھے ان کی ضروریات زندگی محدود تھیں انہیں مل بیٹھنے ملاقات کرنے قرابت داروں کے ہاں آنے جانے کا وقت باآسانی ملتا تھا یہ لوگ ایک دوسرے سے آباؤ اجداد کے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے اور سینہ بہ سینہ ان روایات و انساب کو محفوظ رکھ کر آنے والی نسلوں تک پہنچاتے تھے۔ جو آج کل ناممکن ہو چکا ہے، دنیا بہت مصروف ہے اور اتنا وقت نہیں کہ لوگ ایک دوسرے سے مل بیٹھیں اور نہ ہی ذہن میں اتنی جگہ حالات نے باقی چھوڑی کہ یہ چیزیں محفوظ رہ سکیں تو ایسے حالات میں مجھے یہ قصے کہانیاں اور نسب نامے تاریخ کی صورت میں محفوظ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس لئے مجھے بیشمار تاریخی کتابیں مہیا کرنا پڑیں پھر اس بکھری ہوئی قوم کو تلاش کرنا پڑا جس پر کئی سال تک تحقیق کے بعد تاریخ مکمل کی گئی ہے۔ نسب سب کا برابر ہے نسب کو کوئی برتری یا کمتری حاصل نہیں ہے جب کہ نسب کا جاننا محفوظ رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ اپنا نسب بھول کر آنے والی نسلیں دوسروں کے نسب میں نہ چلی جائیں اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر

پہچانی جائیں۔ جس طرح ہم کسی آدمی کا نام رکھتے ہیں وہ حاضر ہو یا غیر حاضر ہم اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر حاضرین کو اس کی خامیوں خوبیوں سے متعارف کراتے ہیں قوم یا قبیلہ کی پہچان حسب ونسب پر ہے قبیلے مورثان اعلیٰ کے ناموں پر مشہور ہوتے ہیں۔ دوران بندوبست ہندو اور انگریز نے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے صنعت کاری سے دور رکھنے کی غرض سے کچھ صنعت کار قبائل کی ذات گوت پیشہ کے نام پر منسوب کر کے لکھی تاکہ ان کی تذلیل کی جائے اور یہ لوگ پیشے ترک کردیں اور مسلمان ترقی نہ کر سکیں اور صنعت کاروں کو کمین کے الفاظ دے کر جاگیردار طبقہ بھی قائم کیا اور ان صنعتکاروں پر جاگیرداروں کو وڈیرے سردار مقرر کردیا تاکہ یہ لوگ ہمیشہ تفریق و امتیازات کا شکار ہیں۔ جو اللہ اور رسولؐ کے فرمان کے بالکل برعکس ہے اسلام نے برتری یا کمتری کا معیار تو پرہیز گاری پر رکھا ہے اور مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے یعنی نسبی فخر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا ہے صنعت کار کو تو ملک میں وہ حیثیت حاصل ہے جیسے جسم میں ریڑھ کی ہڈی مگر انگریز اور ہندو نے مسلمانوں پر جبری قبضہ جمار کھا تھا اور موروثی حکومت کر رہے تھے وہ سمجھتے تھے کہ صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کی تو لوگ زیادہ اس میں دلچسپی لیں گے ملک خوشحال اور رعایا فارغ البال ہو گی اور ہماری موروثی حکومت کے خلاف بغاوت کریں گے اس لئے انھوں نے صنعت کار قبائل کی ہر موڑ پر حوصلہ شکنی کی اس طرح انھوں نے ایک قوم میں تفریق پیدا کی اور بھائی کو بھائی کے گلے ڈال کر خود تماشائی بنے رہے ہندوؤں میں بھی اونچ نیچ ذات پات بہت زیادہ تھی جس کا اثر مسلمان قبائل نے بھی اپنایا اور ایک قوم کو پاش پاش کردیا ذات گوت کو نظرانداز کرتے ہوئے نیا طریقہ رائج کیا اور انھیں پیشوں سے منسوب کر کے ان لوگوں کی تاریخ کو ہی مسخ کردیا ایسے حالات میں پاک وہند کے رہنے والے کئی نامور قبائل جن کی بڑی مشہور تاریخ تھی اپنا حسب ونسب ہی بھول گئے تاریخ لکھنا جان جوکھوں کا کام ہے اور پھر آج کے مادہ پرست دور میں تو کسی کو ایک خط لکھنے کی بھی فرصت نہیں ملتی اور پھر تاریخ پر تحقیق علاقوں کے دورے اور مہینوں بیٹھ کر لکھنا نہایت ہی محنت طلب کام ہے تاریخ لکھنا جوا بدہی کے بھی برابر ہے دوران تحقیق کئی مقامات کے لوگوں نے مجھے صرف موروث اعلیٰ کا حوالہ دیا کہ ہم پیر مانک شاہؒ کی اولادیں ہیں یا رہیسال قریشی ہیں مگر مکمل شجرہ محفوظ نہیں رکھ سکے ایسے افراد کا مشروط طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور انہیں اپنے مکمل شجرے مہیا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ شجرہ کی دستیابی پر تحقیق کے بعد جلد دوم میں مکمل رائے قائم کی جاسکے بعض مقامات پر لوگوں

سے کچھ ایسے شجرے بھی دستیاب ہوئے جو پیشہ ور شجرہ نویسوں نے روپے پیسہ کے لالچ میں بغیر کسی تاریخ کا حوالہ دئے غلط نقول شجرہ جاری کر دیں جنہیں کوئی مستند تاریخ تسلیم نہیں کرتی ایسے تمام افراد کو ہدایت کی ہے کہ وہ تحقیق کریں اور درست شجرے فراہم کریں بعض جگھوں پر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اکثریتی قبائل کے خوف وڈر کی وجہ سے لوگ اپنا حسب ونسب چھوڑ کر خود کو اپنے رشتہ داروں کے قبیلے سے ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے شجرے تقریباً ۸۰ سالہ پرانے میرے پاس محفوظ ہیں۔ جو تاریخ تذکرۃ الهاشمی میں درج ہیں یاتاریخ الهاشمی کی بنیادیں بھی تاریخ تذکرہ الهاشمی پر ہی استوار ہیں۔ بے شک تاریخ ہی ان تمام مسائل کا واحد حل پیش کر سکتی ہے۔

فقط والسلام

محمد الیاس ہاشمی سنگڑھ

تاریخ کی اہمیت

تعریف کے لائق صرف ایک خدا کی ذات ہے۔ جس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور اسے عقل و قوت تمیز اور چھپے ہوئے اور ظاہری خزانوں کا علم دیا بیشک انسان خطاکار ہے اس کتاب کی تصنیف سے ہرگز میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں اپنی زبان دانی یا نام وری کا ثبوت دوں یا مصنفین کی فہرست میں میرا نام آئے یا کسی دیگر قبیلہ پر نعوذباللہ اپنی برتری جتلاؤں حسب و نسب کے لحاظ سے تمام قبائل برابر ہیں کوئی اعلیٰ یا ادنیٰ نسب نہیں بلکہ تمام عالم پر بکھری ہوئی آدم علیہ السلام کی اولادیں بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب، نسب کے لحاظ سے برابر ہیں۔ اگر ہم مسلمان کہلا کر غیر مذاہب والوں کی طرح نیک عمل سے ہٹ جائیں تو ان غیر مسلموں میں اور ہم میں کوئی خاص فرق باقی نہیں فضیلت کا معیار تو اللہ تعالیٰ نے اعمال صلح اور پرہیزگاری اور سُنت رسول پر رکھا ہے مجھ خاکسار میں اس قدر علمی قابلیت بھی نہیں کہ میں قارئین کو اپنے علم سے متاثر کر سکوں۔ قبیلہ کی ڈگمگاتی ہوئی کیفیت کو دیکھ کر میں نے قبیلہ کی اصلاح اور تعارف و حسب و نسب کی محافظت اور پہچان کے لئے یہ چند اوراق لکھے ہیں تاکہ حالات مندرجہ تاریخ ہذا ایک مجموعہ کی صورت میں محفوظ رہے تاکہ قبیلہ کو اپنی پہچان کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے تعاون و تعارف اتحاد و یکجہتی میسر آسکے تاریخ ہذا کو بے شمار مُستند تاریخوں کی مدد لے کر مرتب کیا گیا ہے۔ اور آسان اردو میں لکھی گئی ہے تاکہ ہر شخص پڑھ کر بآسانی سمجھ سکے بے شمار مجھ سے غلطیاں بھی شاید سرزد ہوں گی کیوں کہ انسان خطاکار ہے جن کی میں قارئین سے نشاندہی کی درخواست کرتا ہوں مگر نہایت صاف گوئی اور خود کو جواب دہ سمجھ کر لکھا ہے امید ہے کہ قارئین کو اس سے بہت مدد مل سکے گی اور مجھے قوی امیدیں ان بھائیوں سے وابستہ ہیں جو اس خاندان کے اہل علم اور اہل قلم ہیں کہ آئندہ وہ اس کتاب کو بنیاد رکھ کر اس سے بہتر تاریخ لکھیں گے۔ اصل غرض راقم کی اس کتاب کے تالیف کرنے کی یہ تھی کہ ہر شخص جو اس خاندان سے ہے اپنے آباؤ اجداد کی خوبیوں اور خامیوں سے متعارف ہو سکے اور اپنی تاریخ کی روشنی میں بہتر اصلاح کر سکے۔ اور خود پر نظر ڈال کر یہ موازنہ کر سکے کہ بزرگان قبیلہ اپنے اپنے اوقات میں کیسے کیسے اولوالعزم اور صاحب اقبال و اہل

علم تھے۔ اور کس شجاعت و بہادری سے انہوں نے کئی صدیوں کا عرصہ خلافت اور تبلیغ اسلام میں گزارا۔ اور ان کی وہ کیا کیا خامیاں تھیں جن کی وجہ سے خلافت عباسیہ بغداد تباہ ہوئی اور دور خلافت کے بعد اس خاندان نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے اور کن کن ممالک تک یہ خاندان پھیلا اور کہاں کہاں ہجرتیں کیں۔ آباؤ اجداد کے حالات زندگی پر ہی نظر رکھ کر ہم اپنی بہتر منزل کا تعین کر سکتے ہیں۔ موٴرخین نے تاریخ کے مندرجہ ذیل فائدے بیان کئے ہیں کہ کسی بھی قوم کو اپنی تاریخ سے بڑھ کر کوئی مطالعہ نہیں ہے۔ خصوصاً اس قبیلہ کو اپنی تاریخ کا زیادہ مطالعہ کرنا چاہیئے جو بلندی سے پستی کی طرف آئی ہو یا جلد پستی سے بلندی تک پہنچی ہو اور بلندی کی لاثانی مثال رکھتی ہو یا بعد پستی بھی لاثانی ہو بغور اس بات کو سوچیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بالکل درست ہے جو قبیلہ اپنے بزرگوں کے حالات زندگی کو بھلا دیتا ہے اور ان کے شکریہ میں کوتاہی برتتا ہے۔ وہ سخت غلطی پر ہے۔ لیکن تقلید و تنقید کے پہلو کو نظرانداز کر کے قوم کے بزرگان کی یادگار قائم رکھنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے کہ ان کے گذشتہ کارہائے نمایاں کو احاطہ تحریر میں لاتے جائیں اور وہ ایک تاریخ کی شکل میں ہو جو قبیلہ اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ اپنی زندگی میں کیا کرتے رہے اور انہوں نے اپنے کئے کے بدلے کیا پایا کیا کھویا اور وہ کون تھے۔ ایسی قوموں کے افراد کو ترقی کی منزلوں پر قدم رکھنے کا کوئی حق نہیں ملتا اور باوجود وہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی پستی کی طرف لوٹتے رہتے ہیں۔ قومی تاریخ ہی قوموں کو سرسبز رکھ سکتی ہے وہ لوگ جو ہم سے پہلے اس دنیا میں رہ کر گزر چکے ہیں۔ بے شک غلطیوں سے وہ بھی مبّرا نہ ہوں گے انسان خطا کار ہے جس کا اچھا یا بُرا صلہ ہمیں مل رہا ہے۔ یا مل چکا ہے۔ ہم ان کی زندگی کے عملی تجربات کی روشنی میں ہی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ قومی تاریخ سے واقف نہ ہونا خصوصاً" بچوں کو مردہ دلی کا درس دیتا ہے۔ کیوں کہ بچوں کے دل میں ہمیشہ ایک سوال کھٹکا بنا رہتا ہے۔ کہ ہم کون ہیں ہمارے آباؤ اجداد کون تھے ان کی طرز معاشرت کیا تھی اور انہوں نے اپنی زندگی میں کیا کچھ کیا جو بہتر طور پر تاریخ ہی اس سوال کا جواب دے سکتی ہے جس قبیلہ کی تاریخ موجود نہیں اس قبیلہ کے بچے مایوس اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور درست طور پر ان کی صلاحیتیں نشوونما نہیں پا سکتیں قومی تاریخ دراصل زندگیوں کے نشیب و فراز کی ڈائری ہے۔ اور ہماری زندگیوں کے لئے

راہنمائی کا کام دیتی ہے۔ قومی تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے قوم ڈگمگا جاتی ہے اور اپنا حسب نسب بھول جاتی ہے اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ اس کا سرے سے وجود ختم ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے انساب کو دیگر رشتہ داروں سے ظاہر کرتے ہیں اور اپنی تاریخ اور شناخت کھو جاتے ہیں۔ جب کہ نسب بدلنا کفر ہے' اور ایسے قبیلہ کے بچے اپنی زندگی کا نصب العین قائم نہیں رکھ سکتے اس لئے ضروری ہے کہ ۲۵ نہیں تو ۵۰ سال کے اندر ایک تاریخ نئے حالات کیساتھ لکھی جائے تاکہ انساب کی محافظت کے ساتھ ساتھ اس قبیلہ کے دیگر حالات وواقعات بھی احاطہ تحریر میں آکر محفوظ رہ سکیں۔ ایک مدّت سے مجھے قومی تاریخ مرتب کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ تاکہ اس خاندان کی ایک نئے حالات کے ساتھ تاریخ بن سکے لیکن تمام بھائیوں بزرگوں نے اس کام کو میرے ہی سپرد کیا دوران تحقیق میں نے کئی ایسے خاندان دیکھے جو اپنا حسب ونسب بھول کر اپنی شناخت اپنے رشتہ داروں کے قبیلہ سے کراتے ہیں۔ اور اپنی اصل شناخت کھو بیٹے ہیں۔ اور خود کو دوسرے خاندان میں شامل کر چکے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو قومی تاریخ میسر ہوتی تو یوں نہ ہوتا یہ ایک کٹھن سفر تھا جو بزرگوار والد صاحب کے حوصلہ دلانے پر میں نے شروع کیا اور اہل خانہ نے بھی مجھے ذمہ داریوں سے مبّرا کر دیا۔ بفضل تعالیٰ میں نے بڑی لگن اور صاف گوئی سے اس کام کو آگے بڑھانے کی سعی کی بغیر لالچ یا ناانصافی کے مسلسل ۴۵ سال کی محنتوں کو قوم کے سامنے پیش کر دیا اس دوران میرا خیال بدلتا بھی رہا کہ اس قبیلہ میں صاحب علم ودانش لوگ موجود ہیں جن کی نسبت میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ تاریخ لکھنا توان کا کام تھا۔ مگر جو دل ایک دفعہ اپنے فرض کا احساس کر چکا ہو اُسے خاموش کرنا ناممکن تھا۔ اب جس قدر مجھ میں ہمت ،عقل ودانش وعلم تھا میں نے اسے بروئے کار لاکر خدا کے حکم سے پائیہ تکمیل تک پہنچا دیا آئندہ میرے بھائی مذید تحقیق کے بعد اس سے بہتر تاریخ لکھیں کیوں کہ مجھ میں تو بس اتنی ہی فہم وفراست تھی جو میں نے پیش خدمت کر دی۔ اس میں کئی غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن حالات و واقعات قران واحادیث اور نہایت پُرانی اور مستند تاریخوں کے مطالعہ کے بعد لکھے ہیں جن کی درستگی کا انحصار انہی پر رکھا گیا ہے۔ جن افرادُ کے شجرہ جات مکمل دستیاب نہیں ہو سکے۔ اور انہوں نے حاصل شدہ شجرہ کتاب میں لکھنے کی اجازت دی لکھ دیئے ہیں۔ اور انہیں مکمل شجرہ جات حاصل کر کے

آئندہ پہچاننے کی ہدایت کی ہے۔ کیوں کے ان خاندانوں میں ایک روائیت پائی جاتی ہے۔ جس کو جھٹلانا ناممکن ہے کہ ہم 'مانگل' ہیں یا 'رسیال' ہیں یا اعوان ہیں اور مکمل شجرہ یاد بھی نہ رہا اور محفوظ بھی نہ رکھ سکے ہیں۔ انھیں مشروط طور پر جلد اول میں درج کیا گیا ہے۔ جو لوگ میری کسی طوالت کی وجہ سے اس تاریخ میں درج نہیں ہو سکے پھر بھی یہ ان کے آباؤ اجداد کی تاریخ ہے اور ان کی تاریخ ہے کیا ہوا ان کا نام اس میں موجود نہیں وہ جلد دوم کی تیاری پر اپنے مکمل حالات اور شجرے دیئے گئے پتہ پر ارسال کردیں بشرط زندگی انھیں جلد دوم میں لکھ دیا جائے گا۔

خصوصاً" بچوں کے لئے قومی تاریخ ایک ایسی ڈھال کی مانند ہے۔ جو زندگی کے ہر موڑ پر ان کی حفاظت کر سکتی ہے۔ اور نشیب و فراز کا انھیں پتہ دیتی ہے۔ جن سے وہ بچ کر اپنی زندگی اچھے شہری کی طرح گزار سکتے ہیں۔ قومی تاریخ ایک بنیادی حقوق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کے بغیر انسان اپنی شخصیت اجاگر نہیں کر سکتا کیوں نہ وہ وزیر اعظم ہی رہ چکا ہو۔ مگر اسے بے شمار مشکلات درپیش رہتی ہیں۔ تاریخ الھاشمی جلد اول میں تقریباً تمام ضروری چیزوں کو درج کیا گیا ہے۔ تاکہ قارئین کی اخلاقی روحانی اور معاشرتی اصلاح ہو سکے۔

اگر کوئی غلطی ہو تو قارئین صفحہ اور سطر نمبر کا حوالہ دے کر نشاندہی فرمائیں تاکہ جلد دوم میں اسے تصحیح کے ساتھ دوبارہ شامل کیا جائے میں تاریخ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ تمام بھائیوں کا ممنون ہوں۔ جنھوں نے دوران تکمیل تاریخ الھاشمی میری مدد اور حوصلہ افزائی فرمائی اور ساتھ سفر کیا اپنے قبیلہ کے حالات نوٹ کرائے۔ اور اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔ خدا انھیں اس کار خیر کا صلہ دے۔ تاریخ الھاشمی جلد اوّل کا مسودہ جو پہلے تیار کیا گیا تھا۔ اس سے آٹھ گنا بڑا تھا۔ جس کو مزید تحقیق کے بعد دوبارہ خلاصہ تیار کیا گیا ہے۔ میں ان تمام مورخین کا ممنون ہوں اور جو وفات پا چکے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کے ساتھ دعا گو ہوں کہ خدا انھیں اس کا صلہ دے۔ کہ انھوں نے اپنے اوقات زندگی کو صرف کر کے گذشتہ حالات کو تاریخوں کی شکل میں جمع کیا جن سے استفادہ لے کر تاریخ الھاشمی مرتب کی گئی ہے۔ آج کی باتیں کل کی تاریخ ہوتی ہے اس کے بعد تمام امت مسلمہ سے بلکہ تمام عالم انسانیت سے معافی کا طالب ہوں اگر کسی فرد قوم یا قبیلہ کی کوئی دل آزاری میرے قلم سے ہوئی ہو تو معاف کرنا اوّل تو میں نے جان بوجھ کر کوئی ایسی

غلطی کا ارتکاب کرنے سے بہت گریز بھی کیا ہے۔ اصل میں تمام امت مسلمہ ایک قوم ہے مگر تعارف و پہچان کے غرض سے قبائل کا وجود میں آنا بھی امر الٰہی ہے۔

فقط والسلام

دعاگو

میاں محمد الیاس ولد میاں محمد رفیق ھاشمی
مصنف تاریخ الھاشمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ایک جائزہ ○

ہر قبیلہ کی تاریخ اس قبیلہ کی میراث ہوا کرتی ہے اور قبیلہ کی حقیقت و عظمت تاریخ کے اوراق میں ہی بند ہوا کرتی ہے۔ تاریخ قبیلہ کے ماضی کا آئینہ اور مستقبل کا راستہ ہوتی ہے۔ راقم نے مصنف میاں محمد الیاس ہاشمی کے مرتب کردہ مسودہ تاریخ الہاشمی کو بغور پڑھا ہے۔ مصنف کی محنت قابل ستائش ہے۔ تاریخ کا مسودہ جامع ہے حوالہ جات کی کُتب بر محل اور واضح ہیں۔ تاریخ الہاشمی دراصل متفرق تواریخ کے مجموعہ کا ایک اقتباس ہے۔ مصنف نے اپنی ذاتی جانی اور مالی قربانی سے ایک ایک آدمی سے ملاقات کر کے معلومات اکھٹی کیں پھر اس مجموعہ کی تصدیق کے لئے ہر مناسب راستہ اختیار کیا۔ اور صاحب الرائے علمی احباب سے اطمینان بخش رائے لے کر مسودہ کو عملی شکل دی۔ بے شک مصنف کی کلوش قابل داد ہے۔ اس مادہ پرستی کے دور میں کسی کو ایک خط لکھنے کی فرصت نہیں تاریخ لکھنا اور پھر اس بکھرے ہوئے خاندانکی توجان جوکھوں کا کام ہے۔ وہ قوم یا قبیلہ نہیں جس کی تاریخ نہیں وہ آہستہ آہستہ اپنی حیثیت و وجود ختم کر دیتے ہیں جن کی مکمل تاریخ نہیں ہوتی وہ رفتہ رفتہ اپنے آباؤ اجداد کو بھول کر انساب کھو جاتے ہیں اور پھر دوسرے خاندانوں میں ضم ہو کر اپنی حیثیت گنوا دیتے ہیں۔ جب کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اسلام نے یہ درس دیا ہے کہ نسب ناموں کو محفوظ رکھیں تاکہ اپنی پہچان و تعارف قائم رہے اور خاندان بھٹکنے نہ پائیں کیوں کہ نسب کا بدلنا بحوالہ احادیث کفر ہے۔ اس وجہ سے بھی قبیلہ کی تاریخ کو اہم مقام حاصل ہے۔

فقط والسلام بندہ خاکسار الرقوم ہیڈ ماسٹر عبد الغفور خان ایم۔ اے، بی۔ ایڈ۔

ولد مولانا قاضی محمد اسماعیل ہاشمی ریڑہ باغ آزاد کشمیر

حضرت آدم علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

واذقال ربک للملکتہ انی جاعل فی الارض خلیفتہ

ترجمہ: اے رسول اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں اپنا ایک نائب زمین میں بنانے والا ہوں۔ تو فرشتے تعجب سے کہنے لگے کیا تو زمین میں ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو زمین میں فساد اور خونریزیاں کرتا پھرے۔ حالانکہ اگر خلیفہ بنانا ہی ہے تو ہمارا حق ہے کیوں کہ تیری حمد و تعریف سے تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی ثابت کرتے ہیں تب خدا تعالیٰ نے فرمایا اس میں تو شک ہی نہیں کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور آدمؑ کی حقیقت ظاہر کرنے کی غرض سے آدمؑ کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے پھر ان فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تم اپنے دعوے میں کہ ہم مستحق خلافت ہیں سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ تب فرشتوں نے عاجزی سے عرض کی تو ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے ہم کو جو کچھ تو نے بتایا ہے اس کے سوا کچھ نہیں جانتے تو بڑا جاننے والا ہے۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے حکم دیا کہ اے آدم علیہ السلام تم ان فرشتوں کو ان سب چیزوں کے نام بتا دو پس جب آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ان سب چیزوں کے نام بتا دیئے۔ تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کیوں میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے چھپے ہوئے راز کو جانتا ہوں۔ اور جو کچھ تم اب ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے وہ سب جانتا ہوں اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب کے سب جھک گئے۔ مگر شیطان نے انکار کیا۔ اور غرور میں آگیا اور کافر ہو گیا اور میں نے آدم علیہ السلام سے کہا اے آدم علیہ السلام تم اپنی بیوی سمیت بہشت میں رہا سہا کرو گے تب شیطان نے آدمؑ و حواؑ کو دھوکہ دے کر وہاں سے ڈگمگایا اور آخر ان کو جس عیش و راحت میں تھے اس سے نکال پھینکا اور ہم نے کہا اے آدمؑ و حوا تم زمین پر اتر جاؤ تم میں سے ایک کا ایک دشمن ہو گا اور زمین میں تمہارے لئے ایک خاص وقت قیامت تک ٹھراؤ اور ٹھکانہ ہے پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے معذرت کے چند الفاظ

سیکھے پس خدا نے ان الفاظ کی برکت سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرلی۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور جب آدم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ یہاں سے اتر پڑو تو یہ بھی کہہ دیا تھا۔ کہ اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو اس کی پیروی کرنا کیوں کہ جو لوگ میری ہدایت پر چلیں گے ان پر قیامت میں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ رنجیدہ ہوں گے۔

اور یہ بھی یاد رکھو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہی جہنمی ہیں اور ہمیشہ دوزخ میں ہی پڑے رہیں گے۔ پارہ ۴ ۔۔۔۔۔ سورۃ النساء و ترجمہ (اے لوگو اپنے اس پالنے والے سے ڈرو جس نے تم سب کو صرف ایک شخص سے پیدا کیا اور وہ اس طرح کے پہلے ان کی باقی مٹی سے ان کی بیوی حوّا کو پیدا کیا اور صرف انہی دو میاں بی بی سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دئے۔ " سورت انعام پ۷ ترجمہ وہ تو خدا ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تمہارے مرنے کا ایک وقت مقرر کر دیا اور تم کو معلوم نہیں مگر اس کے نزدیک قیامت کا ایک وقت مقرر ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو حضرت آدمؑ کی نویں یا دسویں پشت میں حضرت نوح علیہ السلام ہوئے جن کی قوم نافرمانی کی وجہ سے طوفان میں غرق ہوئی۔ نسل آدم علیہ السلام کا سلسلہ پھر حضرت نوح علیہ السلام سے چلا اور آپ ابو البشر ثانی کہلائے۔ تاریخ اسلام میں حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۲ ۔ ۹۴۶ برس لکھتے ہیں واللہ عالم جب بہشت سے زمین پر اتارے گئے تو دونوں میاں بیوی ایک صدی کی جدائی کے بعد مقام عرفات میں جا کر ملے آپ خلیفۃ اللہ صفی اللہ لقب ابو الابشر کہلاتے ہیں آپ کا قد ۶۰ ۔ ۷۰ گز کا لکھا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام

سورت هود پ ۱۲

ترجمہ اور ہم نے

نوح علیہ السلام کو ضرور ان کی قوم کے پاس بھیجا اور انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تو تمہارا (عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں (اور) یہ سمجھاتا ہوں کہ تم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو

میں تم پر ایک دردناک دن (قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں تو ان کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں اپنا ہی سا ایک آدمی سمجھتے ہیں اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو ہوئے بھی ہیں تو بس صرف چند ہمارے رذیل لوگ اور وہ بھی بے سوچ سمجھے (سرسری نظر میں) اور ہم تو اپنے اوپر تم لوگوں کی کوئی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔(نوح نے کہا) اے میری قوم کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ اگر اس اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے اپنی سرکار سے رحمت (نبوت) عطا فرمائی ہے اور وہ تمہیں سجھائی نہیں دیتی تو کیا میں اسے زبردستی تمہارے گلے منڈھ سکتا ہوں اور تم اسے ناپسند کئے جاؤ اور اے میری قوم میں تو تم سے اس کے صلہ میں کچھ مال کا طالب نہیں میری مزدوری تو بس خدا کے ذمہ ہے اور میں تو تمہارے کہنے سے ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں نکال نہیں سکتا۔(کیوں کہ) یہ لوگ بھی ضرور اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہوں گے۔ مگر میں تو دیکھتا ہوں کہ کچھ تم ہی لوگ (ناحق) جہالت کرتے ہو اور اے میری قوم اگر میں ان بیچارے غریب ایمانداروں کو نکال دوں تو خدا (کے عذاب) سے بچانے میں میری مدد کون کرے گا۔ تو کیا تم اتنا بھی غور نہیں کرتے اور میں تو تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدائی خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب دان ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ فرشتہ ہوں اور جو لوگ تماری نظروں میں ذلیل ہیں انھیں میں یہ نہیں کہتا کہ خدا تعالی ان کے ساتھ ہرگز بھلائی نہیں کرے گا۔ اور ان لوگوں کے دلوں کی بات خدا تعالی ہی خوب جانتا ہے۔ اور اگر میں ایسا کہوں تو میں بھی یقینی ظالم ہوں۔ وہ لوگ کہنے لگے اے نوحؑ تم ہم سے یقیناً بہت جھگڑے اور جھگڑ چکے پھر اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی ہمیں دھمکی دیتے تھے۔ ہم پر لاؤ نوح علیہ السلام نے کہا اگر چاہے گا تو بس خدا ہی تم پر عذاب لائے گا اور تم لوگ کسی طرح اسے ہرا نہیں سکتے۔ اور اگر میں چاہوں کہ تمہاری (کتنی ہی) خیر خواہی کروں اگر خدا کو تمہارا بہکانہ منظور ہے تو میری خیر خواہی کچھ بھی تمہارے کام نہیں آسکتی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ جانا ہے۔ سورت والصٰفٰت۔ ترجمہ اور نوحؑ نے اپنی قوم سے مایوس ہو کر ہم کو ضرور پکارا تھا۔ تو دیکھو ہم کیا خوب جواب دینے والے تھے۔ اور ہم نے اس کو اور ان کے لڑکے بالوں کو بڑی سخت مصیبت سے نجات دی اور ہم نے انہیں وہ برکت دی کہ ان ہی کی اولاد کو (دنیا میں)

برقرار رکھا اور بعد کو آنے والے لوگوں میں ان کا اچھا چرچا باقی رکھا کہ ساری خُدائی میں (ہر طرف) سے نوحؑ پر سلام (ہی سلام) ہے ہم نیکی کرنے والوں کو یوں جزائے خیر عطا فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ نوحؑ ہمارے ایماندار بندوں سے تھے۔ پھر ہم نے باقی لوگوں کو ڈبو دیا اور یقیناً ان ہی کے طریقے پر چلنے والوں میں ابراھیم علیہ السلام ضرور تھے۔ پ ۲۷ سورت الذاریت ترجمہ ہم نوح کی قوم کو ہلاک کر چکے تھے بے شک وہ بدکار لوگ تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم موصل میں آباد تھی۔ دنیاوی عیش عشرت نے انہیں راہ خدا سے رشد وہدایت سے بہت دور کر دیا تھا۔ کیوں کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام کا دور گزر چکا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں بت پرستی رائج تھی۔ آپ کو ۵۰ برس کی عمر میں بنوت ملی تھی۔ ۶۰۰ سال تک تبلیغ کرتے رہے لیکن اس عرصہ میں صرف چالیس افراد ایمان لائے جب کہ ان کے علاوہ کچھ آپ کے رفقاء بھی ایمان لائے حضرت نوح علیہ السلام دعوت و تبلیغ کے لئے جاتے تو لوگ ان پر پتھر برساتے اور جسم لہولہان ہو جاتا اور ان کا مذاق اڑایا کرتے جب آپ کی عمر مبارک ۶۶۰ برس دو ماہ کو پہنچی اس سے قبل کہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں ایک کشتی تیار کرلی تھی۔ آپ نے بددُعا کی اور آسمان سے پانی برسا آپ معہ رفقاء اہل وعیال کے کشتی پر سوار ہو گئے اس طوفان میں آپ کا ایک نافرمان فرزند بھی غرق ہوا یہ طوفان ۱۵۰ دن تک جاری رہا۔ دسویں رجب جب طوفان تھم گیا کشتی جبل جودی پر آکر رک گئی۔ آپ کے اہل وعیال اور ایمان لانے والے لوگ آپ کے ہمراہ نیچے اترے اور بدکار غرق ہوئے۔ دسویں محرم آپ قریہ قروی جس کو (ثمانین) بھی کہتے ہیں۔ آباد ہو گئے۔ اور تمام ساتھیوں سمیت قربانیاں کیں اور ماہ مبارک کے پہلے پہل روضے بھی رکھے اور خدا کے حکم کے مطابق نماز کے اوقات بھی مقرر فرمائے۔ حضرت ادریس کے بعد آپ کو شرف نبوت ملا حضرت آدمؑ کی شریعت منسوخ ہو کر نئی شریعت کا احیاء ہوا مذکورہ طوفان کے بعد آپ ۳۵۰ برس تک زندہ رہے آپ کے تین فرزند حام۔ سام۔ یافث صاحب اولاد ہوئے کل اہل عالم حضرت نوح علیہ السلام کی اولادوں سے ہیں اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کو ابوالبشر ثانی کہتے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب بحوالہ توریت یوں ملتا ہے۔ اس پر جملہ نسابین نے اتفاق کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام بن شیث بن انوش ابن

قینن یا قینن ابن مہلائیل ابن بردیا بیرد ابن اخنوخ ابن متوشلخ۔ ابن لامک یا لمک ابن نوح آپ کے بیٹوں کی ترتیب یہ ہے۔ یافث بڑے سام منجھلے اور حام چھوٹے تھے۔ طبری کے حوالہ سے سیرت الانبیاء میں نقل کرتے ہیں کہ سام ابو العرب۔ (پدر عرب) اور یافث ابو الروم (پدر روم) اور حام ابو الحبش ابو الزنج) پدر حبش و زنجبار) اس طرح آپ تمام عالم کی اقوام کے موروث اعلےٰ کہلاتے ہیں۔ آپ کا حلیہ مبارک یوں بیان کرتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کا چہرہ نرم سر بڑا طول کی جانب مائل تھا۔ آنکھیں بڑی بازو پر گوشت پنڈلیاں پتلی اور رانیں موٹی تھیں۔ داڑھی بڑی قد و قامت موزوں شدید الغیض تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

شجرہ میں آپ حضرت آدم علیہ السلام کی بیسویں پشت میں شمار ہوتے ہیں آپ کے والد کا نام تاریخوں سے آذر اور تارح ملتا ہے۔ کئی تاریخوں میں ہے کہ آذر بت کا نام تھا۔ تارخ اُسے ملقب ہو کر آذر کہلائے بعض لکھتے ہیں اسی تارخ کا نام آذر بھی ہے۔ جو بُت فروش اور بُت ساز تھا اور کئی تارخ بن آذر لکھتے ہیں قرآن کریم میں ہے۔ ---------------------------

یہاں تفسیر میں لکھتے ہیں اس سے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ آذر سچ مچ حضرت ابراہیمؑ کا والد تھا حالانکہ ایسا نہیں چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو اس نے پالا تھا۔ اس وجہ سے آپ اسے باپ کہا کرتے تھے۔ اور وہ آپ کا چچا یا نانا تھا۔ خدا نے بھی آپ کے قول کی حمایت کردی ورنہ آپ کے والد کا نام تارخ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عجمی تھے۔ آپ کے ایک بزرگ عرب سے بابل جاکر آباد ہوئے تھے۔ آپ کی جائے پیدائش باختلاف رائے بابل ہے۔ مگر زیادہ مُورخین نے بابل کو جائے پیدائش تسلیم کیا ہے۔ آپ کی پیدائش کے وقت بابل کا حکمران نمرود تھا۔ اور خود کو خدا کہلواتا تھا۔

بت پرستی زوروں پر تھی کوئی حق پرست باقی نہ تھا جہالت و گمراہی کا ہر طرف دور دورہ تھا نمرود نے
آذر کو بُت خانہ کا داروغہ مقرر کر رکھا تھا اسی اثناء میں نمرود کے نجومیوں نے پیش گوئی کردی کہ ایک ایسا
آدمی پیدا ہونے والا ہے۔ جو نیا مذہب لائے گا اور شاہی خاندان کا جانی دشمن ہو گا بتوں کو توڑ ڈالے گا اور
شاہی خاندان کے زوال کا سبب بنے گا۔ یہ سُن کر نمرود نے حکم دیا اور پہرے لگادئے کہ کوئی عورت شوہر
کے پاس نہ جانے پائے اور تمام پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کردیا جائے خدا کی قدرت دیکھئے جب آپ
کی والدہ ماجدہ کو دردزہ محسوس ہوا آپ ایک ویرانے کی طرف چلی گئیں کیونکہ ہزاروں بچوں کو آپ نے
قتل ہوتے دیکھا تھا اور نمرود کے خوف کی وجہ سے ایک ویرانے میں جاکر بچہ جنا بچے کو غار میں رکھ کر غار
کے منہ پر پتھر کھڑا کیا گھر آتے ہی خاوند نے حمل کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ بچہ پیدا ہوا تھا اور مر
گیا۔ ابراہیمؑ کے والد نے یقین کر لیا بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ تارخ کو بچے کی پیدائش کا درست علم تھا
مگر دونوں نے نمرود کے خوف کے مارے اس پیدائش کو خفیہ رکھا جب آپ کی والدہ آپ کا پتہ کرنے
گئیں تو آپ اپنا انگوٹھا چُوس رہے تھے ایک انگوٹھے سے شہد اور دوسرے سے دودھ نکلتا تھا آپ کا قد
ایک دن میں اتنا بڑھتا جتنا سال میں بڑھنا چاہیئے کچھ عرصہ تک والدہ نے غار میں ہی آپ کی خفیہ پرورش
کی ابھی آپ جوانی کے قریب تھے کے آپ کو والد ہمراہ گھر لائے آپ نے آج سے پہلے سوائے والد و والدہ
کے کسی کو نہ دیکھا تھا راستہ میں جاتے ہوئے بار بار والد سے سوال کر کے چیزوں کے بارے میں دریافت
کرتے کائنات کی رنگ برنگ چیزوں کو دیکھ کر جناب ابراہیمؑ کو احساس ہونے لگا کہ ان کا کوئی پیدا کرنے
والا بھی ہے ایک رات آسمان پر نظر ڈالی تو ستارہ نظر آیا اور بول اٹھے ہذا ربیؔ جب ستارہ غائب ہو گیا تو فرمایا
کہ میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا جب چاند نکلا ستارے ماند پڑ گئے اور چاند کو روشن دیکھ کر
بولے ہذا ربیؔ جب چاند غروب ہو گیا تو کہنے لگے اگر میرا رب میری ہدایت نہ کرتا تو میں گمراہوں کے ٹولے
میں شامل ہوتا آپ کی پہلی رات آبادی میں گزری تھوڑی دیر بعد زیادہ روشن سورج نکلا تو آپ بولے ہذا
ربی ہذا اکبر جب سورج بھی غروب ہو گیا تو آپ کے دل و دماغ میں یہ خیال آیا کہ جو حقیر ہے وہ حادث
ہے یہ سب ظاہر و غائب ہوتے ہیں تو انہیں ظاہر و غائب کرنے والا ہی قابل پرستش ہے اور لائق خدائی
ہے۔ اس کے بعد آپ کا علم الیقین مضبوط ہو گیا تو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا اے قوم میں بے زار
ہوں اس سے۔ جس کو تم شریک کرتے ہو رب کی طرف میں نے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف اپنا رُخ کر لیا

جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اور میں ان میں سے نہیں جو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ابراہیمؑ کا چاند سورج ستاروں کا دیکھ کر بار بار یہ کہنا کہ ھذا ربی اور پھر گریز کرنا یوں تو ہرگز نہ تھا کہ آپ اپنے رب کو نہ پہچانتے تھے۔ قرآن پاک میں آتا ہے "اور بے شک ہم نے ابراہیمؑ کو دیا علم و فہم بالغ ہونے سے پہلے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اس کا اہل ہے پھر آتا ہے کہ "اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیمؑ کو سلطنت، زمینوں اور آسمانوں کی تاکہ اسے یقین ہو جائے" یعنی خطرات بشریہ رفع ہو کر ایک وحدہٗ لاشریک پر پختہ یقین ہو جائے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے مدت تک وحدانیت کو دل میں رکھا اور حسب ہدایت بُت فروخت کرنے کو لے جاتے رہے اور یوں آواز دیتے تھے کہ کون خریدار ہے اس چیز کا جو نہ نفع اور نہ نقصان دے سکتی ہے یہ سُن کر لوگ بہت حیران ہوتے اور ان سے بُت نہ خریدتے تھے شام کے وقت آپ ان بُتوں کو نہر پر لے جاتے اور بتوں کے منہ پانی میں ڈبو کر "ذُقا" کہتے پی لے پی لے مگر اس عمل کے نتائج نہایت دور رس تھے لوگوں میں ان کی یہ باتیں مشہور ہو گئیں لوگ حضرت ابراہیمؑ کی ان باتوں کو بھولے پن اور سادگی سے مشابہت دیتے تھے ایک مدت بعد آپ کو نبوت ملی آپ دین حق کی دعوت دینے لگے تب جا کر لوگوں نے محسوس کیا کہ ابراہیمؑ ہمارے بتوں (خداؤں) کی مذاق اڑاتے رہے آپ نے دین حق کی دعوت پہلے اپنے والد کو دی مگر وہ ایمان نہ لائے اس کے بعد آپ نے قوم کو دین کی دعوت دی جو سوال و جواب سترھویں پارہ میں موجود ہیں حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے والد اور نمرود اور قوم کو کہا یہ کیا صورتیں ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو آپ کے اعتراض کا وہ جواب نہ دے سکے اور یوں کہا کہ ہمارے باپ دادا ان کی پرستش کرتے تھے ہم بھی "تقلیداً" پوجتے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اگر تم "تقلیداً" ان کی پوجا کرتے ہو تو بے شک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھُلم کھلا گمراہی میں ہو آپ کے ان الفاظ کو ان لوگوں نے مذاق سمجھ کر پوچھا ابراہیمؑ کیا تو یہ بات سچے دل سے کہہ رہے ہو یا "ذُقا" کہتے ہو آپ نے فرمایا جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ خدا نہیں بلکہ تمہارا رب وہ ہے۔ جس نے تمام کائنات کو خلق کیا اور زمین و آسمان بنائے اس پر لوگوں کو خیال آیا کہ ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (یعنی بتوں) کا جاہ و جلال دکھلایا جائے تاکہ اس کے خیالات تبدیل ہو سکیں اُدھر ابراہیمؑ سوچ رہے تھے کہ بتوں کی بے بسی ان پر ظاہر کی جائے تاکہ ان کے دلوں پر سے بتوں کا اثر زائل ہو اور حقیقت پر آجائیں چنانچہ ان کی عید کا دن آیا اور حضرت ابراہیمؑ سے آکر کہنے لگے تم آج ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم تمہیں اپنے خداؤں یعنی بتوں کی

عظمت دکھائیں آپ نے انہیں ٹال دیا اور جب وہ ناامید واپس لوٹ رہے تھے آپ نے دبی آواز میں فرمایا تم جاچکو تو میں تمہارے خداؤں کا علاج کروں گا کئی لوگوں نے یہ آواز سن بھی لی جب لوگ چلے گئے حضرت ابراہیمؑ بُت خانہ میں چلے گئے آج بُت خانہ میں بہت آرائش و زینت کی گئی تھی بڑا بُت تخت پر رکھا ہوا تھا اور اس کے اردگرد چھوٹے چھوٹے بُت رکھے ہوئے تھے سال میں ایک دن ایسا مقرر تھا جب ان بتوں کو نہلایا دُھلایا جاتا اور نئے کپڑے پہنائے جاتے اور طرح طرح کے کھانے ان کے سامنے رکھے جاتے اس دن عید ہوتی اور لوگ واپس آکر بتوں کے آگے سجدہ کے بعد یہ لگایا ہوا کھانا تبرکاً" بانٹ کر کھاتے تھے اس دن خود پُرانے کپڑے پہنتے تھے عید کا دن تھا ابراہیمؑ نے ان بتوں سے کہا تم لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے پھر کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے بولتے کیوں نہیں اس کے بعد آپ نے بُت توڑنے شروع کر دیئے اور بڑے بُت کو نہ توڑا اور اس کے کندھے پر کلہاڑہ رکھ کر آپ واپس تشریف لے گئے بُت خانہ کے پجاری جب سجدہ کرنے واپس آئے دیکھا اور کہا کہ آج تو ہمارے خداؤں کی کوئی بُری حالت کر گیا اور آپس میں سوال و جواب کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے خداؤں کو صرف ابراہیمؑ ہی برا بھلا کہتا ہے یہ اسی نے توڑے ہوں گے اور فیصلہ یہ ہوا کہ نمرود کو اس کی خبر دی جائے کہ بت ابراہیمؑ نے ہی توڑے ہوں گے جب نمرود کو یہ خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو دربار میں حاضر کیا جائے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو لوگ ہمراہ لے کر چلے اور چلتے ہی پوچھ گچھ بھی شروع کی اور امید تھی کہ اس کاروائی کی کوئی شہادت مل جائے حضرت ابراہیمؑ کو گھیر کر دربار نمرود میں ساتھ لائے نمرود نے آپ سے سوال کیا یہ کام کس نے کیا ابراہیمؑ انکاری بھی نہ ہوئے اور صاف صاف الفاظ میں اقرار بھی نہ کیا بلکہ فرمایا کیا ہے یہ کام ان سے بڑے بُت نے کیا ہو گا اس سے پوچھ لو اگر وہ بولتا ہو تو اور فرمایا اس میں عجب نہیں کہ بڑے بُت نے چھوٹے بتوں کو توڑا ہو گا کیوں کہ اس کی موجودگی میں چھوٹوں کی پرستش اسے ناگوار گزرتی ہو گی اس وجہ سے اس نے چھوٹے بُت توڑ ڈالے ہوں گے یہ سن کر لوگوں کے چہروں پر ناگواری فکر و تشویش کے آثار نمودار ہو گئے اور ایک دوسرے سے بھی کہنے لگے بے شک تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر چند لمحات کے بعد ان کو شیطان نے تھپکی دی اور کہنے لگے تم کو معلوم نہیں کہ یہ بولتے نہیں اسی لئے ان بتوں سے پوچھنے کو کہتے ہو ابراہیمؑ سچ سچ بتادو یہ توڑ پھوڑ ہمارے خداؤں کی کس نے کی ہے آپ نے ان کی جہالت آمیز بات پر جواب دیا کہ تم خدا کو چھوڑ کر کیوں ان کو پوجتے ہو جو نہ نفع نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، تف ہے

تم پر اور اس پر جس کی تم پوجا کرتے ہو اور خدا کو چھوڑ چکے ہو کیا تم آپس میں ایک دوسرے کو سمجھا نہیں سکتے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے درمیان سوال و جواب شروع ہوئے نمرود' کیا ابراہیمؑ تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ جواب میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے نمرود بولا یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں اس پر نمرود نے حکم دیا کہ سزائے موت پانے والے دو آدمیوں کو دربار میں حاضر کیا جائے دو مجرم حاضر کئے گئے ایک کو قتل کرایا اور ایک کو آزاد کر دیا پھر بولا ابراہیمؑ تیرے رب میں مجھ سے بڑھ کر اور کیا خوبیاں ہیں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میرا رب مشرق سے سورج کو طلوع کرتا ہے تو مغرب سے طلوع کر کے دکھا اس پر نمرود بے بس اور خاموش ہو گیا حضرت ابراہیمؑ اٹھ کر چلے گئے۔ لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کے قتل کے منصوبے تیار کئے اور کئی لوگوں نے آپ کو شہر سے نکالنے کا فیصلہ دیا اور کئی اس بات پر متفق ہوئے کہ حضرت ابراہیمؑ کو زندہ آگ میں جلا دیا جائے اور اس بات پر نمرود نے بھی اتفاق کیا اور درباریوں کو حکم دیا کہ لکڑیوں کا ایک ڈھیر جمع کیا جائے بت پرستوں نے لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا دیا اور شہر بابل میں حضرت ابراہیمؑ کو زندہ جلانے کی تیاریاں مکمل ہوئیں چنانچہ آگ جلانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ کو ایک منجنیق کے ذریعے آگ کے درمیان ڈال دیا گیا۔ تمام مخلوق نے گڑگڑا کر اللہ کے حضور میں فریاد کی اور کہا کہ اگر ابراہیمؑ جل گئے تو دنیا میں تیرا نام لیوا کوئی نہیں رہے گا۔ اور خدا سے حضرت ابراہیمؑ کی مدد کے لئے اجازت چاہی باری تعالیٰ نے فرمایا اگر ابراہیمؑ تماری مدد قبول کرلے تو اجازت دیتا ہوں اور وہ اگر تماری مدد نہ چاہئے تو اس پر چھوڑ دو اس کے بعد ہر مخلوق نے خلیل اللہ کے پاس حاضر ہو کر استدعا کی کہ ہم آپ کی کیا مدد کریں آپ حکم دیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا مجھے صرف ایک رب کی مدد درکار ہے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے یہ ایسا جواب تھا جو حقیقت میں لاجواب تھا اور آپ کی شان کے موافق تھا پوری کائنات یہ منظر حسرت سے دیکھ رہی تھی جب آپ کے اردگرد آگ بھڑک اٹھی آپ نے اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف کیا اور فرمایا اے خدا توں واحد ہے زمین اور آسمان میں اور بس کافی ہے مجھے تیری مدد تو بہت اچھا میرا وکیل ہے ابھی آگ آپ تک نہ پہنچی تھی باری تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا اور وہ گلزار بن گئی ایک دن نمرود نے اتفاقاً" نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ کو بیٹھا ہوا پایا اور اپنے حواریوں سے کہا کہ بہت بلند مینار تعمیر کیا جائے لوگوں نے مینار تعمیر کیا نمرود مینار پر چڑھ کر حضرت ابراہیمؑ کو دیکھنے لگا دیکھتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس ان کا ایک کوئی ہم شکل بیٹھا ہوا ہے جو ابراہیمؑ کی احساس تنہائی ختم کرنے کے لئے

اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا تھا ابراہیم کو خوش گلزار میں دیکھ کر نمرود بولا بے شک تیرا رب بہت قدرت رکھتا ہے جس نے تجھے آگ سے بھی بچالیا۔ نمرود بولا ابراہیم کیا تم چل کر باہر آسکتے ہو۔ ابراہیم خراماں خراماں آگ سے چل کر باہر آگئے نمرود نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کون بیٹھا تھا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے پاس ایک فرشتہ بھیجا تھا کہ ابراہیم تنہائی نہ محسوس کرے یہ سن کر نمرود بولا بے شک تیرا رب بہت قدرت اور طاقت رکھتا ہے اس کے بعد نمرود بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کے نام کی قربانی دوں حضرت ابراہیم نے نمرود سے یہ سن کر فرمایا کہ جب تک تو ایمان نہ لائے تیری کوئی عبادت منظور نہ ہوگی اس پر وہ بولا کہ ایمان لانا تو میری شان کے خلاف ہے پھر نمرود نے چار ہزار گائے کی قربانی کی اور اس کے بعد حضرت ابراہیم کو کوئی ایذا نہ دی واللہ اعلم اس واقعہ کے بعد چند لوگ آپ پر ایمان لائے۔

مگر نمرود کے خوف سے خفیہ ہی رہے کچھ عرصے بعد آپ اپنے رفقاء اور اہلبیت کو لے کر بابل سے حران چلے گئے کچھ عرصے تک حران ٹھہرنے کے بعد آپ حکم الٰہی کے مطابق ہجرت کر کے ارض کنعان پہنچے جس وقت حضرت ابراہیمؑ بیت المقدس تشریف لائے آپ کی عمر مبارک ۷۵ برس کی تھی بعد ازاں آپ مصر پہنچے۔ وہاں کا حکمران رقیون تھا بادشاہ مصر نے آپ کی نیک نامی پر دھبہ لگانا چاہا لیکن ناکامی کے بعد بہت شرمسار ہوا اور نہایت عزت و احترام سے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے ہاں رکھا اور اپنی بیٹی ہاجرہ حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کر دی آپ کی پہلی بیوی سارہ نامی تھیں جن کے بطن سے حضرت اسحٰق اور حاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اسی دوران آپ شام چلے گئے۔سارہ اور حاجرہ کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی وہ ان دونوں ماں بیٹے کو برداشت نہ کرتیں تھیں چنانچہ خدا کا حکم بھی تھا اور سارہ کے کہنے پر حضرت ابراہیمؑ دونوں ماں بیٹے کو عرب کے ریگستان میں چھوڑ آئے سارہ ابراہیمؑ کے چچا کی بیٹی تھیں جب حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے تو خلیل اللہ کی عمر مبارک ۸۵ برس کی تھی حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش کے وقت خدا نے آپ کو بشارت دی کہ اسمٰعیلؑ کے ہاں ۱۲ اولادیں ہوں گی اور ہر ایک ان کا بیٹا بڑے سلسلہ کا رئیس ہو گا۔

حضرت اسمٰعیلؑ علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ دونوں بیویوں کے ہمراہ مقام خلیل میں آباد تھے۔ سائرہ کی رنجش کی وجہ سے اور حکم الٰہی سے دونوں ماں بیٹے کو ایک نئی دنیا بسانے عرب کے ریگستان مقام زم زم لے جاکر چھوڑنے کا ارادہ کیا اور کچھ زادراہ بھی لیا اور بیوی حاجرہ اور بیٹے اسمٰعیلؑ کو ایک خچر پر سوار کیا اور مقام زم زم پہنچایا جب حضرت ابراہیمؑ واپس ہونے لگے حضرت حاجرہ نے سوال کیا کس کے کہنے پر آپ ہمیں اکیلا ویرانے میں چھوڑ کر جارہے ہیں یہاں نہ پانی ہے نہ خوراک ہے اور نہ سایہ ہے ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میرے رب کا حکم ہے حاجرہ یہ سُن کر بولیں بے شک وہ ہمیں ضائع نہ ہونے دے گا۔ اور پھر خاموشی اختیار کرلی حضرت ابراہیمؑ اُلٹے پاؤں واپس لوٹے اور الفت پدری میں مضطرب ہو کر یہ دعا مانگی "اے رب میں نے اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کہ کھیتی نہیں ہے، تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل رکھ اور ان کو روزی دے میوؤں سے شائد وہ شکر کریں۔"

خدا نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ اور آپ دونوں کو چھوڑ کر واپس آگئے ایک دو روز میں پانی جو ساتھ لائے تھے ختم ہو گیا حضرت اسمٰعیلؑ پیاس سے لاچار ہو گئے۔ حضرت حاجرہ نے صفا و مروہ کے چکر پانی کی تلاش میں لگانے شروع کئے صفا اور مروہ کے درمیان آپ نے سات چکر لگائے۔ مگر پانی نہ مل سکا آٹھویں مرتبہ پھر پہاڑی پر جارہی تھیں کہ بچے کے رونے کی آواز آئی بیتابی میں بچے کے پاس آئیں تو دیکھا کہ اسمٰعیلؑ رو رہے ہیں اور پاؤں زمین پر رگڑ رہے ہیں دیکھا تو جہاں آپ پاؤں رگڑ رہے تھے وہاں سے پانی نکل آیا ہے بچے کو اٹھایا اور پانی کا بند بنا کر پانی کو روکا اور مشکیزہ بھر لیا اب ان کو پانی تو میسر آگیا لیکن تنہائی کا کوئی حل نہ نکل سکا۔ اب بنی جرہم جو پانی کے لئے مارے مارے پھر رہے تھے۔ پرندوں کی اُڑان آہ و بکا دیکھ کر اس طرف آنکلے دیکھا تو حاجرہ اسمٰعیلؑ کو گود میں لئے اکیلی بیٹھی ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور حاجرہ سے اجازت لے کر یہاں ہی خیمے لگا کر آباد ہو گئے ظاہری طور پر یہی لوگ ماں بیٹے کی تنہائی کا سدباب بنے اسی گروہ میں رہ کر حضرت اسمٰعیلؑ نے نشو ونما پائی اور انہی لوگوں کے آپ نبی کہلائے ادھر سائرہ اور ابراہیمؑ کو بچے کی پیدائش کی بذریعہ وحی بشارت ملی جب کہ سائرہ تو نوے برس کی

اور ابراہیمؑ سو سال کے تھے تو سارہ کے بطن سے حضرت اسحٰق پیدا ہوئے حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر پندرہ برس کو پہنچی تو والدہ رحلت فرما گئیں کفن دفن سے فارغ ہو کر حضرت اسمٰعیلؑ نے بنی جرہم کے گروہ سے ارادہ ظاہر کیا کہ میں اب شام والد کے پاس جارہا ہوں بنی جرہم قبیلہ کو حضرت اسمٰعیلؑ سے بے حد محبت تھی انہوں نے آپس میں مشورہ کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ کو شام جانے سے روک لیا اور عمارہ بنت سعید کے ساتھ ان کا عقد کرا دیا یہ خاتون خاندان عمالیق سے تھیں ایک دن حضرت ابراہیمؑ حاجرہ اور اسمٰعیلؑ سے ملنے آئے اسمٰعیلؑ گھر میں نہ تھے صرف عمارہ تھیں عمارہ سے حضرت ابراہیمؑ نے چند سوال پوچھے تو معلوم ہوا کہ حاجرہ انتقال کر گئیں ان سوالوں کے جواب عمارہ نے نہایت تُرشی میں دیئے جس کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ نے عمارہ کو کہا کہ جب اسمٰعیلؑ گھر آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور کہنا کہ تمارے گھر کی چوکھٹ ٹھیک نہیں اسے بدل دو اور پھر آپ شام کی طرف واپس لوٹے جب اسمٰعیلؑ گھر آئے تو عمارہ نے وہ پیغام خاوند کو دیا تو حضرت اسمٰعیلؑ نے بیوی سے کہا کہ وہ میرے والد تھے اور مجھے یہ کہہ گئے ہیں کہ تم سے علیحدہ ہو جاؤں یعنی تمہیں طلاق دے دوں لہٰذا میں تمہیں طلاق دیتا ہوں پھر حضرت اسمٰعیلؑ نے سیدہ بنت مضاض سے عقد کر لیا جو جرہم قبیلہ سے تھیں ایک عرصہ بعد پھر حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اتفاقاً حضرت اسمٰعیلؑ آج بھی شکار پر گئے ہوئے تھے سیدہ بنت مضاض نے بغیر تعارف کے آپ کی بہت آؤ بھگت کی دودھ گوشت اور جو گھر میں موجود تھا وہ پیش کیا اور معذرت بھی چاہی کہ یہاں گندم پیدا نہیں ہوتی ہم دودھ گوشت اور کھجوروں پر گزارہ کرتے ہیں آپ کے اس حُسن و اخلاق سے ابراہیمؑ بہت خوش ہوئے اور واپسی کا ارادہ کیا بہو نے بہت روکا کہ آپ ہمارے ہاں رہ جائیں مگر آپ کو سارہؓ کی اجازت نہ تھی آپ نے دعا فرمائی جو خیر و برکت کے لئے تھی اور سیدہ کو اسمٰعیلؑ کے لئے ایک پیغام دیا کہ اسمٰعیلؑ جب گھر آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اب تمہارے گھر کی چوکھٹ ٹھیک ہے اسے کبھی نہ بدلنا جب اسمٰعیلؑ گھر آئے تو سیدہ نے بڑے احترام سے حضرت ابراہیمؑ کا نام بتایا اور کہا کہ وہ آپ کو سلام کہہ رہے تھے اور کہتے تھے کہ اب تمہارے گھر کی چوکھٹ ٹھیک ہے اسے کبھی نہ بدلنا بولے کہ وہ میرے والد تھے اور کہہ گئے کہ میں تمہیں کبھی جُدا نہ کروں۔ حضرت اسمٰعیلؑ اس وقت صاحب وحی نہ تھے بلکہ والد کے فرمانبردار فرزند تھے اور پیغمبر کی اولاد تھے والد کے کہنے پر پہلی بیوی کو طلاق دے دی اس میں آپ نے فرمانبرداری کے علاوہ سبقت بھی پالی اس کے بعد باپ بیٹے نے مل کر خانہ کعبہ کی

دوبارہ تعمیر کی تعمیر کعبہ کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں اسمٰعیلؑ کی قربانی کا منظر دیکھا جو در حقیقت خواب نہ تھی بلکہ حکم الٰہی تھا آپ نے بیٹے سے مشورہ کیا جس پر حضرت اسمٰعیلؑ خدا کی راہ میں قربانی کے لئے تیار ہو گئے اور والد سے عرض کیا کہ آپ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں تاکہ چھری چلانے میں آپ کو مجھ پر ترس نہ آئے تاکہ قربانی قبول ہو سکے چنانچہ آپ نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسمٰعیلؑ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر چھری چلائی جنت سے دُنبہ اسمٰعیلؑ کے فدیہ میں آیا اور اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ دونوں ثابت قدم پائے گئے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر

خدا کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ شام سے مکہ تشریف لائے اور خانہ کعبہ کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ حضرت اسمٰعیلؑ بھی تعمیر کعبہ میں شریک رہے حضرت ابراہیمؑ پتھر گارا دیوار پر لگاتے جاتے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ پتھر لا کر والد کو دیتے جاتے تھے جب دیواریں بلند ہو گئیں اور پتھر لگانا محال ہو گیا تو حضرت جبرائیل نے آکر حجر اسود کا پتہ بتایا چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اس پتھر کو اٹھا کر لائے اور مقام رکن پر رکھا اور اس پر کھڑے ہو کر چنائی کا کام کرتے رہے جب خانہ کعبہ تعمیر ہو چکا تو حکم باری تعالیٰ سے حضرت ابراہیمؑ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ پر تشریف لے گئے اور با آواز بلند اعلان کیا اے لوگو بے شک خدا نے تمہارے لئے ایک گھر بنا دیا ہے اور تمہیں اس کی زیارت و حج کا حکم دیا ہے پس تم لوگ اس پر عمل کرو عرب کی دینی تاریخ کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے قبل تمام علاقہ جہالت و گمراہی میں گم تھا چنانچہ تعمیر کعبہ کے بعد اس کی تولیت حضرت اسمٰعیلؑ کے ہاتھ دی گئی۔ آپ پہاڑی سے نیچے اترے اور دونوں باپ بیٹا جو ایمان لا چکے تھے مقام منا اور عرفات گئے قربانی کی پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور شام روانہ ہو گئے جب تک ابراہیمؑ زندہ رہے حج کے موقع پر مکہ تشریف لاتے رہے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد واپس شام چلے جاتے تھے آپ کی زندگی میں خانہ کعبہ کے اردگرد آبادی ہو گئی تھی اور پورے عرب میں کعبہ کو ایک مرکزیت حاصل تھی حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد کعبہ کی تولیت کا شرف ان کے فرزند کے ہاتھ آگیا بنی اسمٰعیلؑ حصول معیشت کی غرض سے مکہ سے باہر چلے گئے تھے حرم کی تولیت پر بنی جرہم قابض ہو گئے تھے اور کافی مدت تک وہ کعبہ کے متولی رہے بنی اسمٰعیلؑ نے رشتہ کی وجہ سے بنی جرہم کو خاطر خواہ رکاوٹ نہ دی کعبہ کی تولیت ساری عرب پر بادشاہی کے برابر تھی اہل جرہم اس کے متحمل نہ ہو سکے اور بد عنوانیاں شروع کر دیں وہ کعبہ کے متولی ہونے کے گھمنڈ میں تھے وہ حجاج کرام کو تنگ کرتے اور کعبہ کا چڑھاوا کھا جاتے اس کے علاوہ انہوں نے ہر قسم کے ظلم و ستم شروع کر دئے ان وجوہات کے پیش نظر بنی اسمٰعیلؑ نے عہد کیا اور بنی جرہم کو مکہ سے نکال دیا اور حرم کی تولیت پر خود قابض ہو گئے اس کے بعد بنی اسمٰعیلؑ ہی حرم کی تولیت پر قابض رہے انکو کا دیگر خاندانوں کے ہاتھ میں یہ شرف جاتا رہا مگر پھر بنی اسمٰعیل میں منتقل ہوتا رہا۔ اس خاندان میں ایک نامور شخصیت عدنان

ہوئے ہیں عدنان سے نبی آخر زماں ﷺ تک بیں چھبیس شمار ہوتی ہیں کئی صحابہ کرام کا شجرہ اسی عدنان تک پہنچتا ہے۔ عدنان بنی اسمٰعیلؑ سے تھے ان کی دسویں پشت بعد فہر نامی ایک بزرگ ہوئے ہیں ان کا صفاتی نام قریش تھا اور بعد میں ان کی اولادیں قریش قبیلہ سے اپنا تعارف کراتی ہیں۔

جب ابراہہ نے کعبہ پر حملہ کیا تو کعبہ کی تولیت عبدالمطلب کے پاس تھی انہی کی عاجزی و دُعا سے ابراہہ کا لشکر بُری طرح تباہ ہوا تھا۔

وجہ تسمیہ قریش

حضرت اسمٰعیلؑ کی انیسویں پشت میں فہر کا نام آتا ہے۔ یہ خاندان بنی اسمٰعیلؑ سے تھا فہر کے والد کا نام مالک تھا چند تاریخوں میں لکھا ہے کہ مالک کا صفاتی لقب قریش تھا اور بعض تاریخوں میں نضر بن کنانہ کو قریش لکھا گیا ہے۔ میری زیرِ مطالعہ تاریخوں نے بالاتفاق فہر کا لقب لکھا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ بھی لکھی ہے جو زیادہ درست ہے اور ان مصنفین کی تحقیق بھی قابلِ داد ہے مؤرخ اسلام علامہ ابن خلدون مترجم بہ موسوم سیرۃ الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ ”فہر کو سب سے پہلے لقب قریش ملا“ بحوالہ تاریخ تذکرۃ الہاشمی کے فہر کے دو بھائی اور بھی تھے ان کی والدہ قبیلہ بنی جرہم سے تھیں۔ یہی فہر تھا جس کا عرف قرش پڑا۔ اور اس کی اولادیں قرش سے قریش کہلائیں سوائے فہر کی اولادوں کے کسی دوسرے بھائی کی اولادیں قریش نہیں کہلاتی تھیں۔ اگر فہر کے باپ کا لقب قرش تھا تو فہر کے دوسرے بھائیوں کی اولادیں بھی قریش کہلاتیں پھر ابن سعید مغربی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ دوسری وجہ تسمیہ قصیٰ بن کلاب نے کعبہ کی تولیت پر دوبارہ قبضہ حاصل کیا تب اس نے تمام اولاد فہر کو اکٹھا کیا اور ان کا نام قریش رکھا کیونکہ قریش کے معنی جمع کرنے کے یا ہونے کے بھی ہیں اس لئے جو فہر کی اولاد سے نہیں وہ وہ قریش نہیں۔ تیسری وجہ تسمیہ لکھتے ہیں ”قریش کے معنی کسب کرنے کے بھی ہیں۔ تجارت بھی کرتے رہے بہادری شجاعت اور جہاد بھی فہر کی اولادیں کرتی رہیں۔ اس وجہ سے بھی انہیں قریش کہا گیا۔ قریش دابتہ البحر بھی مشہور ہے۔ قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی اپنی تصانیف تذکرۃ الہاشمی میں لکھتے ہیں۔ ”اصل لفظ قرش تھا جو بعد میں بدلتے بدلتے قریش ہو گیا قرش مچھلی کا نام تھا کیونکہ سمندر کی باقی مچھلیوں پر قرش مچھلی غالب ہوتی ہے فہر

بہت غالب اور فوقیت کی وجہ سے ملقب قریش ہوئے جس مچھلی کا نام قرش ہے اس کا رنگ سُرخ اور سر موٹا اور قد چھوٹا ہے فہر کا رنگ بھی سُرخ اور سر موٹا تھا اس لئے بھی قرش کہا گیا فہر تمام قبیلوں پر غالب تھے اور دریا کے کنارے بھی رہا کرتے تھے چنانچہ یہی فہر ملقب قرش تھے۔ تاریخ تذکرۃ الہاشمی مدارج النبوت 62=63 اور مرات العرب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "قریش دراصل فہر کا لقب تھا اور وجہ تسمیہ قریش کی یوں لکھتے ہیں چونکہ حضرت فہر کی اولادیں کعبہ کے ارد گرد جمع رہتی تھیں اس لئے ان کا لقب قریش پڑ گیا صاحب غیاث اللغات کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں' قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو عظیم الجثہ ہے' اور تمام دریا کے جانوروں پر غالب ہے چونکہ متذکرہ قبیلہ عرب کے تمام قبیلوں پر فوقیت رکھتا تھا اس وجہ سے یہ قبیلہ قریش مشہور ہوا" احمد جودت پاشا قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ فہر کی اولادوں کو قریش قبیلہ کہا جاتا ہے۔ تاریخ اقوام پونچھ جلد اوّل کے صفحہ ۱۲۴ پر منشی محمد دین فوق لکھتے ہیں "بحر حال قریش کا لقب سب سے پہلے یا ان کے فرزند فہر کے نام پر رائج ہوا ان کی اولاد سے عبدالمناف ہاشم عبدالمطلب وغیرہ جو ہمارے نبیؐ کے جد امجد تھے سب قریش کہلاتے تھے اور اسی لحاظ سے حضرت محمد ﷺ سید القریش کہلائے فہر کے تین فرزند تھے محارب' غالب طرث ان تینوں بھائیوں کی اولادیں قبیلہ قریش کہلاتے ہیں" اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لقب قریش فہر پر پڑا تھا نہ کہ ان کے والد یا دادا کا لقب قریش تھا تاریخ اسلام۔ شاہ معین الدین ندوی حصہ نصف اوّل صفحہ نمبر ۲۴ پر یوں لکھتے ہیں" کہ آگے چل کر عدنان کی نسل سے خاندان قریش کے مورث اعلیٰ فہر کا جس سے اس خاندان قریش کی بنیاد پڑی ظہور ہوا اس کا لقب قریش تھا اس نسبت سے اس کی نسل قریش کہلاتی ہے قریش کے کل خانوادے اسی کی نسل سے تھے تاریخ مری ذ، صفحہ نمبر ۱۹۴ پر شجرہ درج ہے مصنف نے فہر ملقب قریش لکھا ہے قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی لکھتے ہیں کہ کئی مورخ نضر کو قریش لکھتے ہیں مگر اس کا لقب قریش نہیں تھا۔ یہی فہر قریش کے لقب سے مشہور ہوئے غرض یہ کہ اکثریت مؤرخین کی رائے کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ فہر کا صفاتی نام قریش تھا۔ محمدؐ کے زمانہ تک یہ خاندان صرف لفظ قریش سے اپنے قبیلہ کا تعارف کراتا رہا اور اسی زمانہ میں قریش مختلف ذاتوں گروہوں میں منقسم ہوا اور اپنے اپنے مورثان کے ناموں پر مشہور ہوا۔ جیسے صدیقی' قریشی' فاروقی' قریشی امیۂ' قریشی' ہاشمی قریشی' قبیلے ہمیشہ مورثان اعلیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر مشہور ہوتے ہیں۔ قبیلہ قریش سمندر کی طرح پھیلا ہوا ہے جس میں سینکڑوں دریا ملتے

بہت غالب اور فوقیت کی وجہ سے ملقب قریش ہوئے جس مچھلی کا نام قرش ہے اس کا رنگ سُرخ اور سر موٹا اور قد چھوٹا ہے فہر کا رنگ بھی سُرخ اور سر موٹا تھا اس لئے بھی قرش کہا گیا فہر تمام قبیلوں پر غالب تھے اور دریا کے کنارے بھی رہا کرتے تھے چنانچہ یہی فہر ملقب قرش تھے۔ تاریخ تذکرۃ الہاشمی مدارج النبوت 62=63 اور مرات العرب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "قریش دراصل فہر کا لقب تھا اور وجہ تسمیہ قریش کی یوں لکھتے ہیں چونکہ حضرت فہر کی اولادیں کعبہ کے اردگرد جمع رہتی تھیں اس لئے ان کا لقب قریش پڑ گیا صاحب غیاث اللغات کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں' قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو عظیم الجثہ ہے' اور تمام دریا کے جانوروں پر غالب ہے چونکہ متذکرہ قبیلہ عرب کے تمام قبیلوں پر فوقیت رکھتا تھا اس وجہ سے یہ قبیلہ قریش مشہور ہوا" احمد جودت پاشا قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ فہر کی اولادوں کو قریش قبیلہ کہا جاتا ہے۔ تاریخ اقوام پونچھ جلد اوّل کے صفحہ ۱۲۴ پر منشی محمد دین فوق لکھتے ہیں "بحرحال قریش کا لقب سب سے پہلے یا مالک ان کے فرزند فہر کے نام پر رائج ہوا ان کی اولاد سے عبدالمناف ہاشم عبدالمطب وغیرہ جو ہمارے نبیؐ کے جدامجد تھے سب قریش کہلاتے تھے اور اسی لحاظ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سیدالقریش کہلائے فہر کے تین فرزند تھے محارب' غالب طرث ان تینوں بھائیوں کی اولادیں قبیلہ قریش کہلاتے ہیں" اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لقب قریش فہر پر پڑا تھا نہ کہ ان کے والد یا داوا کا لقب قریش تھا تاریخ اسلام۔ شاہ معین الدین ندوی حصہ نصف اوّل صفحہ نمبر ۲۴ پر یوں لکھتے ہیں" کہ آگے چل کر عدنان کی نسل سے خاندان قریش کے مورث اعلیٰ فہر کا جس سے اس خاندان قریش کی بنیاد پڑی ظہور ہوا اس کا لقب قریش تھا اس نسبت سے اس کی نسل قریش کہلاتی ہے قریش کے کل خانوادے اسی کی نسل سے تھے تاریخ مری ذا صفحہ نمبر ۱۹۲ پر شجرہ درج ہے مصنف نے فہر ملقب قریش لکھا ہے قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی لکھتے ہیں کہ کئی مورخ نضر کو قریش لکھتے ہیں مگر اس کا لقب قریش نہیں تھا۔ یہی فہر قریش کے لقب سے مشہور ہوئے غرض یہ کہ اکثریت مؤرخین کی رائے کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ فہر کا صفاتی نام قریش تھا۔ محمدؐ کے زمانہ تک یہ خاندان صرف لفظ قریش سے اپنے قبیلہ کا تعارف کراتا رہا اور اسی زمانہ میں قریش مختلف ذاتوں گروہوں میں منقسم ہوا اور اپنے اپنے مورثان کے ناموں پر مشہور ہوا۔ جیسے صدیقی' قریشی' فاروقی' قریشی امیہ' قریشی' ہاشمی قریشی' قبیلے ہمیشہ مورثان اعلیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر مشہور ہوتے ہیں۔ قبیلہ قریش سمندر کی طرح پھیلا ہوا ہے جس میں سینکڑوں دریا ملتے

ہیں۔ لفظ قریش بہت پرانی اصطلاح ہے لہٰذا اولاد خلفائے بنی عباس سے تعلق رکھنے والے لوگ حضرت ہاشم کے نام سے ہاشمی لفظ سے اپنا تعارف کرایا کریں تاکہ آسانی رہے اس کتاب کا نام بھی اسی لئے تاریخ الہاشمی رکھا گیا ہے اور یہ تاریخ صرف حضرت ہاشم کی اولادوں پر لکھی گئی ہے کیونکہ چار شاخیں ہاشمیوں کی پاک و ہند میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً" اعوان، علوی، سادات، اولا خلفائے بنی عباس اور حضرت حمزہؓ کی نسل کے لوگ جو کوٹلی میرپور میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سب لوگ ہاشم کی اولادیں ہیں اور لفظ ہاشمی سے اپنے قبیلے کی پہچان کراتے ہیں۔ حضرت ہاشم خاندان قریش سے تھے۔

قصیٰ بن کلاب قریشی

فہر کی پانچویں پشت میں قصیٰ کا نام آتا ہے۔ آپ کی والدہ مکرمہ کا اسم فاطمہ بنت عوف بن سعد تھا۔ سعد کا شجرہ نسب فہر سے ہی ملتا ہے۔ آپ کے ننھیال والے بھی قریش تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کلاب کا جب انتقال ہوا تو قصیٰ بہت چھوٹے تھے۔ آپ کی والدہ نے قبیلہ بنی عذرہ میں دوسری شادی کر لی تھی۔ چنانچہ آپ والدہ کے ہمراہ چلے گئے۔ اور زیر پرورش رہے جب قصیٰ ایام جوانی کو پہنچے اور اپنے خاندان کے بارے میں علم ہوا خاندان قریش کی بزرگی اور عظمت سے متعارف ہونے کے بعد آپ نے قبیلہ بنی عذرہ کے ساتھ رہنا گوارہ نہ کیا۔ اور واپس اپنے خاندان میں پہنچ گئے۔ دادیال والوں نے آپ کی قابلیت کو دیکھ کر بہت عزت دی آپ ایک باصلاحیت اور نہایت ہی بہادر تھے۔ حجاز آکر آپ نے یہاں کی موجودہ صورتحال کا جائزہ لیا اس زمانہ میں قبیلہ قریش کی حالت نہایت ہی خراب تھی۔ ان میں کوئی نظم وضبط نہ تھا۔ اور مختلف گوشوں میں منتشر تھے۔ دینی طور پر بھی بہت کمزور تھے۔ قصیٰ نے دین کے بارے میں بھی کافی بہتری پیدا کی اور خاندان کے لوگوں کو جگہ جگہ سے لا کر اکٹھا کیا۔ اور کعبہ کے قرب وجوار میں لا کر آباد کیا کعبہ پر بنی خزاعہ قابض تھے۔ حرم کی تولیت پر خلیل خزاعی نے قبضہ کر رکھا تھا۔ یہ تقریباً پانچویں صدی عیسوی کا واقعہ ہے اب قصیٰ نے کعبہ کو دوسروں سے چھڑانے کا فیصلہ کیا کیوں کہ قصیٰ بچپن سے ہی حوصلہ مند بہادر عاقل اور امارت پسند تھے۔ قبیلہ قریس کا کھویا ہوا وقار حاصل کرنے کے لیئے انہوں نے بنی کنانہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور خلیل خزاعی سے اس منصب تولیت کو چھین لیا اور

قبیلہ بنی خزاعہ کو مکہ سے نکال کر دیگر قریش خاندان کو جو حجاز کے مختلف گوشوں میں بٹے ہوئے تھے۔
انھیں مکہ لا کر آباد کیا۔ اور کعبہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا پھر ایک چھوٹی سی ریاست قائم کی اور اس پر نظام
حکومت نافذ کیا۔ قصیٰ نے یہ ریاست جمہوری اصولوں پر چلائی اور اس کے بڑے تین شعبے قائم کئے فوجی
'مذہبی ' اور عدالتی پھر ان تین محکموں کو کئی دیگر شعبوں پر تقسیم کیا۔ قصیٰ کے وقت سے ہی اس قبیلہ
قریش کی سیاسی اور تاریخی اہمیت بڑھی قصیٰ ایک نامور اور تاریخی شخص تھے گویا قبیلہ قریش کی تاریخ کا
اسی دور سے آغاز ہوا خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ کے دور سے ہی ایک مرکزیت حاصل تھی۔ اب اس میں
زیادہ بہتری آگئی ملک کے گوشے گوشے سے ہزاروں حاجی ہر سال فریضہ حج ادا کرنے آتے تھے۔ ان کے
رہن سہن اور کھانے پینے کا کوئی مکمل بندوبست نہ تھا۔ قصیٰ نے ایک فنڈ حجاج کرام کے لئے رکھوایا اور
دور سے آنے والے حجاج کا اس فنڈ سے رہائش خورد و نوش کا بندوبست کیا پانی کی قلت کی وجہ سے حجاج کو
بہت تکلیف ہوتی تھی۔ قصیٰ نے اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے حوض بنوایا جس سے حجاج کی یہ
تکلیف بھی رفع ہو گئی۔ تاریخ اسلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دوران میں خانہ کعبہ میں بہت سارے
بُت بھی موجود تھے۔ گو کہ یہ لوگ دین ابراہیمی کے پیرو تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وقت ان
میں کفر و شرک اور بُتوں سے عقیدت جہالت موجود تھی۔ قصیٰ کے چھ فرزند تھے۔ انتقال کے وقت قصیٰ
نے حرم کے تمام منصب اپنے فرزند عبدالمناف کے حوالہ کئے اور عبدالمناف کو قریش کی سیادت پر نامزد
کیا۔ عبدالدار کی نااہلی کے پیش نظر عبدالمناف نے سقایہ اور رفادہ کے منصب عبدالدار سے لے لئے۔
عبدالمناف کے بھی چھ فرزند ہوئے۔ بعض شجروں سے سات فرزند ظاہر ہوتے ہیں۔ عبدالمناف کے
فرزندوں میں سے ہاشم بڑے نامور اور بااثر تھے۔ تاریخ تذکرۃ الھاشمی میں ہے عبدالمناف کے ان سات
فرزندوں میں سے ہاشم کو فوقیت اور امتیاز حاصل تھا۔ کیوں کہ یہی حضور اکرمؐ کے دادا تھے۔ پھر لکھتے ہیں
نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام سے پشت بہ پشت منتقل ہوتا ہوا عبداللہ تک پہنچا۔ یہ نور جس شخص کی
پیشانی میں رکھا جاتا وہ اپنے وقت میں سب مخلوق سے ممتاز اور بااخلاق اور اعلیٰ صفات ہوتا رہا۔ اور لوگوں
میں بھی معتبر اور ہردلعزیز کہلاتا۔ علامہ ابن خلدون مترجم سیرت الانبیاء میں لکھتے ہیں "قصیٰ نے پانچویں
صدی عیسوی میں بڑا اقتدار حاصل کیا اس زمانہ میں حرم کے متولی خلیل خزاعی نے وصیت کی کہ حرم کی
تولیت قصیٰ نے خلیل کی صاحبزادی سے جن کا حبی تھا۔ شادی کی تھی اور تعلق سے خلیل خزاعی نے وصیت

کی کہ حرم کی تولیت قصیٰ کے سپرد کی جائے قصیٰ نے ہی دار الندوہ وغیرہ قائم کئے تھے۔" قصیٰ کے تین بیٹے انہوں نے لکھے ہیں عبد الدار اور عبد المناف، عبد العزی صفحہ ۴۸۸ سیرۃ الانبیاء۔

عبد المناف قریشی

بحوالہ تاریخ تذکرۃ الھاشمی

آپ کا نام مغیرہ بھی ملتا ہے۔ لکھتے ہیں مناف بت کا نام تھا اسی نام پر والد نے عبد المناف آپ کا نام مشہور کر دیا۔ صفحہ ۲۹ آپ قصیٰ کے بڑے نامور فرزند تھے قریش کی سیادت پر مامور رہے اور اپنے بھائی عبد الدار سے سقایہ اور رفادہ کے منصب بھی سنبھال لئے تھے۔ کعبہ میں بُت رکھے تھے۔ یہ لوگ حضرت ابراھیمؑ کے پیرو تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ جہالت و گمراہی ان میں آچکی تھی یہ دور صرف عرب اور قریش کی سیاسی تاریخ کا دور تھا۔ ان کی مذہبی تاریخ کا آغاز طلوع اسلام سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوئے۔ ان کی تبلیغ کا اثر وقتی ہی رہا پانچویں صدی عیسوی کے آخر کا حال یوں تھا۔ کہ کوئی قوم خدا کی نام لیوا نہ رہ گئی تھی۔ جن قوموں میں کچھ نہ کچھ نور الٰہی کی کرن تھی جہالت کے پردوں نے اس پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ جہالت کے رسم و رواج عام تھے۔ اگر کہیں حکومت تھی تو بھی سربراہ راہب کا درجہ رکھتا تھا۔ اور رعایا سے پرستش کراتا تھا اس سے جہالت اور گمراہی نے رفتہ رفتہ تمام قوموں کو اپنے پنجہ میں جکڑ لیا تھا۔ روم و فرنگ میں حضرت عیسیٰؑ اور مریم کے بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ گویا تمام عالم میں دین حق ماند پڑ رہا تھا۔ اس دور کے بعد کفر و شرک نے بہت زور پکڑا اور ایسے ایسے کفر کے نمونے سامنے آئے۔ جو تاریخ اسلام قبل از اسلام میں وضاحت کے ساتھ درج ہے۔ الہامی کتابوں کے حوالے توڑ مروڑ کر پیش کئے جاتے تھے۔ اور سب کام اپنی مرضی کے مطابق کرتے تھے۔ عبد المناف کے بھی چھ فرزند تاریخ اسلام نے ظاہر کئے ہیں۔ بحوالہ تاریخ اسلام حصہ نصف تا آخر مصنف شاہ معین الدین ندوی۔

ہاشم بن عبد المناف قریشی

حضرت ہاشم کے تین فرزند ہوئے عبدؔالمطلب' اُسد' عیداق' آپ کعبہ کے سقایہ اور فادہ کے متولی تھے۔ آپ نہایت سخی مہمان نواز' اور غرباء پرور تھے۔ آپ نے دوسرے بھائیوں کے مقابلے میں بہت شہرت پائی۔ ایک دور میں ایسا قحط پڑا کہ تمام مخلوق خوراک نہ ملنے کی وجہ سے بھوکی ہو گئی۔ اس وقت میں ہاشم ملک شام سے روٹیاں خرید کر لاتے اور اونٹ ذبح کر کے اس کا شوربہ پکاتے اور روٹیاں چورا کر کے شوربہ میں بھگو دیتے۔ اور ایک چوراہے میں جا کر بیٹھ جاتے جو بھی یہاں سے گزرتا اسے روٹی کھلاتے کہتے ہیں کہ اس عمل کی وجہ سے آپ کا لقب ہشم پڑا جو بعد میں ہاشم مشہور ہو گیا۔ اس خاندان قریش میں قصیٰ کے بعد ہاشم نے بہت ناموری اور شہرت پائی۔ آپ متولی کعبہ اور بڑے رُتبہ کے مالک تھے۔ ان کے دور میں خاندان قریش کی بڑی عظمت اور ناموری قائم ہوئی۔ خاندان قریش کا آبائی پیشہ تجارت تھا۔ اس ملک کے تاجر مختلف ممالک تک جاتے تھے۔ ہاشم کی کوشش سے ہی قیصر و نجاشی کی سلطنت میں خرید و فروخت پر سے ٹیکس معاف ہوا اس زمانہ میں قافلوں کے راستے بھی محفوظ نہ تھے۔ اور رہزنی عام تھی ہاشم نے ہر قبیلہ کے پاس جا کر یہ معاہدہ طے کیا کہ آئندہ وہ قریش تاجروں کی مدد کریں گے۔ اور انہیں کوئی نقصان نہ دیں گے۔ حرم شریف سے متعلقہ تمام فرائض آپ بخوبی سر انجام دیتے رہے۔ آپ حجاج کرام کی بخوشی مدد کرتے تھے۔ چرمی حوضوں میں پانی بھروا کر سبیل لگوا دیتے تھے۔ تا کہ پانی کے حصول میں دشواری نہ ہو ان ہی خدمات کی وجہ سے آپ اپنے خاندان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی بڑے مقبول اور محترم تھے۔ ہاشم اور عبد الشمس دونوں جڑواں بھائی تھے۔ بوقت پیدائش دونوں کی پیشانیوں کا گوشت باہم ملا ہوا تھا۔ تلوار کے ذریعہ سے دونوں کا گوشت کاٹ کر علیحدہ کیا گیا۔ اس عمل پر ایک شخص نے اعتراض بھی کیا کہ انہیں کسی اور آلہ کی مدد سے جدا کیا جائے۔ ورنہ ان دونوں کے درمیان۔ اور ان کی اولادوں کے درمیان تلوار چلتی رہے گی۔ عبد الشمس سے امیّہ خاندان کی نسل چلی اور حضرت ہاشم سے ہاشمی خاندان کی بنیاد پڑی چنانچہ ان دونوں بھائیوں کی اولادوں کے درمیان تلوار چلتی ہی رہی۔ ہاشم تجارت کی غرض سے ملک عدن گئے۔ اور وہاں ہی وفات پائی۔ آپ نے شادی مدینہ کے قبیلہ بنی نجار سے کی تھی کئی تاریخوں میں ہے کہ ہاشم نے شام جاتے ہوئے انتقال کیا۔

عبدالمطلب قریشی ھاشمی تاریخ پیدائش ۴۹۷ء

آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی سلمیٰ تھا۔ جو مدینہ کے قبیلہ بنی نجار سے تھیں۔ ہاشم کے انتقال کے بعد سلمیٰ اپنے قبیلہ والوں کے پاس چلی گئیں۔ کچھ ماہ کے بعد آپ کے بطن سے بچہ پیدا ہوا جس کا نام شیبہ رکھا آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ شیبہ نے پرورش بھی مدینہ (یثرب) میں پائی۔ کچھ عرصہ بعد قریش خاندان کا ایک شخص یثرب گیا۔ وہاں شیبہ کو تیر چلاتے ہوئے دیکھا پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ ہاشم کا فرزند ہے جو بیوہ سلمیٰ کے بطن سے مدینہ آکر پیدا ہوا یہ بات سن کر وہ شخص سیدھا مطلب کے گھر آیا اور بچے کی اطلاع دی مطلب شیبہ کے چچا تھے۔ یہ سن کر مطلب نے قسم کھائی کہ میں یتیم بچے کو اپنے ہاں لا کر رہوں گا۔ مطلب فوراً اونٹنی پر سوار ہوئے اور مدینہ پہنچے وہاں سے مطلب یتیم بچے کو چرا کر لائے۔ راستہ میں آتے ہوئے لڑکے کے بارے میں لوگ دریافت کرتے کہ یہ لڑکا کون ہے مطلب کہتے کہ یہ میرا غلام ہے یا میرا بندہ ہے۔ اسے یثرب سے خرید کر لایا ہوں۔ اس وجہ سے شیبہ کا نام عبدالمطلب پڑ گیا۔ یعنی مطلب کا غلام یا مطلب کا بندہ جب شیبہ کے چچا مطلب وفات پا گئے تو ریاست کے جملہ اختیارات عبدالمطلب کے ہاتھوں میں آگئے۔ اور پورے قبیلہ میں با اثر اور پیشوا تسلیم ہوتے تھے۔ ان کے دور میں بہت ترقی شروع ہوئی حتیٰ کہ تمام عرب قبائل ان کے محکوم وماتحت ہو گئے۔ کسرائے پسر حرمز عبدالمطلب کے بہت خلاف تھا۔ وہ ملک فارس کا بادشاہ تھا۔ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب کے سر کے بال پیدائشی سفید تھے۔ دوسرا مجاہدت و عبادت کرتے تھے۔ اس لئے شیبتہ الحمد آپ کا لقب پڑا عبدالمطلب نے خدا سے دعا مانگی اور منت مانی کہ میں اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے اپنے دس فرزندوں کو دیکھوں تو ان میں سے ایک فرزند کو راہ خدا میں قربانی کروں گا۔ بعد میں آپ کے دس فرزند ہوئے تو آپ کو منت یاد آئی تو سب فرزندوں کو اکٹھا کیا۔ اور منت کی داستان سنائی اس پر قربانی کے لئے سب تیار ہو گئے۔ بعض راویتوں میں ہے کہ عبدالمطلب نے آب زمزم کو جو دب کر گم ہو گیا تھا۔ منت مانی تھی کہ زمزم کا پانی دریافت ہو جائے تو ایک لڑکے کی راہ خدا میں قربانی کروں گا۔ جب سارے تیار ہو گئے تو آپ فرزندوں کو خانہ کعبہ لے گئے۔ اور قربانی کا قرعہ ڈالا تو قرعہ سب سے پیارے بیٹے عبداللہ کے نام نکلا چنانچہ عبداللہ قربانی کے لئے

تیار ہو گئے۔ معتبران قریش نے آپ کو عبداللہ کی قربانی سے روکا اور کہا کہ اس کے فدیہ میں دس اونٹ قربان کر دیں عبدالمطلب کو اس بات پر اعتماد نہ آیا۔ چنانچہ سجاح کہن سے جا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ اس نے بھی عبداللہ کے فدیہ میں دس اونٹوں کی قربانی کا مشورہ دیا۔ اس پر آپ کو یقین نہ آیا تو دس اونٹ اور عبداللہ کے نام کا قرعہ ڈالا پھر بھی عبداللہ کا نام نکلا اس طرح آپ دس دس اونٹوں کا اضافہ کرتے ہوئے قرعہ ڈالتے گئے۔ حتیٰ کہ آپ نے سو اونٹ پر قرعہ ڈالا تب اونٹوں کے نام نکلا آپ نے سو اونٹوں کی قربانی عبداللہ کے فدیہ میں دی اور اپنی منت پوری کی حضورؐ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے۔ کہ 'انا ابن الذبحین' کہ میں دو ذبیحین کا فرزند ہوں ایک حضرت اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ اور دوسرے عبداللہ عبدالمطلب جب متولی کعبہ تھے۔ تو ۵۷۱ء کا واقعہ ہے کہ ابرہہ نے اصحاب فیل یمن سے خانہ کعبہ پر حملہ کیا اس واقعہ کو عام الفیل بھی کہتے ہیں اس ہاتھیوں کے لشکر میں ایک سفید رنگ کا ہاتھی بھی تھا۔ اس کی فتح مندی کی وجہ سے اس ہاتھی کا نام محمود رکھا گیا تھا۔ جب کعبتہ اللہ پر حملہ کیا گیا تو یہ ہاتھی پورے لشکر میں آگے آگے تھا۔ اس کو بہت مارا پیٹا گیا۔ مگر اس ہاتھی نے کعبہ کے اندر ایک قدم بھی نہ رکھا اور حرم شریف کی حدود سے دور باہر کھڑا ہو گیا باقی تمام ہاتھیوں کا لشکر پرندوں نے کنکریوں سے تباہ کر دیا۔ اور عبدالمطلب خدا کے حضور میں دعا گو تھے۔ کہ خدا اس پاک گھر کو بچا لے آپ اپنے دور میں اچھے نامور اور رئیس قریش تھے۔ زمزم کا پانی آپ نے صاف کرایا تھا۔ آپ نے ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔ ۱۳ فرزند تھے۔ جو شجرہ کی کتابوں سے نام ملتے ہیں۔

بنیادی شجرے

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام ← حضرت شیثؑ ← انوش ← قینان ← مہلائیل
← باروپابرد ← اخنوع
حضرت نوح علیہ السلام ← لامک ← متوشلخ
یافث
سام
حام
ازفخشد
ارم
لاذو
علیم
اشوذ
شالخ ← عابر ← ارغو ← ساروغ ← تارخ ← حضرت ابراہیمؑ ← اسمٰعیلؑ
عدنان ← عود ← آد ← المیع ← اورم ← سلمان ← ثابت ← جمال ← قیدار
معد ← نزار ← مضر ← الیاس ← مدرکہ ← خزیمہ ← کنانہ ← مالک
فہر ملقب قرش ← غالب ← لوی
کعب ← مرہ ← کلاب ← قصیٰ ← عبد المناف
عدی
تمیم
ص ۳۵
عبد الشمس
ہاشم
نوفل
اباد
حارث
بوقد
عبد العزیٰ
امیہ ← حرب ← ابو سفیان ← امیر معاویہ ← یزید اول ← معاویہ ثانی
شجرہ نسب بنو امیہ قریشی
ابو العاص
حکم
مروان
عبد الملک
عبد العزیز
محمد
عمر بن عبد العزیز
مروان ثانی
ولید اول
سلیمان
یزید ثانی
ہشام
یزید ثالث
ولید ثانی

قصیٰ قریشی تاریخ پیدائش ۴۵۵ء صہ ۳۲ سے آمدہ
عبدالدار عبد عبدالعزیٰ تخمر عبدالمناف برہ
خویلد ← اسملہ
عوام حضرت خدیجہؓ
زبیر
مطلب نوفل عبدالشمس ہاشم حارث بحریر
عبدالمطلب تاریخ پیدائش ۴۹۷ اسد عبداق
عبداللہ ۵۴۵ء ابوطالب عباس جل مقسوم حمزہ زبیر ابولہب کعب درار قثم
فضل عبدالرحمٰن قثیم عبداللہ صحابی رسولؐ عبید
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تاریخ پیدائش ۵۷۱ء علی المرتضیٰ عقیل جعفر علی ← محمد
ابراہیم ابوالعباس عبداللہ سفاح ابو جعفر منصور ← خلیفہ محمد المہدی
عیسیٰ محمد بنت راطحہ خلیفہ ہارون الرشید خلیفہ ابو محمد موسیٰ الہادی
مامون الرشید خلیفہ معتصم باللہ ابو عبداللہ الامین الرشید
خلیفہ متوکل علی اللہ الواثق باللہ محمد ← لمستعین باللہ
ابوطلحہ موفق
خلیفہ معتضد باللہ ← المقتدر معتمد باللہ محمد المعتز باللہ المفتہ رابعہ
محمد الراضی باللہ فضل المطیع باللہ ← المطائع اللہ محمد اسحٰق المتقی باللہ
خلیفہ راضی باللہ ابوالعباس احمد القادر النفی باللہ مطیع باللہ
عبداللہ القائم ← محمد المتقدی بامراللہ احمد ← المتنظر
فضل المسترشد باللہ ← ابوبکر ← علی الحسن ← احمد الحاکم محمد المقتفی المستنجد باللہ
خلیفہ مصر
المستضی
محمد الطاہر ← احمد الناصر الدین
ظاہر باللہ مستنصر باللہ مستعصم باللہ آخری خلیفہ بغداد

عبداللہ بن عبدالمطلب ھاشمی تاریخ پیدائش ۵۴۵ء

عبداللہ عبدالمطلب کے بہت پیارے فرزند تھے۔ جب آپ پیدا ہوئے نور محمدیؐ سے آپ کی پیشانی مبارک منوّر تھی۔ اسی وجہ سے آپ کا اسم مبارک عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ رکھا گیا۔ جب عبداللہ کی پیدائش ہوئی اہل نجوم جو اہل کتاب تھے۔ باخبر ہو چکے تھے۔ ان اہل نجوم کے پاس حضرت یحیٰؑ علیہ السلام کا ایک خون الود حلہ تھا جو حضرت یحیٰؑ کی شہادت کے وقت کا تھا۔ اور یہ نجومی اپنی کتاب کی مدد سے خبر رکھتے تھے۔ کہ جب عبداللہ کی پیدائش ہو گی تو اس حلہ سے خون بہنے لگے گا۔ اس علامت کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ عبداللہ کی پیدائش ہو چکی ہے۔

اب وہ لوگ عبداللہ کی تاک میں لگ چکے تھے۔ اور عبداللہ کے قتل کے انہوں نے مکمل انتظامات کر رکھے تھے۔ ایک روز جب کہ عبداللہ تنہا تھے۔ ستر سوار ننگی تلواریں لے کر حملہ آور ہوئے تو غیب سے فرشتے سواران کے مقابلہ کے لئے آ گئے۔ اور تمام یہودیوں کو نیست و نابود کر دیا۔

یہ واقعہ وہب بن مناف دیکھ رہے تھے۔ اور وہب چاہتے تھے کہ میں عبداللہ کی مدد کروں کہ دفعتاً" ان سواران غیبی نے یہودیوں کو مار ڈالا وہ اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد عبداللہ کو اپنی دامادی میں لینے کا خیال لے کر گھر گئے۔ اور اپنی بیوی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا کہ اگر آپ منظور کریں تو میں عبداللہ کو اپنی دامادی میں لے آؤں عبدالمطلب نے رشتہ منظور کر لیا۔ اور حضرت آمنہ کا عقد عبداللہ کے ساتھ ہو گیا۔ عبداللہ کا آمنہ کے ساتھ نکاح ہونے کے جلد بعد عبداللہ کا انتقال مدینہ میں ہو گیا۔ اس وقت آپ عین عالم شباب میں تھے۔ اور بلند اخلاق بھی تھے۔ تاریخ تذکرۃ الھاشمی میں بوقت انتقال آپ کی عمر مبارک ۲۵ سال لکھی ہے۔ عبداللہ نے یثرب میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں وفات پائی آپ کے انتقال کے چار ماہ بعد مائی آمنہ کے بطن مبارک سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب نے یتیم پوتے کا نام کعبہ میں لے جا کر محمدؐ رکھا۔

قبل از اسلام عربوں کی حالت

ہمارے نبی ﷺ رحمت اللعالمین بن کر آئے یہ انہی کی دعاؤں اور خیر و برکت کا نتیجہ ہے کہ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی قرآن باقی ہے اور اللہ کا پسندیدہ دین اسلام باقی ہے حضورؐ نے جب بھی اللہ کے حضور دعا مانگی تو اپنی امت کے لئے بہتری کی دُعا مانگی آپ اپنے لئے کبھی دُعا نہ مانگا کرتے تھے پہلی امت کے لوگ نبی کے فورا" بعد گمراہ ہو جایا کرتے تھے الہامی کتابوں میں تبدیلی کے بعد کفرو شرک اور جہالت میں محو ہو جاتے تھے حضرت ابراہیمؑ کے بعد کئی پیغمبر اور نبی آئے۔ دین حق کی دعوت اور تبلیغ فرمائی مگر فورا" بعد وہ امتیں گمراہی کی طرف بڑھنے لگیں۔ ظہور اسلام سے قبل جو عرب کی حالت تھی اس کا مختصر سا خاکہ تاریخ ہذا میں پیش کیا گیا ہے۔ قبل از اسلام عرب جہالت اور گمراہی کفرو شرک اور بُت پرستی میں محو تھے۔ ایسے میں آنحضرتؐ پیغام حق دے کر دنیا میں بھیجے گئے جب کہ مخلوق خدا تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی اور قبیلوں میں باہمی اختلاف اور خون خرابہ عام تھا۔ عرب کے قدیم دو بڑے قبیلے عدنانی اور قحطانی کہلاتے تھے عدنانی حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے تھے یہ قبیلہ وسط عرب میں آباد تھا اور ان کا تہذیب و تمدن بہت پست تھا یہ خاندان صحرائی اور قبائلی زندگی بسر کرتا تھا اس تمدنی اور نسلی اختلاف کی وجہ سے اس دور میں قبیلوں کے درمیان لڑائیاں جھگڑے ہوتے تھے قبائل ایک دوسرے پر برتری اور فوقیت کا لوہا منوانے کی تاک میں رہتے تھے جس کی وجہ سے خانہ جنگی شروع ہو جاتی تھی نمبر ۲ قحطانی قبیلہ کے لوگ پہلے جنوبی عرب میں آباد تھے تیسری صد ی عیسوی میں چند قحطانی قبیلے یمن سے ہجرت کر کے شمالی عرب آکر آباد ہو گئے ان کا تہذیب و تمدن بلند پایا تھا ان کی نہایت عظیم الشان حکومتیں ظہور اسلام تک قائم رہیں اس ملک کی قدیم تاریخ قحطانیوں سے ہی وابستہ ہے ان کا تمدن زمانہ قدیم کی تاریخوں سے تعلق رکھتا ہے عربوں میں دور جہالت کے زمانے میں بھی چند خوبیاں پائی جاتی تھیں شجاعت و جوانمردی میں ایک خاص مقام رکھتے تھے عزت نفس کے تحفظ پر مال کے علاوہ جان تک لگا دیتے تھے سخاوت و مہمان نوازی کو ایک اہم خوبی سمجھتے تھے سخاوت میں حاتم طائی بہت شہرت یافتہ تھا اس کی سخاوت کے چرچے زبان خاص و عام تھے امانت داری ان میں جان سے عزیز تھی وفاداری میں بھی ایک منفرد مقام رکھتے تھے ان صفات کو "مروۃ" کہتے تھے مگر لاقانونیت نے ان کی تمام خوبیوں کو زیر دامن چھپا لیا تھا

معاشرتی رسم و رواج کفر و شرک کالبادہ اوڑھ چکے تھے شراب نوشی عام تھی ہر گھر میخانہ تھا پانی کی طرح شراب ان کی قوت تمیز پر غالب تھا سودی کاروبار اس درجہ بڑھا کہ مقروض کے بیوی بچے عدم ادائیگی کی صورت میں رہن رکھے جاتے تھے۔ غلامی کا رواج عام تھا ہر کمزور کو طاقت ور غلام رکھتا تھا غلاموں کے ساتھ جبر و تشدد اور بدترین سلوک روا رکھتے تھے شعر و شاعری کو حریف قبیلوں کی تذلیل و تحقیر کے لئے استعمال کرتے تھے اور بعض قبائل ایسے بھی تھے جو اپنی بچیوں کو زندہ دفن کرتے تھے بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی عورت کی کوئی اہمیت نہ تھی جتنی کوئی چاہتا بیویاں بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر لے آتا زنا کو کوئی جرم نہ سمجھا جاتا تھا۔ شریف عورتوں کی نیک نامی پر دھبہ لگانے کی غرض سے بڑی بڑی محفلوں میں اس سے عشق و محبت کے قصے بیان کئے جاتے تھے جوں جوں یہ لوگ دین حق سے دور ہوتے گئے کفرو شرک نے اس کی جگہ پائی اس دور میں بہترین مذہب بُت پرستی سمجھا جاتا تھا بتوں کے سامنے سجدہ کرتے اور دعائیں مانگتے اور اپنی اپنی حاجات بُتوں کے سامنے پیش کرتے ان میں سے کئی لوگوں کے دلوں میں یہ بھی خیال تھا کہ بُت خدا تو نہیں مگر خدا تک پہچانے کا وسیلہ ہیں۔ ہر قبیلہ کا الگ الگ بُت تھا اور ملک میں ان گنت بُت تھے۔ ہر گھر میں ایک بُت خانہ تھا۔ ہر کنبہ و خاندان کا گھر میں الگ الگ بُت تھا اس طرح خانہ کعبہ میں 360 بُت رکھے ہوئے تھے۔ چند بُت بڑی اہمیت رکھتے تھے بنو قریش اور بنو قیس آپس میں لڑا کرتے تھے اس طرح تمام قبائل ٹولیوں، گروہوں میں لڑا کرتے تھے فرشتوں کو خدا کی بٹیاں کہتے تھے خدائے واحد کے ساتھ انہوں نے اور بہت شریک بنا رکھے تھے "جنوں" کو الوہیت کا درجہ دیتے تھے۔ لات، منات، ہبل، عزیٰ، یہ چار بُت بڑی عظمت و بزرگی کے حامل تھے۔ ہبل بُت خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا تمام عرب اس کی پوجا کرتے تھے جیسے پرستش کرنا ارکان حج کے مترادف تھا باقی بڑے بڑے قبیلوں کے علیحدہ بُت تھے منات، اوس اور خزرج قبیلہ کا تھا۔ لات ثقیف قبیلہ کا تھا عزیٰ غطفاں قبیلہ کا تھا اس کی پوجا کو بھی ایک خاص درجہ حاصل تھا۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے بُت لکڑی، مٹی پتھر اور مسالے کے گھر میں ہوتے تھے جنہیں گھروں میں پوجا جاتا تھا۔ چند افراد ایسے بھی تھے جو بُت پرستی کو گناہ سمجھتے تھے مگر حالات سے مجبور ہو کر وہ کچھ نہ کہتے تھے بُت پرستی کے ساتھ ساتھ ان میں چند مذاہب بھی موجود تھے جنہیں گھروں میں پوجا جاتا تھا۔ وہ مذاہب یہ تھے عیسائیت، یہودیت، مجوسیت اور ملحدی وغیرہ مذہبی پسماندگی کے ساتھ ساتھ اخلاقی پسماندگی کو بھی ایک درجہ حاصل تھا۔

جنگجوئی انتقام پسندی اور خونریزی فطرت میں آچکی تھی۔ قمار بازی کو اس معاشرہ میں بڑا عمل دخل تھا۔ قمار بازی میں عورتوں، بچوں کو رہن رکھ کر بھی کھیل کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ قبیلوں میں تصادم نام و ناموس کی خاطر ہوا کرتے تھے۔ جو پشت ہا پشت تک قتل غارت گری کی شکل میں چلتے رہتے اور قاتل کے بدلہ میں اس قبیلہ کا جو بھی ہاتھ لگتا قتل کر دیتے تھے باپ کے جرم میں بیٹا اور بیٹے کے جرم میں باپ سے بدلہ لیا جاتا تھا۔ دینی پسماندگی کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور معاشرتی بُرائیاں بھی حد سے بڑھ چکی تھیں۔ شاہ معین الدین ندوی حصّہ نصف تا آخر تاریخ اسلام کے صفحہ ۱۱ پر رقم طراز ہیں "اور انسان کی اس بے قید آزادی نے تمام نظام کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ ان تمام بُرائیوں کے باوجود ان میں آزادی، حرّیت، حق گوئی و بے باکی شجاعت و بہادری کے اخلاق موجود تھے۔ اس لئے متمدن اقوام کے مقابلہ میں ان میں قبول حق کی سب سے زیادہ صلاحیت موجود تھی۔ اس لئے امانت الٰہی کی تفویض اور مخلوق کی راہنمائی کے لئے اسی سادہ مگر پُرجوش قوم کا انتخاب ہوا اور دنیا کے موجد اعظم ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے محمد ﷺ بن عبداللہ کو یہ منصب جلیل تفویض ہوا۔ آپؐ کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جب مخلوق خدا تباہی کے دہانے پر آپہنچی تھی اور ایسے ہادی کی اشد ضرورت تھی جو اس مخلوق کو قانون اور لائحہ عمل دے کر سلامتی کی راہوں پر گامزن کرے۔

پیدائش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت کی تاریخ پیدائش باختلاف رائے ۱۲ ربیع الاول ۹ ربیع الاول ۵۷۵ء تاریخوں میں درج ہے۔ آپؐ کے والد بزگوار کا اسم مبارک عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے اور والدہ محترمہ کا نام بی بی آمنہ ہے۔ آپ کے والد آپ کی پیدائش مبارک کے چار ماہ قبل وفات پاگئے تھے اور مدینہ میں دفن ہوئے تھے جب آپؐ کی پیدائش مبارک ہوئی عرب کے دستور کے مطابق چھ ماہ کے بعد حلیمہ سعدیہ بچوں کی تلاش میں مکہ آئیں عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کو ان کی رضاعت میں دے دیا دو سال تک حلیمہ نے آپ کی پرورش کی اور تیسرے سال حلیمہ سعدیہ نے یہ امانت واپس آمنہ کے سپرد کردی جب آپ کیؐ عمر مبارک چھ سال ہو گئی تو آمنہ کا انتقال ہو گیا آمنہ آپؐ کو ہمراہ لے کر خاوند کی قبر کی زیارت اور رشتہ داروں سے ملنے کی غرض سے مدینہ گئیں واپسی پر مقام ابواء میں بیمار پڑھ گئیں اور وہاں ہی وفات پاگئیں۔ ام ایمن نے آپؐ کو ساتھ لے کر مکہ پہنچایا۔ عبدالمطلب کو اس واقعہ کے بعد اور محبت و شفقت بڑھ گئی اس کے بعد دو سال کا عرصہ آپؐ نے دادا کی زیر پروش گزارا دو سال بعد عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرتؐ دادا کے جنازہ کے ساتھ تھے اور فرط محبت سے رو رہے تھے۔ عبدالمطلب نے ۸۶ برس کی عمر میں وفات پائی۔ تاریخوں میں ہے کہ وفات کے وقت عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کو اپنے فرزند ابوطالب کے حوالے کیا اور یتیم پوتے کی اچھی طرح دیکھ بھال کی نصیحت فرمائی۔ آپؐ کا اسم مبارک محمدؐ دادا نے ہی تجویز کیا اور پیدائش کے وقت یتیم پوتے کو خانہ کعبہ لے جا کر دعا مانگی تھی اور ساتویں دن عقیقہ بھی کیا اور قبیلہ قریش کی دعوت بھی کی اور یہ فرمایا کہ محمدؐ نام اس لئے رکھا ہے کہ اس بچے کی بہت تعریف اور ناموری دنیا میں ہو گی مرحوم دادا کو آپؐ سے بہت پیار و محبت تھا جتنا وہ اپنے بیٹوں کو نہ چاہتے تھے۔ ابوطالب تجارت کا پیشہ کرتے تھے اور تجارت کی غرض سے شام جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ بارہ سال کے تھے ابوطالب نے شام جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپؐ بھی چچا کے ساتھ تیار ہو گئے بہت سمجھایا مگر آپ نہ مانے حتیٰ کے آپؐ چچا کے ہمراہ شام گئے۔ آپؐ نے بکریاں بھی چرائیں۔ آپ کی عمر ۱۵ برس کی تھی ایک جنگ جو حرب و فجار کے نام سے مشہور ہے شروع ہوئی جو قریش اور بنو قیس قبیلہ کے درمیان ہوئی قریش حق پر تھے اس لئے آپؐ نے قریش کا ساتھ دیا کسی پر آپ نے تلوار نہ چلائی جس ماہ

میں یہ لڑائی لڑی گئی اس ماہ میں لڑنا جائز نہ تھا۔ بعد میں اس کا فیصلہ ایک معاہدہ پر ہوا یہ جنگ ناجائزہ ماہ میں لڑی گئی اس لئے اسے حرب فجار کہا گیا اور روز بروز کی لڑائی سے تنگ آکر زبیر بن عبد المطلب نے باہمی مفاہمت کی تجویز پیش کی چنانچہ اس کے بعد خاندان بنی ہاشم بنو زہرہ اور بنو تیمیم نے مل کر باہمی معاہدہ کیا کہ آئندہ کوئی ایسا عمل نہ کریں گے جس کے نتائج جنگ تک پہنچ سکیں اور غریبوں کی مدد کے علاوہ مظلوموں کی حمایت کریں گے۔ آپ بھی اس معاہدہ کے وقت موجود تھے دور اسلام کے وقت بھی اس امن معاہدہ کو سراہتے تھے اس معاہدہ کو حلف الفضول کا نام دیا جاتا ہے۔ جب آپؐ جوان ہوئے تو کسب معاش میں کافی مہارت تھی مالی کمزوری کی وجہ سے آپؐ کو اس پیشہ کے اختیار میں رکاوٹ محسوس ہوئی سرمایہ داروں نے نفع کی شرکت پر آپؐ کو کاروبار تجارت میں شریک کر لیا آپؐ کے حسن معاملہ کی وجہ سے ہر شراکت دار خوش تھا اور تھوڑے دنوں میں آپؐ نے بہت شہرت پائی لوگ آپؐ کو "امین" اور "صادق" کہنے لگے آپؐ کی شہرت سن کر حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال دوگنا نفع پر شام لے جانے کو کہا حضرت خدیجہؓ قریش خاندان کی ایک نیک عورت تھیں اور آپؐ کو ایسی ہی صفات کی وجہ سے طاہرہ بھی کہتے تھے۔ چنانچہ آپؐ یہ سامان لے کر بصرہ پہنچے حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرؓہ بھی آپؐ کے ہمراہ تھا۔ غلام نے واپسی پر خدیجہؓ سے سارا واقعہ کہہ سنایا آپؐ کے حسن و اخلاق، امانت و دیانت، حسن کارکردگی، پر خدیجہؓ بہت متاثر ہوئی اور آنحضرتؐ سے شادی کے لئے انہیں پیغام بھیجا۔ آپؐ نے مدینہ میں یہ پیغام منظور کر لیا اور مقررہ تاریخ پر معتبران قریش کو ہمراہ لے کے ابو طالب حضرت خدیجہؓ کے گھر گئے خطبہ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا اور آنحضرتؐ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہو گیا۔ اس وقت آنحضرت کی عمر مبارک ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۵ سال تھی آپ نے باوجود تفاوت عمر کبھی کوئی ناخوشگواری نہیں ہونے دی اور نہایت عزت و احترام سے آپ پوری عمر آنحضرتؐ کی خدمت کرتی رہیں۔ تبلیغ اسلام کے ابتداء میں آنحضرتؐ کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔ اور ہر غم و الم کو بخوشی برداشت کیا آپ کے بطن سے دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے ایام بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔

کعبہ کی تعمیر نو

خانہ کعبہ نشیبی جگہ پر تعمیر ہوا تھا۔ بارش کا پانی وہاں اکٹھا ہو کر دیواروں کو نقصان پہنچاتا تھا۔ چنانچہ قبیلہ قریش نے کعبہ کی تعمیر نو کا ارادہ کیا۔ ساحل پر ایک بحری جہاز ٹوٹ گیا تھا جس کے تختے قریش نے خرید لئے اور تعمیر کعبہ از سرنو شروع کردی۔ ۶۰۵ء کا واقعہ ہے کعبہ تعمیر ہو چکا تھا۔ تعمیر کعبہ کے دوران سارے قبائل شریک تھے۔ حجر اسود نسب کرنے کا وقت آیا تو ہر قبیلے کا یہ خیال تھا کہ یہ کام ہم کریں گے ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ یہ شرف اسے ہی حاصل ہو اس پر ان کے درمیان جھگڑا بن گیا نوبت تلوار تک آگئی تھی۔ بعد میں انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ کل صبح سب سے پہلے جو شخص کعبہ میں نظر آئے گا وہی ہمارا ثالث ہو گا اور وہی فیصلہ دے گا کہ حجر اسود کو کون سا قبیلہ نصب کرے گا۔ ہمیں اس کا فیصلہ منظور ہو گا۔ دوسرے دن لوگ کعبہ میں آئے تو آنحضرتؐ کو دیکھ کر سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ کیوں کہ آپ اس دورِ جہالت میں بھی 'صادق اور امین' مشہور تھے تو انہوں نے آپؐ کو ثالث مقرر کیا ایک بہترین ترکیب سے آپ نے اس فساد کو ختم کر دیا۔ آپؐ نے ہر قبیلہ سے ایک ایک سردار کو چنا ایک چادر بچھائی حجر اسود کو چادر پر رکھا اور جملہ سرداروں کو چادر کے کونے پکڑوائے اور مطلوبہ جگہ پر حجر اسود کو رکھ کر اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو نصب کر دیا۔ اس کے بعد وہ تمام قبائل خوش ہو گئے اور آپؐ کے اس فیصلہ کو بہت سراہا۔ اس دور جہالت کے سماج میں بھی آپؐ نے ایک مقام پالیا تھا اور لوگ آپؐ پر پورا پورا اعتماد رکھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے عرب کے دور جہالت میں بچپن سے چالیس سال تک کا عرصہ گزارا تھا۔ اس دوران آپؐ پر اس معاشرہ کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ کیوں کہ قدرت نے آپؐ کو پاک فطرت دے رکھی تھی جس فطرت نے خود ان کے رنگ میں ڈھل جانے کی بجائے ان کی غلط کاریوں کو جانچ لیا۔ بیہودہ محفلوں کفر و شرک سے آپؐ ہمیشہ دور رہے کیونکہ اللہ نے آپ کو ہادی کے بلند منصب پر فائز کر رکھا تھا جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ آپؐ کی طبیعت میں تبدیلی آنے لگی۔ دنیا سے اکتانے لگے حتیٰ کہ آپؐ کی طبیعت گوشہ نشینی کی طرف مائل ہونے لگی۔ اب آپؐ "ستو" لے کر مکہ سے باہر ایک غار میں چلے جاتے اور وہاں دنیا سے الگ رہ کر ذکر الٰہی میں محو رہتے۔ آپؐ کو ایک لامعلوم کی تلاش میں ایک اضطراب سا طبیعت میں پیدا ہونے لگا جب عبادت اور ریاضت سے قلب اس قدر بن گیا کہ فیضان الٰہی

سما سکے اس وقت آثار نبوت آپؐ پر شروع ہونے لگے۔ اب آپؐ کو خواب آنے لگے اور یہ الہامی قسم کے خواب تھے۔ جو کچھ آپؐ خواب میں دیکھتے وہی پورا ہو جاتا۔ جیسے ہی یہ مدارج بڑھتے گئے فیضان الٰہی کے اثرات بھی بڑھتے گئے۔ اب آپؐ کا سن ۴۵ سال تک پہنچ چکا تھا۔ ایک روز غار حرا میں عبادت و ریاضت میں مصروف تھے آپ کو اچانک فرشتہ غیب نے آکر صدا دی اور کہا "اقرء باسم ربک الذی خلق" پڑھ اپنے رب کا نام جس نے پیدا کیا۔ اس کے بعد آپ گھر تشریف لے آئے اور پورا واقعہ حضرت خدیجہ سے بیان کیا اس دوران آپؐ کا قلب مبارک جلال الٰہی سے لبریز تھا اور اپنی ذمہ داری کو بھی محسوس کر رہے تھے اور حضرت خدیجہ آپؐ کو تسلی دیتی ہوئی اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل جو توریت اور انجیل کے عالم تھے کے پاس لئے گئیں۔ آپؐ نے سارا واقعہ سنایا سن کر ورقہ بن نوفل نے جواب دیا یہ تو وہی ناموس ہے جو اس سے پہلے حضرت موسیٰؑ پر اترا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے آپؐ کو مکمل تسلی دی اور پوری پوری حمایت کا یقین دلایا اس کے بعد حضرت جبرائیل پھر حاضر خدمت ہوئے اور آپؐ کو اصل حقیقت کی خبر ہو گئی۔ اب آپؐ اپنا فرض پورا کرنے پر تیار ہو گئے اور خفیہ طور پر دعوت اسلام کا کام شروع کیا اب رؤسائے قریش میں سے جو لوگ آپؐ کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور قدردان بھی تھے۔ انہیں آپؐ نے دعوت اسلام دی اس خفیہ دعوت میں آپؐ کی حرم محترم حضرت خدیجہؓ ابوبکرؓ بچوں میں حضرت علیؓ نے اسلام قبول کر لیا مکہ میں حضرت ابوبکرؓ کو ایک معتبر کا درجہ حاصل تھا۔ حضرت ابوبکر نے مکہ میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا جن کی وجہ سے حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت سعد و قاصؓ حضرت طلحہؓ جیسے نامور افراد نے اسلام قبول کیا۔ ان اسلام قبول کرنے والوں نے بھی خفیہ طور تبلیغ کا کام شروع کر دیا اس کے بعد حضرت عمارؓ حبابؓ سعیدؓ ابن زید عبداللہ بن مسعود ابو عبیدہ اور صہیبؓ نے بھی اسلام قبول کیا اور اندر ہی اندر تبلیغ اسلام کا کام چلتا رہا۔ اسلام پورے عالم انسانیت کے لئے دعوت حق اور امن بن کر آیا یہ کسی ایک ملک یا طبقہ کے لئے نہ تھا اب آنحضرتؐ کو حکم ہو گیا پس جو تجھ کو حکم دیا گیا وہ واشگاف کہہ دے۔ اس حکم کو پانے کے بعد آپ کوہ صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ اور قریش کو آواز دے کر جمع کیا اور فرمایا اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر آ رہا ہے تو کیا تم میری اس بات کو جھوٹ سمجھو گے۔ یا سچ سب قریش مکہ یک زبان ہو کر بولے آپ صادق ہیں آپ نے کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ ہم ضرور آپ کی بات پر یقین کریں گے۔ پھر

فرمایا اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہو گا۔ آپ کی اس بات کو سنتے ہی خاموش ہو کر چل دیئے۔ اور دل میں اس بات کو جگہ دینے کی بجائے بُرا منایا چند دنوں کے بعد آپ نے ایک دعوت تیار کی اور عبدالمطلب کی اولادوں کو بلا کر کہا کہ میں وہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں جو دنیا اور دین دونوں کی بہتری میں ہے۔ اس وزن کو اٹھانے میں تم میں سے کون کون میرے ساتھی ہیں یہ سُن کر تمام خاموش ہو گئے صرف ایک ننھی آواز سنائی دی کہ میں سب سے چھوٹا بھی ہوں اور میری ٹانگیں بھی کمزور ہیں میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ آنحضرتؐ نے پھر وہی کلمات دہرائے لیکن پھر بھی تیرہ سالہ حضرت علیؓ نے جواب میں کہا میں ساتھ دوں گا۔ آہستہ آہستہ تبلیغ کا کام جاری رہا اب چالیس افراد دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ جیسے ہی تبلیغ اسلام کا کام تیز ہو تا گیا قریش کی مخالفت بھی بڑھتی گئی پہلے معززین قریش نے مشورہ کیا۔ کہ آنحضرتؐ کو صلح صفائی سے تبلیغ اسلام سے روکا جائے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس طرح سے یہ کام نہیں رُکتا تو ایک دن معتبران قریش کا ایک وفد عقبہ' شیبہ' ولید' ابو جہل اور ابو سفیان پر مشتمل ابو طالب کے گھر گیا اور کہا کہ محمدؐ کو اس عمل سے روکا جائے آپ یا تو ہم سے مل جائیں یا آپ بھی میدان میں آئیں تاکہ پہلے تو ہم دونوں فیصلہ کریں ابو طالب نے اس صورتحال کا اندازہ کیا تو ایک دن انحضرتؐ سے کہنے لگے۔ مجھ پر اتنا وزن نہ دو جو میں اٹھا نہ سکوں یہ سُن کر انحضرتؐ نے سوچا کہ ابو طالب میرا سہارا بنتے تھے۔ مگر یہ بھی کنارا کش ہو رہے ہیں آپ کو آنسو جاری ہو گئے اس کے بعد آپؐ شان نبوت سے لبریز ہو کر بولے خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور سورج رکھ دیں تو بھی میں دعوت تبلیغ سے باز نہ آؤں گا۔ یہ سن کر ابو طالب کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور کہا میں بھی کسی قیمت پر تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ اس کے بعد مشرکین مکہ نے زر و دولت و جاگیر اور اعلیٰ گھرانہ سے شادی وغیرہ کے لالچ بھی آنحضرتؐ کو دیئے۔ عقبہ آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے کچھ آیات قرآنی تلاوت فرمائی عقبہ نے وہ آیات دل لگا کر سننے کے بعد قریش مکہ کو کہا کہ آنحضرتؐ کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور زیادہ اعتراض نہ کرو۔ جب کفار مکہ کی دھمکیاں اور طرح طرح کا لالچ دینا کامیاب نہ ہوا۔ اور اشاعت اسلام کا کام تیزی سے منازل طے کرنے لگا تو کفار جبر و تشدد پر اتر آئے اب انہوں نے آنحضرتؐ پر ہر طرح سے سختی کا پروگرام تیار کیا۔ نعوذباللہ دشنام طرازی راستہ میں کانٹے بچھانا اور دوران عبادت حضورؐ پر گندگی پھینکتے آپ رحمتہ للعالمین بن کر آئے تھے۔ آپ کے خیالات بالا نے کبھی ان باتوں پر توجہ نہ دی

پتھر آپ پر برسائے گئے آپ نے پتھروں کے عوض دعائیں دیں۔ اور اشاعت اسلام میں مصروف رہے اس کے بعد قریش مکہ نے غلاموں اور کنیزوں پر جبر و تشدد کا سلسلہ شروع کیا جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ ان کو جان سے مار دینے کے بجائے ایذا رسانی کے طریقے نکالے۔ گلے میں رسی ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا تپتی ریت اور گرم دھوپ میں ننگا جسم ریت پر لٹایا گرم لوہے کی سلاخوں سے جسم پر داغ لگائے جلتے ہوئے کوئلے رکھ کر ان پر ننگا جسم کر کے لٹاتے اور ان کی چھاتی پر وزن رکھتے اور ان میں یہ وہ لوگ تھے۔ جو ظلم و ستم کا شکار ہوئے جو کفار قریش کے غلام تھے۔ حضرت حباب' حضرت بلال' حضرت عمار' ابو فکیہ رضی ان کے علاوہ چند کنیزیں بھی تھیں جو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے جبر و تشدد کا نشانہ بن کر بھی ثابت قدم رہے۔ حضرت ابو بکرؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اکثر مظلوم غلاموں کو انہوں نے بھاری رقم کے عوض آزاد کرایا۔

ظلم و ستم کے اسباب

اسلام امن کا پیغام دے رہا تھا۔ اور کفر و جہالت میں محصور عالم انسانیت کو چھٹکارا دلانے کی غرض سے خالق اکبر نے بتدریج نبی آخر زماںؐ دنیا کو پہنچایا تھا۔ چہ جائیکہ یہ لوگ اسلام قبول کرنے کی بجائے جبر و تشدد کے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرنے لگے اور انھیں اب اپنے جہالت کے رسم و رواج قبائلی اونچ نیچ بُت پرستیاں سب تباہ ہوتے نظر آ رہے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ مشتعل ہو کر ظلم و ستم پر اتر آئے بعض قبیلوں کے یہ بیہودہ خیالات تھے کہ نبی ہمارے قبیلہ سے ہوتا تو ہماری ناموری ہوتی بنو ہاشم کی ناموری کا ہم کیوں سبب بنیں یعنی دور جہالت کے بُت اب ٹوٹتے ہوئے وہ نہ دیکھ سکتے تھے۔ جو ان کی رگ و خوں میں سرایت کر چکے تھے۔ قرآن میں جا بجا قریش کی غلط کاریوں کا پردہ چاک ہو رہا تھا۔ اسے بھی وہ اپنی شان کے خلاف تصور کر رہے تھے۔ قریش میں دو ممتاز قبیلے بنی امیّہ اور بنی ہاشم تھے۔ اور ان دونوں میں رشتہ تعلق وقت حاضر تک چل رہا تھا۔ عبد المطلب کی وفات کے بعد کعبہ کے چند عہدے امیّہ خاندان کے ہاتھوں میں آ گئے تھے۔ اور اب ان کا پلہ بھاری تھا وہ نہ چاہتے تھے کہ ہم بنو ہاشم کی

تصدیق کر کے انہیں عزت و احترام دیں اس وجہ سے بھی بنو امیہ کے اکثر لوگ حضورؐ کے بہت دُشمن تھے۔ خاندان قریش کا حضرت ابرھیمؑ سے لے کر بڑا ناموس عرب قبائل میں تھا۔ اور خانہ کعبہ کی تولیت بھی پورے عرب میں مقام عزت رکھتی تھی۔ قریش دوسرے قبیلوں پر برتری اور فوقیت ظاہر کرتے آئے تھے۔ دین اسلام مساوات کا درس دے رہا تھا۔ اور انہیں اونچ نیچ کا بُت دائرہ اسلام میں آکر توڑنا پڑتا تھا۔ لہٰذا یہ بات بھی انہیں گراں گزرتی تھی کیوں کہ اسلام اجارہ داری اور نسلی تفاخر کی نفی کرتا تھا۔ اور اسلام قبول کرنے پر انہیں یہ تمام باتیں تسلیم کرنا پڑتی تھیں۔ جو مساوات کا درس دیتا تھا۔ دوسری وجہ قریش کو عیسائیت پر بہت غم وغصہ تھا۔ اور نفرت تھی کیوں کہ گورنر یمن نے عبدالمطلب کے دور میں خانہ کعبہ پر ہاتھیوں کا حملہ کیا تھا۔ جس کی وجہ سے قریش عیسائی مذہب کے خلاف تھے۔ ادھر اسلام انہیں اہل کتاب کہہ رہا تھا۔ اور قبلہ بھی اس وقت بیت المقدس تھا۔ یہ اشتراک بھی قریش کو ناگوار گزرتا تھا۔ ان وجوہات کے پیش نظر وہ اسلام کے سخت مخالف بن گئے تھے۔ کیوں کہ اسلام ان تمام بیہودہ رسم ورواج کی بیخ کنی کرتا تھا۔ اور درس مساوات اور امن کا پیغام دے رہا تھا۔ جو وقتی طور پر انہیں ناگوار گزرا بعد ازاں اسلام کے بہت اچھے نتائج بر آمد ہوئے کیوں کہ دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے اللہ نے اس دین اسلام کو اپنے بندوں کے لئے پسند کیا۔

....

حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام

ان دو نامور حضرات کے قبول اسلام سے مذہب کو بڑی تقویت ملی حضرت حمزہؓ حضورؐ کے چچا تھے۔ حضورؐ سے عمر میں ۲ سے ۳ سال بڑے تھے۔ اور ایام بچپن انہوں نے اکٹھا گزارا جس کی وجہ سے حضرت حمزہؓ آنحضرتؐ سے بہت پیار کرتے تھے۔ ایک دن گھر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس آئے تو سنا کہ ابوجہل نے حضورؐ سے تلخ کلامی کی ہے۔ آپ فوراً ابوجہل کے پاس گئے اور جذبات میں یہ جملہ کہا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ میں آپ نے اس جملہ کو تہ دل سے قبول کرلیا اور اسلام لے آئے حضرت عمرؓ قبول اسلام کا واقعہ بڑے معجزانہ طریقہ سے عمل میں آیا آپ بہت تشدد پسند تھے۔ اور اسلام قبول

کرنے والوں پر ظلم و ستم کیا کرتے تھے۔ ایک دن ارادہ کیا کہ عام لوگوں پر ظلم تشدد کی بجائے منبع اسلام کا کام تمام کیا جائے تو ہمیں چھٹکارا مل سکتا ہے۔ آپ ننگی تلوار لے کر آنحضرتؐ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے راستہ میں ایک معتبر نعیم بن عبداللہ ملا اس نے آپ سے پوچھا آپ کدھر جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا میں آنحضرتؐ کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس پر نعیم بن عبداللہ نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو بعد میں ادھر جانا کیوں کہ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ پلٹے اور بہنوئی کے گھر پہنچے قدموں کی آواز آتے ہی ان دونوں نے تلاوت قرآن مجید بند کر دی حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے پوچھ گچھ کے بعد دونوں کی خوب پٹائی کی مگر بہن کی جرائت دیکھ کر بولے کہ قرآن مجید مجھے بھی پڑھ کر سناؤ بہن نے قرآن مجید سامنے رکھ دیا آپ نے چند کلمات پڑھے اور بے ساختہ کلمہ شہادت پڑھا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ آگے بڑھے اور حضرت عمرؓ کو پکڑ کر سوال کیا۔ کیا عمرؓ کس ارادے سے آئے ہو آپ کا پکڑنا اور پر جوش سوال سن کر حضرت عمرؓ کانپ اٹھے اور کہا کہ میں ایمان لانے کی غرض سے آیا ہوں آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے اللہ اکبر کے الفاظ نکلے یہ سنتے ہی حاضرین نے بھی پر جوش طریقے سے اللہ اکبر کہا حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے بعد نماز کا اہتمام ہوا۔ اس واقعے کے بعد تبلیغ اسلام میں ایک نئی جان پیدا ہو گئی۔

پہلی ہجرت

جس وقت کفار مکہ کے ظلم و ستم بڑھ گئے۔ اور دائرہ اسلام میں آنے والوں کو بہت تنگ کرنا شروع کر دیا تو آنحضرتؐ نے چاہا کہ یہاں سے ہجرت کی جائے۔ کیونکہ یہاں فرائض اسلام بخوبی انجام نہیں دیئے جا سکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ کیوں کہ ملک حبشہ کفار کی دست راست سے باہر تھا۔ اور وہاں کا بادشاہ نجاشی عیسائی تھا۔ اس کی رحم دلی اور انصاف کے چرچے عام تھے۔ یہ واقعہ نبوت کے پانچویں سال کا ہے۔ چنانچہ گیارہ مرد اور چار عورتیں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب کفار مکہ کو ان پندرہ آدمیوں کی ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے ساحل سمندر تک ان کا پیچھا کیا جب کہ تھوڑی دیر پہلے یہ قافلہ جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا تھا۔ جب یہ قافلہ حبشہ

پہنچا اور امن و سکون سے رہنے لگے تو یہ دیکھ کر مکہ معظمہ سے اور بھی مسلمانوں نے حبشہ جانے کی تیاری کی اور رفتہ رفتہ ملک حبشہ کا رخ کیا اس پر کفار مکہ نے دو آدمیوں کو بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا وہاں پہنچ کر انہوں نے کہا کہ ہمارے مفروروں کو واپس کیا جائے اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے تقریر کی جس کا اچھا اثر ہوا اسی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جاہل اور بُت پرست تھے اور ہم میں بہت سی بد اخلاقیاں رواج پا چکی تھیں اس پر خدا نے ایک پیغمبر مبعوث کیا جس نے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے توحید و رسالت کی تلقین کی اور عبادت کے طریقے بتائے اور سماجی برائیوں سے روکا اسی جرم کی پاداش میں ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی اس کے بعد نجاشی نے قرآن پاک سننے کی خواہش ظاہر کی جعفرؓ نے چند آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی تو نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بولا یہ کلام اور انجیل ایک ہی چراغ کے دو پر ہیں اور ان دونوں کو کہا کہ مسلمانوں کو تمارے حوالے نہیں کروں گا عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو قریش مکہ نے سفیر بنا کر نجاشی کے پاس بیجھا تھا انہوں نے اس کے بعد رات کے وقت ایک ترکیب نکالی اور صبح پھر نجاشی کے دربار میں پیش ہو کر کہا آپ کو معلوم ہے کہ واقعی یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں اس پر نجاشی نے دوسرے دن پھر مہاجرین کو دربار میں بلایا اور پھر قیادت حضرت جعفر کو دی گئی انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے پیغمبر اور روح اللہ ہیں نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ خدا کی قسم حضرت عیسیٰؑ اس تنکا کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس نے حضرت جعفر کے قول کی تائید میں کہا تھا۔ نجاشی کی زبان سے یہ سن کر پادری جو نعوذباللہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، برہم ہو گئے۔ مگر نجاشی نے اس کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں سفیروں کو ناکام واپس کر دیا۔

دوبارہ ہجرت حبشہ

اس وقت تک ۸۳ مسلمان مرد عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ مقیم ہو چکے تھے۔ ان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ تمام اہل مکہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور امن قائم ہو چکا ہے یہ خبر سن کر ۸۳ مرد عورتیں بخوشی مکہ واپس لوٹے لیکن مکہ آکر پتہ چلا کہ یہ خبر غلط تھی قریش مکہ جن کے سفیر

پہنچا اور امن و سکون سکون سے رہنے لگے تو یہ دیکھ کر مکہ معظمہ سے اور بھی مسلمانوں نے حبشہ جانے کی تیاری کی اور رفتہ رفتہ ملک حبشہ کا رخ کیا اس پر کفار مکہ نے دو آدمیوں کو بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا وہاں پہنچ کر انہوں نے کہا کہ ہمارے مفروروں کو واپس کیا جائے اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے تقریر کی جس کا اچھا اثر ہوا اسی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جاہل اور بُت پرست تھے اور ہم میں بہت سی بداخلاقیاں رواج پا چکی تھیں اس پر خدا نے ایک پیغمبر مبعوث کیا جس نے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے توحید و رسالت کی تلقین کی اور عبادت کے طریقے بتائے اور سماجی برائیوں سے روکا اسی جرم کی پاداش میں ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی اس کے بعد نجاشی نے قرآن پاک سننے کی خواہش ظاہر کی جعفرؓ نے چند آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی تو نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بولا یہ کلام اور انجیل ایک ہی چراغ کے دو پر ہیں اور ان دونوں کو کہا کہ مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو قریش مکہ نے سفیر بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا انہوں نے اس کے بعد رات کے وقت ایک ترکیب نکالی اور صبح پھر نجاشی کے دربار میں پیش ہو کر کہا آپ کو معلوم ہے کہ واقعی یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں اس پر نجاشی نے دوسرے دن پھر مہاجرین کو دربار میں بلایا اور پھر قیادت حضرت جعفر کو دی گئی انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے پیغمبر اور روح اللہ ہیں نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ خدا کی قسم حضرت عیسیٰؑ اس تنکا کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس نے حضرت جعفر کے قول کی تائید میں کہا تھا۔ نجاشی کی زبان سے یہ سن کر پادری جو نعوذباللہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، برہم ہو گئے۔ مگر نجاشی نے اس کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں سفیروں کو ناکام واپس کر دیا۔

دوبارہ ہجرت حبشہ

اس وقت تک ۸۳ مسلمان مرد عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ مقیم ہو چکے تھے۔ ان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ تمام اہل مکہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور امن قائم ہو چکا ہے یہ خبر سن کر ۸۳ مرد عورتیں بخوشی مکہ واپس لوٹے لیکن مکہ آکر پتہ چلا کہ یہ خبر غلط تھی قریش مکہ جن کے سفیر

پہنچا اور امن وسکون سکون سے رہنے لگے تو یہ دیکھ کر مکہ معظمہ سے اور بھی مسلمانوں نے حبشہ جانے کی تیاری کی اور رفتہ رفتہ ملک حبشہ کا رخ کیا اس پر کفار مکہ نے دو آدمیوں کو بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا وہاں پہنچ کر انہوں نے کہا کہ ہمارے مفروروں کو واپس کیا جائے اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے تقریر کی جس کا اچھا اثر ہوا اسی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جاہل اور بُت پرست تھے اور ہم میں بہت سی بداخلاقیاں رواج پاچکی تھیں اس پر خدا نے ایک پیغمبر مبعوث کیا جس نے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے توحید و رسالت کی تلقین کی اور عبادت کے طریقے بتائے اور سماجی برائیوں سے روکا اسی جرم کی پاداش میں ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی اس کے بعد نجاشی نے قرآن پاک سننے کی خواہش ظاہر کی جعفرؓ نے چند آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی تو نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بولا یہ کلام اور انجیل ایک ہی چراغ کے دو پر ہیں اور ان دونوں کو کہا کہ مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو قریش مکہ نے سفیر بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا انہوں نے اس کے بعد رات کے وقت ایک ترکیب نکالی اور صبح پھر نجاشی کے دربار میں پیش ہو کر کہا آپ کو معلوم ہے کہ واقعی یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں اس پر نجاشی نے دوسرے دن پھر مہاجرین کو دربار میں بلایا اور پھر قیادت حضرت جعفر کو دی گئی انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے پیغمبر اور روح اللہ ہیں نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ خدا کی قسم حضرت عیسیٰؑ اس تنکا کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس نے حضرت جعفر کے قول کی تائید میں کہا تھا۔ نجاشی کی زبان سے یہ سن کر پادری جو نعوذباللہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، برہم ہو گئے۔ مگر نجاشی نے اس کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں سفیروں کو ناکام واپس کر دیا۔

دوبارہ ہجرت حبشہ

اس وقت تک ۸۳ مسلمان مرد عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ مقیم ہو چکے تھے۔ ان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ تمام اہل مکہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور امن قائم ہو چکا ہے یہ خبر سن کر ۸۳ مرد عورتیں بخوشی مکہ واپس لوٹے لیکن مکہ آکر پتہ چلا کہ یہ خبر غلط تھی قریش مکہ جن کے سفیر

نجاشی نے ناکام واپس کئے تھے ان مسلمانوں پر زیادہ ظلم و ستم ڈھانے لگے حتیٰ کہ ان کی نقل و حمل پر بھی پابندیاں لگائی گئیں اب حبشہ واپس جانا بھی دشوار ہو گیا تھا بعد ازاں موقع پا کر ۱۰۲ مسلمانوں نے جن میں ۲۰ مسلمان عورتیں بھی تھیں ملک حبشہ جا کر پناہ لی اور رہائش اختیار کر لی۔

معاشرتی بائیکاٹ

....

جب قریش مکہ نے دیکھا کہ مسلمان حبشہ جا کر امن و سکون کی زندگی گزارنے لگے اور مکہ معظمہ میں بھی دن بدن ان کا حلقہ بڑھ رہا ہے۔ اب قریش مکہ کے ساتھ دیگر تمام غیر مسلم قبائل مل گئے اور ایک پروگرام طے کیا کہ بنو ہاشم اگر محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دیں تو ہم انہیں قتل کر دیں۔ باقی کسی سے ہمیں بدلہ نہیں لینا ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو بنی ہاشم کو بائیکاٹ کر دیں رشتہ ناطہ لین دین اور ان سے ہر قسم کا رابطہ ختم کر دیں۔ اس پر ایک معاہدہ لکھا گیا اور وہ معاہدہ کعبہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا۔ جب حالات قابو سے باہر ہو گئے تو ابو طالب نے تمام بنی ہاشم کو اکھٹا کیا ایک پہاڑ کی چوٹی پر ڈیرے ڈال دیئے جسے شعب ابی طالب کہا جاتا ہے۔ یہ پہاڑی ابو طالب کے نام سے مشہور ہوئی تھی۔ وہاں تین سال تک بنی ہاشم نے بہت دکھ برداشت کئے درختوں کے پتے کھا کر گذارہ کرتے رہے۔ بچے بھوک سے روتے تھے۔ اور نڈھال ہو جاتے تھے۔ ایسے وقت میں چند خفیہ مخبر آپ کو وہاں لے جا کر خوراک دے آتے تھے۔ یہ نبوت کے دسویں سال کا واقعہ ہے۔ بعض معتبر افراد نے جو کفار مکہ میں شامل تھے۔ اس سنگدلانہ حرکت پہ آواز بلند کی اور وہ معاہدہ جو کعبتہ اللہ کے دروازے پر آویزاں تھا۔ منسوخ قرار دیا اور مسلح حفاظت میں لے جا کر بنی ہاشم کو بستی تک پہنچایا بعض روایتوں میں ہے کہ معاہدہ دیمک نے چاٹ لیا تھا۔ اور بائیکاٹ ختم ہوا۔ واللہ اعلم۔

حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب کا انتقال

مندرجہ بالا حالات وواقعات میں ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ حضورؐ کی بڑی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کا سبب بنے رہے۔ ایک ہی سال میں ان دونوں کی وفات کا آنحضرتؐ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ آپؐ اس سال کو رنج وغم کا سال کہا کرتے تھے۔ یعنی عام الحزن، آپ دونوں کی وفات کے بعد قریش مکہ کو زیادہ شہہ مل گئی ان دونوں کی وجہ سے جو لوگ خاموش تھے۔ ان کے منہ بھی اب کھل گئے۔ آپ پر سختیوں کا بوجھ زیادہ بڑھ گیا۔ ظہور اسلام کے بعد کا یہ سخت ترین دور تھا۔

طائف میں تبلیغ اسلام کی دعوت

مکہ میں دس گیارہ برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔ قریش مکہ پر کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ آپ نے چاہا کہ دیگر علاقوں تک دعوت اسلام پہنچائی جائے۔ زید بن حارث کو ساتھ لے کر آپ طائف کی طرف نکلے یہ شہر مکہ سے چالیس میل دور تھا۔ اس کی آب وہوا نہایت عمدہ اور زمین زرخیز ہے۔ آپ چند معتبران قریش کے پاس تشریف لے گئے۔ انہیں دین اسلام کی دعوت دی۔ مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ یہ لوگ مکہ والوں سے بھی بُرے نکلے آپؐ پر چند غنڈوں کو اکسایا اور پتھراؤ کروایا۔ گالیاں نکالیں اور تالیاں بجائیں آپؐ کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا۔ نالعین مبارک میں لہو بھر گیا۔ زخموں سے چور ہو کر انگوروں کے باغ میں جا کر پناہ لی اور ان ظالموں کو اس کے بدلہ میں دعائیں دیں۔ اور یہ جملے فرمائے۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیوں کہ وہ جانتے نہیں طائف سے آپ واپس آئے اور ہر ایک قبیلہ کے پاس دعوت حق دینے تشریف لے جاتے عوامی اجتماعات میلوں وغیرہ میں تشریف لے جا کر دین کی تبلیغ فرماتے ابولہب بھی ساتھ ساتھ تھا۔ وہ لوگوں کو کہتا تھا۔ کہ محمد ﷺ خود دین سے پھر گیا ہے۔ اور جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اس کی تم لوگ باتیں نہ سنو۔ اس کے اس شر کی وجہ سے دعوت کو خاطر خواہ فائدہ نہ ہو سکا' (نعوذ باللہ)

مدینہ میں اشاعت اسلام

آنحضرتؐ مدینہ تشریف لے گئے تو "مدینتہ النبی" اس شہر کا نام پڑا اس کا قدیم نام یثرب تھا۔ بعد میں مدینہ مشہور ہوا یعنی نبی کا شہر یہاں یمن سے ترک وطن کرنے والے قحطانی قبیلہ کے دو گروہ آباد تھے۔ اوس و خزرج یہ بھی اہل مکہ کی طرح بُت پرست تھے۔ یثرب کے نواحی علاقہ میں یہودی آباد تھے۔ اوس و خزرج یہودیوں سے میل جول کی وجہ سے مذہبی کتابوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ حج کے موقعہ پر یہ لوگ مکہ آیا کرتے تھے۔ چنانچہ قبائل عرب کے ساتھ قبیلہ خزرج کے چند لوگ مکہ آئے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے تبلیغ فرمائی تو چھ آدمی ایمان لے آئے دوسرے سال بھی بارہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ جن کا تعلق مدینہ سے تھا۔ ان لوگوں کی پیش کش پر آنحضرتؐ نے مصعب بن زبیر کو ان کے ہمراہ احکام دین سکھانے مدینہ روانہ فرمایا۔ مصعب بن زبیر نے مدینہ پہنچ کر مسلمان ہونے والوں کو احکام دین سکھائے اور تبلیغ کا بھی اہتمام کیا۔ جس کی وجہ سے لوگ اسلام قبول کرنے لگے۔ اسی دوران قبیلہ اوس کا سردار سعد بن معاذ بھی مسلمان ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اوس قبیلہ کے تمام لوگ ایمان لے آئے دوسرے سال حج کے موقع پر پھر ۷۲ بہتر افراد نے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ یہ بیعت عقبہ کے مقام پر ہوئی جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں جب آپؐ نے مدینہ کے لوگوں کی توجہ دیکھی تو ارادہ کیا کہ میں خود مدینہ جا کر تبلیغ دین کروں۔ آپؐ نے ان اسلام لانے والوں سے ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت عباسؓ جو تاحال اسلام نہ لائے تھے۔ اس موقعہ پر حضورؐ کے ساتھ تھے۔ حضرت عباسؓ نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر نبی کو مدینہ لے جا رہے ہو تو آخری دم تک ان کا ساتھ دینا ہو گا۔ اور ان کی حفاظت کرنا ہو گی۔ کیوں کہ یہ ہم میں معزز و محترم ہیں اس پر ایک شخص نے کہا کہ کہیں آپ ہمیں اکیلا چھوڑ کر مکہ واپس تشریف تو نہ لے آئیں گے۔ کیوں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ معاہدے جو ہم نے یہودیوں سے کر رکھے ہیں ٹوٹ جائیں گے۔ اور اسلام قبول کر لینے کے بعد شاید وہ ہمارے دشمن بن جائیں آپؐ نے فرمایا آپ کا خون میرا خون آپ میرے ہیں میں آپ کا ہوں دوران بیعت سعدؓ نے کہا کہ تم سب کو معلوم ہونا چاہئیے کہ تمام جن وانس کے ساتھ یہ بیعت اعلان جنگ ہے تو سب نے بیک زباں کہا ہمیں علم ہے۔ عہد وپیمان کے بعد آپؐ نے فرمایا میں تم میں سے نقیب مقرر کرتا ہوں آپؐ نے تین

نقیب اوس قبیلہ سے اور نو نقیب خزرج قبیلہ سے مقرر فرمائے۔ اور ان کو مدینہ میں تبلیغ اسلام پر مقرر کیا۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ پہنچ کر تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔

ہجرت کی وجوہات

آنحضرتؐ نے نبوت کے تیرھویں سال ہجرت کی تیاری کی اہل مکہ کو تیرہ سال تک دعوت اسلام دیتے رہے۔ باوجود اتنی محنت کے ایک چھوٹی سی جماعت نے اسلام قبول کیا۔ اور اکثریت آپؐ کی دشمن بن گئی۔ یہاں کوئی خاطر خواہ کامیابی نظر نہ آئی تھی۔ لہٰذا اسلام ایک عالمگیر مذہب تھا۔ دوسروں تک بھی پہنچانا تھا۔ اہل مکہ کی ہٹ دھرمی بھی ہجرت نبوی کی ایک کڑی تھی آپ نے سمجھا کہ ایسے ملک کا رخ کیا جائے۔ جہاں اشاعت اسلام کے مواقع زیادہ روشن ہوں نمبر۲ مسلمانوں پر مظالم کا ایک لامحدود سلسلہ جاری تھا۔ آزادی سے مذہبی فرائض بھی ادا نہ کر سکتے تھے۔ اور ایک چھوٹی سی جماعت ظلم و ستم کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ تیسری وجہ ہجرت کی یہ تھی کہ اہل مکہ اپنے کفر پر ڈٹے ہوئے تھے۔ آن کی آن میں اہل مدینہ کے دلوں پر اسلام کا اثر ہوا۔ اور جوق در جوق دائرہ اسلام میں آنے لگے۔ مصعبؓ بن عمیر جن کو آنحضرتؐ نے معلم بنا کر مدینہ روانہ کیا تھا۔ ان کی تبلیغ سے مدینہ میں کافی کامیابی ہوئی اور قبیلہ اوس خزرج نے آنحضرتؐ کو مدینہ آنے کی دعوت بھی دی اور ہر حال میں بھرپور ساتھ دینے کا عہد بھی کیا۔ مدینہ کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپؐ نے سمجھا کہ مدینہ میں مذہبی فرائض بھی با آسانی ادا ہو سکیں گے۔ اور اہل مدینہ کی حمایت میں اشاعت اسلام میں کافی آسانی ہوگی۔ چوتھی وجہ ہجرت حبشہ کی مثال بھی آپؐ کے سامنے تھی۔ وہاں جا کر آباد ہونے والے مسلمان بڑے آرام میں تھے۔ لیکن حبشہ میں تبلیغ کے لئے کوئی عرب کا علاقہ موزوں ہو سکتا تھا۔ جہاں سے مسلمانوں کی ایک جماعت ہر قربانی کے لئے تیار ہو حبشہ مرکز اسلام نہیں بن سکتا تھا۔ نمبر۵ حکم الٰہی یہی تھا۔ کہ آنحضرتؐ کسی اور ملک کی بجائے مدینہ کو مرکز اسلام بنائیں مکہ کے کئی با اثر افراد اسلام قبول کر چکے تھے۔ انہوں نے اپنی اپنی خدمات بھی پیش کیں اوس قبیلہ کے سردار طفیل بن عمرو نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا بھی خیال تھا۔ کہ حضورؐ میرے ہاں قیام کریں کیوں کہ ان کا قلعہ مضبوط اور پختہ تھا۔ حضورؐ خاموش منشاء الٰہی پر متوجہ تھے۔ آخر حکم الٰہی بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے کا ملا۔ نمبر۶ جب کفار مکہ نے دیکھا کہ رفتہ رفتہ مسلمان ان کے پنجہ

سے نکل رہے ہیں۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک سردار چنا جائے تا کہ وہ سب مل کر حضورؐ کو قتل کر دیں اس طرح کے قتل کا بنی ہاشم بدلہ کس کس سے لیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے مل کر آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور مکمل قتل کی تیاری کر دی۔ ان حالات کی وجہ سے بھی آپؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کو ترجیح دی۔

ہجرت نبویؐ

قریش مکہ نے آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کئے رکھا باوجود اتنی عداوت و مخالفت کے بھی وہ آپؐ کو امین اور صادق سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں کی امانتیں آپؐ کے پاس محفوظ تھیں۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ آپ میرے بستر پر سو جائیں۔ یہ امانتیں واپس کرنے کے بعد مدینہ چلے آنا۔ حضرت علیؓ حضورؐ کے بستر پر سو گئے۔ باوجود اتنے محاصرہ کے آنحضرتؐ گھر سے نکل گئے مگر ان ظالموں کو آپ کے نکل جانے کا احساس تک نہ ہوا۔ حسب پروگرام آنحضرتؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر پہنچے دونوں مدینہ کی طرف چل پڑے غار ثور جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں آ کر قیام کیا۔ ادھر ان لوگوں نے دیکھا کہ محمدؐ کے بستر پر حضرت علیؓ سو رہے ہیں۔ حضرت علیؓ کو گھر کے اندر بند کر کے وہ لوگ حضورؐ کی تلاش پر دوڑے ایک گروہ بالکل غار ثور کے قریب آ نکلا اور غار دیکھ کر انہیں یہ احساس تک نہ ہوا کہ آپؐ غار میں قیام پذیر ہیں۔ پھر وہ گروہ واپس ہو گیا۔ قدموں کی آہٹ سن کر حضرت ابو بکر صدیق متفکر ہوئے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ "رنجیدہ خاطر نہ ہوں کیوں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے" تین دن تک آپؐ اسی غار میں رہے۔ ابو بکرؓ کے فرزند عبداللہ آپ کو رات کے وقت قریش مکہ کے ارادوں سے باخبر رکھتے تھے۔ اس طرح آپ ان کے ارادوں سے باخبر رہے۔ اور ان کا ایک غلام بکریوں کا دودھ لا کر دے جاتا رہا۔ چوتھے دن آپ دونوں غار سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کفار کے ایک متلاشی نے آپ کو دیکھ لیا اور گھوڑے کی رفتار تیز کر کے آپ کا تعاقب کیا کہ گھوڑے کو ٹھوکر کی وجہ سے نیچے آ گرا پھر سنبھلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کرنے لگا کہ زمین میں گھوڑا دھنسنا شروع ہو گیا۔ اس واقعہ سے وہ ڈر گیا اور تعاقب کی جرأت باقی نہ رہی۔ بلکہ آنحضرتﷺ سے امان لے کر واپس ہوا آپ دونوں منزل کی طرف روانہ

ہو گئے۔ بعض روائتیں یوں بھی ہیں کہ کفار نے جب آنحضرتؐ کے قتل کا پروگرام طے کیا تو آپ پر وحی نازل ہوئی آپؐ پہلے ہی حضرت علیؓ کو امانتیں واپس کرنے کی غرض سے اپنے بستر پر لٹا کر ٹھکانہ چھوڑ چکے تھے۔ بعد میں قریش مکہ نے گھر کا محاصرہ کیا اور حضور کے بستر پر حضرت علیؓ کو پا کر آپؐ کے تعاقب کو نکلے مدینہ سے باہر "قبہ" نامی جگہ پر آپ نے چودہ دن تک قیام کیا۔ آپ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ جو مسجد "قبا" کے نام سے مشہور ہوئی۔ کلثوم بن ہدم کو شرف میزبانی نصیب ہوا۔ آپ کے آنے کی خبر مدینہ پہنچی تو انصاری جوق در جوق سلامی کے لئے "قبا" پہنچے قبا میں قیام کے بعد آپ مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ تک راستوں میں دو طرفہ انصاریوں نے قطار بنا رکھی تھی۔ اور سرور دو جہاں کو سلامی دے رہے تھے۔ تمام اہل مدینہ عورتیں بچے بوڑھے جواں آپؐ کی میزبانی کے لئے ٹوٹ پڑے آپؐ کا قافلہ ابو ایوبؓ کے گھر کے پاس پہنچا تو ہر آدمی آپؐ کی میزبانی کی خواہش رکھتا تھا۔ اس پر ان میں کش مکش بھی ہوئی۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری اونٹنی خدا کی طرف سے مامور ہے۔ جہاں جا کر بیٹھ گئی وہی میری قیام گاہ ہو گی۔ چنانچہ اونٹنی ابو ایوبؓ کے گھر جا کر بیٹھ گئی۔ آپ کو شرف میزبانی عطا ہوا۔ آنحضرتؐ نے سات ماہ تک ابو ایوبؓ کے ہاں قیام کیا اس وقت سے سن ہجری کا آغاز ہوا فضائل اعمال شیخ الحدیث محمد زکریا صہ ۲۳ پر بیان کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر پہلی ہجرت حبشہ میں کی یہ ہجرت نبوت کے پانچوں برس ماہ رجب میں کی گئی نجاشی حبشہ کی رحم دلی کے عام چرچے تھے۔ عیسائی مذہب رکھتا تھا۔ جب ان مہاجرین اسلام نے کچھ عرصہ حبشہ میں گزارا تو سنا کہ مکہ کے تمام لوگ اسلام لا چکے ہیں وہ واپس اپنے وطن کی طرف کوچ کر آئے مکہ کے قریب آ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر ظلم ہو رہے ہیں۔ کچھ حبشہ واپس ہو گئے۔ اور کچھ چلے آئے پھر لکھتے ہیں کہ حبشہ میں مقیم مسلمانوں کو سفیر بھیج کر واپس مکہ لایا جائے۔ تو یہ سفیر تحفہ تحائف لے کر نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے سجدہ کیا اور کہا کہ مکہ سے چند لوگ بھاگ کر آئے ہیں ان کے عزیزوں نے بھیجا ہے کہ انہیں واپس مکہ لایا جائے اس پر نجاشی نے مسلمان مہاجرین کو دربار میں طلب کیا۔ دربار میں آئے سلام کیا سفیروں اور دیگر لوگوں نے کہا کہ تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ نبیؐ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ سجدہ صرف خدا کو کیا جاتا ہے۔ نجاشی کے سوال پر حضرت جعفرؓ نے پورا قصہ کہہ سنایا اور سورت مریم کی تلاوت فرمائی جس پر تمام درباری اور نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور نجاشی نے کہا یہ تو وہی کلام ہے جو حضرت عیسیٰؑ پر

اتار اگیا تھا۔ اس کے بعد نجاشی نے مہاجرین کو اپنے ہاں پناہ دے دی دوسرے دن کفار قریش کے سفیروں نے ایک تدبیر نکالی اور پھر نجاشی کے دربار میں آکر شکایت کی کہ مہاجرین بہت گستاخ ہیں اور عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتے۔ اس پر نجاشی نے پھر مہاجرین کو طلب کیا۔ اور پوچھا تو حضرت جعفرؓ نے کہا حضرت عیسیٰؑ اللہ کے نبی ہیں اور مریم کے بیٹے اور اللہ کی روح ہیں اور اس کے نیک بندے ہیں نجاشی نے ان الفاظ کو درست تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ اس سے ذرہ بھر زیادہ نہیں ہیں اس پر پادری غصہ میں آئے لیکن نجاشی نے ان کی پرواہ کئے بغیر مہاجرین کو زیادہ آسائش مہیا کر کے ملک میں رہنے کی اجازت دی اور قریش کے سفیروں کو ناکام واپس لوٹایا۔

غزوات

جب مکہ سے کچھ مسلمان حبشہ مقیم ہو گئے۔ اور باقی آنحضرتؐ کے ساتھ مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے۔ قریش مکہ کو مسلمانوں کا یہ آرام دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ اور طرح طرح سے مسلمانوں کے خلاف سوچنے لگے۔ اور جنگ کی تیاریاں بھی کرنے لگے اب اللہ کی طرف سے آنحضرتؐ کو بھی مدافعت کا حکم مل چکا تھا۔ یکم سن ہجری میں شام کی طرف سے ایک قافلہ حملہ آور ہوا حضرت حمزہؓ کو ان کی سرکوبی کے لئے سالار مقرر کیا گیا۔ لیکن جنگ ٹل گئی دوسری مرتبہ حملہ آوروں کی سرکوبی کے لئے عبیدہ بن حارث کو سالار بنا کر روانہ کیا۔ کچھ تیر چلے مگر کفار بھاگ گئے۔ اس کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب غزوات کے نام اور سن تاریخ درج کئے جاتے ہیں۔ سن دو ہجری میں پیش آنے والے غزوات بواط اس غزوہ میں حضورؐ دو سو مہاجرین کو لے کر مقابلہ پر نکلے مگر جنگ نہ ہوئی۔ غزوت العشیرہ میں ۱۵۰ صحابہ تیار ہوئے۔ مگر جنگ نہ ہوئی۔ غزوہ بدر اولیٰ کرز بن جابر فہری مسلمانوں کے جانور چوری کرنے کے بعد بچ کر نکل گیا۔ اسی دوران شام سے ایک قافلہ حملہ آور ہوا' مقابلہ کے بعد مسلمان فتحیاب ہوئے۔ غزوہ بدر الکبریٰ' غزوہ قینیقاع' غزوہ' السوق ۳ھ بنی محاربہ و بنی ثعلبہ غزوہ بحران' غزوہ احد غزوہ حمر الاسد ۴ھ غزوہ بنی نضیر غزوہ ذات الرقاع' غزوہ بدر ثانیہ ۵ھ غزوہ دومتہ الجندل غزوہ بنی مصطلق' غزوہ خندق یا احزاب ۶ھ غزوہ بنی لیحان' غزوہ الغابہ' صلح حدیبیہ ۷ھ غزوہ خیبر فدک ۸ھ جنگ موتہ فتح مکہ جنگ

حنین غزوہ طائف کے وقت اسلامی لشکر میں خاصی جان پیدا ہو چکی تھی۔ اور ہزاروں لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ ۹ھ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو مع ۱۵ افراد کے مجس نامی بت توڑنے کے لئے روانہ کیا۔ پجاریوں نے مقابلہ کیا بت توڑنے کے بعد بھیڑ بکریاں مال غنیمت ہاتھ آیا۔ حاتم طائی کی بیٹی سفانہ قیدیوں میں تھی۔ حضورؐ نے اسے رہا کر دیا۔ آپ کے حسن سلوک کی خبر سفانہ نے اپنے بھائی عدی کو سنائی وہ مسلمان ہو گیا۔ جنگ تبوک ۱۰ھ حجتہ الوداع ۱۱ھ جیش اسامہ یہ واقعات وغزوات سیرت کی کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں دیگر تاریخ اسلام کی کتابوں میں بھی ذکر موجود ہے۔ اس کے بعد حجتہ الوداع کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

خطبتہ الوداع

آنحضرتؐ کی راستہ سے تشریف لاتے ہوئے نظر کعبتہ اللہ پر پڑی تو فرمایا اے خدا اس گھر کو اور زیادہ عزت و شرف دے طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیمؑ میں دوگانہ سے فارغ ہوئے تو کوہ صفا پر تشریف لے گئے تو یہ الفاظ ارشاد فرمائے "خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے سلطنت ملک و حمد ہے وہ مارتا اور جلاتا ہے اور تمام چیزوں پر قادر ہے کوئی خدا نہیں مگر وہ اکیلا ہے خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندوں کی مدد کی اس کے بعد آپ مروہ پر تشریف لے گئے عرفات کے مقام نمرہ میں آپؐ خیمہ میں تھے خیمہ سے نکل کر ایک ناقہ پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور ناقہ پر ہی بیٹھے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس وقت اسلام اپنے جاہ و جلال پر تھا اور لاتعداد مسلمان اس سال حج کے موقعہ پر کعبہ میں آئے تھے۔ عرب کے دور جہالت کے رسم و رواج کی تردید آپؐ نے ان الفاظ میں فرمائی جو اسلام کے علاوہ آج بھی اقوام متحدہ کا بین الاقوامی منشور ہے۔ آپؐ نے امن و تحفظ اور یک جہتی کے لئے یہ ارشاد فرمایا "بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے ہاں عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر گورے کو کالے پر کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے اس خطبہ میں آپؐ نے تمام زمانہ جہالیت کی رسم و رواج کی مذمت فرمائی اور امن و تحفظ کا درس دیا پھر ارشاد فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں اس زمانہ میں غلاموں کے ساتھ

امتیازی سلوک روا رکھا گیا تھا ارشاد فرمایا تمہارے غلام جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ قدیم عربوں میں یہ فطرتاً" پایا جاتا تھا کہ ایک قتل کا انتقام سلسلہ پشت ہا پشت تک چلتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا جاہلیت کے تمام خون باطل کردیئے گئے ہیں اور سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کا خون) ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون باطل قرار دیتا ہوں۔ ربیعہ بن حارث کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ ابوداؤد صحیح مسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ربیعہ کا بیٹا بنو سعد میں زیرپرورش تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کرڈالا اکثر روایتوں میں ہے کہ ربیعہ بن حارث نے ۲۳ھ میں انتقال کیا۔ آپؐ نے پھر ارشاد فرمایا خاندان کے تمام سود بھی باطل قرار دیئے گئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں پھر ارشاد فرمایا عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرا کرو تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ عورتوں پر ظلم و ستم روا رکھا جاتا تھا اور انہیں اپنے تحفظ حقوق کا کوئی حق نہ تھا پھر فرمایا تمہارا خون اور تمہارا مال تاقیامت اسیطرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے عرب میں جانی و مالی تحفظ نہ تھا قتل و غارت چوری اور جبر و تشدد کو حرام قرار دیا گیا اس کے بعد آپؐ نے تمام اللہ کی ہدایات جمع شدہ کو امت کے حوالہ کیا اور یوں تاکید کی میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں اگر تم نے اسے مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہو گے وہ چیز کیا ہے کتاب اللہ اس کے بعد آپؐ نے چند اصولی احکامات صادر فرمائے۔ فرمایا خدا نے ہر حقدار کو (ازروئے وراثت) اس کا حق دے دیا اب کسی کو وراثت کے حق میں وصیت جائز نہیں لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ زناکار کے لئے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے جو غلام اپنے آقا کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت بیان کرے ان پر اللہ کی لعنت ہے ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں قرض ادا کیا جائے امانت واپس کی جائے عطیہ لوٹایا جائے ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے ان ارشادات کے بعد آپؐ مجمع عام سے مخاطب ہوئے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا۔ کیا جواب دو گے اس پر صحابہؓ نے کہا ہم کہیں گے کہ آپؐ نے احکامات خداوندی کو ہم تک پہنچایا اور اپنا فرض ادا کر دیا حضور ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی مبارک اٹھا کر تین مرتبہ کہا اے اللہ تو گواہ رہنا۔ آپؐ فرض نبوت کی ادائیگی میں مصروف تھے کہ یہ آیات مبارک نازل ہوئی ترجمہ " آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب

کر لیا" خطبہ سے فارغ ہو کر حضرت بلالؓ کو آذان دینے کے لئے کہا ظہر و عصر کی نماز اکھٹی ادا کرنے کے بعد ناقہ پر سوار ہو کر مقام موقف تشریف لائے اور کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہوئے اور کافی دیر تک دعا فرمائی آفتاب غروب ہونے لگا تو مذلفہ پہنچے اور مغرب کی نماز ادا کی رات آرام کے بعد نماز فجر سے کچھ دیر پہلے مذلفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ تھی۔ آپؐ سے لوگ مسائل حج پوچھتے جاتے تھے اور آپ جواب دے رہے تھے جمرہ پہنچ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا' لوگو سکون کے ساتھ وادی محر کے راستے جب آپؐ جمرہ کے پاس آئے ابن عباس سے چند کنکریاں طلب کیں کیونکہ آپ ناقہ پر سوار تھے کنکریاں لے کے پھینکیں اور مخاطب ہو کر فرمایا مذہب میں مبالغہ اور غلو سے بچو کیوں کہ تم سے پہلی قومیں اسی لئے برباد ہوئیں اور ساتھ ہی فرماتے تھے کہ حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے اس کے بعد آپؐ منیٰ تشریف لائے آپؐ کے ارد گرد ایک لاکھ کا مجمع تھا۔ آنحضرتؐ ناقہ پر سوار تھے اور ناقہ کی مہار حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں تھی۔ اسامہ بن زیدؓ کپڑا تانے سایہ کئے ہوئے جا رہے تھے۔ آپؐ نے آج ۲۳ سالہ محنت کو دیکھا اس وقت بڑی رونق تھی اب ایک نئی شریعت نیا نظام عالم پر نافذ ہو چکا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابتداء میں جب خدا نے زمین و آسماں کو پیدا کیا تھا۔ زمانہ پھر پھرا کے پھر آج اسی نقطے پر آگیا ہے پھر فرمایا کہ سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں چار مہینے قابل احترام ہیں تین تو متواتر مہینے ہیں ذوقعد' ذوالحجہ' محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ جو جماوی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے۔ پھر حضور ﷺ نے مخاطب ہو کر سال مہینے اور دن اور شہر کے سوالوں کے جواب دیئے اس طریقہ استفسار کے بعد لوگوں کے دلوں میں یہ بات بھی بیٹھ گئی کہ آج کا دن مہینہ اور شہر محترم ہیں ان دنوں اس جگہ اس شہر اور مہینہ میں جنگ اور خونریزی جائز نہیں ہے فرمایا تمہارا خون تمہارا مال اور تمہاری آبرو تاقیامت اسی طرح محترم ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں محترم ہے پھر قوموں کے درمیان تباہ کن جنگی ساز و سامان اور خانہ جنگیوں کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہاں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا اور وہ تم سے تمہارے کئے کی باز پرس کرے گا ایک ایک جرم کی پاداش میں اس کے تمام اہل خانہ اور پورے قبیلہ سے بدلہ لیا جاتا تھا باپ کے بدلے بیٹا اور بیٹے کے بدلے باپ سے انتقام لیا جاتا تھا اس پر ارشاد فرمایا' ہاں مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے ہاں باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور بیٹے کے جرم کا

باپ جواب دہ نہیں اور پھر فرمایا اگر کٹی ہوئی ناک والا حبشی بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت و فرماں برداری کرو اس وقت پورا عرب کفر و شرک سے پاک ہو چکا تھا اور تمام مخالفین دب چکے تھے اور پامال ہو چکے تھے اس کا اعلان آپؐ نے ان الفاظ میں فرمایا "ہاں شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا کہ اب تمہارے اس شہر میں اس کی پوجا قیامت تک نہ کی جائے گی لیکن البتہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کرو گے اور وہ اس پر خوش ہو گا اس کے بعد آپؐ نے اسلام کے اولین فرض ارشاد فرمائے "اپنے پروردگار کو پوجو پانچوں وقت کی نماز پڑھو مہینے کے روضے رکھو اور میرے احکام کی اطاعت کرو خدا کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا' کیا میں نے خدا کا پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے سب نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا' اے خدا گواہ رہنا پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ میرا یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو اس وقت موجود نہیں خطبہ کے آخر میں رکے اور تمام صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور مختصر خطبہ ارشاد کیا۔ حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو میں بھی بشر ہوں ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ جلد آجائے (یعنی موت) میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور روشنی ہے۔ خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں آخر جملہ کو آپؐ نے تین مرتبہ دہرایا۔ یہ صحیح مسلم، حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ نسائی مسند امام احمد ترمذی طبرانی طبری حکام میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جن میں حضرت علیؓ کی منقبت ظاہر کی گئی ہے ان روایتوں میں ایک فقرہ اکثر مشترک ہے'، جس کو میں محبوب ہوں علیؓ بھی اس کو محبوب ہونا چاہیے۔ الٰہی جو علی سے محبت رکھے اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علیؓ سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔ مولانا سید سلیمان ندوی سیرۃ النبیؐ جلد دوم کے صفحہ ۱۲۸ پر لکھتے ہیں۔ احادیث میں خاص یہ تصریح نہیں کہ ان الفاظ کے فرمانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ بخاری میں ہے کہ اس زمانہ میں علیؓ یمن بھیجے گئے جہاں سے واپس آکر وہ حج میں شامل ہوئے تھے یمن میں اپنے اختیار سے ایک ایسا واقعہ کیا تھا جس کو ان کے بعض ہمراہیوں نے پسند نہیں کیا ان میں سے ایک صاحب نے آکر آنحضرتؐ سے شکایت کی آپؐ نے فرمایا علیؓ کو اس سے زیادہ کا حق تھا۔ عجب نہیں کہ اس قسم کے شکوک رفع کرنے کے لئے اس موقعہ پر آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے ہوں۔ شہدا میں سے شہداء احد نے بڑی بے بسی اور بے کسی میں اپنی جانیں

دیں تھیں- ان کی شہادتوں کا حضورؐ کے دل پر بڑا گہرا رنج ہوا تھا- مدینہ روانہ ہونے سے پہلے شہداء اُحد
کی قبروں پر تشریف لے گئے اور ان سے اس طرح رخصت طلبی کی جیسے کوئی مرنے والا اپنے عزیز و
اقارب سے رخصتی طلب کرتا ہے اور فرمایا میں تم سے پہلے حوض پر جارہاہوں اس کی وسعت اتنی ہے
جتنی ایلہ سے جحفہ تک مجھ کو تمام دنیا کے خزانوں کی کنجی دی گئی ہے مجھ کو اس کا خوف نہیں کہ میرے بعد
تم شرک میں مبتلا ہو گے اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور اس کے لئے آپس میں کشت و
خوں نہ کرو اور اس طرح ہلاک نہ ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں- مدینہ کے قریب
ذوالحلیفہ پہنچ کر رات کو قیام فرمایا صبح جب آفتاب نکلا تو کاروان نبیؐ مدینہ پہنچا سواد مدینہ پر نظر پڑتے ہی یہ
الفاظ ارشاد فرمائے- "خدا بزرگ و برتر ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کا کوئی شریک
نہیں ہر طرف اس کی سلطنت ہے تعریف صرف اسی کے لئے ہے وہ ہر بات پر قادر ہے-توبہ کرتے
ہوئے زمین پر پیشانی مبارک رکھ کر اپنے پروردگار کی مدح و ستائش میں مصروف ہوگئے- خدا نے اپنا
وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی نصرت کی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی- آپؐ کو اس وقت تک اس عالم
میں رکھا جب تک دین مکمل ہوتا جب دین مکمل ہو گیا اور توحید و رسالت کا پرچار ہو گیا اور آخری خطبہ
بھی ارشاد فرما چکے اور آپؐ نے ایک لشکر تیار کیا اور بہت جلد آپؐ علیل ہو گئے اور لشکر بھی موتہ جانے
سے رُک گیا- تکلیف کی وجہ سے چلا نہ جاتا تھا- حضرت علیؓ اور فضلؓ کے سہارے مسجد تک تشریف
لے گئے اور منبر کی نچلی سیڑھی پر تشریف فرما کر ارشاد فرمایا پہلے سورۃ العصر کی تلاوۃ فرمائی بعد میں فرمایا لوگو
! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم اپنے نبیؐ کی موت سے پریشان ہو کیا کوئی نبی ہمیشہ رہا ہے میں اپنے رب کے پاس
جانے والا ہوں اور تم بھی آخر وہاں آنے والے ہو- مہاجرین کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت کرتا
ہوں- مہاجرین آپس میں اچھے تعلقات رکھیں تمام امور سلطنت اللہ سے وابستہ ہیں اور تم جلدی نہ کرو
جو خدا کو چھوڑتا ہے خدا اسے چھوڑ دیتا ہے دیکھو جب تم والی بنو تو زمین میں فساد نہ پھیلانا قطع رحمی نہ کرنا
انصار کے بارے میں حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں ان کے تم پر بڑے احسان ہیں- انہوں نے اسلام کو
جگہ دی ایسے ایثار سے کام لیا کہ اپنے پھلوں اور مکانوں کا حصہ دیا اور خود بھوکے رہے اور تمہیں کھلایا
پلایا خبردار جب تم حاکم بن جاؤ اس قوم کے نیکوں کی تکریم کرنا ان کے بد عمل لوگوں سے درگزر کرنا-
آخر تم مجھ سے ملنے والے ہو میری ملاقات کا وعدہ حوض پر ہے جو وہاں پہنچنا چاہئے اپنی زبان اور اپنے ہاتھ

کو برے کاموں سے باز رکھے جب شدت مرض نے آخری صورت اختیار کرلی آپ نے مسواک کیا۔ پانی قریب رکھا ہوا تھا۔ بار بار ہاتھ بڑھا کر منہ مبارک پر پھیرتے رہے سانس میں گڑگڑاہٹ ہو رہی تھی۔ آپؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ جاری ہوئے اور انگلی مبارک تین مرتبہ اٹھا کر فرمایا اب کوئی نہیں بلکہ وہ بڑا رفیق درکار ہے۔ یہی الفاظ دہراتے ہوئے ہاتھ مبارک ڈھیلے ہو گئے اور روح مبارک پرواز کر گئی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون○ حضرت عائشہؓ کے حجرہ مبارک میں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات پر اختلاف رائے ہے مگر ۱۱ھ بمطابق ۶۳۲ء آپؐ نے انتقال کیا۔ آپؐ کی اولاد میں قاسمؓ ابراہیمؓ زینبؓ رقیہؓ ام کلثومؓ اور فاطمہؓ لڑکوں کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ راوی چار لڑکیاں بیان کرتے ہیں اور کئی راوی آپؐ کے فرزند زیادہ بیان کرتے ہیں۔ مگر آپؐ کے فرزندون نے ایام بچپن ہی میں انتقال کیا۔ مکمل سیرۃ النبیؐ پر اگر لکھا جائے تو کئی کتابیں بن سکتی ہیں۔ یہ مختصر نوٹ لکھا ہے کیوں کہ نبیؐ کی زندگی کے چند موٹے موٹے پہلو نوٹ کئے ہیں تاکہ قارئین فائدہ اٹھا سکیں۔ نبیؐ کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے جس پر چل کر ہم دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔

حوالہ جات: تاریخ اسلام از سید سلیمان ندوی

سیرت النبیؐ: حضرت علامہ شبلی نعمانی

فضائل اعمال: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

سیرۃ الانبیاء: علامہ ابن خلدون

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبال)

کو برے کاموں سے باز رکھے جب شدت مرض نے آخری صورت اختیار کرلی آپ نے مسواک کیا۔ پانی قریب رکھا ہوا تھا۔ بار بار ہاتھ بڑھا کر منہ مبارک پر پھیرتے رہے سانس میں گڑگڑاہٹ ہو رہی تھی۔ آپؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ جاری ہوئے اور انگلی مبارک تین مرتبہ اٹھا کر فرمایا اب کوئی نہیں بلکہ وہ بڑا رفیق درکار ہے۔ یہی الفاظ دہراتے ہوئے ہاتھ مبارک ڈھیلے ہو گئے اور روح مبارک پرواز کر گئی۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون○ حضرت عائشہؓ کے حجرہ مبارک میں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات پر اختلاف رائے ہے مگر ۱۱ھ بمطابق ۶۳۲ء آپؐ نے انتقال کیا۔ آپؐ کی اولاد میں قاسمؓ ابراہیمؓ زینبؓ رقیہؓ ام کلثومؓ اور فاطمہؓ لڑکوں کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ راوی چار لڑکیاں بیان کرتے ہیں اور کئی راوی آپؐ کے فرزند زیادہ بیان کرتے ہیں۔ مگر آپؐ کے فرزندون نے ایام بچپن ہی میں انتقال کیا۔ مکمل سیرۃ النبیؐ پر اگر لکھا جائے تو کئی کتابیں بن سکتی ہیں۔ یہ مختصر نوٹ لکھا ہے کیوں کہ نبیؐ کی زندگی کے چند موٹے موٹے پہلو نوٹ کئے ہیں تاکہ قارئین فائدہ اٹھا سکیں۔ نبیؐ کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے جس پر چل کر ہم دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔

حوالہ جات: تاریخ اسلام از سید سلیمان ندوی

سیرت النبیؐ: حضرت علامہ شبلی نعمانی .

فضائل اعمال: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

سیرۃ الانبیاء: علامہ ابن خلدون

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبال)

ہو کر رہ گئی اور حکام نے اس قبیلائی تعصب کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کیا۔ آخری خلیفہ کے عہد میں یہ قبیلائی عداوت بڑھ گئی تھی دونوں عداوتی گرہوں کے شعراء نے اپنی ناموری کے قصائد لکھے اور شہروں، دیہاتوں اور فوجی کیمپوں میں جا کر ان قصائد کو پڑھ کر سنایا جس کی وجہ سے قبائل میں عداوتی نظریات بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ خراسان شام افریقہ اندلس وغیرہ میں خانہ جنگی نے جنم لیا اس ملکی بدامنی نے اموی حکومت کو بہت ناتواں کر دیا اور عرصہ دراز سے اس حکومت کے خلاف چلنے والی ہاشمی تحریک کو تقویت مل گئی۔ قبیلہ قریش کی دو شاخیں بنو ہاشم اور بنو امیہ جو یک جدی تھے مگر دو نسبتوں کی وجہ سے الگ الگ تھے اس دور میں یہ دونوں باہم آمنے سامنے تھے۔ اور سبقت لینے کے لئے بنی ہاشم در پے تھے۔

دور جاہلیت میں ہر خاندان دوسرے خاندان پر برتری اور فوقیت حاصل کرنا چاہتا تھا ایسے وقت میں رسول اللہ کا دعوت حق دینا اور نبوت کا اعلان بنو امیہ پر گراں گزرا کیوں کہ رسول اللہ بنی ہاشم سے تھے اس وجہ سے بھی بنو امیہ حسد کرتے تھے کہ رسول اللہ ہم میں سے کیوں نہ آئے اور ہاشمی خاندان کو یہ اعزاز کیوں ملا اس وجہ سے وہ کافی دیر تک دائرہ اسلام میں نہ آئے اور عداوت میں پیش پیش تھے لیکن فتح مکہ کے بعد انہیں حالات سے مجبور ہو کر اسلام قبول کرنا پڑا اس کے بعد انہوں نے اسلامی جنگوں میں شامل ہو کر شجاعت کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل کر لیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی آڑ لے کر اور قصاص عثمانؓ پر لوگوں کو دعوت دے کر اقتدار کی شکل اختیار کر لی اور حضرت حسنؓ سے دستبرداری کے بعد تمام ملک پر اموی خلافت قائم کر دی۔ بنو ہاشم بھی ان کے اس کردار پر ان کے دشمن ہو گئے۔ بنو ہاشم کی طرف سے اٹھنے والی بغاوتوں کو فوج نے دبائے رکھا بنو ہاشم کی دو نامور شاخیں تھیں ایک شاخ حضرت علیؓ کی اولادیں جو علوی کہلاتے تھے دوسرے عباسی جو آنحضرت کے چچا زاد حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اولادیں تھیں پہلے بنو عباس کی کوئی شہرت نہیں تھی۔ عبداللہ بن عباسؓ کے بعد ان کی اولادیں جنوبی فلسطین کے ایک گاؤں حمیمہ جا کر مقیم ہو گئیں اور سیاست سے کنارہ کش ہو کر خاموش زندگی گزرانے پر اتفاق کر لیا علویوں میں اصل حقدار خلافت فاطمیؓ تھے جو واقعہ کربلا کے بعد کنارہ کشی اختیار کر چکے تھے اور کبھی بھی سیاست و خلافت کی آرزو نہ کی اس پر شیعان علیؓ میں سے ایک گروہ نے حضرت علیؓ کے غیر فاطمی بیٹے امام حنیفؓ کو جماعت کا امام مقرر کیا اور ان کی قیادت میں اموی خلافت کے خلاف ایک تحریک کی بنیاد رکھی یہ تحریک خفیہ طور پر سرگرم عمل رہی امام محمد بن حنیفہؓ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ابو

ہاشم کی بڑی عزت و حوصلہ افزائی کی جب ابو ہاشم واپس لوٹے تو بقول بعض روایات خلیفہ نے ابو ہاشم کو زہر پلادیا آپ حمیمہ میں محمد بن علی کے ہاں آکر وفات پاگئے آپ کے حمیمہ جانے کی وجہ سے علویوں اور عباسیوں میں ایک نیا ربط و اخلاق قائم ہو گیا ابو ہاشم نے وفات سے قبل ہاشمی تحریک کا امام محمد بن علی کو نامزد کیا جو عباسی تھے اب اس تحریک کی قیادت عباسیوں کے ہاتھوں میں آگئی۔ محمد بن علی نے اس تحریک کو از سر نو منظم کیا اور ۱۲ آدمیوں کو نگران اعلیٰ نامزد کیا۔ اور ان کے ماتحت ۷۵ رکنی کمیٹی تشکیل دی یہ ۷۵ سرداروں کی کمیٹی مجلس شوریٰ تھی اور ہر بات کو خفیہ رکھنے کی خاص ہدایت دی۔ داعیوں کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا جاتا تھا پھر ان داعیوں کو تاجروں اور فقیروں کے بھیس میں عراق خراسان کے شہروں دیہاتوں تک پھیلایا گیا یہ لوگ فقیروں کے روپ میں لوگوں کے پاس جاتے اور بنو امیہ کی خامیوں پر نکتہ چینی کر کے عوام کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے اس طرح بنو امیہ کی حکومت کے خلاف لوگوں میں نفرت بڑھتی گئی عباسی بڑے سیاست دان اور حالات آشنا تھے انہوں نے بڑی ہوشیاری اور سیاست سے کام لے کر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور دعوت بنو ہاشم کے نام پر دی تھی چنانچہ علویوں نے بھی بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں کام کیا اور آخر دم تک علوی اسی امید سے وابستہ رہے کہ عباسی ہمیں خلافت کا حق دیں گے۔ محمد بن علی نے ۱۲۴ھ میں وفات پائی اور ہاشمی تحریک کی قیادت اپنے لڑکے ابراہیم کے سپرد کی ابراہیم کی قیادت میں اس تحریک نے بہت زور پکڑا اسی دوران ہاشمی تحریک نے ابو مسلم خراسانی بھی شامل ہو گیا جو بڑا ذی شعور، مدبر اور دانش مند انسان تھا اس کی شمولیت کے بعد اس تحریک میں ایک نئی جان پیدا ہو گئی۔

ابو مسلم کی وجہ سے اس تحریک کو خراسان میں بہت مقبولیت ہوئی اس نے خراسان میں خفیہ سازشوں کا جال بچھا دیا ابو مسلم کی قوت ارادی مثالی تھی ضبط نفس اس درجہ تھا کہ بڑے سے بڑے رنج و غم میں بھی اسکے چہرے پر کوئی اثرات نمودار نہ ہوتے تھے اس نے خراسان میں عربوں کی باہمی خانہ جنگی کو ہوا دے کر دعوت عباسیہ کے لئے راہیں ہموار کرلیں۔ ہاشمی تحریک کی کامیابی کی وجوہات یہ تھیں اموی حکومت کے اہل کاروں اور خلیفہ حجاج کی پالیسی جبر و تشدد پر مبنی تھی یہ حکومت عوام سے رابطہ کی بجائے انہیں خوف و ہراس سے پریشان کئے رکھتی تھی ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے عوام میں بددلی پیدا ہو رہی تھی اور موالی طبقہ بھی اس حکومت کے طرز عمل سے نالاں تھا وہ سوچتے تھے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ان کے حقوق سلب کرلئے گئے ہیں اور اسلام میں دی گئی مراعات بھی محدود ہو چکی

تھیں ان لوگوں کو جزیہ و خراج کے بوجھ تلے دبالیا گیا تھا۔ ان حالات سے بدظن ہو کر لوگوں نے ابو مسلم خراسانی کا ساتھ دیا اور ہاشمی تحریک میں زور پیدا ہو تا گیا۔ اموی حکومت عربوں کو اولیت دیتی تھی اور عربی عجمی تعصبات پیدا ہو چکے تھے۔ عربوں کے ان تعصبات و امتیازات کے عجمیوں کو اور بھڑکا دیا ور ایک کثیر تعداد لوگوں نے اس تحریک میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۲۵ رمضان ۱۲۹ھ میں پر گنہ خاقان کے ایک گاؤں سفیدنج میں عباسیوں کا سیاہ جھنڈا بلند ہو گیا اور اپنی تحریک کا ابو مسلم نے کھلم کھلا اعلان کر دیا۔ عجمیوں کی فطرت میں ستارہ پرستی کے اثرات موجود تھے۔ قبل از اسلام وہ ساسانی حکمرانوں کو "سایہ" خدا تصور کرتے تھے جمہوری خلافت کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ جب بنو ہاشم نے انہیں یہ تاثر دیا کہ عباسی آنحضرت ﷺ کے ساتھ قرب رکھنے کی وجہ سے خلافت کے اصلی اور جائز وارث ہیں تو یہ لوگ اس بات کو تسلیم کر گئے اور غیر ہاشمی خلفاء اور عمال کو غاصب کہنے لگے اس وقت جب کہ عجمی حد تک منظم ہو چکے تھے اور ہاشمی تحریک میں شامل ہو چکے تھے عربوں میں خانہ جنگی بھڑک اٹھی۔ عرب اقوام ہی اموی حکومت کی ایک طاقت تھے ان کی اس نااتفاقی نے ہاشمی تحریک کی مذمت کی بجائے اسے مزید تقویت پہنچائی۔ اس سے قبل عراق سے کئی تحریکیں اٹھی جو ہاشمی تحریک کے حق میں تھیں مگر ناکام رہیں کیونکہ عراقی بزدل اور متلون المزاج قوم ثابت ہوئے تھے ان ناکامیوں سے سبق لے کر عباسیوں نے خراسان کو اپنا مرکز بنایا کیونکہ خراسانی عراقیوں کے مقابلے میں زیادہ جفاکش اور مستقل مزاج تھے۔ اور خراسان ملک کا آخری گوشہ تھا جہاں مرکزی حکومت، خاطر خواہ توجہ نہ دے سکتی تھی اور حکومت کے خلاف کی جانے والی کاروائیوں کے لئے حمیمہ گاؤں بھی بہت بہتر تھا جنوبی فلسطین میں یہ ایک غیر معروف گاؤں تھا جہاں سے بنو عباس نے خفیہ کاروائی شروع کی تھی اس گاؤں سے ہر ملک کے راستے اور قافلے گزرتے تھے۔ ان تجارتی قافلوں کی مدد سے کاروائیاں کی جاتی تھیں۔ اور ان کے ذریعہ سے پیغام رسانی میں بڑی مدد ملتی تھی نصر بن سیار ایک قابل حکمران تھا جو خراسان کا والئی تھا مگر قبائلی تعصب رکھتا تھا وہ خود مضری تھا اور یمنی قبائل سے تعصب برتتا تھا یمنی اور ان کے کے حلیف ربیعہ اپنے سردار جدیع کرمانی کے ماتحت اٹھ کھڑے ہوئے خراسان اور عرب قبائل خانہ جنگی کا نشانہ بن گئے خانہ جنگی سے ابو مسلم خوش تھا کیونکہ وہ ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتا تھا ابو مسلم ظاہر خاموشی اختیار کئے ہوئے اندرونی طور پر ان دونوں کے درمیان اختلاف کو ہوا دیتا رہا اس دوران نصر والی خراسان اور کرمانی کے درمیان بارہا صلح کی تدبیریں ناکام ہو چکی

تھیں۔ اس کے بعد ابو مسلم نے والی خراسان کی طاقت توڑنے کی غرض سے کرمانی کا ساتھ دیا اس وجہ سے والئی خراسان گھبرا گیا اور اس نے عرب قومیت کے نام پر کرمانی سے صلح کی درخواست کی اس پر کرمانی والئی خراسان کے پاس روانہ ہو گیا راستہ ہی میں اسے مروا ڈالا اس وعدہ خلافی کی وجہ سے یمنی اور ربیعہ قبائل مشتعل ہو گئے اور کرمانی کا لڑکا ابو مسلم خراسانی سے مل گیا ان حالات کے پیش نظر والی خراسان نے مروان کو مدد کے لئے خط بھیجا ابو مسلم نے بوزیعہ قاصد ایک خط ابراہیم کو بھیجا راستہ میں قاصد پکڑا گیا اور مروان ثانی نے اس قاصد کو دس ہزار روپے دیئے اور کہا کہ ابراہیم سے اس خط کا جواب لے کر مجھے لادو چنانچہ قاصد ابراہیم سے خط کا جواب لے کر مروان کے پاس آیا جس میں ابراہم نے ابو مسلم کو لکھا تھا کہ دشمنوں کا بہت جلد خاتمہ کیا جائے اور تمام عربوں کو نیست و نابود کیا جائے اس خط کو پڑھ کر مروان نے حکم دیا کہ ابراہیم عباسی کو گرفتار کر کے پیش کیا جائے ابراہیم کو مروان کے پاس لایا گیا جب ابراہیم نے اس خفیہ تحریک سے انکار کیا تو وہ قاصد اور خط کا جواب جو ابراہیم نے ابو مسلم کو لکھا تھا دونوں سامنے لائے گئے اب ابراہیم لاجواب ہو گیا اسے قید میں ڈالا گیا اور دوران قید ہی قتل کرا دیا گیا ابراہیم کی گرفتاری پر اس کے دونوں بھائی عبداللہ اور منصور حمیمہ گاؤں چھوڑ کر کوفہ پہنچ گئے کوفہ میں ابو مسلم خراسانی اور دیگر داعیوں نے آکر ابوالعباس عبداللہ سفاح کو بیعت کے بعد امام مقرر کیا اور عبداللہ سفاح کو اس تحریک کا قائد تسلیم کیا اس کے بعد ابو مسلم نے ایک تاریخ مقرر کی جس پر علم بغاوت بلند کرنے کا اعلان کیا۔ ۲۵ رمضان ۱۲۹ھ مقرر کی گئی کہ اس دن ابراہیم کے سوگ میں تمام لوگ سیاہ رنگ کے لباس پہنیں گے۔ اور سیاہ رنگ کا جھنڈا استعمال کریں گے۔ عباسیوں کی یہی سیاہ رنگ ان کی پہچان بنا رہا اس دن خراسان کے شہروں دیہاتوں سے تمام لوگ ہاتھوں میں چھوٹے ڈنڈے لے کر نکل آئے جو بڑی تعداد پر مشتمل تھے اس صورتحال کو دیکھ کر والی خراسان کو بڑی پریشانی ہوئی اور پھر یمنی اور ربعیہ کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی مگر عین موقع پر ایک عباسی داعی کے غیرت دلانے پر علی بن کرمانی نصر سے الگ ہو گیا اور عربوں کے اتحاد کا خواب دوبارہ ختم ہو گیا ابو مسلم خراسانی نے بروقت ربیعہ اور یمنی کو اپنے ساتھ ملا لیا اور "مرو" پر حملہ کر کے خلافت عباسیہ کی داغ بیل ڈال دی اس کے بعد نصر کے ساتھیوں کو جو عرب تھے چن چن کر قتل کیا اور ابو مسلم خود بھی عربوں کے بہت خلاف تھا ابو مسلم "مرو" پر قابض ہو گیا۔ ربیعہ اور یمن کی اسے ضرورت نہ رہی تو اس نے کرمانی کے دو فرزندوں کو قتل کرا دیا۔ کئی عرب

سردار بھی قتل کرائے خراسان کا اکثر حصہ قبضہ میں لے لینے کے بعد ابو مسلم نے طوس سوذقان اور نیشا پور اور جرجان کی طرف پیش قدمی کی۔ علاقہ جات فتح کرتے ہوئے فوجیں عراق عجم کی طرف بڑھتی ہوئی رے اصفہان نہاوند تک پہنچ گئی ابن ہبیرہ والئی عراق نے جوابی فوج کشی کی اور قحطبہ کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ مگر وہ شکست کھا کر دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ قحطبہ فوج کا سپہ سالار تھا۔ ابن ہبیرا کی شکست کے بعد پورے عراق پر عباسی قابض ہو گئے۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۲ھ میں جمعہ کے دن کوفہ میں ابوالعباس عبداللہ سفاح کی بیعت خلافت ہوئی جس وقت عباسی ایران تک اپنا تسلط برقرار کرنے کی کوشش میں تھے۔ اس وقت مروان جزیرہ میں بغاوتیں کچلنے میں مصروف تھا۔ ادہر سے فارغ ہو کر مروان ایک لاکھ بیس ہزار فوج ہمراہ لے کر دریا زاب کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ ابوالعباس نے اپنے چچا کی سپہ سالاری میں فوج اس کے مقابلے کے لئے روانہ کی مروان ثانی شجاعت سے کام لیتے ہوئے دریا کے بائیں کنارے تک آ پہنچا۔ مگر عسکری نقطہ نگاہ سے اس کا یہ طریقہ غلط تھا۔ یہ معرکہ گیارہ جمادی الثانی ۱۳۲ھ میں پیش آیا۔ مروان کی فوج بہت بہادر اور سامان جنگ سے لیس تھی۔ انہوں نے بڑی بہادری سے کام لیا۔ لیکن ایک طرف نئے ولولے تھے دوسری طرف زوال پذیر اور تھکا ہوا جسم تھا مروان نے اس معرکہ میں شکست کھائی اور فوج کا بیشتر حصہ دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ شکست کھانے کے بعد مروان موصل کی طرف بھاگ نکلا عباسی فوج نے اس کا تعاقب کیا۔ مروان حران اور شام کے راستے مصر پہنچ گیا۔ عباسی فوجوں نے باآسانی شام پر بھی قبضہ کر لیا۔ عبداللہ نے اپنے بھائی صالح اور ابوعون کو مروان کے تعاقب پر مامور کیا۔ ذوالحجہ ۱۳۲ھ میں بوصیر کے مقام پر عباسی فوج اور مروان کے ایک چھوٹے سے دستہ کے مابین لڑائی ہوئی جس میں مروان ثانی قتل ہو گیا۔ آج اموی خلافت کا آخری دن تھا۔ اموی خلافت ۹۲ سال تک قائم رہی ان خلفاء کے دور میں بے شمار فتوحات ہوئیں۔ اسلامی فتوحات میں اموی خلافت نے ایک خاص نام پیدا کیا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ اور اولادیں

تم سب سے افضل وہی ہے جس کے اعمال اچھے ہوں گے۔ فضیلت نسب پر نہیں ہے۔ حضرت

علی شیر خدا ابو طالب ہاشمی کے فرزند اور حضور کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے اور فاطمۃ الزہرا حضرت علیؓ کے عقد میں تھیں جن کے بطن سے۔ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ شہید کربلا اور محمد محسن جو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ باقی دو نواسہ رسولؐ سے چلنے والی اولادیں سید سادات کہلاتی ہیں حضرت علیؓ کے اور بھی غیر فاطمی فرزند تھے۔ امام حنیفؓ علمدار عباسؓ اور عمرو علیؓ یا عمر الاطراف ان تینوں بھائیوں کی اولادیں ہاشمی علوی اعوان اور دیگر گوتوں پر منقسم ہیں۔ برصغیر ہندوپاک میں بڑی تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ آپ نجیب الطرفین باب العلم فاتح خیبر اور حیدر کرار کے ناموں سے مشہور ہیں۔ تحقیق الاعوان کے مصنف محمد خواص خان لکھتے ہیں کہ شاہ کا لقب دراصل اس ملک میں بنی ہاشم میں سادات بنی فاطمہ اور علویہ غیر فاطمی کے لئے بھی مختص تھا۔ بنی ہاشم خاندان کے لوگوں کی پہچان کے لئے مستعمل تھا۔ آپ کی فاطمی اولادوں کی معرکہ کربلا تک بڑی قدر منزلت رہی پھر یہ قدرو منزلت امام حنیف تک پہنچ گئی۔ ایک دفعہ محمد بن حنیفہ سے کسی نے کہا کیا وجہ ہے کہ حضرت علیؓ آپ کو جنگ وجدال میں بھیجتے ہیں۔ اور حسنین شہر میں رہتے ہیں آپ نے اس سوال کا جواب یوں دیا کہ حسنین میرے ابا کی آنکھیں اور میں ہاتھ ہوں بیرونی تشدد کو ہاتھ ہی روکا کرتے ہیں آپ کا یہ جواب تاریخی اور معقول تھا۔

حضرت امام حنیف

آپ کی والدہ محترمہ کا نام خولہ بنت جعفر تھا۔ امام محمد بن حنیفہ کی تاریخ پیدائش بااختلاف رائے ۱۶ھ ۱۵ھ اور ۲۱ھ ہے مگر مصنف تحقیق لاعوان نے بے حد تحقیق کے بعد ۱۶ھ تاریخ پیدائش درج کی ہے۔ محمد بن علی آپ کا اصل نام ہے۔ والدہ اور ننھیال کی نسبت سے آپ نے محمد بن حنیفہ کے لقب سے شہرت پائی آپ کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم کے علاوہ آپ کئی ناموں القابوں سے بھی مشہور ہوئے محمد بن علی محمد بن حنیفہ یا حنیفہ امام حنیف محمد حنیف اور محمد الاکبر آپ کی ابتدائی تربیت والد علی مرتضیٰؓ نے کی جنہیں حضور نے مدینتہ العلم کے نام سے نوازا تھا۔ امام حنیف سادات قریش خاندان میں نہایت بہادر اور شجاع تھے۔ آپ بہت طاقتور تھے۔ اور آپ نے کھلی زرہ ہاتھ سے پھاڑ کر دوبارہ تنگ کی تھی۔ آپ جنگ جمل میں سپہ سالار تھے۔ جنگ صفین میں بھی اپ نے بہت اہم رول ادا کئے۔ واقعہ کربلا میں آپ۔

شریک نہ تھے۔ کئی تاریخوں میں آپ کی علالت اس موقع پر لکھی ہے۔ محبت حسین اعوان لکھتے ہیں۔ اس وقت عرب میں تین سردار تھے۔ جو بزرگ اور برگزیدہ تھے۔ اور ان کی شجاعت کا سکہ پورے عربوں میں مشہور تھا۔ امام حنیف، مسلم بن عقیل، علمدار عباس امام حسینؓ نے انہیں اس طرح تقسیم کیا۔ امام حنیف کو مدینہ میں مسلم کو کوفہ میں رہنے کا حکم دیا گیا۔ اور علمدار عباس کو اپنے ساتھ لیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام حسینؓ کا ارادہ جنگ نہ تھا۔ واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین بیمار معہ خواتین اہل بیت اپنے چچا امام حنیف سے آملے۔ حنیف کو اس واقعہ کا بہت دکھ ہوا۔ امام حنیف نے بھتیجے اور سوگواران کا بڑے پیار و محبت سے رنج والم دور کیا۔ اب بنو امیہ کی خلافت کے خلاف اکثر رعایا کے دلوں میں غم و غصہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ واقعہ کربلا کے بعد خاندان بنی ہاشم منظم ہو گئے۔ اور اموی حکومت کے خلاف ایک تحریک کی بنیاد امام حنیف کی قیادت میں رکھ کر دے دی۔ اور آخر یہی ہاشمی تحریک خلافت امیہ پر غالب آئی جیسا کہ پچھلے صفحات میں ذکر ہو چکا ہے۔ اس تحریک کے بانی امام حنیف ہی تھے۔ جنوں نے شیعان علی کی مکمل قیادت سنبھال کر عرب و عجم تک اس تحریک کو خفیہ چلائے رکھا امام حنیف کی وفات کے بعد اس کی باگ دوڑ ابو ہاشم جو آپ کے فرزند تھے۔ کے ہاتھ میں آئی جو ابو ہاشم نے وفات کے وقت عباسیوں کے سپرد کی مصنفین نے امام حنیف کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ عاقل ترین اور شجاع تھے۔ ان کے دور میں دوسرا کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ وہب منبع حلیۃ الاولیاء میں رقمطراز ہیں۔ لوگوں کے دل امام حنیف کی طرف مائل تھے۔ اور آپ سب سے شجاع اور صاحب ورع اعلم روزگار قابل بہترین خطیب شہاب ثاقب اور بہت بڑے صاحب نساب اشارات خفیہ اور عبارات حلیہ تھے۔ امام حسین کے بعد اولاد علی میں نامور اور امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔

عمر الاطراف بن علی مرتضیٰ

آپ کا اصل نام عمر تھا۔ اور لقب اطراف تاریخوں میں آپ کا ذکر عمر الاطراف سے ملتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ام حبیبہ اور لقب صہبا تھا۔ آپ کا شمار حضرت علی کے ان فرزندوں میں ہے جن سے علوی خاندان مشہور ہوا۔ آپ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات پر مصنفین میں اختلاف رائے ہے۔ آپ کے

اک فرزند محمد نامی تھے۔ عمری خاندان بھی آپ کی اولاد میں سے ہیں۔ محمد کے چار فرزندوں میں سے تین صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ عبد اللہ ،عبید اللہ ،عمر ،جعفر، نے جنگ کربلا میں شہادت پائی۔ عبداللہ مدنی بن محمد بن عمر الاطراف بن علیؓ المرتضیٰ کی اولادیں صوبہ سندھ میں پائی جاتی ہیں۔ جو عمری کہلاتے ہیں۔ اور عمری ،علوی ،اور محمدی ناموں سے پہچان کراتے ہیں۔ باب الاعوان میں ان کا شجرہ نسب یوں درج ہے۔ احمد بن قاسم، زبیر بن ناہیر بن دلدار بن عبداللہ مدنی عرف رہوف بن محمد بن عمر الاطراف بن حضرت علی مرتضیٰؓ سلطان منصور پوری اپنی تصنیف رحمتہ العالمین میں لکھتے ہیں، کہ سلطان محمود غزنوی نے جب ملتان وسندھ پر حملہ کیا۔ تو اس وقت ملتان پر عمر الاطراف کی اولادیں قابض تھیں سندھ کے جنوب مغربی حصہ جو بعد میں منصورہ مشہور ہوا میں سادات کی اکثریت تھی۔ جو ہجرت کر کے یہاں آئے تھے۔ انہیں سادات کے ساتھ عمری قبیلہ بھی سندھ آیا۔ تاریخ سندھ از عبدالحلیم شرر کے قول کے مطابق یہ خانداں ۱۴۵ھ میں سندھ آکر آباد ہوا تحقیق الاعوان کے مطابق سندھ میں منصورہ مقام دارالخلافہ پر عمر بن عبداللہ فرمانروا کے دو بیٹے ایک محمد اور ایک علی تھے۔ کیوں کہ سندھ میں علوی خاندان کی اکثریت تھی پھر ان میں عمر بن علی کی اولادیں زیادہ کثرت سے تھیں۔ محمد کے بیٹے عبداللہ کی اولادیں بغداد میں آباد ہیں اور علوی کہلاتی ہیں۔ عمر الاطراف بن محمد کے دو فرزندوں کی اولادیں بلخ بخار خراسان میں آباد ہیں یہاں آزاد کشمیر میں سونڈ گلی مظفر آباد میں بھی ایک خاندان آباد ہے۔ جو اپنا نکاس عمر الاطراف سے ظاہر کرتا ہے۔ اور قریشی ہاشمی کہلاتے ہیں۔ ان کے قول کے مطابق اس خاندان کے موروث اعلی میاں محمد محسن بلخ بخارا سے سلطان مظفر خان والیٔ مظفر آباد کے دور میں یہاں آکر آباد ہوئے۔

حضرت عباسؓ علمدار

آپ ۱۲ رجب المرجب ۲۶ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے تین سگے بھائی عبداللہ عثمان اور جعفر تھے۔ کئی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر الاطراف بھی آپ کے سگے بھائی تھے۔ جعفر عبداللہ عثمان اور علمدار عباس واقعہ کربلا میں جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ کا مزار کربلا معلی میں ہے۔ حضرت عباس کے فرزند کا نام تاریخوں شجروں میں سے عبداللہ ملتا ہے۔ جن کے ایک فرزند حسن نامی ہوئے جن

کے پانچ فرزندوں نے مختلف ممالک کو اپنا مسکن بنا لیا۔ اس خاندان کے لوگ بھی علوی اعوان ہاشمی کہلاتے ہیں۔ ان بھائیوں میں سے ایک کی اولادیں مصر دوسرے کی سمرقند تیسرے کی شام میں ہیں جب کہ چوتھے حسن کی اولادیں الشام الجبال اور ایران میں بتائی جاتی ہیں۔

اولاد امام حنیف

آپ کے فرزندوں کی تعداد شجروں میں دس ملتی ہے۔ آپ کے ایک فرزند عبدالمنان سے آٹھ پشت بعد سالار میر حیدر قطب شاہ کا نام گرامی آتا ہے۔ جن کے گیارہ فرزند اور تین دختران جو چار بیویوں سے پیدا ہوئے۔ نام حصہ شجرہ ملاحظہ فرمائیں امام حنیف کے فرزند ابو ہاشم کی اولادیں شام میں آباد ہیں قطب شاہ کی بیویوں کا ذکر تاریخوں میں یوں ملتا ہے۔ پہلی زوجہ بغداد سے بی بی عائشہ خالہ شیخ عبدالقادر جیلانی تھیں۔ دوسری ہندو کھوکر راجہ کی دختر جن کا اسلامی نام زینب ہے۔ تیسری چوہان خاندان سے خدیجہ نامی چوتھی زوجہ راجپوت خاندان سے راجہ طلحہ کی دختر تھیں۔ لکھتے ہیں کہ پیر قطب شاہ نے سلطان محمود غزنوی کے مشورہ سے دریائے سندھ کو عبور کر لینے کے بعد پوٹھوہار کے ہندو راجاؤں سے جنگ کی اور بہت سے علاقے فتح کیے۔ شکست کھانے کے بعد ہندو راجہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور ساتھ ہی پوری رعایا نے بھی اسلام قبول کیا۔ چنانچہ آپ ہندو راجاؤں سے نبرد آزمائی کے بعد انہیں شکست دے کر تابع فرماں لائے۔ اور تبلیغ اسلام بھی ساتھ ساتھ کرتے رہے۔ اور مفتوحہ علاقوں پر محمود غزنوی کی سلطنت کا جھنڈا گاڑ دیتے آپ کی تبلیغ کے اثر سے بھی ہزاروں بت پرست دائرہ اسلام میں آئے اور پھر ان علاقوں میں درس تدریس اور تبلیغی بندوبست کیے۔ آپ کی پشت میں سے ہونے والی نسلوں نے بھی دین کو اپنائے رکھا۔ اور درس تدریس و وعظ تبلیغ امامت کو جاری رکھا۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری دن غزنی میں گزارے آپ نے ۷۰ اسال کی عمر میں وفات پائی جو تاریخوں سے ملتی ہے۔ اور غزنی میں ہی دفن ہوئے۔ تاریخوں میں اعوان علوی شجروں کے متعلق کثرت سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک شاخ تاریخ الاعوان مصنف ملک شیر محمد خان آف کالا باغ درج ہے۔ جو امام حنیف تک جاتی ہے۔ اور دوسری باب الاعوان نور الدین درج ہے۔ جو عباس علمدار تک جاتی ہے۔ پیر قطب شاہ علوی خواہ علمدار عباس

سے ہوں یا امام حنیف کی اولاد سے ہوں یہ بات تو مسلم ہے۔ کہ اعوان علوی نسل ہیں اس اختلاف سے ان کے علوی ہاشمی نسل ہونے کی نفی نہیں ہوتی اعوان کا خطاب پیر قطب شاہ کو سلطان محمود غزنوی نے اعانت کرنے کی وجہ سے عطا کیا تھا۔ اعوان کے معنی مدد گار کے ہیں کیوں کہ قطب شاہ جنگوں میں سلطان محمود کی مدد کرتے تھے۔ اور یوں علوی ہاشمی خاندان نے اپنے موروث اعلی کے ذاتی و صفاتی نام پر اپنی شناخت لفظ اعوان سے کرائی کیوں کے قبیلے ہمیشہ مورو ثان اعلی کے صفاتی ناموں پر مشہور ہوتے ہیں۔ پیر قطب شاہ کا صفاتی نام عون یا اعوان پڑ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کے گیارہ فرزندوں کی اولادیں اعوان کہلاتی ہیں۔ بعد ازاں اپنے اپنے دادوں کے ناموں سے بھی متعارف کرانے لگے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک یہی خاندان کئی ذاتوں گوتوں پر تقسیم ہو چکا ہے۔ اس بارے میں محبت حسین اعوان نے بہت کاوش دکھائی اور ان تمام گوتوں کے مورو ثان کے نام لکھے اس تاریخ کا نام (اعوان تاریخ کے آئینے میں) رکھا جس سے مدد لے کر ان ذاتوں گوتوں کا مختصر ذکر میں بھی تاریخ الہاشمی میں درج کئے دیتا ہوں تاکہ قارئین کو مدد مل سکے۔

پیر قطب شاہ کے گیارہ فرزندوں سے گوتیں

عبد اللہ گولڑہ سے گوت حسنال۔ بدھوال، دکھالان، انوال، اندھوال، امینال، فتوال، مہمال، اور عنایت خانی مشہور ہیں۔

محمد کندلان سے مستیال، ملکال، کندلان، گل شاہی برتھال اور سکھرال مشہور ہیں۔

مزمل علی کلغان سے شدوال، کھیال، جرل کھٹیوال، قطب شاہی دھمنی، سادوال، جبال کلیال، مشہور ہیں۔

جہاں شاہ سے جہاں شاہ سے صرف ایک گوت کھڑ اعوان مشہور ہوئی ہے۔

زمان علی کھوکھر سے سیال، ملوک شاہی، ملیال، پائیال، نکال، بدھال قطب شاہی کھوکھر مشہور ہیں۔

نجف علی محمد یحیٰ سے یحییائی اور کلانی یہاں دو گوتیں ہیں اس دادا کی زیادہ تر اولادیں روس میں ہیں۔

فتح علی ان کے بارے میں روایت ہے کہ براستہ افغانستان روس چلے گئے چوہان گوت کے لوگ ان سے اپنا شجرہ ملاتے ہیں۔

محمد علی ان کی اولادیں بھی چوہان کہلاتی ہیں۔ ان تینوں بھائیوں کی اولادیں چوہان کہلاتی ہیں ان تینوں کی والدہ چوہان خاندان سے تھیں۔ اس لئے یہ لوگ چوہان کہلاتے ہیں۔

بہادر علی آپ کا صفاتی نام طلحہ تھا۔ آپ کی اولادیں طلحی کہلاتی ہیں۔

کرم علی رؤف برصغیر میں ان کی اولادیں بھی کم پائی جاتی ہیں۔ اور موروث اعلیٰ کے صفاتی نام سے راؤفی کہلاتی ہیں۔

نادر علی آپ کا صفاتی نام عثمان تھا۔ آپ کی اولادیں برصغیر میں کم تعداد میں ہیں جو عثمانی کہلاتے ہیں۔

ان گوتوں کے علاوہ دیگر چند اور گوتیں بھی ہیں جو اعوان ہونے کا دعویٰ رکھتی ہیں۔ اخوانزادہ 'ملیار' دھنیال' بکھرال' کھوٹ' میر' یہ وہ گوتیں ہیں جن کا تاریخ میں بہت کم ذکر ہے۔ اور ان کے بیانات باہمی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یعنی مکمل تاریخ نہ ہونے کیوجہ سے ان میں ڈگمگاہٹ کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ کچھ اپنے آپ کو راجپوت اور کچھ اعوان خاندان کہلاتے ہیں۔ اور ایک ہی موروث اعلی سے ان کا نکاس ہے۔

اعوان قبیلہ کے عادات وخصائل

اعوان قبیلہ کے عادات وخصائل غیر ملکی مورخیں نے یوں بیان کئے ہیں اعوان عربی نسل ہونے کی وجہ سے یہاں کے دیگر قبیلوں میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان لوگوں میں اس وقت تک اپنے آباؤاجداد کے خصائل پائے جاتے ہیں۔ سخاوت میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ بہادر اور نڈر ہیں شرم وحیاء ان میں امتیازی ہے۔ اسلام اور ملک وملت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور جان پر کھیل جاتے ہیں وفادار اور صاحب رشدو ہدایت تعلیم القران کے ماہر حافظ القران شب بیدار متقی اور

پرہیز گار ہیں اتحاد و تنظیم وذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھانے والے ہیں۔ جفاکش ہیں۔ محنت ومزدوری کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کرتے افواج میں بڑے جوش وشجاعت اور ذمہ داری سے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

حضرت امام حسن رضؓ و حسین رضؓ

امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی داستان سے کوئی بھی مسلمان ناواقف نہیں ہے آپ دونوں نواسہ رسولؐ تھے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت وشہادت کے بعد امام حسن خلافت پر فائز ہوئے چھ ماہ تک آپ نے خلافت کی اس کے بعد آپ حالات کے پیش نظر خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ امام حسینؓ کو ۷۲ جانثاروں کے ہمراہ واقعہ کربلا پیش آیا۔ اور اپنی جانیں دے کر اسلام کو تاقیامت حیات جاوداں بخشی کیوں کہ اموی خلافت اس دور میں جبری خلافت بن چکی تھی۔ امام حسین اسے تسلیم نہ کرتے تھے۔ اور یزید کی خلافت سے انکاری ہی واقعہ کربلا کی صورت میں سامنے آئی۔ آپ نے حق کی خاطر جان قربان کی اور جام شہادت نوش فرمایا قران مجید میں آیا ہے کہ شہید کو مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہے مگر تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔ اس کے رزق اور آسائش کلا عالم برزخ مین اللہ تعالیٰ نے انتظام کر رکھا ہے۔ دونوں نواسہ رسولؐ کی اولادیں اکثر سید وسادات کہلاتی ہیں۔ اور مختلف ذاتوں گوتوں پر یہ بھی منقسم ہیں اور اکثر لفظ ہاشمی سے اپنی پہچان کراتے ہیں یہ خاندان قابل احترام اور لائق تعظیم ہے۔ سید عربی میں سردار کو کہتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ چنانچہ اسی نام سے آپ کی اولادیں سید کہلاتی ہیں۔ امام حسنؓ کو زہر سے شہید کیا گیا تھا۔ امام حسینؓ کے ایک فرزند امام زین العابدین واقعہ کربلا میں بیماری کی وجہ سے بچ گئے تھے۔ جن سے اس خاندان کی ابتداء ہوئی بنیادی شجرہ درج ہے۔ کیوں کہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں کثیر تعداد میں سید سادات خاندان پائے جاتے ہیں۔

ھل مناسہ کااعوان خاندان

اس خاندان کے موروث اعلیٰ کانام قاضی محمد گوہر تھا۔ جن کے دو فرزند قاضی جان محمد اور قاضی نور محمد پنجاب سے آپ راجی دور میں آکر ہل مناسہ میں آباد ہوئے ھل مناسہ تحصیل دہیرکوٹ ضلع باغ میں واقع ہے۔ اس وقت اس خاندان کی کافی تعداد یہاں آباد ہے۔ اور اعوان کہلاتے ہیں۔ جب کہ ھل میں چند گھرانے مصنوعی اعوانوں کے بھی ہیں اس خاندان سے آگے چل کر دو بھائی سید نور اور غلام نور ہوئے ہیں۔ قاضی سید نور کی اولادیں مناسہ میں اور قاضی غلام نور کی اولادیں ہل میں آباد ہیں میاں غلام نور کی شاخ سے ہل میں میاں بگا ہوئے جو نہایت دین دار متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کے تین فرزند حاجی محمد فاروق محمد بشیر اور خوشی محمد قابل ذکر ہیں یہ ھل میں آکر آباد ہو گئے میاں سید نور کی شاخ سے بھی ایک گھرانہ ھل میں موجود ہے۔ جن کا نام حاجی محمد شریف ہے۔ ان کے علاوہ یہاں کوئی اعوان قبیلہ کا آدمی نہیں ہے۔ اس خاندان کی ایک شاخ رنگلہ وغیرہ میں آباد ہے۔ جو اچھی نامور بااخلاق دیندار عالم فاضل علوم وفنون میں ماہر اور سرکاری عہدوں پر فائض ہیں۔ جنگ آزادی میں ان لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ خاندان رنگلہ کے آس پاس کئی اور دیہاتوں تک آباد ہے۔ اور اعوان ہاشمی سے اپنی پہچان کراتے ہیں۔ کیوں کہ اصل میں دیکھا جائے تو حضرت حمزہ کی اولادیں حضرت علی کی اولادیں اور حضرت عباس کی اولادیں یہ سب ہاشمی نسل لوگ ہیں ان کانکاس خاندان قریش سے ہے۔ بعد ازاں یہ لوگ اپنے اپنے مورثان کے ناموں پر مشہور ہیں اور تقسیم ہوئے ہیں۔ رنگلہ کا یہ خاندان ڈوگرہ دور سے ہی درس وتدریس اور افواج میں شامل رہا ہے۔ ہیڈ ماسٹر قاضی محمد خلیل ڈوگرہ دور میں معلم رہے ان کے ایک ہونہار فرزند زاہد ہاشمی جو اس وقت رنگلہ سکول میں ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اس خاندان کا میں نے کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے ڈر سے کم ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لئے تاریخ اعوانان فی اولاد علی مصنف ملک پرویز احمد اعوان کا مطالعہ کریں جس میں اس علوی خاندان ھل مناسہ ورنگلہ تحصیل دھیرکوٹ کا وضاحت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ حصہ شجرہ میں کچھ اعوان قبائل کے صرف شجرے درج ہیں۔ جن کا ذکر تاریخ اعوان میں نہیں آسکا۔

ابو العباس عبد اللہ سفاح

آپ کے والد کا نام محمد تھا۔ جو حضرت عباس عم رسول اللہ کی شاخ سے تھے۔ عبداللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم یہ خلافت عباسیہ کے بانی ہوئے ان کی تاریخ پیدائش باختلاف رائے ۱۰۴ھ اور ۱۰۸ھ درج ہے۔

مقام پیدائش فلسطین کا ایک گاؤں حمیمہ جو مضافات بلقاء ہے۔ اور وہاں ہی پرورش پا کر جوان ہوئے آپ کی والدہ کا نام رانطتہ الحارثیہ درج ہے۔ سفاح عمر میں اپنے بھائی منصور سے چھوٹے تھے۔ آپ کی خلافت کا سن تاریخ ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ ہے۔

بھائی ابراہیم کی گرفتاری پر تحریک ھاشمی کے امام مقرر ہوئے اور بیعت حاصل کی جب حمیمہ سے منصور اور عبداللہ سفاح کوفہ پہنچے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ سیاہ لباس پہنے ہوئے جامع مسجد کوفہ کے پاس جمع ہو گئے اور ابو العباس عبداللہ سفاح کو خلیفہ نامزد کیا۔

آج ۱۳۲ھ تین ربیع الاول کا دن تھا۔ عبداللہ سفاح نے ۹۲ سالہ اموی خلافت کے جبر و تشدد کا بدلہ اس طرح لیا کہ اموی خاندان کے تمام افراد مرد و عورت بچہ و بوڑھا اس نے قتل کرائے۔

اور اموی خاندان کی قبریں اکھڑوا کر ان میں سے ہڈیاں نکال کر نذر آتش کرائیں ہشام کی نعش صیح سلامت نکلی اسے سولی پر لٹکا کر کوڑے لگوائے۔

اس وجہ سے عبداللہ (سفاح) (یعنی خونریز) مشہور ہوئے طبری کا قول ہے کہ انحضرت نے ایک وقت میں اپنے چچا عباسؓ سے فرمایا تھا۔ کہ ایک دور بعد خلافت آپ کی اولادوں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی۔ تو اس قول کی امید میں حضرت عباسؓ کی اولادیں خلافت کی امیدوار چلی آ رہی تھیں۔ سفاح نے بیعت خلافت کے بعد لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی اور ایک خطبہ میں یہ الفاظ بیان کئے جو تاریخ الخلفاء میں درج ہیں "سب تعریف کے لائق خدا ہے جس نے اسلام کو اپنا دین مقرر کیا اور اس دین کو کرامت شرافت اور عظمت بخشی اور ہمیں اس دین کے لئے اختیار کیا۔ اور ہمارے ساتھ اس کی تقویت کی اور ہمیں اس کا اہل بنایا اور قلعہ قرار دیا اور ہمیں اس دین سے خرابیوں کو ختم کرنے کی طاقت عطا فرمائی" پھر قران مجید کی آیات سے اپنی قرابت رسولؐ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب اللہ نے نبی کو اپنے ہاں بلایا تو تمام امور

اسلام صحابہ کے سپرد کئے مگر صحابہ کے بعد بنو حرب مروان جیسے لوگ اٹھے انہوں نے جرم اور برائیوں پر کمر باندھ لی خدا نے انہیں موقع دیا کہ زیادتی سے باز آئیں مگروہ باز نہ آئے اور بُرائیوں پر کمربستہ تھے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ہمارے ہاتھوں شکست دلائی اور جو ہمارا حق تھا وہ ہمیں دلا دیا تاکہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں جو ان کے زمانے میں جبرو تشدد سے پسے گئے اور جس چیز کو ہمارے خاندان کے ساتھ شروع کیا تھا ہمارے خاندان کے ساتھ ہی ختم کر دیا اور ہمارے اہل بیت کو کسی طرح کی توفیق نہیں مگر جو کچھ اللہ عطا فرمائے اے کوفہ والو تم ہماری محبت اور دوستی کی منزل ہو تم سب لوگوں میں ہمارے نزدیک زیادہ عزت و احترام کے حقدار ہو تم نے ہماری ہر موقع پر مدد اور حوصلہ افزائی فرمائی میں نے تمہارے عطیات میں سو سو کا اضافہ کر دیا اب بالکل مستعد ہو جاؤ میں سفاح نسلوں کو منقطع اور برباد کرنے والا ہوں سفاح کی بیعت کی خبر کے بعد مروان ثانی نے فوج کشی کی آخر شکست کے بعد وہ بھی قتل ہوا بنی امیہ کا ایک شخص عبدالرحمٰن بچ کر اندلس پہنچا جس نے اندلس میں خلافت بنی امیہ کی بنیاد ڈالی جو تین سو سال تک خلافت عباسیہ کی حریف کی حیثیت میں چلتی رہی سفاح نے ۱۳۴ھ میں اپنا دارالخلافہ کوفہ سے انبار منتقل کیا اور شہر ہاشمیہ بسایا تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۲۷ پر بیان کرتے ہیں کہ "سفاح خونریزی میں بہت جلدی کرتا تھا اور اس کے اہل کار بھی جابر تھے وہ مشرق و مغرب میں اُس کی اتباع کئے ہوتے تھے مگر سفاح سخاوت میں بہت نام ور تھا" امام احمد نے اپنی مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب فتنوں کا زمانہ اور ایک دور ختم ہو گا تو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص جس کا نام سفاح ہو گا ظاہر ہو کر مال کو لبیں بھر بھر کر لوگوں کو عطا کرے گا" عبیداللہ عیشی کہتے ہیں کہ "میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ جب خلافت بنی عباس میں پہنچی تو اس زمانے کے مشائخ کہتے تھے کہ واللہ آل بنی عباس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قاری قرآن ہے اور نہ کوئی افضل زاہد و عابد ہے" سفاح کا چار سال آٹھ ماہ کا دور خلافت اکثر بغاوتوں شورشوں اور مملکت کے نظم و نسق میں گزرا سفاح کے انتقال والے سال ابو مسلم خراسانی نے منصور کی امارت میں فریضہ حج ادا کیا ابھی تک یہ دونوں حج سے واپس نہ آئے تھے کہ سفاح بیمار پڑھ گئے سفاح کو مرض چیچک ہوا تھا تین دن قبل سفاح کو اپنی موت نظر آگئی تھی بعض افراد نے بیان کی تردید میں کہا کہ آپ صحت یاب ہو جائیں گے سفاح نے کہا کہ گو دنیا سے محبت ہے لیکن آخرت اس سے زیادہ محبوب ہے اللہ سے ملاقات زیادہ بہتر ہے سفاح کی زبان کے آخری کلمات یہ تھے حقیقی

بادشاہت اللہ کے لئے ہے وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور جباروں کا جبار۔ ہے انتقال کے وقت سفاح کا ایک فرزند اور ایک بیٹی محمد اور بنت را ۰طہ حیات تھے تاریخ اسلام میں درج ہے "سفاح حلیم باوقار عامل مدبر اور فیاض حسن اخلاق سے آراستہ تھا جو وعدہ کرتا اس مجلس میں پورا کرتا اپنے حریف علویوں سے بہت اچھا سلوک روا رکھتا تھا" ۱۳ ذوالحج ۱۳۶ھ میں سفاح نے انتقال کیا اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بڑے بھائی منصور کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔

معجزات نبویؐ

مولانا احمد سعید دہلوی ص۴۶ پر یوں لکھتے ہیں۔ ''معجزہ نمبر ۴۰'' ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہمیری والدہ ام الفضل نبی کریمؐ کے سامنے سے گزریں آپ نے فرمایا کہ اے ام الفضل تمہارے حمل سے لڑکا پیدا ہو گا۔ جب لڑکا پیدا ہو تو اسے کو میرے پاس لے آئیو چنانچہ میرے حمل سے لڑکا پیدا ہوا میں اس کو لے کر خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اس کے داہنے کان میں آذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ سے لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور کہا لے جاؤ خلفاء کے باپ کو میں نے یہ بات آ کر حضرت عباسؓ سے کہی انہوں نے خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا آپؐ نے فرمایا کہ واقعی عبداللہ ابن عباسؓ خلیفوں کا باپ ہے۔ اس حدیث میں نبی کریمؐ نے اطلاع دی ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد میں سلاطین ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تقریبا ۵۰۰ سال تک حکومت آل عباس میں رہی اور تمام خلفاء آل عباسؓ میں ہوتے رہے۔

نسب بدلنا کفر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ دادوں سے منہ نہ موڑو پس جس نے منہ موڑا اپنے باپ سے پس تحقیق اس نے کفر کیا۔ بحوالہ مسلم و بخاری

ذات بدلنے والے پر جنت حرام ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور ابی بکر سے روایت ہے کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی ذات بدلی حالانکہ اس کو علم ہے یہ اس کے باپ دادا نہیں ہیں (یعنی اس کی یہ ذات گوت نہیں) پس اس پر جنت حرام ہے۔

قریش کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ سلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگ تابع ہیں قریش کے اس شان میں کہ (دیگر قبائل) مسلمان قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں۔ (اور دیگر قبائل کے) کفار قریش کے کفار کے تابع ہیں بحوالہ مسلم شریف حضرت وا ثلہ ابن اسقع سے روایت ہے کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبی ابراہیم میں کنانہ کا انتخاب کیا پھر کنانہ میں قریش کا پھر قریش میں بنی ہاشم کا پھر تمام بنی ہاشم میں میرا انتخاب فرمایا اسی لئے قریش میں سے بنی ہاشم کو فضیلت دی اور زکوٰۃ وصدقہ نجس مال کھانے سے منع فرمایا۔

(بحوالہ مسلم شریف)

نسب کا بدلنا

رسول خدا نے خطبۃ الودع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ لڑکا اس شخص کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا زنا کار کے لئے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اور جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ بحوالہ سیرت النبی

صدقہ زکوٰۃ کے نظام حصول و تقسیم (بحوالہ قران کریم واحادیث نبوی)

ترجمہ القران تحقیق صدقہ واسطے فقیروں اور غریبوں اور عاملوں کے جو زکوٰۃ کے تحصیل کرنے پر معمور ہیں اور واسطے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور کسی کام کے سروکار نہیں اور

قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کو دینا چاہئے فرض کی گئی اللہ کی طرف سے'

صدقہ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کو جب تک نہ خرچ کرو اس چیز سے جس کو خود دوست رکھتے ہو' یہ صدقہ زکوٰۃ دینے کے بارے میں حکم ہیں اب کون لوگ صدقہ کھا سکتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؓ نے زکوٰۃ کی کھجوروں میں ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی نبی نے ان کو منع کرنے اور کھجور پھینک دینے کے لئے بطور تنبیہ کخ کخ کہا اور پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ صدقہ زکوٰۃ نہیں کھاتے بحوالہ مسلم و بخاری شریف۔

رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے اہل بیت تمہارے لئے صدقات میں سے کچھ بھی حلال نہیں ہے اس لئے کہ وہ آدمیوں کے ہاتھوں کا میل ہے اور تمہارے لئے پانچویں حصہؔ میں سے پانچواں حصہؔ ہے۔ جو تم کو غنی کر دے گا۔ بحوالہ طبرانی' مسلم شریف میں ایک مضمون اسی باب میں درج ہے کہ اہل بیعت کے موالی یعنی ان کے آزار کردہ جو غلام ہیں ان کو بھی صدقہ واجبہ دینا درست نہیں ہے۔ رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہل بیعت ہیں اور ہمارے لئے حلال نہیں ہے آدمیوں کے ہاتھوں کا میل (بحوالہ بخاری)

جامع ترمذی

باب ماجاء فی کراھیتہ الصدقتہ للنبی صلی اللہ علیہ وصلعم واھل بیتہ و موالیہ ابو رافع سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے قبیلہ بنی مخزوم میں سے ایک آدمی کو صدقہ لینے ایک جگہ بھیجا پھر اس شخص نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ رہ تجھے بھی اس میں سے کچھ ملے گا۔ ابو رافع نے کہا نہیں یہاں تک کہ ابو رافع حضورؐ کے پاس آئے اور حضورؐ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں اور قوم کے موالی یعنی (قوم کے آزاد کردہ غلام) اس قوم میں سے ہی ہیں بحوالہ جامع ترمذی۔ المسئلہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ اہل بیت وہ ہیں جو حضرت علیؓ حضرت حارثؓ حضرت عباسؓ حضرت جعفرؓ حضرت عقیلؓ کی اولادیں ہیں حضرت حارثؓ حضرت عباسؓ حضورؐ کے چچے ہیں پھر اس میں لکھا ہے کہ تحقیق ہاشمی اگر کوشش کریں (یعنی زکوٰۃ اکھٹا کرنے کا کام) تو زکوٰۃ کے مال سے کچھ نہ لیں ان کے لئے ہدیہ کا لینا جائز ہے۔ بغیر کسی اعتراض کے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا لینا بنو ہاشم

کے لئے ناجائز ہے۔

وجہ تسمیہ ذات گوت' سورہ الحجرات پ۲۶ رکوع ۲

ترجمہ اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے عزت والا وہ ہے۔ جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے" اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے پوری نوع انسانیت کو خطاب کیا ہے۔ اور ایک بڑی گمراہی کی اصلاح فرمادی اور عالمگیر فتنہ کی جڑ کاٹ دی پھر اس ہم نسبی رشتہ کے ساتھ ساتھ مذہبی رشتہ بھی قائم کیا۔ اور اسی آیت کریمہ میں فضیلت کا معیار بھی قائم کردیا۔ یعنی اس آیت مبارکہ کے تین حصے ہو گئے۔ پہلا حصہ ہم نسبی بیان کرتا ہے۔ دوسرا حصہ عالم انسانیت کو تعاون و تعارف کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور تیسرا حصہ فضیلت کا معیار قائم کرتا ہے۔ انسان نے مشیت ایزدی کے برعکس عمل پیرا ہو کر انسانی رشتہ کو ظلم و تشدد اور عالمگیر فسادات کی شکل دے رکھی تھی۔ اور ایک ایسا تصور قائم کر لیا تھا۔ جو ایک گھر کی حد سے لے کر تمام عالم انسانیت کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا جس طرح اس وقت میں بھی غیر مسلم قوموں نے حدیں قائم کر رکھی ہیں اور یہی حدیں ملکوں اور قوموں کے درمیان وجۂ جنگ بنتی ہیں اپنے ساتھ پیدا ہونے والوں کو بھائی قبیلہ میں پیدا ہونے والے کو ہم قبیلہ ملک کے اندر آباد نسلوں کو ہم ملکی اور غیر ملکی کا تصور دے کر اپنی اپنی ناموری اور خود نمائی کا بیج بو دیا تھا۔ قبیلائی و غیر قبیلائی تعصب اونچ نیچ کا رنگ دے دیا۔ جو فتنہ فساد کا موجب بنا رہا۔ ان کے اس تصور سے انسانیت سوز ظلم پیدا ہوئے غیر مسلم ممالک میں اکثر لڑائیاں خانہ جنگیاں ظلم و ستم لوٹ کھسوٹ نسلی لسانی اور گروہی اختلافات کی وجہ سے ہوتی ہیں صرف دین اسلام ہی وحدت ملی کی بنیادوں پر استوار ہے جو کل مسلمانوں کو بلا امتیاز رنگ و نسل و ملک ایک دوسرے کا بھائی گردانتا ہے۔ اور نسلی امتیازات کو غلط قرار دے کر فضیلت کا معیار تقویٰ اور بہتر اعمال پر قائم کرتا ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ بلا امتیاز رنگ و نسل مذہب وطن تمام انسان ایک آدمؑ اور حضرت حواؑ کی اولاد ہیں۔ جملہ انسانوں کا طریقہ و مادہ پیدائش ایک ہی ہے۔ اور آدمؑ بھی ایک ہی تھے۔ خلق کرنے والا

بھی ایک ہی ہے نہ کوئی پاک مادہ سے ہے اور نہ کوئی ناپاک مادہ سے اب کس چیز کو کوئی فوقیت دے گا۔ کہ انسانوں کے درمیان جو وجہ امتیاز ہو گا ایک آدمؑ کی اولاد آدمی ہونے کے بعد انہیں الگ الگ ذاتوں گوتوں میں کیوں تقسیم کیا گیا۔ یہ ایک فطری عمل ہے کیوں کہ تمام عالم انسانیت ایک خاندان بھی نہیں کہلا سکتے البتہ آدمی کہلا سکتے ہیں۔ اس طرح ان کا باھمی تعارف کس نام سے ہو تا گذشتہ قوموں کے اگر نام نہ ہوتے تو ان کی خامیاں خوبیاں ہم تک کیسے اور کس حوالے سے پہنچائی جاتیں۔ کہ قوم نوحؑ نے کیا کیا قوم لوط عاد ثمود نے کیا کیا۔ تو ہم متعارف نہ ہوتے پھر خاندانوں سے مختلف گوتوں کا وجود میں آنا مختلف ممالک پر بکھر جانا مختلف زبانوں کا استعمال مختلف خدوخال مختلف طرز معاشرت اور مختلف بودوباش کا یہ مقصد تھا کہ ایک نسل کے لوگ دوسروں کو حقیر وذلیل تصور کر کے ان کے انسانی حقوق کو پامال کریں یا اکثریتی قبائل چھوٹے قبائل پر انسانیت سوز سلوک روا رکھ کر انہیں ان کے پیدائشی وفطری حقوق سے بھی محروم رکھیں اسلام نے تو یہ درس دیا ہے کہ کوئی گروہ ہم نسل یا غیر ہم نسل گروہ یا خاندان کو حقوق انسانی پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ قبیلوں میں تقسیم کرنے کا منشاء ایزدی یہ تھا کہ انکے درمیان تعارف وتعاون کی صورت پیدا ہو سکے کیوں کہ اس طرح ایک خاندان کے لوگ مل کر مشترکہ معاشرت قائم کر سکتے ہیں۔ اور باھمی تعاون سے اپنے اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ اور ہم قبیلہ لوگوں میں جذبہ اخوت اور صلہ رحمی کی ھدایت فرما کر اس حد کو عالم اسلام کی حد تک پہنچایا اور پھر عالم انسانیت تک اس کی حدود کو بڑھا دیا اور بلا تفریق مذھب وطن رنگ ونسل بحیثیت انسان اچھا سلوک روا رکھنے کی ہدایت فرمائی مگر اس طریقہ تعارف کو ہم نے تفاخر نسبی تنافر ظلم وستم اور عداوتوں میں بدل دیا اللہ تعالی ایسی حرکت سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے کیونکہ نسبی تفاخر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اس آیت کریمہ میں تیسرا حکم یہ ہے کہ اگر انسانوں کے درمیان کوئی وجہ امتیاز ہے تو اچھے اعمال کی ہے وہی سب سے افضل ہے جس کے اعمال اچھے ہیں تمام انسان پیدائشی برابر اور آزاد ہیں انسان کا پیدا ہونا اُن کے اختیار سے باہر ہے۔ کہ وہ کس ملک کس مذھب یا کس قبیلہ میں پیدا ہو سکے۔ یہ صرف امر ربی ہے وہ جسے چاہتا ہے جہاں چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ اس میں معاشرہ کا عمل دخل نہ ہے کہ کسی کو نیک بنائے یا بُرا بنائے معاشرہ کے اچھے بڑے رنگ اس معصوم کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ تو گویا پیدائش کا عمل بھی امر ربی ہے۔ انسان کے اختیار میں نہیں ہے یہاں کوئی کسی پر برتری یا کمتری بیان نہیں کر سکتا کہ کون کس ملک یا قبیلہ میں کیوں

پیدا ہوا فضیلت کا معیار اعمال صالح پر ہے نہ نسب نہ ملک نہ رنگ پر ہے گویا اعمال صالح کو فضیلت دی گئی ہے۔ جب کہ حسب نسب کا جاننا یاد رکھنا محفوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں احادیث کے حوالوں سے ظاہر ہے تاکہ نسب بدلنے کے خدشات کم ہوں نسب کا جاننا وراثت کے معاملات میں بہت اہم ہے۔ قرابت داروں کی پہچان کیوں کہ قرابت داروں کے باھمی حقوق و فرائض ہوتے ہیں اور نسب کے ساتھ ساتھ آباؤ اجداد کی خامیوں خوبیوں سے واقف ہونا کہ آنے والی اولادیں متعارف ہو سکیں اور آباؤ اجداد کے حالات کو مد نظر رکھ کر اپنی راہ متعین کر سکیں تاکہ انہیں دشواریوں کا سامنا کم کرنا پڑے اللہ تعالی نے ہمیں اولاد آدمؑ سے پیدا کیا اور ہم اس نسبت سے آدمی کہلائے اس سے یہ ثابت ہوا کہ ذاتیں گوتیں مورثان اعلی کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر پہچانی جاتی ہیں۔

احادیث نبویؐ

حضورؐ نے کعبہ کے طواف سے فارغ ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے تم سے جاہلیت کا عیب و تکبر دور کر دیا لوگو تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک نیک اور پرہیز گار جو اللہ کی نگاہ میں عزت والا ہے۔ دوسرا فاجر اور شقی جو اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہے ورنہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور خدا نے آدم علیہ اسلام کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔ یہاں فضیلت کا معیار نسب پر نہیں بلکہ اعمال صالح پر رکھا گیا ہے۔

حدیث ۲

حدیث میں ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ اسلام مٹی سے پیدا کیئے گئے تھے۔ لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں۔ ورنہ وہ خدا کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے۔

حدیث میں آیا ہے کہ آنخضرتؐ نے ارشاد فرمایا خدا تعالی قیامت کے دن تمہارے حسب نسب نہیں پوچھے گا۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔

اسلام نے اس قانون کو نافذ کر دکھایا اور دور جہالت کے نسبی تفاخر کو رد کیا اونچ نیچ کے تمام بت توڑ دیئے اور دائرہ اسلام کے اندر آنے والے تمام قبائل بلالحاظ رنگ و نسل وطن خدوخال بھائی بنا دیئے اور

اہل اسلام ایک عالمگیر برادری بن گئی یہ شرف صرف دین اسلام کو ہی حاصل ہوا غیر مسلم اقوام بھی اس بات کا سکہ مان گئیں کہ اسلام نے ایک برادری کر دکھایا اور سب مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا۔

مسئلہ کفو

اسلامی قانون مسئلہ کفو کا جو درس دیتا ہے۔ اسے ہم نے خود غلط رنگ میں ڈھال رکھا ہے کہ فلاں قبیلہ نسب و نسل کے لحاظ گھٹیا ہے فلاں بڑھیا ہے۔ اس میں رشتہ نہ دیا نہ لیا جائے۔ کیوں کہ ہماری لڑکی کا اس قبیلہ میں عقد ہونا باعث توہین ہے اسلام میں یہ قید نہیں تمام مسلمان برابر ہیں اور بھائی بھائی ہیں امر مانع جو ہے وہ یہ ہے ان دونوں برادریوں کا طرز معاشرت برابر ہو ان دونوں برادریوں کے عادات و خصائل ملتے جلتے ہوں اور ہونے والے میاں بیوی اس نکاح پر رضامند ہوں اور ان دونوں برادریوں میں اس نکاح کی وجہ سے کوئی انتشار نہ پیدا ہو۔ میاں بیوی کی عادات و خصائل کی مطابقت ہی اس ازواجی زندگی کے نبھاؤ کی ضامن ہے خواہ وہ ہم نسل ہو یا متفرق ان حقائق کی روشنی میں ہر مسلمان مرد و عورت کا نکاح جائز ہے۔ اسلام میں نکاح کے سلسلہ میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ صرف ہم نسلوں میں طرز معاشرت عادات و خصائل کی مطابقت ہوتی ہے۔ جس کیوجہ سے نکاح کو ہم نسلوں پر زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔

نام مورثان اور ان کی اولادیں

عربی زبان میں شجر درخت کو کہتے ہیں۔ آدم علیہ اسلام کے نام کی مناسبت سے ان کی اولادیں آدمی کہلاتی ہیں۔ آدم علیہ اسلام اس درخت کے تنا کی مانند ہیں اب اس درخت سے نکلنے والی شاخوں کا تعلق تو تنا سے ہی استوار اور قائم ہے۔ اب آگے چل کر بنی نوع انسان اپنے اپنے مورثان کے ناموں پر مشہور ہوتے گئے حضرت نوحؑ کے نام سے قوم نوحؑ مشہور ہوئی حضرت نوح علیہ السلام ابوالبشر ثانی بھی کہلاتے ہیں۔ آپ کے تین فرزندوں سے اولادوں کا سلسلہ چلا ہے۔ حام، سام یافث ان تینوں مورثان کی

اولادیں اپنے اپنے موروث اعلی کے نام پر مشہور ہو کر اپنا تعارف کراتی رہیں پھر حضرت اسمٰعیلؑ کی اولادیں بنی اسمٰعیلؑ مشہور ہوئیں اور بنی اسمٰعیلؑ میں ایک نامور شخص فہر کے صفاتی نام قرش کی وجہ سے ان کی اولادیں قبیلہ قریش مشہور ہوئیں حضرت ہاشم کے نام کی مناسبت سے ان کی اولادیں قبیلہ ہاشمی کہلاتی ہیں گویا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ذاتیں گوتیں مورثان اعلی کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر مشہور ہو کر اپنی اپنی پہچان وتعارف کراتی آئی ہیں اور تاقیامت یہی طریقہ رائج رہے گا۔ جس طرح امر ربی بھی ہے۔ ذاتیں گوتیں پہچان کے لئے بنائی گئیں قبائل کے وجود کی حقیقت ایک مسلمہ امر ہے۔ جس سے انکار کرنا ناممکن ہے۔ قبیلے موروث اعلیٰ کے ناموں پر مشہو ر ہوتے ہیں۔ جو اولاد کو جنم دیتا ہے۔ تو ثابت یہ ہوا کہ ذات گوت کی وجہ تسمیہ حسب ونسب ہے۔ لہٰذا اس لئے انساب کا سیکھنا محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ ایک غیر ملکی موئرخ اپنی تصنیف 'رومائیں لکھتا ہے' کہ چونکہ ہر خاندان کا سردار مرد ہوا کرتا تھا۔ اور خاندانوں کا قیام صرف بیٹوں سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ بیٹیوں سے اس لئے قرابت صرف مذکورہ مردوں کے ذریعہ ہو سکتی تھی۔ اس کی گوت کہلاتی تھی۔ غرض موروثان اعلیٰ کے ناموں پر قومیں مشہور تھیں۔ ہندوستانی نسب ونسل سے متعلق لوگ ہندوؤں سے ہی مسلمان ہوئے ہیں پہلے پہل یہ لوگ ہندو مذھب کے پیرو تھے۔ اور اسلام قبول کر لینے پر مذھب کی تبدیلی سے ذات گوت میں کوئی فرق نہیں آیا' قوم قریش جب غیر مسلم تھی تو بھی قریش کہلاتی تھی اور جو ان میں سے مسلمان ہو گئے وہ بھی قوم قریش کہلاتے رہے۔ چیمہ' گھمن' گوندل' بھٹی' راجہ' راجپوت' جنجوعہ' وغیرہ گویا اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ذات گوت مورثان کے نام پر ہی مشہور ہیں چند مثالیں اور درج کی جاتی ہیں۔ ایران بن بوذر کی نسل کے لوگ قوم ایرانی لکھتے ہیں۔ عراق بن خراسان بن علیم کی اولادیں عراقی خراسانی قوم سے پہچان کراتے ہیں۔ روس بن یافث کی اولادیں قوم روسی کہلاتی ہیں۔ یونان بن یافث کی اولادیں یونانی مشہور ہیں۔ چین بن یافث کی اولادیں چینی مشہور ہوئیں۔ مصر بن حام کی اولادیں مصری اور قبط بن حام کی اولادیں قبطی مشہور ہیں اور جہاں جہاں ان مورثان اقوام نے قیام کیا وہ علاقے بھی انہی موروثان کے ناموں سے مشہور ہو گئے۔ جیسے چین' روس' عراق' مصر' ایران' یونان' اور قبط وغیرہ حالانکہ یہ لوگوں کے نام تھے۔ سورت الحجرات میں بھی آدمیوں کے نسب نامے حضرت آدم علیہ اسلام سے ہی ملا کر یہ طریقہ رائج ہوا اور گوت بندی کا انحصار حسب ونسب پر رکھا۔ دنیا میں تمام انسان نسب کے لحاظ سے

برابر ہیں مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں خدا تعالیٰ غرور و تکبر کو پسند نہیں کرتا اور انسان کو اپنی تعریف کسی طور نہیں کرنی چاہئے بے عیب صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ ''الکاسب حبیب اللہ'' کسب سے رزق حلال کمانے والا اللہ کو پیارا ہے کسی کے کسب پر بھی طعنہ نہ کی جائے۔ کسب نبیوں پیغمبروں اور ولیوں کی ایجادات ہیں کسب کے ذریعہ سے اور ہاتھ سے محنت کر کے رزق حلال کا حاصل کرنا عین عبادت ہے۔ صرف ڈھول شہنائی شیطانی ایجاد ہے جس کا بجانا اور سننا گناہ ہے۔

قرابتداری کے حقوق

چنانچہ نسب کا سیکھنا بحوالہ ترمذی شریف قرابتداروں سے حسن سلوک سے پیش آنا واجب ہے۔ قرابتداروں سے صلہ رحمی سلام کرنا دعا دینا تحفہ پہنچانا مل کر بیٹھنا اور ہر آڑے وقت ان کی مدد کرنا اور باہمی بات چیت کرنے کا حکم ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ احسان کرتا ہے۔ اس شخص پر جو اپنے قرابتداروں پر احسان کرتا ہے۔ احسان کرنے سے عمر بوھتی ہے۔ اگر کوئی شخص مالی طور پر قرابتداروں کی مدد کرنے کے قابل نہیں تو اس پر قرابتداروں سے ملاقات کرنا واجب ہے۔ اوار ان کے کاموں میں ان کی مدد کرنا واجب ہے۔ چنانچہ قرابتداروں سے صلہ رحمی کی دس فضیلتیں بیان ہوتی ہیں۔ مسلم و بخاری حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اپنے رزق کی کشادگی اور موت کی تاخیر بہتر معلوم ہوتی ہو وہ اپنے قرابتداروں پر احسان کرے اور ترمذی شریف سے روایت ہے کہ اپنے انساب کو سیکھو تاکہ قرابتداروں مین صلہ رحمی کر سکو۔ اس لئے کہ صلہ رحمی سے قرابتداروں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور مال میں برکت اور موت میں تاخیر ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان بن عامر سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ محتاج کو خیرات دینے میں صرف ایک ثواب ہے۔ جو خیرات کا ہے۔ اور قرابتداروں کو دینے میں دو ثواب ہیں ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا خیرات کا۔

ٹھٹھہ مذاق

سورۃ الحجرات - ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ حدیث شریف میں ہے مومنوں کی مثال آپس کی محبت وابستگی اور ایک دوسرے پر رحم وشفقت کے معاملہ میں ایسی ہے۔ جیسے ایک جسم کی حالت ہوتی ہے کے اس کے کسی عضو کو بھی تکلیف ہو تو سارا جسم اس پر بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بحوالہ بخاری و مسلم شریف حدیث شریف میں منقول ہے ہے کہ مومن ایک دوسرے کے لئے ایک دیوار کی اینٹوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے سے تقویت پاتا ہے۔ بخاری شریف کتاب الادب و ترمذی شریف

سورہ الحجرات

آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برُے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بڑی بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں ظالم ہیں۔ نقل اتارنا کسی کی طرف اشارہ کرنا کسی کو بات لباس یا کام پر ہنسنا یا اس کے نقص و عیب پر لوگوں کو توجہ دلانا تاکہ وہ اس پر ہنس پڑیں اس کو مذاق کہا گیا ہے۔ جس سے اپنی برتری اور دوسرے کی کم تری ظاہر کی جائے یہ سب مذاق کے زمرے میں آتا ہے۔ جس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اس عمل سے معاشرہ میں فساد کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ طعن وہ عمل ہیں چوٹیں کرنا عیب چینی الزام دھرنا پھبتیاں کسنا اعتراض جڑنا جن افعال سے دوسروں کی نیک نامی پر دھبہ آئے یہ سب طعن کہلاتے ہین۔ ان حرکات سے معاشرہ میں بددلی اور عداوت پیدا ہو کر فساد کی شکل میں سامنے آسکتا ہے۔ جس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ جو بات خود بری لگے وہ دوسرں پر بھی نہ ٹھونسی جائے۔

غیبت

سورۃ الحجرات ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو بعض گمان گناہ ہوتے

ہیں تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ پیٹھ پیچھے جھوٹا الزام بہتان کہلاتا ہے۔ حقیقتاً کسی میں جو کوئی خامی موجود ہو اس کی عدم موجودگی میں وہ بیان کرنا غیبت ہے۔ غیبت جو بات منہ پر کسی کو کہنے سے ناگوار گزرے پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے۔ غیبت برابر ہے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے ایسی تمام حرکتوں سے روکا گیا ہے۔ جن سے بدامنی منافرت اور خانہ جنگی کے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔

سورہ الحجرات

ترجمہ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے دیکھو خود اس سے گھن کھاتے ہو اللہ سے ڈرو خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ یعنی اگر تم نے کسی کی غیبت کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر وہ زندہ ہے۔ تو اللہ سے توبہ کرو اور آئندہ اس فعل سے باز رہو اگر مرے ہوئے کی غیبت کی ہے۔ اور تمہیں اب یہ علم ہوا کہ تم نے گناہ کیا تو اس مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کیا کرو۔ اور آئندہ کے لئے توبہ کر لو۔ تجسس دوسروں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنا ان کی کمزوریاں تلاش کرنا خفیہ طور ان کے خطوط پڑھنا کسی کی چھپ کر کان لگا کر باتیں سننا وغیرہ یہ سب برے فعل ہیں۔ جن سے معاشرہ میں بدامنی کا خدشہ ہوتا ہے۔ خطبہ میں تجسس پر ارشاد نبوی ہے۔ کہ اے لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے ہو مگر ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اترا مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو کیوں کہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہو گا۔ اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا۔ اور خدا جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے ک جب تمہیں کسی شخص کے متعلق برا گمان ہو جائے تو اس کی تحقیق نہ کرو۔ پھر ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی کا مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑھی ہوئی بچی کو بچا لیا۔ ان آیات مبارکہ اور احادیث کے مطالعہ کے بعد ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم ان چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے گناہوں کا بوجھ نہ بڑھائیں خدا ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

انسانی حقوق کا عالمی منشور

اصول شہریت کی اصل عبارت درج کی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل کونسل نے یکم دسمبر ۱۹۴۸ کو انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کرنے کا اعلان کیا تھا اس منشور کی منظوری کے بعد تمام ممبر ملکوں سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ اس پر عمل کریں اور انہیں قانونی طور پر تسلیم کریں اس منشور میں یہ بات واضح کی گئی ہے۔ کہ انسان کے حقوق خاص ریاست کا شہری ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بحیثیت انسان تسلیم کئے گئے ہیں۔ اور تمام افراد کو بلالحاظ رنگ و نسل مذہب ان سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔ اقوام متحدہ کے لئے انسانی حقوق کا ایسا عالمی منشور پاس کرنا ضروری تھا تاکہ دنیا میں ہر فرد اپنے بنیادی حقوق سے آگاہ ہو ممبر ملک کا یہ فرض ہے کہ وہ عالمی منشور پر عمل کرے۔

معاشرتی حقوق

ہر شخص کو اپنی جان آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق دیا گیا ہے۔

غلامی اور بردہ فروشی ہر شکل میں ممنوع ہے۔

کسی شخص کو محض حاکم کی مرضی پر گرفتار یا نظر بند نہیں کیا جائے گا۔

ہر شخص کو پر امن طریقہ سے اشتراک کرنے اجلاس منعقد کرنے اور انجمنیں قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔

کسی شخص کو انجمن کی رکنیت پر مجبور نہ کیا جائے۔

ہر شخص کو ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم کا حصول سب کے لئے مساوی طور پر ممکن ہے۔

حق مساوات بنظر قانون

اس امر سے مراد یہ ہے کہ تمام شہری ملک کے قانون کی نظر میں مساوی ہوں قانون کو ذات پات

امیری غریبی اور شہریوں کی حیثیت میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھنا چاہیے اور ہر ایک کو یکساں طور پر قانون کا تحفظ حاصل ہونا چاہئے۔

حقوق کی خصوصیات

۱۔ حقوق بہتر زندگی کی لازمی شرائط ہیں۔

۲ حقوق انسانی شخصیت کی ترقی کا باعث بنتے ہیں ان کے بغیر تکمیل شخصیت ناممکن ہے۔

۳۔ حقوق کا قیام صرف معاشرہ میں ممکن ہے۔

۴۔ حقوق کا اجتماعی مفاد سے مطابقت رکھنا ضروری ہے صرف ایسے حقوق تسلیم کئے جائیں جن کا تعلق کسی مشترکہ مقصد یا اخلاقی بہتری سے ہو۔ حق کسی برائی کے لئے نہیں ہوتا۔

۵۔ حقوق کو حکومت تسلیم کرتی ہے اور ان کا تحفظ کرتی ہے۔

۶۔ حقوق بہتر زندگی کی ان لازمی شرائط کا نام ہے جن کا فرد مطالبہ کرتا ہے۔ معاشرہ انہیں تسلیم کرتا ہے اور معاشرے کے تمام اراکین انہیں مساویانہ طریقہ سے استعمال کرتے ہیں۔

حقوق کی اہمیت

حقوق انسان کے وہ مطالبات ہیں جنہیں معاشرتی زندگی میں افراد ایک دوسرے کی سہولت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں انہیں ریاست منظور کرتی ہے اور ان کا تحفظ کرتی ہے۔

معاشرتی زندگی کے لئے ضروری حقوق ان کے بغیر فرد اپنی زندگی کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ دراصل حقوق انسانی معاشرتی زندگی کی تخلیق میں انسانی تعلقات ہمہ گیر ہوتے ہیں اسے اپنے تعلقات اس طرح استوار کرنے چاہئے کہ وہ دوسروں کو ان تمام مراعات کی اجازت دے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے ان مراعات کو تسلیم کرنا مراعات کو جنم دیتا ہے۔

شخصیت کی تکمیل حقوق کے بغیر فرد اپنی شخصیت کو اجاگر نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی صلاحتیں مکمل طور پر نشوونما پاسکتی ہیں اس کی ذہنی اور اخلاق ترقی کا دارامدار بھی حقوق کی بہم رسانی پر ہے

معاشرتی بہبود فرد کو حقوق دینے میں معاشرہ کی اپنی بہتری ہے کیونکہ ان کی بدولت وہ نہ صرف اپنی شخصیت کو فروغ دیتا ہے بلکہ اجتماعی زندگی کو بھی ترقی سے روشناس کراسکتا ہے۔ انفرادی حقوق معاشرتی بہبود کے ضامن ہوتے ہیں اس لئے ریاست حقوق کو تسلیم کرتی ہے۔ دراصل حقوق ہم ریاست میں رہ کر ہی حاصل کرسکتے ہیں اور ریاست ہی انہیں قائم رکھتی ہے۔"

حقوق تمام افراد کے لئے یکساں ہے معاشرے میں حقوق تمام افراد کو مساوی اور یکساں میسر آنے چاہئے ریاست کو چاہئے کہ وہ ایسی فضا قائم کرے جس میں تمام افراد یکساں طور پر مستفید ہوسکیں۔

فرائض متعلقہ افراد ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کا احترام کرے اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ دوسروں کے حقوق غصب نہ کرے اس طرح وہ اپنے حقوق سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا دوسرے افراد بھی اس وقت تک کوئی حق استعمال نہیں کرسکتے جب تک وہ اس کے حق کا احترام نہ کریں۔ شہری کے ہر معاشرتی حق کے لئے ایک فرض کی ادائیگی ضروری ہے اس طرح شہری کو اپنے کنبہ یا شہر سے متعلق کئی "فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں جن کے عوض اسے چند حقوق حاصل ہوتے ہیں ہمسائے کی خوشی و آرام میں اضافہ مصائب میں کمی سے پورا معاشرہ بہتر ہوتا ہے۔ بحوالہ اصول شہریت۔

خلیفہ ابو جعفر عبداللہ بن محمد الملقب منصور باللہ ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

خلیفہ منصور باللہ کی تاریخ پیدائش ذی الحجہ ۹۵ھ ہے۔ سفاح کے عہد خلافت میں منصور باللہ آذربائیجان، آرمینیا اور جزیرہ کا حاکم تھا سفاح کے انتقال کے وقت ابو مسلم نے منصور سے بیعت خلافت لی اور جلد دارالحکومت پہنچے منصور کے چچا عیسیٰ بن علی منصور کی جانب سے بیعت خلافت لے چکے تھے عہدہ خلافت پر فائز ہوتے وقت منصور کی عمر ۴۱ سال تھی سفاح نے اپنے عہد میں اموی سازشوں کو مکمل کچل دیا تھا مگر

سازشوں کے اثرات کچھ باقی تھے کیونکہ اموی حکومت کو ختم ہوئے ابھی ساڑھے چار سال کا عرصہ گزرا تھا دوسری طرف علویوں میں بھی خلافت سے علیحدگی کی تیاریاں اندر ہی اندر ہو رہی تھیں خود عباسی خاندان سے خلافت کے مدعی کھڑے ہو رہے تھے مگر منصور نے نہایت ہوشیاری اور جرات مندی سے ان بغاوتوں کو دبائے رکھا منصور کے خلیفہ مقرر ہوتے ہی اس کے چچا عبداللہ بن علی جو شام میں حاکم تھے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ مروان کے قتل پر کوئی عباسی تیار نہ تھا مگر سفاح نے مجھ سے کہا کہ آپ مروان کو قتل کریں تو میرے بعد عہدہ خلافت میں آپ کے حق میں وصیت کروں گا اس وصیت کے گواہ بھی اس نے اکھٹے کر لئے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بعیت کرلی منصور کو خبر ہوئی تو ابو مسلم سے مشورہ کے بعد ابو مسلم کو اس شورش کے کچلنے کا حکم دیا ابو مسلم نے عبداللہ کو شکست دی عبداللہ نے اپنے بھائی سلیمان کے گھر پناہ لی- سلیمان نے منصور کی درخواست پر اسے پناہ دی جو بعد میں قید ہوا اور دوران قید ہی عبداللہ نے وفات پائی اس وقت ابو مسلم کو جو مال غنیمت ہاتھ آیا خلیفہ نے آدمی بھیجے کہ مال لے آو- یہ آدمی ابو مسلم کے پاس گئے- اور خلیفہ کے پاس جمع کرنے کو کہا ابو مسلم نے غصہ کی حالت میں کہا کہ خونریزی پر ہم اور مال کی خلیفہ کو کیوں فکر ہوئی اس پر ایک آدمی نے ان بیانات کی تردید میں یہ کہا کہ خلیفہ نے آپ کی فتح مندی کی مبارک باد دے کر ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے- مگر ابو مسلم بات تو پہلے سمجھ چکا تھا جب ابو مسلم کے ان الفاظ کی خلیفہ کو خبر ہوئی تو منصور کو ابو مسلم کی خود سری نظر آئی رفتہ رفتہ ان کے تعلقات بگڑ گئے تو ابو مسلم خراسانی نے خلافت عباسیہ کی تباہی کے اقدامات شروع کردیئے ذہبی لکھتے ہیں ابو مسلم نے اس غرض سے خلیفہ پر فوج کشی شروع کردی کہ عباسی خلافت ختم کر کے علوی خلافت قائم کی جائے جب منصور کو اس کی خبر ملی تو اس نے ابو مسلم کو بلوالیا مگر وہ انکاری ہو گیا- منصور نے دوبارہ عیسیٰ بن موسیٰ اور جریر بن عبداللہ کو روانہ کیا جو ابو مسلم کو ورغلا پھسلا کر ہمراہ دربار میں لے آئے- منصور نے اس وقت کوئی ایسی بات نہ کی جس سے برہمی کا اظہار ہوتا پھر ان دونوں کے تعلقات خوشگوار ہو گئے ابن طقطقی کا بیان ہے کہ اس کے بعد ان دونوں کے تعلقات ظاہری ٹھیک ہو گئے مگر ابو مسلم خلیفہ کی مخالفت کے پیش نظر خراسان روانہ ہو گیا کیونکہ خراسان عباسی دعوت اور ابو مسلم کا مرکز تھا جہاں اس کا اثر و اقتدار تھا ابو مسلم کی مخالفت عباسی خلافت کے لئے مکمل خطرہ تھی خلیفہ نے اس انجام سے گھبرا کر ایک ہوشیار آدمی کے ذریعے ابو مسلم کو بلوایا اور ابو مسلم نے انکار کیا مگر اس آدمی نے اسے سمجھا بجھا کر خلیفہ

کے دربار میں پیش کیا ابو مسلم اس عباسی خلافت کا خود کو بانی تصور کرتا تھا اور اسے یہ بھی گمان تھا کہ عباسی خلافت اسی کے بل بوتے پر چل رہی ہے اب ایسے بیدار مغز خلیفہ کا مقابلہ کرنا بھی دشوار تھا ابو مسلم نے پھر دربار میں آنا جانا شروع کردیا ابو مسلم کا قتل بھی خلیفہ کے لئے مشکل نظر آرہا تھا جب کہ وہ بھی اس خلافت کے لئے مکمل خطرہ بن چکا تھا ایک دن خلیفہ نے دربار میں مسلح آدمی چھپا کر رکھے تھے کہ ابو مسلم آیا تکوار باہر رکھوائی خوشگوار ماحول میں بات ہو رہی تھی کہ خلیفہ کا رویہ یک لخت تبدیل ہو گیا اور تلخ گفتگو ہونے لگی اس میں خلیفہ نے ابو مسلم کی خود سری کے چند نمونے پیش کئے ابو مسلم معافی کا طالب ہوا خلیفہ نے تالی بجائی کہ مسلح درباریوں نے بڑھ کر ابو مسلم کو قتل کرڈالا اتنے میں ولی عہد ثانی عیسیٰ بن موسیٰ دربار میں آیا خون آلود لاش دیکھ کر کہنے لگا کہ اس کے احسانات کا یہ بدلہ منصور نے کہا کہ اس سے بڑھ کر تمہارا دشمن بھی اس دنیا میں اور کوئی نہیں اب تمہاری راہ ہموار ہے بے فکر ہو کر حکومت کرسکتے ہو گو ابو مسلم خود سری دکھاتا تھا مگر قتل کا دھبہ خلیفہ کے دامن پر لگ گیا اس قتل کے بعد اہل خراسان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی جلوس نے قصر خلافت کا محاصرہ کرلیا منصور نے گھبرا کر انہیں انعام واکرام سے نوازا اور ٹال دیا کچھ عرصہ بعد والئی خراسان عبد الجبار بن عبد الرحمٰن نے کچھ افسروں کو مروا ڈالا جو منصور نے وہاں مقرر کر رکھے تھے خلیفہ کو سن کر بہت غصہ آیا مگر اہل خراسان کی بغاوت کے پیش نظر خاموشی کرلی بعد میں خلیفہ نے والئی خراسان کو بھی خود سری کے عوض میں قتل کروا دیا سیوطی لکھتے ہیں یہ شخص بنی عباس میں ہیبت دار بہادر اور مستقل مزاج اور جبروت و استقلال والا تھا مال جمع کرنے کا بہت شوق رکھتا تھا کھیل کود سے دور کامل العقل ادب و فقہہ کا ماہر تھا اس نے ایک خلق کثیر کو قتل کر کے اپنا تسلط جمایا امام اعظم کو عہدہ قاضی القضاۃ قبول نہ کرنے پر دُرے لگوائے اور قید کرڈالا قید میں ہی امام اعظم رحمتہ اللہ نے وفات پائی بعض کا قول ہے کہ ابو حنیفہ نے منصور پر بغاوت کا فتویٰ دیا تھا اس لئے خلیفہ نے قید کے بعد زہر دلوا کر شہید کرا دیا خطیب نے ضحاک اور اس نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سفاح ہو گا ہم میں منصور ہو گا ہم میں مہدی ہو گا۔ ذہبی کا بیان تاریخ الخلفاء میں درج ہے کہ یہ حدیث منکر منقطع ہے تاریخ الخلفاء میں ایک بیان ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حرم شریف میں ہوں اور رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں ہیں اور کعبہ کا دروازہ کھلا ہے ایک منادی نے آواز دی کہ عبد اللہ کہاں ہے میرا بھائی عبد اللہ

سفاح کھڑا ہوا اور اندر پہنچا تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ساتھ سیاہ جھنڈے والا ایک نیزہ تھا جھنڈا چار ہاتھ کے برابر آویزاں تھا پھر آواز آئی کہ عبداللہ کہاں ہے میں اوپر گیا تو دیکھا آنحضرت ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرفاروقؓ بلالؓ تشریف فرما ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیا اور اپنی امت کے واسطے وصیت فرمائی اور میرے سر پر عمامہ باندھا جس کے ۲۳ پیچ میرے سر پر آئے اور پھر فرمایا اے قیامت کے لئے ابوالخلفاء اس کو لے جا ۱۵۰ھ میں خراسان کے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کر کے ہرات، بادغیس اور بجستان کے کئی باشندوں کو اپنے ساتھ ملا کر بغاوت کردی اور سازش کو فتح کرنے کی غرض سے ابن حازم کو مامور کیا گیا جس نے کئی ماہ کے بعد استاذ سیس جھوٹے نبی کو گرفتار کرلیا۔

محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ

منصور کے زمانے میں شیعان علی کے دو فرقے ہوگئے تھے امامیہ اور زیدیہ یہ دونوں گروہ امامت و خلافت کو اولاد علیؓ کی فاطمی اولادوں کا حق ظاہر کرتے تھے باقی کو ظالم و غاصب کہتے تھے یہ دونوں فرقے عباسیوں کے اتنے ہی مخالف تھے جتنا کہ عباسی بنوامیہ کے مخالف تھے فرقہ امامیہ کے امام جعفر صادق تھے امام جعفر صادق درویش صفت انسان تھے انہوں نے کبھی حصول خلافت کی تمنا نہ کی بلکہ اپنے رفقاء کو فرمایا کرتے تھے کہ عباسیوں کے خلاف کوئی سازش نہ کیا کریں فرقہ زیدیہ کے امام محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ تھے جو شدت سے عباسی خلافت کو ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے اور انہوں نے اہل حجاز سے اپنی خلافت کی بیعت لے لی تھی مروان ثانی کے عہد میں ہاشمیوں نے ایک میٹنگ میں ان کی خلافت کا فیصلہ بھی کیا تھا اور منصور سفاح نے بیعت بھی کی تھی جب اموی خلافت کا خاتمہ ہوا تو سفاح کے خلافت پر آتے ہی نفس ذکیہ نے سفاح کی بیعت سے انکار کیا سفاح نے ایک خط کے ذریعے انہیں احسانات جتلائے اور درخواست کی کہ امن قائم رکھیں اس پر نفس ذکیہ خاموش ہوئے آپ کو کئی لوگ امام مہدی بھی تسلیم کرتے رہے آپ کے بھائی ابراہیم بھی بڑے بااثر تھے خراسان کی ایک جماعت ابراہیم کو امام تسلیم کرتی تھی۔ سفاح کے بعد خلیفہ منصور کے عہد میں پھر یہ آگ بھڑک اٹھی اور نفس ذکیہ نے خلافت کے حصول کے لئے کوشش شروع کردی نفس ذکیہ کے ارادوں سے خلیفہ باخبر تھا خلیفہ نے زیاد بن عبداللہ حاکم مدینہ کو خط لکھا کہ ابراہیم اور نفس ذکیہ کے حالات سے باخبر کیا جائے حاکم مدینہ نے تسلی دی اور لکھا

کہ چند دنوں تک انہیں آپ کے پاس حاضر کروں گا خلیفہ کو پھر بھی شبہ رہا۔ خلیفہ نے روسائے بنی ہاشم کو دربار میں طلب کر کے نفس ذکیہ کے ارادوں سے باخبر کیا حسن بن یزید کے علاوہ سب نے خلیفہ کو تسلی دی کہ وہ کوئی بغاوت نہ کریں گے وہ کنارہ کش ہیں مگر حسن نے کہا کہ نفس ذکیہ خفیہ طور پر مہم چلا رہے ہیں کسی بھی وقت بغاوت کے بعد اپنی خلافت کا اعلان کریں گے جب تصدیق ہو گئی تو خلیفہ کو خدشہ لاحق ہوا تو نفس ذکیہ کو قابو کرنے کے تمام انتظامات کئے اور سابق حاکم مدینہ کو معزول کر کے محمد بن خالد کو حاکم مقرر کر کے ابراہیم اور نفس ذکیہ کی گرفتاری کے احکامات دیئے اب ابراہیم اور نفس ذکیہ ایک ٹھکانہ پر نہ رہتے تھے محمد بن خالد نے بھی بہت کوشش کی مگر وہ قابو نہ آئے تو خلیفہ نے اسے برطرف کر دیا اور رباح بن عثمان کو حاکم مدینہ مقرر کیا جب اسے بھی ان کے پکڑنے میں دشواری ہوئی تو رباح نے نفس ذکیہ کے تیرہ اقرباء کو پکڑا اور خلیفہ کے دربار بھیج دیا منصور نے نفس ذکیہ کے اقرباء پر بہت تشدد کیا اور کئی جان دے گئے جب نفس ذکیہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا ۱۴۵ھ میں وہ تین سو جانثاروں کی جماعت لے کر مدینہ پہنچے حاکم مدینہ کو نظر بند کر کے مدینہ پر قبضہ کر لیا نفس ذکیہ اور ابراہیم کے درمیان یہ طے تھا کہ میں مدینہ پہنچوں تو تم بصرہ میں بغاوت کرنا تاکہ شاہی افواج تقسیم ہو جائیں اتفاق سے اس دن ابراہیم بیمار پڑ گئے اور منصوبہ ناکام رہا خلیفہ کو خبر ملی تو اپنی قوت و جبروت کا خوف دلاتے ہوئے خلیفہ نے نفس ذکیہ کو خط لکھا اور لکھا کہ خیریت اسی میں ہے کہ خاموش ہو جاؤ اور ہم تمہارے لئے وظیفہ اور بقول تمہارے مسکن کا بندوبست کریں گے یہ خط پڑھنے کے بعد نفس ذکیہ نے جواب میں طویل خط لکھا جس میں حضرت علیؓ حضرت فاطمہ الزہرہؓ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے فضائل اور مناقب بیان کئے اور خلافت کو بنی فاطمین کی میراث ظاہر کیا اور بنو عباس کو ظالم اور جابر قرار دیا اور منصور کی امان پر بھی شکوک لکھے اور طنزاً" لکھا کہ یہ وہی امان تو نہیں جو تم نے اپنے چچا عبداللہ بن علی اور ابو مسلم کو دی تھی خلیفہ نے خط پڑھ کر مدلل انداز میں جواب لکھا جس میں دونوں خاندانوں کے حالات کا موازنہ کر کے بنو عباس کو خلافت کا جائز وارث قرار دیا اور اکثر مثالیں دے کر ثابت کیا کہ رسولؐ کے حقیقی وارث بنو عباس ہی ہیں اس بات پر زیادہ زور دیا کہ عورتوں کی قرابتداری پر میراث و امامت کا تعین نہیں ہو سکتا بلکہ مروجہ قوانین وراثت کا انحصار مردوں کے لئے مختص کیا گیا ہے دوسرا جب آنحضرت ﷺ نے انتقال کیا تو ان کے تمام چچا ماسوائے حضرت عباسؓ کے انتقال کر چکے تھے۔ اس لئے حضرت عباسؓ ہی

جائز وارث قرار دیئے جا سکتے ہیں حضرت عباسؓ کو ابو طالب کے مقابل قبول اسلام میں بھی فضیلت دی اور زمانہ قبل از اسلام حضرت عباسؓ متولی چاہ زمزم بھی رہے نہ کہ ابو طالب دوسرا عورتوں کو ولایت و امامت کا حق بھی نہیں ہے ان حقائق کے پیش نظر رسولؐ پر علویوں کے مقابلہ میں عباسی خاندان کا حق فائق ہے ان خطوط کے تبادلہ کے بعد فریقین نے جنگ کی تیاری کر لی منصور کو شبہ تھا کہ اگر ان حالات سے اہل کوفہ اور خراسان باخبر ہو گئے تو وہ نفس ذکیہ کا ساتھ دیں گے خلیفہ نے کوفہ اور خراسان کے تمام راستے بند کرا دیئے اور عیسیٰ بن موسیٰ کی قیادت میں ایک جرار لشکر مدینہ روانہ کیا عیسیٰ نے اہل شہر کو ایک خط لکھا کہ بلاوجہ کشت و خون ہو گا نفس ذکیہ کا ساتھ چھوڑ دو اس خط کے بعد لوگ عیسیٰ کی امان میں آ گئے ان لوگوں میں اہل بیت کے بھی کئی افراد تھے نفس ذکیہ نے ان حالات کے پیش نظر عیسیٰ کو ایک اطاعت نامہ لکھکر بھیجا مگر عیسیٰ کو اعتبار نہ تھا اور محاصرہ بدستور جاری رکھا چودہ رمضان سنہ ۱۴۵ھ میں چار سو کا لشکر لے کے عیسیٰ نفس ذکیہ کے مقابلہ پر نکلا اور چند گھنٹوں میں صفایا کر دیا نفس ذکیہ بھی اسی میدان جنگ میں کام آئے۔ عیسیٰ نے معاف کرتے ہوئے اہل مدینہ کو عام امان کا اعلان کر دیا اور بنی حسنؓ کی املاک جائیدادیں ضبط کر لیں ابراہیم بصرہ چلے گئے تھے بیماری کے بعد بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا اور نفس ذکیہ کی بیعت خلافت بھی لی بصرہ سے اہواز تک قبضہ کر لیا اتنے میں نفس ذکیہ کی وفات کی خبر پہنچ گئی ہمت پست ہو گئی اور بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اس بغاوت میں ابراہیم کے ساتھ ایک لاکھ سے زائد فوج بھی شامل ہو گئی عیسیٰ بن موسیٰ نفس ذکیہ کی مہم سر کرنے کے بعد منصور کے حکم پر ابراہیم کے مقابلہ کو نکلا باحمرائی کے مقام پر دونوں فوجوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی عیسیٰ کی فوج کو ممکن تھا کہ شکست ہو جاتی اس وقت ابراہیم کو ایک تیر لگا لوگ انہیں میدان جنگ سے باہر لے جا رہے تھے کہ پوری فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی ابراہیم نے اس زخم کی وجہ سے وفات پائی اور عیسیٰ کی فوج فتح یاب ہوئی علویوں کا صفایا کرنے کے بعد خلیفہ نے اپنی خلافت کی تائید میں علماء کرام سے فتوے حاصل کرنے کے بعد مشہور کر دیا کہ ”خلفائے عباسیہ صرف دنیاوی شہنشاہ ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے دینی، روحانی پیشوا بھی ہیں اس بات نے اتنا اثر کیا کہ صدیوں تک خلفائے عباسیہ کے نام کا خطبہ اور سکہ عالم اسلام میں جاری رہا اور بغداد کو دنیائے اسلام میں مرکزیت اور خلفائے عباسیہ کو دینی پیشواء مانا جاتا رہا بعض اوقات ان خلفاء کا اقتدار صرف بغداد تک ہی محدود رہا مگر دنیائے اسلام انہیں اپنا خلیفہ مانتی رہی اور خلیفہ کے

روحانی اقتدار کو ایک دینی حیثیت حاصل رہی۔

فتوحات

خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں اندرونی بغاوتوں کا سلسلہ بھی بدستور جاری رہاباوجود ان کے بیرونی فتوحات بھی ہوئیں عمر بن علاء کی سرکردگی میں کوہستان طبرستان، نہاوند کے علاقے فتح ہوئے اور سندھ کے کچھ حصے بھی منصور کے دور میں فتح ہو کر سندھ میں شامل ہوئے حاکم سندھ عینہ کی نااہلی کی وجہ سے خلیفہ نے اسے معزول کر دیا اور ابن حفص کو سندھ کا گورنر مقرر کیا دو سال بعد نفس ذکیہ کی حمایت کی وجہ سے معزول کر دیا گیا تھا اور ہشام بن عمر کا بطور گورنر سندھ تقرر ہوا۔ ۱۳۸ھ میں رومیوں نے حملہ کیا خلیفہ نے خالد برمکی کو وزارت کے عہدہ سے صوبہ کا والی مقرر کیا اور ابوایوب کو وزارت کے عہد پر فائز کیا اور جلد ہی اس سے برگشتہ ہو کر قید میں ڈال دیا اس کے بعد ربیع بن یوسف کو وزارت کا عہدہ سونپا یہ خلیہ مہدی کے دور تک اسی عہدہ پر فائز رہا اس نے ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔

دارالخلافہ

سفاح کے عہد میں انبار کے نزدیک ہاشمیہ شہر میں دارالخلافہ تعمیر ہوا منصور نے اس جگہ کو نقصان دہ سمجھ کر دارالخلافہ تبدیل کر دیا کیونکہ بصرہ اور کوفہ کے لوگوں پر اسے اعتماد نہ تھا منصور نے دریائے دجلہ کے کنارے پُرانے قصبہ بغداد میں دارالخلافہ کے لئے جگہ تجویز کی بغداد کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ بغداد نوشیروان عادل کا گرمائی پایہ تخت تھا اور نوشیروان کے عدل و انصاف کے باعث اس شہر کا نام "باغ داد" پڑ گیا تھا جو بعد میں بغداد مشہور ہو گیا منصور کا یہ آباد کردہ شہر دو حصوں میں تقسیم تھا ایک حصہ کا نام منصورہ اور دوسرے حصہ کا نام اس نے اپنے بیٹے کے نام "مہدیہ" رکھا شہر کے درمیان ایک جامع مسجد تعمیر کروائی اور مسجد کے متصل قصر خلافت تعمیر کروایا شہر میں پانی کے لئے دریائے دجلہ اور فرات سے دو نہریں نکلوائی گئیں تھی جن سے ہر جگہ اور ہر گھر کو صاف پانی میسر تھا دریائے دجلہ کے کنارے ایک

محل خلد نامی تعمیر کروا کر اس کے ارد گرد خوبصورت باغات لگوائے شہر کے چاروں اطراف ایک دیوار بنوائی تاکہ بیرونی حملہ کے خطرات کم ہو سکیں اور خندق بھی کھدوائی۔

نظام حکومت

منصور کے عہد میں نظام حکومت اموی دور حکومت سے تقریباً ملتا جلتا تھا البتہ صوبوں کی حدود کا کوئی متعین نہ تھا اس پر کبھی ایک حاکم صوبہ مقرر ہوتا اور کبھی دو صوبوں تک ایک ہی حاکم ہوتا صوبائی عہدوں پر خلیفہ کے رشتہ دار فائز رہتے تھے بسا اوقات ان کی معزولی یا تبدیلی عمل میں آجاتی تھی اور حاکم صوبہ صوبہ پر کڑی نگرانی رکھتا تھا ہر حاکم صوبہ ماتحت عملہ خود بھرتی کرتا تھا صرف قاضی اور سپہ سالار خلیفہ خود نامزد کرتا منصور نے پہلے پہل "حجابت" یعنی دربان کا عہدہ نکالا حاجب وزیر کا نائب سمجھا جاتا تھا اس کی اجازت کے بغیر خلیفہ کی ملاقات ناممکن تھی ملکی مہمات اور اجلاسوں میں وزیر اور حاجب کو اہمیت حاصل تھی تیسرا عہدہ کتابت یا میر منشی کہلاتا تھا یہ خلیفہ کے احکامات گورنروں اور عاملوں تک پہنچاتا تھا اور دیگر ممالک کے بادشاہوں کو خطوط اسی دفتر سے جاری ہوتے تھے بنی امیہ کی فوج کی طرح اس دور میں بھی وہی طرز عمل رہا صرف فوج کی کمان خراسانیوں کے ہاتھوں میں دی گئی بنو امیہ کی فوج عربوں پر مشتمل تھی بنی عباس نے خراسانیوں کو زیادہ اہمیت دے کر فوج میں شامل کیا خراسانی فوج کی قیادت ابو مسلم کو دی عربی فوج کی قیادت عبداللہ بن علی کے ہاتھ رہی بنی حسنؓ کی بغاوتوں کے دوران شاہی افواج کی کمان عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ رہی اور بعد میں اپنے خاندان سے بااعتماد لوگ بھرتی کئے۔

رعایا کے حالات

خلیفہ منصور کے عہد میں رعایا نہایت خوشحال اور فارغ البال رہی کیونکہ صنعت و تجارت کے مواقع عام میسر تھے۔ اشیاء خوردونوش نہایت ارزاں تھی گائے کا گوشت فی من ایک درہم میں تھا بکرے کا گوشت ایک درہم میں ۳۵ سیر اور شہد ایک درہم میں پانچ سیر تھا۔

منصور کی سیرت

خلیفہ نے حج کی ادائیگی کا ارادہ کیا۔ ۱۵۸ھ میں راستہ میں ہی بیمار ہو کر وفات پائی ڈاکٹر حمید الدین لکھتے ہیں کہ 'خلیفہ کے لئے سو قبریں کھودی گئیں اور خفیہ طور پر ایک قبر میں دفن کیا گیا تاکہ بنی امیہ کی طرح کہیں اس کی میت کا بھی وہی حال نہ پیش آئے منصور عالی ہمت بیدار مغز اور مدبر حکمران تھا اس نے اپنی شب و روز کی کوشش سے عباسی خلافت کو مستحکم اور مضبوط بنایا جس کی وجہ سے یہ خلافت سوا پانچ سو برس تک قائم رہی اسے خلافت عباسیہ کا ایک قابل خلیفہ گردانا جاتا ہے یہ صبح سویرے اٹھ کر مسجد چلا جاتا اور نماز کے بعد دربار خلافت میں آتا سہ پہر تک فرائض منصبی کے بعد گھر آتا عشاء کی نماز کے بعد والیان صوبہ جات اور عاملوں کے خطوط پڑھ کر جواب دیتا اور پھر سو جاتا صوبائی حاکموں کے اصل حالات معلوم کرنے کے لئے خفیہ جاسوسوں سے کام لیتا تھا مستقل مزاج اور ثابت قدم تھا۔ طوفانی خطرات میں کبھی نہ گھبراتا بلکہ جرات مندی سے مقابلہ کی تدابیر نکال لیتا تھا کفایت شعاری میں نمایاں تھا مال بہت جمع کرتا اور دمڑی دمڑی کا حساب لیتا تھا بیت المال کی سختی سے کنٹرول کرتا تھا اس کے عہد میں خزانے بھر گئے تھے جن میں نقد رقوم ہیرے جواہرات تھے خلیفہ بلند پایہ کا عالم بھی تھا بہترین خطیب تحریر و تقریر میں درجہ امتیاز رکھتا تھا۔ دہشت مزاج تھا سخت گیر تھا رعایا کیلئے عادل قانون شکنی پر سخت سزا دیتا تھا اس کی حیثیت اموی خلیفہ عبدالمالک کی سی تھی اس نے اپنے بیٹے اور ولی عہد کے لئے وصیت نامہ لکھا کہ فضول خرچی نہ کرنا اس نے خود صرف املاک پر روپیہ خرچ کیا تھا روپیہ کی کمی مہدی کو کبھی نہ ہوئی۔

محمد بن منصور الملقب بہ مہدی سنہ ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

خلیفہ منصور باللہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مہدی تخت نشین ہوا اس وقت مہدی کی عمر ۳۳ سال تھی منصور کی زندگی میں مہدی صوبہ "رے" کا حکمران اور سپہ سالار رہا سفاح نے وصیت کی تھی کہ منصور کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو خلیفہ مقرر کیا جائے مگر منصور نے اس وصیت کو منسوخ قرار دیتے ہوئے مہدی جو اس کا بیٹا تھا جانشین نامزد کیا منصور نے اپنے عہد میں تمام سیاسی حریفوں اور ان کے حواریوں کو نیست و نابود کر دیا تھا اور اکثر کو قید کر لیا تھا ان میں آل علیؓ قابل ذکر ہیں جن کی کمر ہمت اس خلیفہ نے توڑی تھی اور جو ان میں سے عام رعایا تھی ان کی نقل و حرکت پر کڑی نگرانی رکھی جاتی تھی اور مدینہ کے رہائشی علویوں کی ہر روز حاضری رکھی تھی منصور نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد تمام ضبط شدہ املاک واپس کر دینا اور قیدیوں کو رہا کر دینا بعض تاریخوں سے یوں بھی ملتا ہے ڈاکٹر حمید الدین لکھتے ہیں "مہدی کی عفو پسند طبیعت نے یہ گوارا نہ کیا کہ محض بدگمانی کی وجہ سے ان لوگوں کو نظر بند رکھا جائے چنانچہ مہدی نے آل علیؓ کے تمام قیدیوں کو رہا کر کے عائد کردہ پابندیاں اٹھالی اور ضبط شدہ جائیدادیں واپس دلوائیں خلیفہ مہدی کے اس طرز عمل کی وجہ سے رعایا بہت خوش ہوئی ابو مسلم خراسانی کے دربار کا ایک کاتب حکم بن حاکم رہ چکا تھا اس کی شکل بھونڈی تھی جسے وہ نقاب پہن کر چھپاتا تھا اس بناء پر وہ عوام میں (برقعی مقنع) مشہور تھا مہدی کے عہد میں اس نے خدائی کا دعویٰ کر کے بغاوت کر دی اس کی سکونت "مرو" میں تھی وہ جادوگر تھا شعبدہ بازی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا اس نے جادو سے ایک کنویں سے چاند طلوع کیا جو میلوں تک روشنی دیتا تھا اس کی پرستش کے لئے روز بروز لوگ شامل ہوتے گئے اب اس کے پرستاروں نے چند قلعوں پر قبضہ کر لیا مہدی مذہبی معاملات میں سخت گیر تھا اس نے یہ خبر سنی تو مشہور جرنیل ابو عون کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اس کے دور میں شرعی حدود کی خلاف ورزی پر سخت سزا دی جاتی تھی چنانچہ ابو عون قابو نہ پاسکا تو مہدی نے سیب بن زبیر کو معمور کیا جس نے مقنع کے تیس ہزار پرستاروں کو محاصرہ میں لے کر ہتھیار ڈلوا دیئے مقنع نے جب کوئی محافظت نہ پائی تو اپنے اہل و عیال کو زہر پلائی خود ایک جلتی چتا میں جل کر مر گیا۔

بغاوتیں

یوسف بن ابراہیم جو خراسانی تھا اس نے لوگوں کو ساتھ لیا اور بغاوت کر دی مگر جلد ہی یہ بغاوت فرو ہو گئی پھر صوبہ جزیرہ کے ایک رئیس عبد السلام نے مہدی کے خلاف بغاوت کر دی شاہی افواج بھی بے بس ہو گئی بعد میں شبیب نے اس بغاوت کا خاتمہ کیا مصر میں بغاوت کے بعد وہاں کے حاکم موسیٰ بن مصعب عباسی کو قتل کیا گیا مہدی نے شاہی افواج فضل بن صالح کی سربراہی میں مصر روانہ کیں۔ جہاں کئی خونریز معرکے ہوئے اور شاہی افواج نے قابو پالیا۔ ۱۶۳ھ میں خلیفہ نے اپنی نگرانی میں شاہی افواج کے ہمراہ رومیوں پر حملہ کیا اور متعدد شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ۱۶۵ھ میں خلیفہ نے اپنے لڑکے ہارون الرشید کو ایک لاکھ فوج کے ہمراہ قسطنطنیہ پر حملہ کا حکم دیا مگر رومیوں نے ایک صلح نامہ پیش کیا کہ ہم نوے ہزار دینار سالانہ خراج بغداد کو ادا کریں گے تھوڑے عرصہ بعد خراج دینے سے انکاری ہو گئے مہدی نے سلمان بن علی جو جزیرہ کے حاکم تھے رومیوں کو اس بدعہدی کی سزا دینے پر مامور کیا اس نے رومیوں کو حملہ کر کے شکست دی اور بہت سا مال غنیمت قبضہ میں کر لیا۔

وزارت

خلیفہ کا پہلا نامور وزیر ابو عبید اللہ مقرر ہوا جس نے حسن کارکردگی علم و فضل کی بدولت جلد ہی ترقی پائی اور خلیفہ نے خوش ہو کر اسے وزیر اعظم مقرر کر دیا ابتداء میں یہ شخص میر منشی تھا اس نے وزیر اعظم بننے کے بعد بہت سی نئی حکومتی اصلاحات جاری کیں اور حکومت کے ماتحت شعبوں کو از سر نو منظم کیا لگان کے نئے طریقے وضع کئے پھلدار درختوں پر ٹیکس اور خراج پر پہلے ایک کتاب لکھی ابو عبید اللہ بڑا متکبر اور بدگمان بھی تھا وزارت کے عہدہ پر آتے ہی اس نے سابقہ احسانات فراموش کر دیئے منصور کے عہد میں ربیع نامی صاحب نے ابو عبید اللہ پر بہت احسانات کئے تھے جب یہ وزیر اعظم بنا تو ربیع اس کی ملاقات کے لے آیا ابو عبید اللہ بہت متکبرانہ طریقہ سے پیش آیا چنانچہ ربیع کو اس کے رویہ کی وجہ سے گہرا دکھ ہوا اب ربیع عبید اللہ کی خامیاں تلاش کرنے لگا کہ خلیفہ کو اس پر بدظن کیا جائے مگر عبید اللہ میں کوئی

دفتری خامی نہ تھی مہدی ملحدوں اور لامذہب لوگوں کا جانی دشمن تھا ربیع نے ایک اور چال چلی اور خلیفہ کو کہا کہ عبید اللہ کا لڑکا ملحد ہے مہدی نے اسے دربار میں طلب کر کے قرآن پڑھنے کو کہا اس نے قرآن غلط پڑھا خلیفہ ابو عبید اللہ سے برگشتہ انداز میں مخاطب ہوا اور کہا تم تو کہتے تھے کہ میرا لڑکا حافظ قرآن ہے مگر یہ غلط پڑھ رہا ہے بہتر ہے کہ تم اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دو بوڑھا باپ تلوار لے کر اٹھا اور خوف کے مارے گر پڑا درباریوں نے سفارش کی کہ اسے محمد کو قتل نہ کروائیں چنانچہ جلاد کو بلا کر محمد کو قتل کرایا گیا اس واقعہ کے بعد ان دونوں کے ذہنی شکوک بڑھنے لگے بعد ازاں مہدی نے ابو عبید اللہ کو معزول کر کے یعقوب بن داؤد کو وزیر مقرر کیا یہ خلیفہ منصور کے عہد میں سیاسی قیدی تھا اور مہدی کے دور میں عام معافی میں رہا ہوا تھا مہدی کو علویوں کی طرف سے خطرہ لاحق تھا یعقوب کو وزیر بنا کر اس کے سابقہ اثر رسوخ کی وجہ سے وہ علویوں کے ارادے سے باخبر ہونے کا متمنی تھا مگر عمل اس کے برعکس ہوا وہ وزارت کے عہدہ پر آنے کے بعد سیاہ سفید کا مالک بن گیا اور خفیہ طور پر علویوں کے کئی افراد کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کر دیا دیگر اعمال نے وزیر پر خلیفہ سے شکوک ظاہر کئے ایک دن خلیفہ نے آزمائشی طور پر ایک علوی کو گرفتار کرایا اور یعقوب کو کہا کہ تم اسے علیحٰدہ لے جا کر قتل کرو علوی نے یعقوب کو اہل بعیت کا واسطہ دے کر جان کی امان چاہی وزیر نے اسے چھوڑ دیا خلیفہ کو یہ خبر ملی خلیفہ نے یعقوب سے دریافت کیا تو وزیر نے کہا کہ حکم کی تعمیل کر دی خلیفہ نے اسی علوی کو دوبارہ گرفتار کرایا اور وزیر کو بلا کر دربار میں اس علوی کو اسے دکھایا اس پر وزیر شرمندہ ہوا اور جان کی امان چاہی خلیفہ نے وزیر کو قتل تو نہ کروایا مگر اس کا تمام مال و اسباب ضبط کرا لیا اور یعقوب کو قید کرا دیا اور اس کے بھرتی کئے ہوئے تمام اعمال کو برطرف کر دیا پھر خلیفہ نے فیض بن ابی صالح جو عیسائی مذہب ترک کر کے مسلمان ہوا اور نیشا پوری تھا وزات کے عہدہ پر مامور کیا علم و دانش حسن کارکردی کی وجہ سے اس نے بہت شہرت پائی مہدی کے انتقال تک یہی وزیر رہا۔

رفاع عامہ

مہدی نے اپنی تمام تر توجہ رفاع عامہ پر صرف کیں یہ دور رعایا کے امن و امان و خوشحالی کا مثالی دور تھا اموی حکومت میں کئی کئی محکمے ایک افسر کو دیئے جاتے تھے مہدی نے ہر محکمہ کا علیحدہ افسر مقرر کیا مکہ

مدینہ اور یمن کے درمیان ڈاک کا نظام قائم کیا اور باقاعدہ اسے محکمہ کی حیثیت دی ان شہروں کے درمیان تیز رفتار گھوڑے استعمال میں لائے جن پر اس محکمہ کے اہل کار سفر کر کے ڈاک تقسیم کرتے تھے۔ جذامیوں اور معذوروں کے لئے بیت المال سے ان کے خرچ پر اخراجات کی رقوم جاری ہوئی تھیں قیدیوں کے اہل خانہ کو جو بے بس ہوتے تھے بیت المال سے مدد دی جاتی اور گداگری بند کرائی۔ بغداد سے مکہ جانے والی سڑک کو کشادہ کرایا اس پر جابجا سرائیں اور تالاب بنوائے جہاں سے انسانوں اور حیوانوں کو پانی میسر آتا تھا قادسیہ، تازبالہ تا مکہ کی اس سڑک کو بھی مرمت کروایا حوض اور سرائیں بنوائیں، عمارات کی تعمیر میں بہت دلچسپی لیتا تھا اس نے ایک محل دجلہ کے کنارے تعمیر کرایا تھا بصرہ کی جامع مسجد کو دوبارہ وسعت دے کر تعمیر کرایا (عیسیٰ آباد میں ایک نئی ٹکسال) قائم کی رومیوں سے ملنے والی سرحدوں پر پختہ قلعے تعمیر کروائے مسجد حرم کے قرب و جوار کی آبادی کو معاوضہ دے کر جگہ خالی کرائی اور مسجد کو وسعت دے کر تعمیر کرایا۔

مہدی کی وفات اور سیرت

خلیفہ مہدی اپنے والد کی عادات سے بالکل مختلف عادات کا مالک تھا منصور جتنا سخت گیر تھا مہدی اتنا نرم خو، حلیم طبع تھا، عفو و درگزر اس کی خاص صفت تھی خلافت پر فائز ہوتے ہی اس نے والد کے گرفتار شدہ افراد کو رہا کیا اور ضبط شدہ املاک و جائیدادیں واپس کیں اس کے سامنے اگر بڑے سے بڑے مجرم کو پیش کیا جاتا تھوڑی بہت ہدایت دے کر اسے چھوڑ دیتا تھا عیش و عشرت والد سے زیادہ تھی مگر فرائض منصبی کا نہایت پابند تھا مذہب کے بارے میں سخت تھا اور شرعی حدود کی خلاف ورزی پر سخت سزا دیتا تھا زندیقیوں اور ملحدوں کا جانی دشمن تھا اور قرآنی حدود پر سختی سے خود بھی اور رعایا کو بھی پابند رکھتا تھا انصاف و مساوات میں یہ عہد مثالی رہا اگر کوئی شخص قاضی کے پاس اس کی شکایت کرتا تو عام مجرموں کی طرح عدالت میں پیش ہوتا تھا اور عدالت کے فیصلہ کا پابند رہتا۔ رعایا اور آقا کی تمیز رکھنے کے لئے مسجدوں میں "مقدورے" بنائے گئے جن میں بادشاہوں کی محافظت مقصود تھی مہدی نے حکم دیا کہ عبادت گاہوں سے یہ مقصورے اکھاڑ دیئے جائیں تاکہ بندہ و آقا کی تمیز ختم ہو سکے اس زمانے میں مسجدوں میں اونچے

اونچے ممبر تھے جن کے اوپر بیٹھ کر علماء خطبہ دیا کرتے تھے مہدی نے یہ اونچے، ممبر ختم کرا کر آنحضرت ﷺ کے ممبر کے برابر بنوائے مذہبی عقائد کی بہتری کے لئے مہدی نے علمائے دین اور فقہاء سے متعدد کتابیں لکھوا کر پڑھنے کے لئے رکھیں وہ بہت سخی تھا چند سالوں میں والد کے جمع شدہ خزانہ کو رعایا پر لگا کر خوشحالی پہنچائی وہ روپے کی کوئی قدر نہ کرتا تھا چند سالوں میں خزانہ خالی ہوا تو خزانچی نے چابیاں خلیفہ کو پیش کیں اور کہا کہ خالی خزانہ کو چابیوں کی ضرورت نہیں۔ محرم ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی کا انتقال ہوا انتقال سے پہلے مہدی نے اپنے دو لڑکوں کے نام خلافت کے لئے تجویز کئے موسیٰ الہادی اور ہارون الرشید۔

خلیفہ ہارون الرشید عباسی سنہ ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

خلیفہ مہدی کی وصیت تھی کہ ہادی کے بعد ہارون الرشید خلیفہ ہو گا ہادی اپنے بجائے اپنے بیٹے کا نام تجویز کر رہا تھا اس پر اکثر امراء کی تائید بھی حاصل کر لی تھی اس کے بعد ہارون کو دستبرداری پر مجبور کیا گیا ہارون تیار تھا کہ دستبردار ہو جاؤں مگر یحیٰ بن خالد برمکی جو ھارون کا مشیر تھا ھارون کو دستبرداری سے روک لیا جب یہ خبر خلیفہ ہادی تک پہنچی تو اس نے یحیٰ بن خالد برمکی کو قید کر دیا اور تھوڑے دنوں بعد رہا کر دیا ابھی تک یہ کشمکش خلافت جاری تھی کہ ہادی انتقال کر گیا اور ہارون الرشید تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اور ہارون اور ہادی دونوں بھائی تھے ان کی والدہ کا نام خیزران تھا وہ دونوں بیٹوں کے عہدوں میں جب تک زندہ رہی بڑا اثر قائم رکھا سلطنت کے اہم امور پر وہ مشورہ دیا کرتی تھیں۔ ابتدائی عہد میں ہارون نے علویوں پر سے باقی ماندہ پابندیاں اٹھائیں جو بغداد میں نظر بند تھے رہا کئے اور تا حال جنگی جائیدادیں یا املاک ضبط تھیں واگزار کر دیں مگر علویوں پر اس حسن سلوک کا کوئی اثر نہ ہوا وہ بار بار شورشیں کرتے کہ خلافت آل علیؓ کا حق ہے اور ہمیشہ اس تاک میں رہتے کہ خلافت بنی عباسؓ کو آل علیؓ میں کس طرح منتقل کیا جائے۔ چنانچہ ۱۷۶ھ میں نفس ذکیہ کے بھائی یحیٰ بن عبد اللہ نے بغاوت کر دی اور دیلم کے عوام سے اپنی امامت کی بیعت لے لی اور کچھ عرصہ بعد زبردست طاقت بن کر سامنے آئے مشرقی ممالک کے بیشتر لوگ ان کی حمایت اور جانثاری پر تیار تھے ہارون کو اس کی خبر ملی تو فضل بن یحیٰ برمکی کو

پچاس ہزار فوج دے کر مقابلہ کے لئے روانہ کیا فضل اہل بیعت کا ہمدرد تھا اس نے یحیی سے مل کر ایک صلح نامہ لکھوایا کہ خلیفہ خود اپنے ہاتھوں سے امان نامہ لکھے اور اس پر معززین کے دستخط کرادے۔ جب خلیفہ کو اس صلح نامہ کی اطلاع ملی تو ہارون نے اپنے ہاتھ سے امان نامہ لکھا اور علماء و فضلاء کے دستخط کرا کہ بھیجا فضل ان بغاوت کرنے والوں کو لے کر دربار میں حاضر ہوا تو خلیفہ نے بڑی آؤ بھگت کے بعد انہیں قید کرادیا اور قید ہی میں وہ انتقال کر گئے یحیٰ کے بھائی ادریس نے افریقہ جاکر اپنا ایک مقام پالیا تھا جو بعد افریقہ خود مختار ہو گیا اور اسی علوی خاندان نے افریقہ کو عباسیوں کے ہاتھوں سے نکال دیا ان حالات کے پیش نظر ہارون نے آل علیؓ پر دوبارہ کڑی نگرانی شروع کردی اور ان کے حامیوں پر بھی کنٹرول شروع ہو گئی۔ ۱۷۷ھ میں ہارون الرشید نے مغیرہ کو ٹیونس کا امیر مقرر کیا اور فضل بن روح کو افریقہ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا مغیرہ تند خو اور اکھڑ مزاج تھا اس کا برتاؤ فوج اور رعایا دونوں سے توہین آمیز تھا جس کی وجہ سے رعایا اور فوج نے مشورہ کر کے فضل کو ایک خط میں لکھا کہ اس امیر کے برتاؤ سے ہم تنگ ہیں کسی اور امیر کو یہاں مقرر کیا جائے اس پر فضل نے کوئی توجہ نہ دی آخر لوگوں نے رئیس عبداللہ بن جارود کی قیادت میں بغاوت کر کے مغیرہ کو ٹیونس سے بھگادیا اور فضل کو بتایا کہ ہماری بغاوت صرف مغیرہ کی بدسلوکی کی وجوہ سے تھی آپ کوئی امیر مقرر کردیں ہم اس کی اطاعت کریں گے اس کے بعد فضل نے اپنے چچازاد بھائی عبداللہ کو امیر ٹیونس مقرر کر دیا مگر عبداللہ جارود نے عوام میں مشہور کر دیا کہ فضل نے ہمیں وقتی امن کے لئے فریب دیا ہے امن بحال ہونے پر وہ ہم سے ضرور بدلہ لے گا اس کے بعد اہل ٹیونس نے دوبارہ بغاوت کردی اور حملہ کر کے عبداللہ اور اس کے رفقاء کو قتل کردیا اس کے بعد عبداللہ جارود نے عام بغاوت کا اعلان کردیا چند سرداروں کو اپنے حلقہ اثر میں لے کر ایک جرار لشکر تیار کیا اور قیروان پر حملہ کردیا اور فضل کو بھگانے کے بعد خود قبضہ کرلیا اب ہارون نے اس بغاوت کو کچلنے کے لئے ہر ثمہ اور یحیٰ بن موسیٰ کو لشکر دے کر روانہ کیا انہوں نے متعدد معرکوں کے بعد ابن جارود کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں پیش کیا جہاں قید کیا گیا ابھی تک اس کے چھوٹے چھوٹے سرداروں میں بدستور بغاوت پائی جارہی تھی ہر ثمہ ان حالات مین گھبرایا اور اپنا استعفیٰ پیش کردیا ہارون نے ابن مقائل کو قیروان کا گورنر مقرر کیا اس کی اکھڑ مزاجی کی وجہ سے دوبارہ بغاوت ہوئی وہ ان سے ناکامی کی صورت میں طرابلس چلا گیا اس موقعہ پر ابراہیم بن اغلب والی زاب نے بغاوت کچل کر افریقہ میں مکمل امن و امان

بحال کردیا جس سے خوش ہو کر ہارون نے اسے افریقہ کی امارت سپرد کردی ابراہیم کی حیثیت دوسرے صوبائی گورنروں سے بہتر تھی وہ خود مختار تھا۔ ملی امور پر وہ خود توجہ دیتا تھا خلیفہ کو چالیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا تھا۔ ۱۸۴ھ میں اس نے موجودہ الجیریا اور ٹیونس میں خود مختاری حاصل کرلی اور اغلبی خاندان کا بانی کہلایا۔ ۱۷۸ھ میں خارجیوں کی بغاوت رئیس ولید کی قیادت مین جزیرہ میں ابھری اور اتنی طاقت پکڑی کہ بارہا شاہی فوج کو شکست دی اب ہارون نے یزید شیبانی کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا یزید اور ولید ہم نسب تھے اور جنگ سے کتراتے تھے یزید چاہتا تھا کہ کوئی ایسا حل نکل آئے کہ صلح وصفائی سے بغاوت ختم ہو سکے مشیروں نے ہارون سے اس کے اس رویہ کی شکایت کردی کہ یزید لڑنا نہیں چاہتا اس پر پر ہارون نے یزید کو ایک خط میں سختی سے ہدایت کی کہ جلد از جلد ولید کا خاتمہ کیا جائے اس کے بعد یزید نے ولید کو پیغام دیا کہ جنگ میں ہزاروں بے گناہ مارے جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تم خود میدان میں اتر آؤ ہم دونوں لڑ کر فیصلہ کرلیتے ہیں اس پر ولید خود میدان میں نکلا دونوں سردار کئی گھنٹوں تک لڑتے رہے اور سرداروں کے درمیان اس جنگ کا تماشہ فوجیں دیکھتی رہی اس کے بعد ولید مارا گیا اور یزید فتح یاب ہو کر بغداد لوٹا اس کے بعد شام سندھ اور موصل میں بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہوا ۱۷۶ھ میں شام کے یمنی اور مضری قبائل کے درمیان جنگ چھڑ گئی بہت خون خرابہ ہوا خلیفہ نے موسیٰ بن عیسیٰ کو دمشق کا حاکم مقرر کیا جس نے کئی معرکوں کے بعد امن بحال کیا چند یمنی اور مصری قبائل سندھ میں بھی قیام پذیر تھے شام میں ہونے والے فتنہ کی آڑ میں وہ سندھ میں لڑنا شروع ہوئے اس فتنہ کو دبانے کی غرض سے خلیفہ نے کئی حاکم مقرر کئے مگر فتنہ ختم نہ ہو سکا تعداد اور طاقت میں مضری۔ یمنیوں پر برتری رکھتے تھے اب مضریوں نے یمینوں کو مار بھگایا اور سندھ کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کرلینے کے بعد خلیفہ نے آخر تنگ آکر داؤ بن حاتم کی سربراہی میں کثیر فوج سندھ بھیجی داؤد نے متعدد معرکوں کے بعد مضریوں سے مقبوضہ علاقے چھوڑائے اور بغاوت فرو ہوئی اس کے علاوہ بھی ہارون کے عہد میں بے شمار بغاوتیں ہوئی کتاب کے صفحات بڑھ جانے کے پیش نظر مختصر کیا گیا ہے ہارون کے عہد میں فتوحات بھی قدرے کافی ہوئی ان تمام حالات سے واقفیت کے لئے تاریخ اسلام عہد عباسیہ بغداد کا مطالعہ فرمائیں۔

ہارون الرشید کا عہد خلافت

ہارون الرشید کا دور خلافت تاریخ اسلام کی نظر میں سنہری دور گزرا ہے اس کے عہد میں اسلامی

مملکت سیاسی علمی اور معاشرتی لحاظ سے اپنے عروج پر تھی قوت و ثروت شان و شوکت کے اعتبار سے کوئی قوم مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ تھی اس دور میں ہر فن کے ماہر استاد بغداد میں جمع ہو گئے تھے جن کی وجہ سے علم و ادب صنعت و حرفت مین بغداد پایہ کمال تک پہنچ چکا تھا ہارون مدبر اور بیدار مغز خلیفہ تھا" طرز جہاں بانی میں اسے خاص مہارت تھی" اس نے سلطنت کے مروجہ نظم و نسق میں بہت سی تبدیلیاں کیں اور نئے محکمے قائم کئے تاکہ سلطنت میں نظم و نسق پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ مستعدی سے کارہائے انجام دئے جاسکیں ان اصلاحات کے بعد ملک خوشحال رعایا فارغ البال اور سلطنت اسلامیہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی خزانہ جو خالی تھا بھر گیا ہارون کو رعایا کی خوشحالی کا بہت خیال تھا رات کے وقت وہ بھیس بدل کر بغداد کی گلیوں میں نکل جاتا اور لوگوں کے حالات معلوم کرتا تھا داد خواہوں کی دادرسی کے ساتھ ساتھ معذوروں کے روزینہ مقرر کرتا الف لیلیٰ نامی کتاب میں ہارون کے کئی ایسے کارہائے نمایاں درج ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ رعایا سے اسے کتنی محبت و شفقت تھی دستور سلطنت شریعت اسلامیہ کے مطابق تھا پہلے اموی دور سے امراء اور صوبائی حکام اصول شریعت سے ہٹ کر من مانی کاروائیاں کرتے تھے جب کہ اس کے پیشروؤں کے عہد میں بھی من مانی چلتی رہی مگر ہارون نے تخت خلافت پر آتے ہی جملہ خرابیوں کو ختم کر کے صیح اسلامی شریعت کا نفاذ کیا اور غیر شرعی ٹیکس معاف کردیئے بدکردار اعمال کو برطرف کر کے پرہیزگار افسر مقرر کئے خراج کی وصولی میں جو سختیاں تھیں انہیں کالعدم قرار دیا اس کے عہد خلافت میں بغداد کو دنیا میں ترقی یافتہ اور متمدن شہر کہا گیا اس شہر کی شاندار اور عالی شان عمارتوں کو دیکھ کر بڑے بڑے سیاح حیران تھے قصر خلافت کی عمارت فن تعمیر و صناعی کا ایک نمونہ تھی امراء وزراء ور تاجروں کے مکانات بھی نہایت عالی شان اور نقش و نگار کا ایک نمونہ پیش کرتے تھے دجلہ کے دونوں کناروں پر شاندار باغات اور سیر گائیں اپنی مثال آپ تھیں مساجد کی عمارتیں اور زیادہ خوبصورت تھیں جو پورے شہر کی آبادی میں نمایاں حیثیت رکھتی تھیں بری اور بحری دونوں راستوں سے تجارت کا سامان آتا جاتا تھا تجارت کی گرم بازاری کی وجہ سے بہت رونق ہوتی تھی ہندوستان افریقہ شام چین وغیرہ کے علاوہ تمام مشرقی و مغربی ملکوں سے لوگ سامان تجارت لے کر آتے اور یہاں سے

سامان لے جاتے دربار خلافت کی طرف سے تمام تجارتی قافلوں کو تحفظ فراہم کیا گیا تھااور ان کی آسائش و آرام کے بندوبست موجود تھے چوری رہزنی کا کہیں نام تک نہ تھاسڑکوں پر سرائیں منزل بہ منزل تعمیر کرائی گئی تھیں پانی کے لئے حوض اور کنوئیں کھدوائے گئے تجارت پر خلیفہ کو بہت خوشی تھی اس نے تجارتی قافلوں کو ہر طور آسائش و توجہ دی کاروباری لوگوں کی خلیفہ خود دیکھ بھال اور دلجوئی کرتا تھا خلیفہ کی اس مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے بغداد دنیا کا بڑا تجارتی مرکز بن گیا دولت کی فراوانی کا یہ عالم تھا کہ سالانہ اخراجات صوبوں کے پورے کر لینے کے بعد چالیس کروڑ درہم بیت المال میں سالانہ جمع ہوتے تھے بیت المال کی کنٹرول ماہر حساب و کتاب و دیانتدار افراد کے پاس تھی ہارون خود بھی حساب و کتاب چیک کرتا تھا اس سے قبل خلفاء کا خیال یہ رہا کہ ہر طریقہ سے بیت المال کو بھر کر رکھا جائے اور اس غرض کے لئے جائز و ناجائز ذرائع استعمال کئے جاتے تھے خلفاء کے نزدیک ان اعمال کی عزت و قدر ہوتی تھی جو زیادہ رقم سالانہ جمع کراتے اور ان اعمال سے کبھی یہ دریافت نہ کرتے کہ یہ رقم کن کن ذرائع سے تم نے مرکزی بیت المال تک پہنچائی اس کے نتیجہ میں حکام عوام سے جائز ٹیکسوں کے علاوہ نذرانہ وصول کرتے اور طرح طرح کے مظالم کر کے یہ رقم جمع کرتے تھے تاکہ خلیفہ کو خوش رکھا جائے ہارون نے خلافت کے عہدہ پر آتے ہی ان تمام ناجائز طریقوں پر پابندی کے بعد غیر شرعی ٹیکس معاف کردیئےاور مشہور عالم فقہی قاضی ابو یوسف نے خراج کے قوانین پر ایک رسالہ لکھوایا جو کتاب الخراج کے نام سے موسوم ہے جو آج تک کے فقہا کو مدد دے رہا ہے ڈاکٹر حمید الدین تاریخ اسلام مین لکھتے ہیں کہ ہارون کا عقیدہ یہ تھا کہ جب کسی عامل یا والی کا ظلم زیادتی رعایا کے مال میں خیانت اور ذاتی مال میں حرام خوری یا بدکرداری ثبوت ہو جائے تو اسے اپنے عہدہ پر بحال رکھنا اس سے مدد لینا رعایا کے معاملہ میں مختار مقرر کرنا اور امور حکومت میں شریک کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اس کے دور میں علم کی پیاس بجھانے دور دراز کے ملکوں سے طلباء بغداد آکر علم حاصل کرتے تھے اس دور میں عالم اسلام میں کسی فن کا کوئی ماہر نہ کہلاتا تھا جب تک وہ بغداد کا سند یافتہ نہ ہو تا دیگر فنون نجوم' فلسفہ' طب' ریاضی' منطق وغیرہ کی تعلیمات کا بھی بندوبست تھا خلیفہ نے بیت الحکمت کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا جہاں ماہرین زبان کو بڑی بڑی تنخواہیں دے کر ملازم رکھا جاتا یونانی' عربی فارسی' سنسکرت اور دوسری مفید کتابوں میں عربی میں ترجمہ کیا جاتا تھا۔ علوم و فنون تہذیب و معاشرت کی ترقی دور ہارون میں جو ہوئی اس کا سہرا برمکی وزیروں کے سر پر

ہے اس کے عہد میں برامکہ خاندان کو حکومت میں بڑا عمل دخل حاصل رہا جب خودسری پر آگئے تو ہارون نے انہیں قتل اور کئی کو قید کرادیا اور ان کا عروج پھر زوال بن کر سامنے آیا۔

سیرت اور وفات

ہارون الرشید نہایت عالم دیندار اور ادیب تھا امام یوسف کو قاضی القضاۃ نامزد کر کے یہ عہدہ قائم کیا اس کا زمانہ عہد دولت اسلامیہ کے عین عروج و اقبال و ترقی سلطنت کا زمانہ رہا ہے شاہان یورپ سے براہ راست دوستانہ خط و کتابت رہی ہارون کا عہد مسلمانوں میں علم نجوم' ہیئت' نظم' فلسفہ' فن عمارات اور علم و ادب کے لحاظ سے سب سے ممتاز رہا جو کچھ سامان تصنیف و تعلیم منصور تا ہارون عہد تک ہوا خاندان برامکہ کی محنتوں کا نتیجہ تھا رعایا خوشحال اور فارغ البال تھی ہر قسم کے روزگار میسر تھے اشیاء خوردنوش کی ارزانی رہی امن و امان بحال رہا ہارون کی بیویوں میں سے زبیدہ ممتاز تھی اس نے مکہ میں ایک نہر بنوائی جو اس کے نام پر نہر زبیدہ مشہور رہی گو اس کا عہد ایک عظیم عہد تھا مگر اس کے بعد سلطنت عباسیہ کے ٹکڑے ہونے کے خدشات بڑھتے گئے۔ ۱۹۳ھ میں رافع بن لیث کی بغاوت کی خبر سن کر خلیفہ بنفس نفیس سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور مقام طوس پہنچ کر بیمار پڑ گیا اور ۴۵ سال کی عمر میں ۱۹۳ھ میں وفات پائی ہارون نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹوں میں مملکت کو اس طرح تقسیم کیا' امین الرشید کو واسطہ بصرہ' کوفہ' شامات' سواد' عراق' جزیرہ موصل' حجاز مصر اور شمالی افریقہ تا انتہا مراکش دیکر بغداد کو دار لحکومت مقرر کیا' مامون الرشید کو کرمان شاہ' نہاوند قم' کاشان' اصفہان' کرمان' فارس' رے' طبرستان' خراسان' کابل ہند کا علاقہ ماروالنہر ترکستان سپرد کئے۔ اور "مرو" کو دارالحکومت مقرر کیا۔ معتصم باللہ کو موتمن جزائر کی حکومت سپرد کی اور آخر میں اس تقسیم کے بعد تینوں کو حسن سلوک سے رہنے کی وصیت کی ہارون اعلیٰ پایہ حکمران ہونے کے علاوہ شجاعت و بہادری میں بھی ممتاز رہا نہایت دیندار اور احکامات شرعی کا پابند تھا اس نے عہد خلافت میں نو حج ادا کئے یہ ایک سال حج کو نکلتا دوسرے سال جہاد کو دینی مجالس میں وعظ سن کر آنسو جاری ہو جاتے وہ کان کا کچا اور وہمی بھی تھا حاسدوں کی باتوں میں آجاتا تھا اور بڑے بڑے فعل کر گذرتا تھا۔

خلیفہ معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

ابو اسحٰق محمد بن ہارون الملقب بہ معتصم باللہ ہارون الرشید کا درمیانی لڑکا تھا کہتے ہیں باقی دو بھائیوں کے مقابلہ میں نااہل اور جاہل بھی تھا جس کی وجہ سے ہارون نے اسے خلافت سے برطرف قرار دے دیا تھا۔ مامون الرشید نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے نائب مقرر کیا مامون کی وفات کے بعد ۲۱۸ھ میں معتصم باللہ کا لقب پاکر خلیفہ بنا طرسوس کے سرحد میں اس کی بیعت عمل میں آئی مامون الرشید کا ایک لڑکا فوج سے بڑا نامور تھا فوج نے چاہا کہ اسے خلیفہ بنا دیا جائے مگر وہ انکار ہو گیا اور باپ کی وصیت پر قائم رہ کر چچا کے حق میں بیعت کرائی سب نے متفقہ طور پر معتصم کی بیعت خلافت کی اس خلیفہ کے عہد میں ترکوں کو فوج میں بہت موقع ملا معتصم ترکوں کو شجاع سمجھ کر بھرتی کراتا رہا تاکہ ایرانیوں کے مقابل اس فوج کو استعمال کیا جائے یہ لوگ غلام تھے جو وسط ایشیاء اور افریقہ سے لائے گئے اسی نسبت سے وسط ایشیائی ترکوں کو فراغنہ (اہل فرغانہ) اور افریقی غلاموں کو مغاربہ (اہل عرب) کہا گیا رفتہ رفتہ عباسی فوج میں اڑھائی لاکھ ترک بھرتی ہوگئے جو زیادہ تر فراغنہ تھے یہ اپنے ہم قومی افسروں کے ماتحت تھے اور ایرانی عربی فوج سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا اس فوج کی وجہ سے ابتدائی ایام میں عباسی فوج کو بہت فائدہ ہوا اور تمام مہمات میں فتحیاب رہے اب ترکوں کو اقتدار تک دست رست ہوگئی تھی خلیفہ کی یہ خوش فہمی آگے چل کر وبال کی صورت میں سامنے آئی کیونکہ یہ خود سر تند اور اکھڑ لوگ تھے اور تھوڑے عرصہ بعد وہ اقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھانے لگے وہ اسی عہد مین بہت تجاوز کر چکے تھے اور خود سری میں محو برے بھلے کی تمیز نہ کر سکتے تھے اور بغداد کی شہری آبادی میں بے دریغ گھوڑے دوڑاتے پھرتے گلیوں میں سے گزرتے ہوئے لوگوں کو زخمی کر کے گذر جاتے اور گھوڑے تیز رفتار چلاتے تھے عوام ان کی ایسی حرکتوں سے تنگ آئے اور خلیفہ سے شکایت کی چنانچہ خلیفہ نے دارالخلافہ بغداد سے ۶۰ میل شمال مغربی جانب ، سرمن رائٰی نامی جگہ منتقل کیا ہر شخص خوش ہوا بعد میں اس جگہ کا نام سامرا پڑ گیا ۲۲۰ھ میں اس کی بنیاد رکھی اور اسی سال دارالخلافہ یہاں منتقل ہوا یہاں فوج کے لئے علیحدہ تعمیرات ہوئیں اور گھوڑوں کے اصطبل بنائے تھوڑے عرصے بعد سامرا کی آبادی بغداد کے مقابل ہوگئی۔

سیرت و وفات

خلیفہ معتصم باللہ نے آٹھ سال آٹھ ماہ تک خلاف کی ۔عمر ۴۷ سال ۵ جنوری ۸۴۲ء میں وفات پائی اور سامرا میں دفن ہوا معتصم بہت بہادر بارعب اور تندمزاج تھا وہ جسمانی طور پر بہت طاقت ور تھا با آسانی ۵ من وزن اٹھا کر چل پڑتا تھا اس کا جسمانی گوشت بہت سخت تھا کاٹنے پر بھی اس کے جسم میں دانتوں کے نشان نہ لگتے تھے اس نے پوری زندگی سپاہیانہ کارنامے انجام دیئے عموریہ فتح کرنے کے بعد اس کی شہرت بہت بڑھ گئی تھی وہ فوج کے ہمراہ خود میدان جنگ میں لڑتا تھا اپنے آباؤ اجداد کے مقابلہ میں وہ بالکل بے علم تھا اسی وجہ سے اس کے عہد میں علمی ادبی فنی ترقیاں بہت کم ہوئیں یہ زراعت کاری پر بہت زور دیتا تھا اس کے عہد میں بنجر اور غیر آباد زمینیں قابل کاشت ہو گئی تھیں مذہبی حکمت عملی مامون سے ملتی جلتی تھی حکومت کی شان و شوکت اور جنگ پر بہت رقوم خرچ کرتا تھا اس کے عہد میں بیرونی مخالفین کا سر کچل کر رکھ دیا گیا اس نے آٹھ ملک فتح کئے اور آٹھ دشمنوں کا خاتمہ کیا اس کے پیشواؤں نے اتنی فتح نہیں پائی تھی وہ ہیبت و جبروت کا خلیفہ تھا ہارون اور مامون کے عہد میں ایرانیوں کا عروج اور اس کے دور میں ترکوں کو عروج حاصل ہوا اسی خلیفہ کے عہد میں عربوں اور ترکوں کی باہمی چپقلش شروع ہوئی جس کی وجہ سے بعد کے خلفاء بے بس ہو کر رہ گئے تھے ترک وحشی غیر مہذب اور اکھڑ تھے جس کی وجہ سے انہوں نے بے جا تجاوز کر کے اقتدار پر قبضہ جمالیا وہ جسے چاہتے خلیفہ بنادیتے جسے چاہتے قتل کرادیتے جسے چاہتے معزول کر دیتے ان کے ہاتھوں جہاں عباسی فوج کو تقویت ملی نگران کے ہاتھوں عباسی خلافت بالکل بے جان ہو کر رہ گئی معتصم ان کا بہت قدر کرتا تھا وہ بیماری مرگ تک ترکوں کی شان کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کرتا اور کہتا تھا مجھے ان کی شجاعت و بہادری پر بڑا ناز ہے یہ خلیفہ خود بھی شجاع اور بہادر تھا بہت کم پڑھا لکھا تھا جس کی وجہ سے ترکوں کا ہم خیال تھا عہد مامون میں خلق قرآن کا فتنہ پیدا ہوا تھا جسے واقعی علماء دین ایک فتنہ تصور کرتے تھے معتصم کم لکھا پڑھا تھا مامون اس کو اس فتنہ کے بارے میں وصیت کر گیا تھا لہٰذا معتصم کی نااہلی نے اسے اور شہہ دے دی اور یہ فتنہ برابر بڑھتا چلا گیا۔

شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں "یہ خلیفہ جاہل اور ناآشناس ادب تھا اس نے احمد بن حنبل پر بڑی

سختیاں کیں اور خلق قرآن کا فتنہ اس کے عہد میں مامون سے زیادہ بڑھ گیا معتصم کا غلو یہاں تک بڑھا کہ اس نے سارے ممالک محروسہ میں علماء سے خلق قرآن کا اقرار کرانے کے فرامین جاری کردئے اور معلموں کو حکم دیا کہ بچوں کو اس عقیدہ کی تلقین کریں اس سے بڑا فتنہ پیدا ہوا اس کے باورچی خانہ کا خرچ ایک ہزار اشرفی یومیہ تھا عام زندگی میں سادہ بے تکلف اور خلیق تھا حکومت کا بڑا دبدبہ رکھتا تھا لکھنے میں وہ معمولی نوشت وخواند سے زیادہ تعلیم حاصل نہ کرسکا کیونکہ وہ پڑھنے سے بھاگتا رہا" تاریخ الخلفاء" میں "صولی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ" معتصم کے ساتھ ہمیشہ ایک لڑکا رہا کرتا تھا جو اس کے ساتھ پڑھا کرتا تھا جو اس کے ساتھ رہتا تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو معتصم سے ہارون نے کہا اب تو تمہارا غلام مرگیا کہا بے شک یا حضرت غلام مرگیا اور کتاب کی بلا سے چھوٹ گیا ہارون الرشید نے کہا کتاب تمہیں اتنی بری لگتی ہے لہٰذا اسے چھوڑ دو مت پڑھو کچھ کچھ لکھ لیتا تھا اور تھوڑا بہت پڑھ لیتا تھا۔" تاریخ الخلفاء" میں ذہبی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اگر "معتصم خلق قرآن کے متعلق علماء کو تنگ نہ کرتا تو ایک ہیبت دار اور سب سے بڑا خلیفہ ہوتا" معتصم کی تاریخ پیدائش باختلاف رائے ۱۸۰ھ اور شعبان ۱۷۸ھ درج کرتے ہی تاریخ الخلفاء میں ابو العینا کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ معتصم کا قول ہے جب خواہش اور طمع کو فتح ہو جاتی ہے تو عقل باطل ہو جاتی ہے۔

جعفر بن معتصم الملقب بہ متوکل علی اللہ

سنہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۶ھ

متوکل سے پہلے واثق اس کا بھائی خلیفہ رہا جس کی وفات کے بعد ۲۳۲ھ میں متوکل تخت خلافت پر فائز ہوا واثق نے ولی عہد نامزد کیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد وزراء امراء اور روٴسا عباسی جمع ہوئے اور خلیفہ منتخب کرنے کی غرض سے بحث و تمحیص شروع ہوئی قاضی حسین بن ابی داوٴد کی رائے کامیاب رہی انہوں نے آگے بڑھ کر متوکل کو لباس شاہی پہنا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور سلام خلافت پیش کیا۔ خلفاء سابقین کی اولادوں نے بڑھ کر سلامی دی اس پر سب احباب نے اتفاق کر لیا اس وقت متوکل کی عمر ۲۷ سال تھی۔ تخت خلافت پر آتے ہی اپنے پیشواؤں کی پالیسوں پر نظر ثانی کر کے انہیں بہتر کیا۔ اور خلق قران پر بحث و مباحثہ پر فوراً پابندی لگا دی جتنے غیر متزلہ علماء قید تھے۔ انہیں فوراً رہا کر دیا۔ اس وجہ سے رعایا بہت خوش ہوئی ترک عباسی خلافت میں سیاہ سفید کے مالک بن چکے تھے۔ ان کا اثر کم کرنے کی غرض سے بھی بہت کام کیا۔ مگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا البتہ پالیسی کی تبدیلی میں اقتدار پر چھائے ہوئے کافی عاملوں کو بر طرف کیا۔

وزیر زیات

ابن زیات ایک وزیر تھا۔ جو معتصم کے وقت سے اس عہدہ پر فائز تھا۔ وہ قابل تھا۔ مگر بہت ظالم اور متکبر تھا۔ ایک مرتبہ واثق کے عہد خلافت میں متوکل اور واثق کے درمیان ناراضگی ہو گئی متوکل دربار میں گیا اور ابن زیارت کے پاس پہنچا متوکل بہت دیر کھڑا رہا بعد میں ابن زیات نے اسے بیٹھنے کو کہا اور تلخ لہجہ میں متوکل سے پوچھا کیوں آئے متوکل نے کہا واثق میرا بھائی ہے۔ اس کے اور میرے درمیان ناراضگی ہے۔ تم ان سے میرا راضی نامہ کرا دو۔ ابن زیات حاضرین سے مخاطب ہو کر تلخی سے بولا پہلے بھائی کو ناراض کرتے ہیں پھر مجھ سے سفارش چاہتے ہو جاؤ تم پہلے اپنی حالت سدھار لو وہ راضی ہو جائیں گے۔ متوکل کو وزیر کے اس رویہ سے گہرا صدمہ پہنچا جس وقت متوکل کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو

اس نے بھرپور مخالفت کی تھی اب ابن زیات پر عتاب نازل ہوا اس وزیر نے ایک لوہے کا تنور بنا رکھا تھا۔ جس کے اندر کانٹے دار تار لگائے گئے تھے۔ وہ مجرموں کو اس تنور میں بند کر کے تنور کو زور سے حرکت دیتا جس کی وجہ سے مجرم لہولہان ہو جاتے اور کئی دم توڑ دیتے متوکل نے خلیفہ بنتے ہی ابن زیان کو اسی تنور میں ڈال کر حرکت دی جس کی وجہ سے وہ تڑپتا ہوا دم توڑ گیا۔

مدعی نبوت

۲۳۵ھ کا واقعہ ہے کہ سامرہ میں محمود نیشاپوری نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ایک خود ساختہ کتاب کو کلام الٰہی کہہ کر ۲۷ اُمتی بنا لئے اس واقعہ کی خبر خلیفہ کو دی گئی گرفتاری کے بعد دربار خلافت میں پیش ہوا قتل کیا گیا۔ اور اس کے امتی گرفتار ہو گئے۔

ایتاخ کا زوال

ترکوں کی مستی اور خود سری خلیفہ پر عیاں تھی۔ وہ ہمیشہ سے ترکوں کو خلافت کے لئے خطرہ محسوس کرتا تھا۔ ایتاخ نامی ترک فوج کا نامور سالار تھا۔ ایک دن شراب کے نشہ میں متوکل کے پاس آیا اور نہایت گستاخ انداز میں گفتگو کی خلیفہ نے اسے قتل کرانے کا ارادہ کر لیا۔ سامرا میں ترک فوج کثیر تعداد میں تھی جہاں سے اس کی گرفتاری ناممکن محسوس ہوئی خلیفہ نے ایتاخ سالار کو حج کے لئے موقعہ دیا ۲۳۴ میں وہ حج سے واپس آ رہا تھا۔ بغداد کے قریب پہنچا تو خلیفہ نے اسحٰق بن ابراہیم کو حکم دیا کہ ایتاخ کو گرفتار کرے ایتاخ دو لڑکوں سمیت گرفتار ہوا اور قید میں ہی وفات پائی ایک اور ترک نامور سالار فرج کو بھی کسی جرم میں قید کرایا اور وہاں ہی قید میں مر گیا۔

قاضی احمد بن ابی داوٗد

قاضی احمد معتزلہ فرقہ کے ایک نامور عالم جانے جاتے تھے۔ مامون ان کا بڑا عقیدت مند تھا۔ متوکل سے پہلے خلفاء کے دربار میں ان کو ایک وزیر کا درجہ حاصل رہا قاضی احمد نے ان خلفاء کو ورغلا کر ان علماء حضرات پر بہت زیادتیاں کرائیں۔ جو خلق قران کے مسئلہ کو غلط قرار دیتے تھے۔ متوکل کے عہد میں مذہبی پالیسی تبدیل ہوئی تو قاضی احمد کا وقار ختم ہو گیا۔ ۲۳۷ھ میں متوکل نے قاضی احمد کو معتزلہ فرقہ کو ہوا دینے کے جرم میں گرفتار کرایا۔ جس میں قاضی احمد کا پورا خاندان تھا۔ ان کا ایک لڑکا بہت امیر تھا۔ اس نے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم جرمانہ دے کر انہیں رہا کرایا اسی دوران قاضی احمد کو فالج ہو گیا اور جلد انتقال ہو گیا۔

بغاوتیں

مختصر بغاوتوں کا ذکر درج ہے۔ ۲۳۴ میں آزربائیجان کا ایک سردار محمد بن لیث نے بغاوت کی معرکہ میں گرفتاری پر قتل ہوا۔ ۲۳۷ھ میں بطارقہ میں ایک باغی جماعت نے بغاوت کی آرمینیا کے اطراف پر قابض ہو گئے خالد بن شعبانی کو مامور کیا گیا بغاوت فرو ہوئی اور امان نامہ کی تجدید کی ۲۳۷ھ کی ایک بغاوت بطریقیوں کے بقراط نامی سردار نے آرمینیا میں کی یوسف بن محمد حاکم آرمینیا سے امان نامہ چاہا اس نے اسے گرفتار کیا اور سامرا بھیجا اس پر بطریقیوں نے حملہ کر کے آرمینیا کی فوج کو شکست دی اور حاکم کو قتل کر ڈالا خلیفہ نے لنجا کبیر کو مامور کیا جس نے بطریقیوں کو شکست دینے کے بعد تیس ہزار آدمی قتل اور بیشتر گرفتار کر لئے۔ ۲۴۰ھ میں حمص کے عیسائیوں نے بغاوت کی اور شہر کے عامل کو نکال دیا خلیفہ نے فوج کو دمشق اور رملہ کے راستے سے بڑھنے کا حکم دیا شکست خوردہ عیسائیوں کو شہر بدر کرنا پڑا حبشہ اور سوڈان کے مغربی حصہ میں بجاہ نامی ایک قوم آباد تھی۔ یہاں سونے کی کانیں تھیں۔ جس میں سے وہ حکومت مصر کو چار سو مثقال سونا بطور خراج دیتے تھے۔ اب وہ اس معاہدہ سے منحرف ہو گئے اور مسلم ممالک پر حملہ آور ہو گئے۔ یہ علاقہ بیابان تھا۔ جہاں فوج کشی ناممکن تھی۔ خلیفہ نے محمد بن عبداللہ

تمی کو سروسامان دے کر مامور کیا اور بحری راستہ سے رسد کا انتظام کیا محمد بن عبداللہ نے بجاہ قوم کو شکست فاش دینے کے بعد علی بابا جو ان کا سردار تھا۔ اس نے گذشتہ خراج ادا کیا اور خلیفہ کے دربار میں پیش ہوا خلیفہ نے اسے انعام واکرام سے نوازا ۲۳۸ میں رومیوں نے مسلمانوں کی سرحدوں پر حملہ کر کے لوٹ مار شروع کی اور دس ہزار آدمی گرفتار کر لئے۔ یہ روز بروز کی خلاف ورزی سے خلیفہ نے تنگ آکر ۲۴۵ھ میں بغا کبیر کو ایشائے کوچک روانہ کیا۔ سملہ فتح کرنے کے بعد رومیوں کو شکست دی رومیوں نے اسی دوران سمساط پر حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں کا قتل اور لوٹ مار کی انتقام میں علی بن یحیٰؒ نے کرکرہ پر حملہ کر کے بطریق کو گرفتار کر لیا۔ ۲۴۶ھ میں عمرو بن عبداللہ نے حملہ کیا اور انہیں شکست دینے کے بعد چار ہزار آدمی قید میں لے لئے رومی حکومت نے ۳۳۰ جنگی جہاز مصر کی طرف روانہ کئے۔ ساحل پر فوج کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۶۶۰ آدمیوں کو گرفتار کیا اور بہت لوٹ مار کی اور طونس کیطرف نکل گئے ان واقعات کے بعد خلیفہ نے دمیاط پر ایک قلعہ تعمیر کروایا۔

مذہبی حکمت عملی

خلیفہ متوکل امام شافعی کے مسلک کا پیرو تھا۔ اس نے سنت نبویؐ اور احادیث کی اشاعت میں بہت دلچسپی لی اس کے پیشواؤں کے عہدوں میں فلسفہ کو ایک اہم حیثیت دی گئی مگر سنت رسولؐ کی اشاعت کمزور پڑتی جا رہی تھی۔ متوکل نے علماء ومحدثین کو سامرا میں جمع کیا۔ اور انعامات دیئے اور خلق قران کے مسئلہ پر بحث مباحثوں پر حکماً" پابندی عائد کر دی تھی۔ اور ترویج فلسفہ کے برعکس قدم اٹھایا اس خلیفہ نے فرقہ پرستی کو ہوا دینے والوں کے خلاف کاروائیاں کیں۔ معتزلی عقائد کے تمام افسروں کو برطرف کر دیا۔ کئی تاریخوں میں ہے کہ متوکل علویوں کا جانی دشمن تھا۔ بلکہ ان سے عقیدت رکھنے والوں کا بھی دشمن رہا اور اس نے ۲۳۶ھ میں امام حسینؓ کے روضہ سمیت تمام بستی کو مسمار کرایا اور اہل بیعت کے مزاروں کی زیارت پر پابندی لگائی اور نہری پانی لگوا کر روضوں کی جگہ کاشتکاری کروائی ذمیوں اور عیسائیوں پر بھی کڑی نگرانی لگا رکھی تھی۔ ذمیوں کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کرنے کی بھی پابندی تھی۔ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ متوکل نے مساجد میں علماء مقرر کئے جو تیس تیس ہزار تک کی تعداد کو درس

احادیث دیتے تھے۔ عثمان کو جامع منصور میں مقرر کیا اس عمل سے لوگ بہت خوش ہوئے اور متوکل کو دعائیں دیتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یہ ہمارے نبیؐ کے چچا کی اولاد سے ہے۔ جس نے دین کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو اکھٹا کرنے کی سعی کی۔ متوکل نے بالترتیب تین فرزندوں کو ولی عہد نامزد کیا تھا۔ اور ہارون الرشید کی طرح سلطنت ان پر تقسیم کی منتصر باللہ، معتز باللہ، موید باللہ القاب دیئے بعض تاریخوں میں ہے کہ منتصر باللہ کو علویوں سے عقیدت تھی۔ جس کی وجہ سے متوکل اس فرزند سے نفرت کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے متوکل نے منتصر باللہ کو عاق کر دیا اور بھرے دربار میں اپنے غلام فتح بن خاقان سے منہ پر طمانچے لگوائے اور اس کا مذاق اڑایا بعض تاریخوں میں ہے کہ باپ بیٹے کی مخالفت اس وجہ سے ہوئی کہ متوکل نے خلافت کے لئے پہلا نام منتصر باللہ کا تجویز کیا تھا۔ اور بعد میں اسے خلافت آخری نمبر پر دینے کی وجہ سے منتصر باللہ باپ سے ناراض ہو گیا۔ کہ معتز باللہ کو کیوں اولیت دی جاتی ہے۔ یہ دونوں سوتیلے بھائی تھے۔ اس کے بعد خلیفہ نے چند ترکوں سمیت منتصر باللہ کو قتل کا ارادہ کیا جس سے وہ باخبر ہو گیا۔ اور سب کو اس ارادہ سے باخبر کر دیا۔

متوکل کا قتل

تاریخ الخلفاء نے متوکل کی تاریخ پیدائش ۲۰۶ھ - ۲۰۷ھ درج کی ہے۔ متوکل سے چند ترک امراء پہلے ہی بد ظن تھے۔ جب انہوں نے خلیفہ کا یہ ارادہ بھی جان لیا۔ کہ وہ انہیں قتل کرانا چاہتا ہے۔ ادھر منتصر باللہ اور متوکل کی ناراضگی کا بھی انہیں علم تھا۔ ان ترک امراء نے ایک ترکیب نکالی اور منتصر باللہ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ۳۰ شوال ۲۴۷ھ کو متوکل کے محل میں رات کے وقت گھس گئے۔ اس وقت کمرہ میں متوکل اور فتح بن خاقان اردلی دو ہی موجود تھے۔ ترکوں کے ہمراہ منتصر باللہ نے متوکل پر وار کئے تو اردلی آقا کو بچانے کی غرض سے متوکل کے اوپر لیٹ گیا۔ تاکہ وہ خود تلوار کے وار برداشت کر سکے۔ اور آقا کو بچالے مگر آقا اور غلام دونوں ایک ساتھ قتل ہو گئے۔ بعد میں اس قتل کو چھپانے کی غرض سے ترکوں نے ایک ترکیب نکالی اور منتصر باللہ سے یہ مشہور کرا دیا۔ کہ میرے والد کو فتح بن خاقان نے قتل کیا اور میں نے فتح بن خاقان کو قتل کر دیا یہ راز کافی عرصہ تک کھل نہ سکا کہ اصل واقعہ کیا تھا۔

عہد خلافت

یہ عہد مال و دولت کی فراوانی اور امن امان کا عہد رہا چیزوں کی ارزانی اور عیش و عشرت اور دولت عباسیہ کی شان و شوکت نقطہ عروج پر رہی اگرچہ اس وقت تک یہ سلطنت زوال پذیر نہ تھی مگروہ عناصر اس میں موجود تھے۔ جو بعد میں زوال کی شکل اختیار کر گئے۔ ان عناصر میں سب سے بڑا عنصر ترک فوج تھی۔ جو فوج کے علاوہ اہم عہدوں تک آ چکے تھے۔ اور خود سری دکھانے میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ دوسرا عنصر وہ عوام تھے۔ جنہیں متوکل نے اپنے عہد میں فرقہ پرستی کی وجہ سے دبالیا تھا۔ مگروہ اندر ہی اندر لاوہ پک رہا تھا۔ وہ فرقہ پرستی والوں کا واقعی جانی دشمن تھا۔ اس عہد میں آسمانی آفات بھی عروج پر رہیں قحط، زلزلے، بادوباراں نے ایک قیامت کا نقشہ پیش کیا۔ ۲۴۱ ھجری سے آفات سماوی کا سلسلہ شروع ہوا جو تین سال تک جاری رہا جس کی وجہ سے بیشمار انسان لقمہ اجل ہو گئے۔ اور بے شمار مالی نقصانات ہوئے ملکیت اسلامیہ کے اکثر حصوں پر قہرالٰہی نازل رہا پہلے مقام آب میں طوفانی بارشیں شروع ہوئیں رات بھر شہاب ثاقب ٹوٹتے رہے جن سے جانی نقصان ہوا۔ اور املاک بھی تباہ ہو گئیں ۲۴۲ھ میں شدید زلزلہ آیا جس نے قیامت صغریٰ بپا کر دی بیشمار املاک زمین بوس ہو گئیں اور بے شمار مکان گر گئے۔ جس سے اس علاقہ میں تمام زندہ جاندار تباہ ہو گئے۔ یہ زلزلہ ۴۰ روز تک آتا رہا۔ پھر ترکستان کی طرف سے برفانی ہوا کے طوفان چلنے لگے۔ ۲۴۲ھ میں قومس کے علاقہ میں زلزلہ آیا جس سے باقی جانداروں کے علاوہ ۴۵ ہزار انسان دب کر مر گئے۔ املاک ہزاروں کی تعداد میں تباہ و برباد ہو گئیں۔ خراسان اور یمن تک کے علاقے اس زلزلہ سے متاثر ہوئے جب زلزلہ آتا تو خوفناک آوازیں آتیں ان قدرتی خوفناک آوازوں سے بھی لوگ ہلاک ہوئے پھر اسی عہد میں ژالہ باری ہوئی انڈے کے برابر موٹے اولے پڑے جن سے بھی بہت نقصانات ہوئے۔ ۲۴۵ھ میں مغرب میں ایک زلزلہ آیا جس کی وجہ سے کئی پل قلعے اور مکانات تباہ ہو گئے۔ متوکل نے بچی کچی رعایا میں تیس لاکھ درہم تقسیم کئے۔ انہی ایام میں انطاکیہ اور مدائن کی فوجی چھاؤنیوں مین بیشمار جانی نقصان ہوا۔ ۱۵۰۰ مکانات زمین بوس ہوئے انطاکیہ کی شہرپناہ کے نوے برج گر گئے۔ جھٹکا اتنا شدید تھا۔ کہ انطاکیہ کا ایک پہاڑ پھٹا اور دریا میں

جا گرا۔ جس سے دریا میں طغیانی آئی اور پانی سے بدبودار دھوئیں کے بادل پھیل گئے۔ لاذقیہ میں بھی زلزلہ آیا جس سے صرف چند آدمی زندہ بچے اور بہت مالی نقصانات ہوئے ان حوادث ارضی وسماوی سے خلافت عباسیہ کو بہت نقصان ہوا۔ شہروریان زمینیں غیر آباد اور ناقابل کاشت ہو گئیں یہ آفات بھی زوال کا ایک عنصر بن گئیں۔ متوکل کے بعد منتصر باللہ خلیفہ بنا اور اس نے چھ ماہ تک خلافت کی نیک نام اور رحمدل تھا۔ اس نے کربلا کے روزے دوبارہ تعمیر کرائے۔ اسے ۲۵ سال کی عمر میں زہر دیا گیا۔ جس سے اس کی موت واقع ہوئی لکھتے ہیں کہ ترکوں نے ہی اسے زہر دی تھی۔ اس وقت ترک غلام نوکر نہ رہے تھے۔ بلکہ خود کو خلافت عباسیہ میں برابر شریک سمجھتے تھے۔ متوکل نے ۱۴ سال دس ماہ خلافت کی پہلے خلفاء کی نسبت اس کا رویہ رعایا کے ساتھ ہمدردانہ تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ میرے پیشرو خلفاء رعایا کو سختی اور رعب سے مرعوب کر کے اطاعت کراتے رہے اور نرمی سے انہیں میں مطیع بنانے کا قائل ہوں تاکہ رعایا کے دلوں میں میری محبت پیدا ہو۔ انصاف میں بھی بہتر رہا البتہ عیسائی لباس وضع قطع اور مذہبی مراسم وغیرہ پر سخت پابندیاں لگا دی تھیں مسعودی کا بیان ہے کہ 'متوکل کا زمانہ اپنی بھلائیوں خوبیوں سرسبزی وشادابی فارغ البالی ورفاہیت' عیش کے لحاظ سے عہد سرور تھا۔ سارے خواص وعام اس سے خوش تھے۔ اس کا زمانہ راستوں کے امن وامان اور چیزوں کی ارزانی حسن وشباب کی کیفیتوں عشق ومحبت کے ولولوں کے لحاظ سے بہترین دور تھا۔ اس کے دور میں اخراجات کی جو کیفیت تھی پہلے خلفاء کے دور میں نہ تھی۔ کئی خامیوں کے ساتھ ساتھ اس میں خوبیاں بھی تھیں۔

ابو احمد طلحہ موفق بن متوکل

موفق خلیفہ نہ بنے تھے۔ یہ اپنے بھائی احمد بن متوکل الملقب بہ معتمد باللہ کے معاون ومددگار کی حیثیت میں امور خلافت میں شریک رہے تاریخ اسلام کے صفحہ نمبر ۲۶۱ پر شاہ معین الدین ندوی رقمطراز ہیں 'مدت کے لحاظ سے معتمد باللہ ۲۳ سال تک خلافت میں رہا۔ لیکن اس طویل مدت میں ایک دن کے لئے بھی کامل حکومت اسے نصیب نہیں ہوئی اور نہ اندرونی شورشوں سے اسے سکون میسر آیا ایک اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ اب تک ترک حکومت پر حاوی تھے۔ اور معتمد باللہ کے زمانہ میں اس کے بھائی موفق

کے ہاتھوں میں حکومت آگئی معتمد باللہ برائے نام خلیفہ تھا۔ معتمد باللہ موفق کے استبداد سے بہت نالاں تھا چھوٹے بڑے کسی معاملہ میں اس کا فرمان نہ چلتا تھا خراج وغیرہ موفق کے ہاتھ میں آتا تھا۔ آخر میں عاجز آکر معتمد باللہ نے ابن طولون کے دامن میں پناہ لینا چاہی تھی مگر اس میں بھی ناکامی ہوئی آخر معتمد باللہ نے اپنے بھتیجے کو جو موفق کا بیٹا تھا۔ اپنا ولی عہد نامزد کیا موفق نے اپنے بھائی معتمد کے عہد میں ۲۷۸ھ میں وفات پائی اس کے بعد جلد ہی معتمد باللہ نے بھی انتقال کیا۔

خلیفہ معتضد باللہ بن طلحہ موفق ۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

معتمد باللہ کی وفات کے بعد حسب وصیت معتضد باللہ ۱۲ ربیع الاول ۲۷۹ میں بعمر ۳۶ سال تخت نشین ہوا عبیداللہ بن سلیمان وزیر مقرر کیا۔ معتضد ہر لحاظ سے اپنے پیشروؤں پر فوقیت رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ عقل ودانشمندی کی وجہ سے ترکوں کا آلہ کار نہ بنا اس نے اپنے عہد میں تمام سرکش امراء کو زیر کر لیا اور مخالف قوتوں کا زور توڑ دیا۔ اور خلافت عباسیہ میں قدرے نئی جان ڈال دی اور ہر طور سلطنت کو قوت بخشی خلافت عباسیہ کو کم زور کرنے والے خود سر ترک امراء کو خلیفہ نے آپس میں لڑا کر ان کا کچھ زور کم کیا اور اکثر کو عہدوں سے برطرف بھی کیا۔

وزارت

معتضد کے عہد میں پہلا وزیر عبیداللہ بن سلیمان نامی تھا۔ اس کے بعد اسی وزیر کا لڑکا قسم نامی اسی عہدہ وزارت پر فائز ہوا وہ بڑا فاضل مدبر اور عظمت کا مجسمہ تھا۔ اور معتضد کے عہد آخر تک عہدہ وزارت پر فائز رہا۔

حکومت

معتضد جیسا مدبر شخص کئی مدتوں بعد خلافت عباسیہ کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ جاہ و جلال تدبیر وسیاست کے ساتھ ساتھ اخلاقی زیور سے بھی آراستہ تھا۔ اپنے عہد حکومت میں اس نے خلافت کو ایک نئی جان بخشی اس کے خلیفہ بنتے ہی امن وامان قائم ہو گیا۔ ملک کی حالت بہتر ہوئی جنگوں میں کمی پیدا ہوئی۔ اور اشیاء استعمال ارزاں رہی کئی مخالفین نے اطاعت قبول کرلی۔ اور تمام امور پر حاوی رہا مخالفین مغلوب آئے مشرقی و مغربی مخالفین اور علاقے زیر نگران آگئے۔ آمدنی میں اضافہ ہوا شرپسندوں کے لئے سخت گیر تھا۔ سیاست میں مضبوط رہا رعایا کے حال میں فوج کی دست اندازی اور ایذا رسانی پر پابندی لگا دی۔ ۲۸۲ھ میں رسوم مجوس اور عید نوروز پر پابندیاں عائد کیں ۲۸۵ میں عبداللہ مہدی نے والی افریقہ کو شکست دے کر فاطمی سلطنت قائم کر دی معتضد نے رعایا میں عدل وانصاف قائم کیا۔ سیوطی کا قول ہے کہ معتضد باللہ بڑا زیرک شجاع اور بہادر تھا۔ اور لڑائیوں میں خود میدان میں فوج کے ہمراہ لڑتا تھا۔ اس نے خلافت کا نہایت بہتر انتظام کیا لوگوں کے دلوں میں اس کا بڑا رعب تھا۔ اس کی ہیبت کی وجہ سے سارے فتنے دب گئے۔ اس کا دور امن ورفاہیت اور ارزانی کا دور تھا اس نے بہت سے ٹیکس بند کئے وہ خلافت عباسیہ کی تجدید کی وجہ سے سفاح ثانی کہا جاتا ہے' شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں' عباسی حکومت کے دور زوال میں خلفاء کے مصارف حد سے بڑھ گئے تھے۔ معتضد نے اسراف کی تمام حدیں بند کر دیں۔ بعض مؤرخوں نے اسے بخیل لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صابی کی کتاب الوزراء میں اس کے اخراجات کا پورا گوشوارہ موجود ہے۔ جس سے اس کے بخل کی تردید ہوتی ہے۔ اس نے کسی ضروری خرچ میں کمی نہ کی تھی سات ہزار اشرفی روزانہ خرچ بتاتے ہیں۔ مؤرخین نے اس کی سخت گیری کی شکایت کی ہے جو ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن عباسی خلافت جس مقام پر کھڑی تھی اور اس پر امراء کا اور دیگر افسروں کا جتنا غلبہ تھا۔ اور اس سے جتنا خلافت کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ بغیر سخت گیری کے اس کی اصلاح ناممکن تھی اس کے دور میں خزانے بھر چکے تھے۔

اوصاف و وفات

خلیفہ معتضد کی تاریخ پیدائش ذیقعد ۲۴۲ھ لکھتے ہیں۔ تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں، خاندان خلفاء بنو عباس میں معتضد خوبصورت، بہت بہادر بڑا ہیبت دار صاحب جبروت عقل مند سخت گیر تھا۔ شیر پر اپنی شجاعت کی وجہ سے تنہا حملہ کیا کرتا تھا۔ جب کسی پر غصہ ہوتا تو بہت کم رحم کرتا تھا۔ مجرم کو زندہ گڑوا دیا کرتا تھا۔ بہت بڑی سیاست کا آدمی تھا، معین الدین ندوی تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ وہ بڑا نڈر بے باک اور بہادر تھا۔ بنفس نفیس لڑائیوں میں نکلتا تھا۔ اور عام فوج کے دوش بدوش لڑتا تھا۔ وصیف نامی خادم کی بغاوت کی خبر ہوئی اسی وقت وہ مقابلہ کے لئے نکلا اس وقت اس نے زرد رنگ کا جبہ پہن رکھا تھا۔ وصیف کو زیر کرنے کے بعد وہ انطاکیہ پہنچا تو لوگوں نے اس عباسی کو سیاہ رنگ کے بجائے زرد رنگ کے جبا میں دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا تو اس کے ایک ہمراہی نے بتایا کہ وہ اسی رنگ کا جبا پہنے تھا۔ کہ بغاوت کی خبر ملی تو جلدی میں اسے لباس بدلنا بھول گیا۔ شعر و ادب کا ذوق رکھتا تھا۔ سیوطی لکھتے ہیں کہ، معتضد نہایت چالاک تیز فہم اور رعب و ادب کا آدمی تھا۔ ہر ایک کام دانائی سے کرتا تھا۔ جو لڑائی لڑتا اس میں کامیاب ہوتا۔ معاملات اور امور خوش اسلوبی سے سلجھاتا تھا۔ بادشاہت خوب کی۔ لوگ اس کی ہیبت سے ڈرتے تھے۔ کسی کو فتنہ پردازی کی جرائت نہ ہوتی تھی بلکہ بہت سے فتنے دب گئے تھے۔ اس کی بادشاہت کا زمانہ نہایت چین و امن سے گزرا اسنے خراج میں کمی اور چونگی موقوف کر دیئے عدل پھیلایا اور رعیت سے ظلم اٹھا دیا چونکہ خلافت بنو عباس کی بنیاد کھوکھلی اور بوسیدہ ہو چکی تھی۔ اس نے عمارت خلافت بنو عباس کو گرنے سے بچالیا تھا۔ اس لئے اس کا نام سفاح ثانی مشہور تھا۔ ۲۸۵ھ میں بصرہ میں زرد رنگ کی آندھی آئی جو سبز ہو کر پھر سیاہ ہوئی اور تمام اطراف پھیل گئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے پھر آسمان سے سیاہ و سفید رنگ کے پتھر برسے سیوطی کا بیان ہے کہ معتضد نے خلافت پر آتے ہی کتب فروشوں کو کتب فلاسفہ اور دیگر اس قسم کی کتابیں فروخت کرنے سے منع کیا قصہ گوؤں کو راستہ میں بیٹھ کر قصہ کہانی بیان کرنے سے روکا اور عید الضحیٰ کی نماز خود پڑھائی ربیع الاول ۲۸۹ھ میں خلیفہ بیمار پڑا اور ماہ ربیع الاول کے آخر میں جان دے دی۔ اس وقت خلیفہ کی عمر ۴۹ سال تھی۔ اس وقت

خلیفہ کے چار لڑکے اور گیارہ لڑکیاں تھیں۔ آل علی کا محسن تھا۔

خلیفہ مقتدر باللہ ۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

مکتفی کے بعد اس کا بھائی مقتدر باللہ تیرہ سال کی عمر میں خلیفہ منتخب ہوا ارکان سلطنت وزراء' امراء اور عباسی رؤسا نے اس کی کم سنی کے باعث بیعت خلافت سے انکار کیا گو کہ اس کے پیشرو۔ مکتفی کا وصیت نامہ اس کے پاس تھا۔ وزیر دولت عباس بن حسن نے خود غرضی کے پیش نظر مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مقتدر کی بیعت خلافت کرلی۔ اور وہ تخت خلافت پر فائز ہو گیا۔ اب وزیر دولت کی خود غرضی حق بیعت کی صورت میں سامنے آئی جو تاریخ میں پہلا واقعہ تھی۔ وزیر دولت نے بیت المال سے ایک کثیر رقم بیعت کے عوض ہتھیالی تھی۔ مقتدر کے خلیفہ بننے کے بعد بھی امراء وزراء اور معمر رؤسا عباسی اس کی کم عمری کی وجہ سے مخالفت میں تھے۔ اب وزیر دولت کو بھی ان کے مقابل آنے کی ہمت نہ تھی۔ اور زبانی طور پر ہی وزیر دولت ان کی ہم نواہی کرتا رہا اب امیر محمد بن داؤد حسین بن حمدان والئی موصل قاضی احمد بن یعقوب بدر اعجمی امیر وصیف بن صوار تگین کاتب امراء وزراء نے مل کر فیصلہ کیا کہ مقتدر کو معزول کر کے معتز کو خلیفہ بنایا جائے۔ اب انہوں نے معتز سے اس پر مشورہ کیا اس نے کہا کہ لڑائی جھگڑا خون خرابہ ہرگز نہ ہو تو میں خلافت پر فائز ہو سکتا ہوں۔ اس پر انہوں نے معتز کو یقین دلایا کہ خون خرابہ ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ ادھر وزیر دولت عباس نے جب دیکھا کہ یہ لوگ عملی طور پر اترنے والے ہیں کہ مقتدر کی معزولی کے بعد معتز کو خلیفہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں وہ فوراً اُن کے خلاف ہو گیا جب امراء کو خبر ملی تو امیر حسین بن حمدان نے عباس کو قتل کر کے راہ صاف کرلی اب مقتدر کا قصہ چکانے کی تیاری میں تھے۔ مقتدر نے یہ دیکھ کر دروازے بند کر دئے۔ جس کی وجہ سے امیر حسین بن حمدان واپس چلا گیا۔ مقتدر کے خواص کو چھوڑ کر باقی سب مخالفت میں تھے۔ جو معتز کی حمایت کرتے تھے۔ معتز نے مرتضیٰ باللہ کا لقب پاکر عہدہ خلافت قبول کر لیا۔ اور محمد بن داؤد کو وزیر اور دیگر کو مختلف عہدے دیئے اس کے بعد حسین بن حمدان نے مقتدر کو تخت خلافت خالی کرنے کا حکم دیا۔ مقتدر نے ایک دن کی مہلت مانگی مگر اتنی جلدی تخت خلافت خالی نہ کر سکا تھا۔ حسین آ پہنچا اس وقت مقتدر کے

تمام باڈی گارڈ اور عملہ قصر خلافت میں موجود تھا۔ چنانچہ ان کے درمیان لڑائی ہو گئی جلد ہی حسین بن حمدان کسی دل شکنی کے پیش نظر بغداد چھوڑ کر موصل چلا گیا۔ سب میں بااثر اور بااقتدار امیر حسین ہی تھا۔ یہ دیکھ کر باقی افراد کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور مقتدر کے جانثاروں کے حوصلے بڑھ گئے۔ مقتدر کے ساتھیوں نے مل کر معتز کی رہائش گاہ پر حملہ کر دیا۔ اب وہ طاقت واتحاد قائم نہ تھا۔ معتز کو اکیلا چھوڑ کر سب ساتھی بھاگ نکلے معتز نے جان بچا کر عبداللہ حصاص سے پناہ مانگی اس کے بعد مقتدر تخت خلافت پر بحال ہو گیا۔ اب مقتدر کی خلافت کی خبر دربار بغداد میں پھیلی تو ان تمام لوگوں کو عہدوں سے علیٰحدہ کر دیا گیا۔ جنہوں نے معتز کی حمایت کی تھی۔ اور انتقامی کاروائیوں کے طور پر فرامین جاری کر دئے گئے۔ اب مقتدر کی کم سنی وزراء امراء کی خود غرضی اور امور خلافت میں عورتوں کی مداخلت نے خلافت عباسیہ کو کمزور بنانے کے اور سامان پیدا کر دیئے۔

حسین بن حمدان کی گرفتاری

اب مقتدر کی مخالفت کرنے والے اکثر قتل ہو چکے تھے۔ اور کچھ قید کر لئے گئے تھے۔ اب ان کے سردار حسین کی تلاش شروع کی گئی۔ جو موصل بھاگ نکلا تھا۔ مقتدر نے حسین کو گرفتار کرنے کے لئے فوج موصل بھیجی والئی موصل حسین بن حمدان کا بھائی تھا۔ خلیفہ نے لکھا کہ حسین کو جلد گرفتار کیا جائے۔ اور بغداد پہنچایا جائے دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی مگر حسین گرفتار نہ ہوا۔ اب اسے اپنے کئے کا انجام نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک ترکیب نکالی اور وزیر ابن فرات کے ذریعہ خلیفہ سے معافی کا طلب گار ہوا اور دربار میں حاضر ہو گیا۔ حسین ایک قابل اور نامور امیر تھا۔ خلیفہ نے خطا معاف کر کے اسے قم وقاشان کا والی مقرر کر دیا بعد میں دیار ربیعہ کا علاقہ بھی اس کے سپرد کر دیا۔ ۳۰۳ھ تک ان علاقوں پر حکمرانی کرتا رہا۔ وزیر ابن فرات بڑا سیاسی انسان تھا۔ آہستہ آہستہ اس نے مقتدر کے مخالفوں کو بھی خلیفہ کی اطاعت منوالی کچھ سالوں کے بعد وزیر علی بن عیسیٰ اور حسین بن حمدان میں پھر عداوت بڑھ گئی۔ وزیر نے حسین کو حکم دیا کہ وہ موصل کے علاقے خالی کر دے اور عباسی عمال کے سپرد کر دے۔ اس پر حسین انکار ہو گیا انکار کے بعد خلیفہ نے حسین کے خلاف فوج روانہ کر دی فوج نے حسین کو شکست دی

اور مع اہل خانہ کے گرفتار کر کے بغداد لائے اس کے بعد حسین کے دیگر بھائیوں کو بھی گرفتار کیا والئی موصل کو بھی قید کیا گیا۔ ۳۰۵ھ میں دو سال بعد حسین بن حمدان کو قتل کرا دیا گیا۔ اور اس کے بھائی رہا کئے گئے اس خلیفہ کے دور میں بھی بدستور بغاوتوں شورشوں کا زور رہا جو تاریخ اسلام سے قارئین تفصیل پڑھ سکتے ہیں۔

قرامطہ

مکتفی کے عہد میں قرامطہ کا زور ٹوٹ گیا تھا۔ مقتدر کے عہد میں پھر شام و عراق میں قرامطہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ۳۱۱ھ میں ابو طاہر نامی قرمطی نے بصرہ پر حملہ کیا حاکم کو قتل کیا اور سترہ دنوں تک شہر کو لوٹتے اور قتل و غارت کرتے رہے۔ ۳۱۲ھ میں حجاج کرام کا ایک قافلہ لوٹا جس کی وجہ سے حجاج بھوک پیاس سے مر گئے۔ اور پھر کوفہ پر حملہ آور ہو کر چھ دن تک لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے رہے۔ ۳۱۵ھ میں عراق میں قرامطہ کا زور بہت بڑھ گیا۔ خلیفہ نے یوسف بن ابی الساج کو چالیس ہزار فوج دے کر سر کوبی کا حکم دیا ابو طاہر نے انہیں شکست دی اور یوسف کو گرفتار کر لیا۔ یہ خبر بغداد پہنچی تو عوام میں بڑی تلخی پیدا ہوئی اہل بغداد شہر خالی کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ کہ جلد خلیفہ نے امیر مونس مظفر کو کوفہ بھیجا بحری فوج بھی بھیجی مگر فوجوں کی کوئی پیش نہ چلتی تھی۔ اب ابو طاہر نے انہیں شکست دے کر بغداد کیطرف پیش قدمی شروع کر دی یہ سن کر امیر مونس اور حمدانی امراء اسے روکنے نکلے عباسی فوج پر اس کا بہت رعب طاری تھا۔ اور بغیر جنگ کے ہی میدان چھوڑ دیا درمیان میں دریا تھا۔ اور قرمطی آگے نہ بڑھنے پائے ابو طاہر انبار واپس آیا مونس خادم نے چند ہزار فوجی اس کے تعاقب پر مامور کئے۔ ابو طاہر انہیں شکست دے کر ہتبہ پہنچ گیا یہاں پہنچ کر خلیفہ کے بھیجے ہوئے سعید بن حمدان سے معرکہ ہوا اور ابو طاہر شکست کے بعد واپس بھاگ گیا۔ ۳۱۶ھ میں انہوں نے شام پر چڑھائی کے بعد والیہ اور حبہ پر قبضہ کے بعد آبادی کو قتل کیا۔ خلیفہ نے مونس مظفر کو رقہ روانہ کیا۔ ادھر ابو طاہر بھی رقہ آ گیا تھا۔ یہاں کے باشندوں نے اسے بھگا دیا تھا۔ اب وہ سنجار پہنچا یہاں کے لوگوں میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ ابو طاہر پھر ہیت پہنچا مگر یہاں کے لوگوں نے واپس کر دیا اور اب وہ کوفہ کی طرف

روانہ ہوا خلیفہ نے پھر ایک فوج روانہ کی لیکن تھوڑی جنگ کے بعد دونوں واپس روانہ ہو گئے۔ علاقہ سواد میں ایک جماعت قرامطہ کی ہم خیال تھی لیکن عباسی حکومت کے ڈر سے خفیہ تھے۔ اور عقیدہ کو چھپائے رکھا جب عراق میں قرامطہ کا اثر بڑھا تو حریث بن مسعود اور عیسیٰ بن موسیٰ کو سربراہ مقرر کیا اور میدان میں نکل آئے اور کوفہ سے سرکاری افسروں کو نکال دیا اور خود خراج وصول کیا۔ اور خود موفقی کا علاقہ لوٹا اور لوگوں کو قتل کیا۔ اور بہت سارے لوگوں کو قیدی بنالیا۔ خلیفہ نے ہارون بن غریب اور صافی بصری کو سرکوبی پر مامور کیا انہوں نے فوج کشی کر کے حریث اور عیسیٰ کو شکست دی۔

اور سواد سے قرامطہ کا زور توڑا ۳۱۷ھ ابو طاہر حج کے موقع پر مکہ میں تھا۔ عین ترویہ کے دن انہوں نے حجاج پر حملہ کر دیا۔ اور حجاج کو قتل کر کے مال لوٹا اور حجر اسود کو بھی ہجر پہنچایا خانہ کعبہ کا دروازہ اور محراب بھی توڑنے کی تیاری کی اور کعبہ کا غلاف اتار لیا اور مکہ کی کل آبادی کو تاخت و تاراج کر دیا۔ قرامطی خود کو داعی اہل بیعت کہتے تھے۔ اس واقعہ بے حرمتی کعبہ کا عبید اللہ مہدی والئی مغرب کو پتہ چلا تو اس نے بہت غم وغصے کا اظہار کیا اور ابو طاہر کو لکھا۔ کہ ہمارے "شیعوں اور دعاۃ پر کفر والحاد کا جو الزام لگایا جاتا رہا ہے اس کو تم لوگوں نے عمل سے ثابت کر دیا ہے"۔ اگر تم حجّاج اور اہل مکہ کا لوٹا ہوا مال واپس نہ کیا اور حجر اسود اسی جگہ نصب نہ کیا غلاف واپس نہ کیا تو میں دنیا و آخرت میں تم سے بری الذمہ ہوں گا۔ عبید اللہ کی عداوت قرامطی تحریک کے لئے باعث نقصان تھی۔ ابو طاہر نے لوٹا ہوا مال واپس کیا حجر اسود کو منگوا کر اسی جگہ نصب کیا۔ مگر غلاف کعبہ کو پھاڑ کو وہ ٹکرے ٹکرے کر کے تقسیم کر چکے تھے۔ وہ واپس نہ ہو سکا اس کے عہد میں دولت فاطمیہ کا قیام عمل میں آیا مقتدر کے عہد میں فاطمیہ کے علاوہ ۳۱۹ھ میں مشرق میں جرجان میں زیاری حکومت بھی قائم ہوئی۔

مونس کی بغداد پر فوج کشی

مقتدر کی خلافت کے احیاء کے وقت اس کی کم عمری کی وجہ سے اس کی مخالفت کی گئی تھی۔ لیکن بعد میں حالات ٹھیک ہو گئے تھے۔ ترکی غلاموں کو عروج تک پہنچانا نظام حکوت میں عورتوں کی مداخلت حرم شاہی کے ناجائز اخراجات وزراء کی بددیانتی اور باہمی رقابت و رشک نے مقتدر کے لئے ایسے حالات

پیدا کئے جو دولت عباسیہ کی کمزوری کے ساتھ ساتھ خود خلیفہ کے لئے بھی مضر بلکہ جان لیوا ثابت ہوئے مونس ابتداء میں مقتدر کا ادنیٰ سا غلام تھا۔ لیکن خلیفہ نے اپنے دور اقتدار میں ترقی دیتے ہوئے امیر الامراء تک پہنچا دیا تھا۔ اب مونس کے ہاتھ میں حکومت کی پوری باگ ڈور آگئی تھی۔ اس کے بعد خلیفہ اور مونس کے درمیان عداوت پروان چڑھنے لگی۔ ۳۱۵ھ کا واقعہ ہے کہ خلیفہ کے ایک نوکر نے مونس کو بلا کر غلط افواہ کی تردید کی تو مونس نے کہا کہ میں نے اس افواہ کا کوئی اثر نہیں لیا اور میں آپ کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں ہمارے درمیان اختلافات پیدا کرنے کے لئے یہ سازش کی گئی ہے۔ مونس بڑا فیاض اور محسن تھا۔ اپنے وقت میں اس کے لوگوں پر بڑے احسانات تھے۔ جب مونس نے موصل پر قبضہ کیا تو بغداد شام مصر وغیرہ کے لوگ اس کے پاس آئے اور بغداد کی وہ فوجیں بھی اس کے پاس آگئیں جنہیں عرصہ سے تنخواہ نہ ملی تھی بغداد کی حالت کا اسے خود اندازہ تھا۔ اب ۳۲۰ھ میں ان فوجوں اور عوام الناس کو لے کر بغداد کی طرف چلا تھا کہ خلیفہ کو خبر ہو گئی تو خلیفہ نے کچھ لوگوں کو نامزد کر کے سرمن رائے اور معشوق کی طرف اسے روکنے کے لئے روانہ کیا اتنے میں مونس نکفریت پہنچ گیا۔ اور محمد بن یاقوت کی سپاہ اس کا ساتھ چھوڑ گئی اور بغداد آگئی مونس بغداد آکر شماسیہ میں قیام پذیر ہوا ادھر بغداد میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ عمال نے رقوم بھیجنا ختم کر دی۔ اب خلیفہ نے ہارون بن غریب کو مونس کے مقابلہ میں تیاری کا حکم دیا مگر ہارون نے معذرت چاہتے ہوئے کہا کہ میری فوج میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو مونس کے آدمی ہیں باقی کچھ ویلمی ہیں جن پر مجھے اعتبار نہیں ہے اس پر وزیر دولت نے ہارون کو مقابلہ کرنے پر مجبور کیا دوسری طرف خزانہ خالی تھا۔ بغیر روپیہ کے فوج بھی کیا لڑ سکتی تھی۔ جنگ کے اخراجات کہاں سے پورے کئے جاتے اب خلیفہ نے واسط جانے کا ارادہ کیا تاکہ جنگ کے لئے تیاری کی جاسکے۔ محمد بن یاقوت نے خلیفہ کو روک لیا اور کہا کہ آپ خود میدان میں نکلیں مونس آپ کو دیکھ کر لڑائی ترک کر دے گا۔ اور ہماری بھاگی ہوئی فوج بھی آپ کو دیکھ کر واپس لوٹ آئے گی۔ وزیر نے بھی اس مشورہ پر اتفاق کیا اب مجبوراً" خلیفہ کو ان کا مشورہ سننا پڑا ۳۲۰ھ میں خلیفہ مونس کے مقابلے پر نکلا تلاوت کرتے ہوئے علماء ساتھ تھے۔ چاروں اطراف فوج اور فوج سے پیچھے امراء وزراء اور اعمال حکومت کی قطار تھی۔ اس شان سے رزم گاہ تک خلیفہ کو لانے کے بعد ایک نمایاں جگہ پر کھڑا کر دیا گیا۔ مونس کی فوج جنگ کے انتظار میں تھی۔ طرفین میں خونریز جنگ جاری ہو گئی۔ مخالف فوج کو متاثر کرنے

کی غرض سے خلیفہ کو میدان جنگ میں جانے کا وزراء اور امراء نے مشورہ دیا۔ مگر خلیفہ حد خوف زدہ تھا۔ اور میدان جنگ میں جانے سے انکاری تھا۔ وقت بیت چکا تو اصرار کے بعد خلیفہ میدان میں اترا محمد بن یاقوت نے اس معرکہ میں بہت شجاعت دکھائی اب عباسی فوجوں کی پسپائی شروع ہوئی تو خلیفہ میدان جنگ میں نظر آیا مونس کی فوج کا ایک سردار خلیفہ کے پاس آیا سلام کرنے کے بعد میدان سے واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اور کہا ان پر لعنت ہو اللہ کی جنہوں نے اس وقت آپ کو جنگ کے میدان میں اتارا ہے۔ جوں ہی خلیفہ واپس ہونے لگا مونس کی فوج کے سپاہی تلواریں لے کر مقتدر پر حملہ آور ہوئے خلیفہ نے بارہا چلا کر کہا کہ میں خلیفہ ہوں مگر ان وحشیوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری ہی تلاش تھی۔ تم ابلیس کے خلیفہ ہو اس کے بعد تلوار کا وار کر کے سر تن سے جدا کر دیا تن سے کپڑے اتار کر لاش کو برہنہ راستہ میں چھوڑ گئے۔ اور کوئی دفن کرنے کی زحمت بھی گوارہ نہ کر سکا بعد میں کسی راہ گیر نے گڑھا کھود کر برہنہ لاش کو دفن کیا۔ خلیفہ کا سر لکڑی پر عریاں کر کے مونس کے پاس لے گئے۔ مونس نے خلیفہ کا سر دیکھا اور بظاہر اپنا سر پیٹا ان لوگوں سے کہا کہ میں نے تمہیں خلیفہ کو قتل کرنے کو تو نہ کہا تھا۔ لوگوں نے مونس سے خلیفہ کی لاعلمی کا اظہار کیا حالانکہ انہیں علم تھا۔ کہ یہی خلیفہ ہے جب کہ مقتدر نے چلا چلا کر کہا بھی تھا کہ میں خلیفہ ہوں اب مونس نے ان سے کہا کہ اگر تم لاعلمی کا اظہار نہ کرتے تو میں تم سب کو قتل کرا دیتا مگر یہ سب ظاہر نقشہ تھا۔ خلیفہ کی غلط حکمت عملی سے ایسے واقعات رونما ہوئے جن پر بعد میں قابو پایا نہ جا سکا اس نے سب کو بے لگام چھوڑ دیا تھا۔

مقتدر کی وفات

مقتدر نے ۲۵ سال حکومت کی اور ۳۸ سال کی عمر میں ۳۲۰ھ میں میدان جنگ میں انتقال کیا اس سے قبل متوکل کو ترکوں نے قتل کیا تھا۔ یہ دوسرا واقعہ تھا۔ جو ترکوں نے کیا اب خلفاء کا وقار اور بھی جاتا رہا۔ اور ہر ایک کو خلفاء پر ہاتھ اٹھانے کی شہہ مل گئی تھی جس کی وجہ سے لوگوں کو ان کے مقابل اٹھنے کی جرت مل گئی مقتدر کے عہد میں وقار خلافت کو بری طرح نقصان پہنچا نظام حکومت تباہ ہو چکا تھا۔ روز بروز انقلابات اور شورشیں اٹھتی تھیں۔ وزراء بدنیت اور نااہل تھے۔ جو ایک سال میں دو دو بار

تبدیل ہوتے تھے۔

دور مقتدر کے اخراجات

مقتدر باللہ کی ماں بڑی قابل اور امیر تھی اس نے رفاہ عامہ کے کئی کام کئے سرحدوں کی حفاظت پر روپیہ خرچ کرتی تھی۔ غرباء اور مساکین پر بہت روپیہ خرچ کرتی تھی اس نے اپنے روپوں سے ایک شفا خانہ کھولا اور سالانہ خرچ خود برداشت کرتی خلیفہ کی لاپروائی کی وجہ سے امراء اور اراکین سلطنت میں جاہ واقتدار کا جذبہ پروان چڑھا اس کی فضول خرچی نے خزانہ خالی کر دیا تھا۔ اس کا ظاہری شان وشوکت اس قدر بلند تھا۔ کہ خزانہ اس بوجھ کو نہ اٹھا سکا لونڈیوں پر بے شمار رقوم خرچ کرتا محلات کی رونق و آرائش پر بھی بے جا تصرف کرتا تھا۔ تخت نشینی کے وقت ہیرے جوہرات جو اس کے آباؤ اجداد نے خزانہ میں رکھے تھے۔ لونڈیوں اور غلاموں کو دے دیئے۔ تین مثقال کا ایک در یتیم لونڈی کو دے دیا قیمتی جوہرات کی ایک نادر تسبیح قہرمانہ کو دے دی۔ ہارون الرشید کا خریدا ہوا تین لاکھ اشرفی کا ایک یاقوت بھی اسی طرح ضائع کر دیا۔ اور تھوڑی مدت میں خزانہ جواہرات سے خالی ہو گیا اس نے اپنی عیاشی میں کل سات کڑور اشرفی خرچ کی اس تنگ دستی کی وجہ سے ملازموں کو کئی کئی ماہ تک تنخواہ نہ ملتی تھی۔ عدالتوں میں عورتیں فیصلے صادر کرتیں۔ اس وجہ سے بھی وزراء امراء ناراض تھے۔ آخر فضول خرچی خزانہ خالی کرنے کے بعد بے بسی کی حد تک پہنچ گئی اور فوج بھی بدظن ہو کر مونس سے جا ملی اور اپنی ہی فوج نے خلیفہ کو قتل کیا۔

ابو العباس احمد بن مقتدر الملقب بہ قادر باللہ ۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

خلیفہ القادر باللہ کی تاریخ پیدائش ۳۳۶ھ تاریخوں میں درج ہے۔ اور الطائع اللہ ابو بکر کی علیحدگی پر خلیفہ بنایا گیا۔ ۱۰ رمضان کو اسے بغداد بلایا گیا طائع کی خلافت سے علیحدگی کے وقت یہ موجود نہ تھا۔ چنانچہ ۱۱ رمضان ۳۸۱ھ میں اسے تخت پر بٹھایا گیا۔ شریف رضی شاعر نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اے بنی عباس خلافت کی شرافت کو آج پھر ابو العباس نے زندہ کر دیا اس صاحب قوت کو زمانہ ایک اتفاق

کے ساتھ قائم رکھے، تاریخ الخلفاء میں یہ شعر درج ہے تاریخ اسلام میں ہے "کہ خلیفہ طائع کے خوف سے احمد قادر بھاگ کر بطیحہ میں احمد مہذب الدولہ کی پناہ گاہ میں چلا گیا تھا۔ اور خلیفہ طائع کی وفات پر بہاوالدولہ و دیگر اراکین حکومت نے اسے بطیحہ سے بڑے عزت و قار سے لا کر خلیفہ منتخب کیا اور قادر باللہ نہایت دیانتدار اور صاحب سیاست تھا۔ ہمیشہ تہجد ادا کرتا تھا۔ صدقہ خیرات بہت کرتا تھا۔ حسن طریقت میں بہت مشہور تھا۔ فقہہ میں علامہ ابی بشیر ہروی کا شاگرد تھا۔ ایک کتاب فضائل صحابہ تکفیر معتزلہ قائلین خلق قرآن میں لکھی تھی۔ جو ہر جمعہ کو محدثین کے سامنے جامع مسجد مہدی میں پڑھی جاتی تھی۔ ترجمہ ابن اصلاح فی طبقات الشافعیہ ذہبی کے قول کے مطابق قادر نے خلیفہ بننے کے بعد ایک مجلس منعقد کی جس میں قادر اور بہاؤ الدولہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا اور وفاداری کی قسمیں ہوئیں اور قادر نے تمام نظام حکومت بہاؤ الدولہ کے سپرد کر دیا صرف اپنا گھر اپنی تحویل میں رکھا۔ اس خلیفہ نے کسی حد تک کھویا ہوا وقار دوبارہ بحال کیا۔ اس کے عہد میں دیالمہ کی خانہ جنگی بڑھ گئی تھی اور دوسری حکومتوں سے بھی لڑائیاں جاری رہیں۔ غزنوی دور کے عروج کے علاوہ عباسی حکومت میں کوئی اہم کارنامہ رونما نہیں ہوا۔ ادھر ایک طرف سامانیوں کا زوال شروع ہوا۔ اور دوسری طرف غزنوی حکومت کی ترقیاں عروج پر تھیں۔ خراسان پر محمود غزنوی کے قبضہ کے بعد ۳۸۹ھ میں قادر نے باقاعدہ محمود کی حکومت کو تسلیم کیا اور محمود کو خراسان کی حکومت کا پروانہ اور لواء خلعت یمن الدولہ امین ملت والئی امیرالمومنین کے خطابات سے نوازا کیوں کہ خلافت عباسیہ کو خلیفہ منصور کے عہد سے مذہبی نقطہ نظر سے دینی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ جو دور عروج تا دور زوال قائم رہی انہیں دنیائے اسلام نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ دینی پیشوا پیر و بزرگ تسلیم کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سے مصر کے گئے گذرے وقار خلافت کو بھی دینی نقطہ نظر سے احتراماً" دیکھا جاتا رہا۔ عباسی خلفاء کی تصدیق و سند کے بغیر کوئی سلطان یا بادشاہ درست تسلیم نہ ہوتا تھا۔ اور نہ عوام اسے قانونی حکمران تسلیم کرتے تھے۔ مشرق میں نئی قائم ہونے والی سلطنتوں کے سلطان کو باقاعدہ بغداد اور مصر کے عباسی خلفاء سے سند حاصل کرنا پڑتی تھی۔ محمود غزنوی نے خراسان پر قبضہ کرنے اور اسمٰعیل کو شکست دینے کے بعد ۳۸۹ھ میں خلیفہ قادر باللہ سے صداقت نامہ اور فرمان حکومت کے لئے درخواست کی تھی اور خلیفہ بغداد نے فرمان حکومت جاری کیا تھا۔ تاریخ اسلام میں ابن اثیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں "کہ قادر سے پہلے خلافت ترک و دیالمہ کی حرص و آز کا شکار

تھی۔ قادر نے اس کے وقار وناموس کو دوبارہ زندہ کیا خدا نے مخلوق کے دلوں میں اس کی ہیبت ڈال دی
تھی۔ اور ان کی گردن اطاعت اس کے سامنے خم رہی شاہ معین الدین ندوی ابن طقطقی کے حوالہ سے
لکھتے ہیں کہ ' قادر کے زمانہ میں عباسی خلافت کا وقار دوبارہ قائم ہوا اس کی رونق بڑھ گئی اور اس کے
پورے نظام میں قوت پیدا ہو گئی دیالمہ خود سری کے عادی چلے آ رہے تھے۔ جسے جو منصب چاہتے دے
دیتے تھے۔ معزول کر دیتے تھے۔ ۳۹۵ھ میں شرف الدولہ نے قاضی القضات حج کی امارت مظالم اور
طالبین کے نقابت وغیرہ کے بڑے بڑے مذہبی عہدوں پر شریف ابو احمد الحسین کے تقرر کا فرمان جاری کر
دیا یہ تقرر قادر باللہ کے خلاف مزاج تھا۔ اس نے مسترد کر دیا' دیالمہ شیعت نوازی سے بغداد میں شیعوں
کا زور بڑھ گیا اور علانیہ سینوں پر زیادتیاں کرنے لگے صحابہ پر تبرا کرتے تھے۔ لیکن کسی کو دم مارنے کی
مجال نہ تھی قادر باللہ نے ان کی شیعت نوازی ختم کر دی سُینوں پر ان کی زیادتیوں کا سدباب کیا اور دیالمہ
کے اثر سے سینوں میں جو غیر قسم کے خیالات پھیل گئے تھے۔ ان کا پورا انسداد کیا قیام عدل وانصاف پر
بہت زور دیا گیا۔ بڑے عمال حکومت بھی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کر سکتے تھے۔ اس زمانہ کے علماء میں قادر کا
شمار ہوتا رہا۔ وہ عالم باعمل تھا۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ قادر حلیم طبع کریم النفس اور نیکی بھلائی میں نمایاں
تھا۔ نیکی کا حکم دیتا اور شر سے روکتا تھا۔ اور اہل شر سے بغض رکھتا تھا۔ مختلف مذاہب اور اقوام کے لوگ
بغداد میں جمع ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے مختلف عقائد وخیالات بغداد میں پھیل گئے تھے۔ جس کی وجہ
سے مسلمانوں پر بھی یہ اثرات پڑے قادر نے ان عقائد کی تصیح پر بہت توجہ دی چنانچہ ۴۰۸ھ میں قادر
نے محمود غزنوی کو احیائے سنت کا سختی سے نوٹس دیا جو محمود غزنوی نے قبول کیا اور بڑی سختی سے احیائے
سنت پر عمل درآمد کر دیا۔ یہ تصیح عقائد کے لئے خلیفہ نے خود محدثین کے مسلک کے مطابق ایک
کتاب بھی لکھی تھی۔ اور صحابہ کرام کے فضائل نہایت ترتیب سے بیان کئے اور معتزلی فرقہ کی اس
کتاب میں تکفیر کی۔ تاریخ اسلام میں ہے کہ صدقات وخیرات میں اتنا اہتمام تھا کہ اپنے افطار تک کے
تین حصے کرتا تھا۔ ایک حصہ اپنے لئے رکھتا تھا۔ اور دو حصے جامع رصافہ اور جامع بغداد میں رہنے والے
مسکینوں کے لئے بھیجتا تھا۔

وفات

۴۲۱ھ میں خلیفہ بیمار ہوا اور زندگی سے مایوسی ہو گئی تو اپنے لڑکے ابو جعفر عبداللہ کو جانشینی بخشی اور مراسم ولی عہدی پورے کئے ایک سال تک قادر بیمار رہا ایک سال بعد ذوالحج ۴۲۲ھ میں وفات پائی اس وقت قادر کی عمر ۸۷ سال اور مدت خلافت ۴۱ سال تھی۔ اس کے پیشروؤں کو اتنی مدت خلافت نہ ملی معین الدین ندوی خلیفہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "قادر جامعہ کمالات خلیفہ تھا مدتوں بعد ایسا عباسی خلیفہ تخت پر بیٹھا۔ اس میں تدبیر و سیاست فضل و کمال زہد و تقوی تمام اوصاف اکٹھے تھے۔ اگر دور عروج میں ہوتا تو ہارون ثانی کہلاتا"۔

ابو جعفر عبداللہ بن قادر الملقب بہ قائم بامراللہ ۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

قائم بامراللہ کی تاریخ پیدائش ۱۵ ذیقعد ۳۹۱ھ ہے والد نے ایام بیماری اسے ولی عہد مقرر کر کے قائم بامراللہ کا خطاب دیا اور والد کی ایک سالہ بیماری اور وفات کے بعد ۴۲۲ھ میں عمر ۳۱ سال میں تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا سیوطی نے ابن اثیر کے حوالہ سے قائم بامراللہ کے اوصاف میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ "القائم بامراللہ نہایت خوب صورت ملیح متقی عابد و زاہد عالم خدا پر بھروسہ رکھنے والا تھا۔ صابر اعلیٰ درجہ کا ادیب خوشخط عادل محسن حاجتیں پوری کرنے والا تھا۔ جس شخص نے جو کچھ مانگا کبھی کسی کو محروم نہیں رکھا" اس وقت نظام حکومت جلال الدولہ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ غافل انسان ہونے کی وجہ سے جملہ امور مملکت سنبھالنے کے قابل نہ تھا۔ حکومت کی آمدنی پر فوج کے اعلی افسر قابض تھے۔ اور ترک سپاہیوں اور دیگر ملازمین کو باترتیب تنخواہیں نہ ملتی تھیں۔ انہی بے ترتیبوں کی وجہ سے ترک فوج نے انتشار بپا کر کے نظام کو درہم برہم کر رکھا تھا۔ ۴۲۲ھ میں بغداد میں شیعہ فسادات شروع ہو گئے۔ ۴۲۳ھ میں پھر ایک بار فوجی بغاوت ہوئی فوج جلال الدولہ کی معزولی کا مطالبہ کر رہی تھی۔ ۴۳۵ھ میں جلال الدولہ کا انتقال ہوا سلجوقی قادر کے عہد سے ہی ظہور پذیر ہو چکے تھے۔ پہلے ان کی معمولی حیثیت تھی قائم کے عہد میں انہوں نے بھی زور پکڑ لیا اور ملکوں پر قبضہ کرتے ہوئے خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی ان

کا قبضہ خراسان سے لے کر ایران و عراق تک تھا۔ ۴۴۳ھ میں طغرل بک نے بذریعہ درخواست قائم سے فرمان حکومت کی درخواست کی تو قائم بامراللہ نے فرمان حکومت کے ساتھ ساتھ خلعت اور رکن الدولہ کا لقب بھی عطا کیا۔ بعد میں طغرل بک نے شکریہ کے ساتھ بیش بہا تحائف اور نذرانے خلیفہ کو پیش کئے اس کے عہد میں مختلف عقائد کے لوگ ارکان حکومت میں شامل ہو گئے تھے۔ جو باہمی تفرقہ بازی اور اختلاف سے ملک کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ اور روز بروز بغاوتیں اور جنگ وجدال شروع ہو جاتے تھے۔ عوام میں بھی مذہبی تفرقہ سے بدامنی پیدا ہو گئی تھی۔ ۴۶۶ھ میں ملک شاہ کی استدعا پر اسے لواء خلعت اور حکومت کا فرمان جاری کیا گیا۔

ولایت عہد

خلیفہ قائم بامراللہ کا صرف ایک لڑکا محمد نامی تھا۔ جو قائم کی ایام زندگی میں ہی انتقال کر چکا تھا۔ محمد کے انتقال کے چھ ماہ بعد بیوہ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا یہ نومولود خلیفہ کی زندگی کا واحد اور آخری سہارا تھا۔ اس کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی بڑے ناز احتشام سے شہزادہ کی پرورش کے بعد مقتدی بامراللہ لقب دے کر اپنا ولی عہد دادا نے منتخب کیا۔

اوصاف

قائم اپنے والد کے عین مطابق اوصاف رکھتا تھا۔ اس نے ہمیشہ وقار خلافت کو بحال رکھنے کی کوشش کی ابن طقطقی کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "قائم فاضل اور صالح خلیفہ تھا۔ اس نے عباسی خلافت کے وقار و قوت میں اضافہ کیا سلجوقیوں کے ذریعہ سے خلافت کو دیالمہ کے پنجہ استبداد سے چھڑایا گو اس کے بعد خود سلجوق خلافت پر حاوی ہو گئے لیکن وہ سنی تھے۔ اسلئے انہوں نے اس کے ظاہری احترام کو قائم رکھا۔ قائم بامراللہ بڑا دیندار متقی و زاہد تھا۔ حافظ ذہبی کے قول کے مطابق ہے کہ" وہ شب بیدار تھا۔ رات بھر سجادہ و عبادت میں محو رہتا اور اکثر روزہ رکھتا تھا۔ علم کے لحاظ سے اپنے وقت میں درجہ

خاص رکھتا تھا- ادب و خطاطی میں بہت ماہر تھا- اسے روزمرہ کی دفتری تحریریں پسند نہ آتی تھیں- ان کی درستگی کے لئے ہدایات دیا کرتا تھا- اس نے عدل کے قیام میں بہت دلچسپی لی حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنا فرض سمجھتا تھا- کبھی کوئی سائل اس کے دربار سے خالی ہاتھ نہیں لوٹا اس کی سخاوت کے کئی حالات پرانی تاریخوں میں درج ہیں- قائم بامراللہ نے ۷۶ سال کی عمر میں ۱۳ شعبان بروز جمعرات ۴۶۷ھ میں انتقال کیا مدت خلافت ۴۴ سال آٹھ ماہ ہے اس عہد میں بھی آفات سماوی و ارضی کے بہت واقعات ہوئے اور قحط بھی پڑا ۴۶۱ھ میں بغداد میں زبردست سیلاب کی وجہ سے بہت سا جانی مالی نقصان ہوا مصر میں قحط پڑا جو سات سال تک رہا آدمیوں نے آدمیوں کا گوشت کھایا اسی عہد میں مسلمانوں اور اہل روم کے درمیان شدید جنگ ہوئی مسلمان کامیاب ہوئے- بالکل مختصر حالات درج کئے ہیں-

ابو القاسم عبداللہ بن محمد الملقب بہ مقتدی بامراللہ

۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ خلیفہ قائم بامراللہ کی وفات کے بعد محمد کا فرزند اور قائم کا پوتا مقتدی بامراللہ تخت نشین ہوا قائم کا ایک ہی فرزند تھا- جو عین شباب میں انتقال کر گیا اور بیوہ کے بطن سے چھ ماہ بعد مقتدی پیدا ہوا جسے دادا نے ولی عہد مقرر کیا تھا- اس کے عہد اول تک سلجوقیوں کی تین پشتیں تخت و تاج حاصل کرنے کے بعد گزر چکی تھیں- اب ان میں وہ پہلی عقیدت خلفاء بغداد کے لئے دلوں میں نہ تھی- چنانچہ ملک شاہ کی یہ خواہش تھی کہ مقتدی کو تابع فرمان بنالیا جائے- مقتدی نے ۲۰ سال کی عمر میں عہدۂ خلافت سنبھالا تھا- مگر اس میں ہمت و حوصلہ بہت پایا جاتا تھا- خلیفہ نے ملک شاہ کے استبداد کو قبول نہ کیا اور ہمیشہ وقار خلافت قائم رکھنے کی کوشش میں رہا- اب سلجوقیوں کے دلوں میں احترام خلافت اٹھ گیا تھا- اب وہ دیالمہ کی طرح محکوم نہ تھے- بلکہ حاکمانہ خیالات رکھتے تھے- جملہ امور خلافت پر ملک شاہ چھایا ہوا تھا- خلیفہ کے اختیارات بہت محدود تھے- ملک شاہ کو اپنے پایۂ تخت سے ہی فرصت نہ ہوتی تھی- اور وہ خلافت بغداد کی طرف کوئی توجہ نہ دیتا تھا- اور ملک شاہ کا نائب بغداد میں رہتا تھا- وہ عمید العراق کہلاتا تھا- وہ بڑا بد اخلاق اور بے مروت انسان تھا- جس کی وجہ سے خلیفہ اور اس کے

درمیان اکثر کشیدگی رہتی جس کا اثر ملک شاہ تک بھی پہنچا اب ملک شاہ اور خلیفہ کے درمیان بھی کشیدگی بڑھنے لگی ملک شاہ سے ناراضگی ختم کرنے کی غرض سے خلیفہ نے اسے ایک پیغام کے ذریعہ اس کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا۔ ۴۷۴ھ کا یہ واقعہ ہے لڑکی کی ماں نے چند شرائط پر کہ خلیفہ کوئی اور حرم یا کنیز نہ رکھے تو منظور ہے۔ ۵۰ ہزار معجل مہر پر اسی سال نکاح ہو گیا۔ رخصتی چھ سال بعد ۴۸۰ھ میں ہوئی بڑی دھوم دھام سے یہ شادی ہوئی باپ نے بیٹی کو اتنا جہیز دیا کہ اس کی مثال نہ ملتی تھی۔ خلیفہ نے یہ رشتہ محض حالات کی بہتری کے لیے کیا تھا۔ مگر آگے چل کر خلیفہ کے لئے یہ رشتہ وبال بن گیا ملک شاہ کی دختر کے ساتھ ترکی غلام آئے تھے۔ ایک غلام نے میوہ فروش سے کچھ میوے خریدے اور پیسے دینے سے انکار ہو گیا میوہ فروش نے اسے گال گلوچ کی خادم نے میوہ فروش کو اس پر مارا اس پر لوگ جمع ہو گئے اور میوہ فروش کی حمایت کرتے ہوئے یہ شکایت خلیفہ تک پہنچا دی خلیفہ نے تمام ترکی غلاموں کی بے عزتی کے بعد انہیں بغداد سے نکلوا دیا یہ دیکھ کر خلیفہ کی بیوی نے غلط اثر لیا جو اسے بہت ناگوار گزرا دوسرا خلیفہ کی ساس نے یہ شرط رکھی تھی۔ کہ میری لڑکی کے علاوہ خلیفہ کوئی اور حرم یا کنیز نہ رکھ سکے گا۔ مگر یہ شرط خلیفہ پوری نہ کر سکا۔ اس کے بعد خلیفہ اور اس کی بیوی کے تعلقات بگڑنے لگے خاوند سے ناراض ہونے کے بعد اس نے والد کو ایک پُر شکایت خط لکھا جس پر ملک شاہ برہم ہو گیا اور بیٹی کو فوراً بغداد سے واپس بلا لیا والد کے پاس آکر اس کے بطن سے جعفر نامی لڑکا پیدا ہوا مگر تھوڑے دنوں بعد ملکہ انتقال کر گئیں۔ یہ لڑکا مقتدی کا فرزند تھا۔ جو باپ کے لئے مصیبت بن گیا تاریخوں میں ہے کہ مقتدی نے پہلے سے شادی کر رکھی تھی۔ اور ملک شاہ کی بیٹی سے بعد میں عقد کیا تھا۔ پہلی بیوی سے مستظہر باللہ نامی فرزند تھا۔ اور ملک شاہ کی لڑکی کے بطن سے جعفر مقتدی نے مستظہر کو ولی عہد مقرر کیا جب کہ ملک شاہ کا خیال اپنے نواسہ کے لئے تھا۔ جو بہت چھوٹا تھا۔ اس سے خلیفہ نے انکار کیا۔ اور ملک شاہ اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی اور بڑھی ملک شاہ نے خلیفہ کو بہت مجبور کیا۔ تو خلیفہ نے اس بات کو سوچنے کے لئے دس دن کی مہلت چاہی ملک شاہ سیر و تفریح کی غرض سے بغداد سے باہر گیا۔ اسی دوران بیمار ہوا اور مر گیا۔ ملک شاہ نے چھ شوال ۴۸۵ھ میں وفات پائی اس کے بعد خلیفہ کی ساس نے خلیفہ کو اپنے بیٹے جعفر کے ذریعہ سفارش کرائی کہ خلیفہ اس کے کمسن لڑکے محمود کو ملک شاہ کا جانشیں نامزد کرے۔ جب کہ ملک شاہ نے یہ حق برکیاروق کو دے رکھا تھا۔ اب خلیفہ کو بہت مجبور کرنے پر محمود کو ملک شاہ کا جانشین نامزد کیا اور فرمان

حکومت اور خطبہ کی اجازت دی۔

اوصاف

شاہ معین الدین ندوی کے قول کے مطابق "مقتدی جامع اوصاف فرمانروا تھا۔ اس میں دین اور سیاست دونوں جمع تھے۔ گو اس کے زمانہ میں سلجوقیوں کی قوت بہت بڑھی اور ملک شاہ نے خلافت بغداد پر حاوی ہونے کی بہت کوشش کی اور دور زوال میں بھی مقتدی کا زمانہ ممتاز رہا۔ ابن اثیر کا بیان ہے "کہ مقتدی قوی دل عالی ہمت خلیفہ تھا۔ اس کا عہد بڑی خیر و برکت کا زمانہ رہا۔ خیر کی کثرت اور رزق کی کشادگی رہی خلافت کا وقار پہلے سے زیادہ قائم ہوا۔ بغداد کی آبادی میں اضافہ ہوا اور تیرہ نئے قصبے آباد ہوئے۔ ۴۸۴ھ میں فرنگیوں نے پورے جزیرہ سقلیہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ ۴۷۸ھ میں بغداد میں کالی آندھی سے ریت اور مٹی زمین پر برسی کئی مقامات پر آسمانی بجلی گری اور قیامت صغریٰ کا سا سماں پیدا ہوا۔

وفات

۱۵ محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ نے کھانا کھایا اور اسی دوران طبیعت میں ناسازی محسوس کی اور چند لمحوں کے بعد خلیفہ کا انتقال ہو گیا اس وقت خلیفہ کی عمر ۳۹ سال مدت خلافت ۱۹ سال آٹھ ماہ تھی سیوطی کا بیان ہے کہ

"خلیفہ کو اس کی لونڈی شمس النہار نے زہر دیا تھا"

خلیفہ مستظہر باللہ ۴۸۷ تا ۵۱۲ھ

مقتدی کی وفات پر اراکین سلطنت جمع ہوئے اور پہلے مستظہر باللہ کی بیعت لی اور بعد میں خلیفہ کو سپرد خاک کیا۔ مستظہر کی تاریخ پیدائش شوال ۴۲۶ھ ہے والد کی وفات کے وقت ۱۶ سال کی عمر میں تخت

نشین ہوا۔ ابن اثیر کے حوالہ سے سیوطی نقل کرتے ہیں۔ مستظہر نہایت نرم طبیعت کریم الاخلاق نیک کاموں کی طرف بہت رغبت کرنے والا خوش خط اور انشاء پرداز تھا' ان فنون میں اپنی مثال آپ تھا۔ جو اس کے علم عزیز پر ایک عجیب دلیل ہے علم وتبیع رکھتا تھا۔ سخی اور علماء کو دوست رکھنے والا صلحاء کا جانثار تھا۔ باوجود اتنی بڑی خوبیوں کے قسمت نے ساتھ نہ دیا اور عرصہ خلافت جنگوں بغاوتوں میں گزرا۔ اور پہلے ہی سال بالنسیہ پر رومیوں نے قبضہ جمالیا۔ اس کے عہد میں ایک ایسا سیلاب آیا کہ دارالمناقب میں جمع اکثر حاجی اس سیلاب کی نذر ہو گئے۔ ۴۹۰ھ میں والی خراسان نے جو سلجوقی تھا۔ اسکے قتل کے بعد برکیاروق نے اس کے تمام ممالک پر قبضہ جمالیا جس کی وجہ سے تمام شہروں کے لوگ برکیاروق کے ساتھ مل گئے۔ اس کے عہد میں فرنگی متیقیہ پر قابض ہو گئے۔ یہ شہر پہلے ان کے قبضہ میں آیا جہاں انہوں نے کفر پھیلانا شروع کر دیا اور اسی شہر کے اکثر حصوں میں بہت لوٹ کھسوٹ کی جس سے بہت نقصان پہنچا فرنگیوں نے پہلی پیش قدمی قسطنطنیہ کے راستے بھاری فوج کے ساتھ کی تھی اور تمام ملک میں اضطرابی کیفیت پھیل گئی مصر کے بادشاہ نے ملک شام پر جب سلجوقیوں کا غلبہ دیکھا اس نے فرنگیوں کو شام پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی جب فرنگیوں نے شام پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو پورے ملک کے لوگوں نے ان کی مدافعت کی۔ ۴۹۲ھ میں اصفہان کے علاقوں میں باطنیوں کا بہت زور بڑا اسی سال فرنگی ڈیڑھ ماہ تک قلعہ بند ہونے کے بعد بیت المقدس پر قبضہ کر گئے۔ ستر ہزار کے قریب عالم دین عابد وزاہد لوگوں کو انہوں نے قتل کیا۔ جو لوگ جان بچا کر نکلے تو بغداد آ کر وہاں کے ظلم وستم کی انہوں نے خبر دی تو بادشاہوں نے متفق ہو کر حملہ کیا۔ اہل فرنگ سے بیت المقدس چھڑالیا۔ ۴۹۲ھ میں محمد بن ملک شاہ نے برکیاروق برادر حقیقی پر حملہ کر کے فتح پائی خلیفہ نے خوش ہو کر محمد بن ملک شاہ کو لقب اور خلعت عطا کی۔ اور بغداد میں ملک شاہ کا نام خطبوں میں جاری ہوا کچھ مدت بعد ملک شاہ اور خلیفہ میں عداوت شروع ہو گئی۔ ۴۹۴ھ میں عراق کے اکثر علاقوں میں باطنی بہت زور پکڑ گئے۔ اور ملک میں قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ اور لوگوں میں خوف وہراس پھیل گیا۔ اور لوگ کپڑوں کے اندر زرہ پہننا شروع ہو گئے۔ ۴۹۴ھ میں ہی فرنگیوں نے بڑھ کر شہر قیساریہ ارسوف' سروج اور حیفا پر قبضہ کر لیا۔ اس سے قبل ۴۹۰ھ میں حلب انطاکیہ معرہ' شیرز میں عبیدیوں کا خطبہ جاری ہو گیا۔ جب عباسیوں کا زور بڑھا تو دوبارہ عباسیوں کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ۴۹۵ھ میں والئی مصر کے انتقال پر اس کے پانچ سالہ لڑکے کو اس کا

قائم مقام بنایا گیا جس کی وجہ سے سلطان کے خلاف فتنہ پھیل گیا اور سلطان کا نام سکوں پر سے مٹا کر صرف خلیفہ کا نام باقی رہنے دیا گیا۔ ۴۹۷ھ میں خلیفہ نے برکیاروق کی صلح پر اس کا نام خطبوں میں شامل کر دیا۔ اور اس خلیفہ نے خلعت بھی بخشی ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق نے وفات پائی۔ ۴۹۸ھ میں بغداد میں چیچک کی وبا پیدا ہوئی جس کی وجہ سے لاتعداد بچے وفات پا گئے۔ ۴۹۹ھ میں نہاوند میں ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور بڑی تعداد میں لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ جس پر اسے قتل کیا گیا۔ ۵۰۰ھ میں قلعہ اصفہان باطنیوں سے چھن کر گرا دیا جس میں بہت سارے باطنی ہلاک ہوئے۔ اور سلطان محمد نے اسے محاصرہ میں لینے کے بعد فتح کیا۔ ۵۰۱ھ میں بغداد میں سلطان نے محصول اور ٹیکس معاف کر دئے۔ اور لوگوں میں ایک شہرت پائی اور عدل و انصاف اور اخلاق سے پیش آنے لگا۔ ۵۰۲ھ میں باطنیوں نے دوبارہ زور پکڑ لیا اور اہل شیرز کی لاپروائی کی وجہ سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا راستوں کی ناکہ بندی کر دی اور قلعہ کے سردار کو قتل کر دیا۔ ۵۰۳ھ میں اہل فرنگ نے طرابلس کو فتح کر لیا۔ ۵۰۴ھ میں فرنگیوں نے مسلمانوں کو بہت ستانا شروع کر دیا اب مسلمانوں نے سمجھا کہ شام کے کافی حصہ پر قبضہ کر چکے ہیں۔ تو انہوں نے فرنگیوں سے صلح کی اپیل کی جس پر فرنگی انکار ہو گئے آخر فرنگیوں نے لاکھوں دینار رقم صلح کے عوض میں لی مگر پھر بھی معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے وہی صورت قائم رکھی ۵۰۴ھ میں مصر میں ایک کالی آندھی چلی اور دن کے وقت اندھیرا چھا گیا اسی سال فرنگیوں اور بادشاہ اندلس کے ساتھ جنگ ہوئی مسلمانوں نے فتح پائی اور بہت سے فرنگی قتل ہوئے اور بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ ۵۰۷ھ میں مودود بادشاہ موصل ایک لشکر لے کر فرنگ کے بادشاہ سے جنگ کی غرض سے نکلا شدید جنگ ہوئی پھر بیت المقدس سے دمشق پہنچا جمعہ کی نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلا تو ایک باطنی نے تلوار کے وار سے زخمی کر دیا جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گیا۔ بادشاہ فرنگ نے والی دمشق کو ایک طنزیہ خط میں لکھا کہ تمہارے ایک ادنیٰ غلام نے نماز میں تمہارے بادشاہ کو قتل کر ڈالا تمہیں شرم آنی چاہئے۔ تم ہلاکت کے ہی قابل ہو۔ ۵۱۱ھ میں ایک سیلاب کی وجہ سے بخارا اور قرب و جوار کے علاقے زیر آب آ گئے۔ جانی مالی نقصان ہوا شہر کے دروازہ تک پانی چڑھ آیا اور شہر کے دروازہ کو پانی بہا کر لے گیا۔ اور مٹی میں دب گیا۔ جو چند سالوں کے بعد نظر آیا اسی سیلاب میں چارپائی پر لیٹا ہوا ایک بچہ بہہ گیا۔ جو بال بال محفوظ رہا اور اس نے بڑھاپے میں انتقال کیا۔ ۵۱۱ھ میں سلطان محمد نے انتقال

گیا اور اس کا چودہ سالہ لڑکا جانشیں ہوا خلیفہ مستظہر کے عہد خلافت میں سلجوقیوں کی خانہ جنگی کے علاوہ خلافت بغداد کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔ اس دور کا ایک اہم ترین واقعہ صلیبی جنگ ہے۔ جو دو صدیوں تک جاری رہی گو کہ براہ راست اس جنگ کا تعلق بغداد سے نہ تھا۔ مگر پوری دنیائے اسلام پر اس جنگ کے اثرات پڑے یہ جنگ سلجوقیوں کی مخالفت سے شروع ہوئی تھی۔ یہ جنگ مذہبی نہ تھی بلکہ سیاسی رنگ میں رونما ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں سسلی جزیرہ اور سپین میں متحدہ قوت ٹوٹ کر ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور اکثر لوگ عیسائیوں سے مل گئے تھے۔ اس وجہ سے مسلمانوں کی طاقت میں کمی آگئی تھی۔ اور دوسری طرف مشرقی سپین کی عیسائی حکومت زور پکڑتی گئی الفانسو دوم فرمانروا اسپین نے مسلمانوں سے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ اور ان علاقوں میں مسلمانوں کا اثر واقتدار ختم ہوتا گیا۔ اس عہد میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر اپنا قبضہ جمالیا اور مسلمانوں کو تہ تیغ کیا خلافت بغداد میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اور مسلمان باہمی رقابت کا شکار تھے۔ انہوں نے چند سالوں میں قریب قریب پورے شام اور فلسطین پر قبضہ جمالیا تھا۔ صرف چند علاقے مسلمانوں کے قبضہ میں تھے۔ صلیبی جس علاقہ کو فتح کرتے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرتے حتیٰ کہ پورا شام ویران ہو گیا تھا۔ خلافت بغداد پر چھائے منتظمین سلجوق خانہ جنگی نے تباہ حال کر دیئے تھے۔

خلیفہ مستظہر کی سیرت

مستظہر نیکی کے کاموں پر تیز دست تھا۔ اپنے اعمال کی عزت و سرف کے سوال کو رد نہ کرتا تھا اعمال پر یقین اور اعتماد رکھتا تھا۔ اعمال کے خلاف کسی کی چغلی پر کان نہ دھرتا تھا۔ خود غرض لوگوں سے دور رہتا اور ان کی باتوں سے اس کے عزم میں کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ وہ اپنی رائے نہ بدلتا تھا۔ علمی اعتبار سے فاضل تھا۔ خط نہایت ہی پاکیزہ تھا۔ ادب وانشاء کا بلند ذوق رکھتا تھا۔ علماء مشائخ کو دوست رکھتا تھا۔ رعایا کے سکون و راحت اور فارغ البالی کے لحاظ سے بھی اس کا دور بہتر رہا گو کہ اس خلیفہ کے دور میں باطنیوں کی یورش خانہ جنگیاں اور صلیبی جنگ کی وجہ سے بڑے بڑے انقلاب رونما ہوئے لیکن خلافت بغداد کے حسن انتظام سے خاص بغداد پر بہت کم اثر پڑا اور بغداد میں پورا سکون قائم رہا اس اعتبار سے اس کا دور عہد سرور تھا۔ "ابن اثیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔" اس کا دور رعایا کے لئے عہد سرور و شادمانی کا دور

رہا اور گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے ہر روز روز عید تھا۔ اس کے ہاتھ سے کسی کو کبھی کوئی ایذا نہ پہنچتی تھی اس بارے میں وہ سلجوق سلاطین اور ان کے نائبوں کے احکام کی بھی پرواہ نہ کرتا تھا۔

وفات

بروز چہار شنبہ ۱۳ ربیع الاول ۵۱۲ھ میں بقول بعض ۲۴ سال اور بقول بعض ۲۵ سال خلافت کے بعد اس نے انتقال کیا۔ اور ایام زندگی ہی اپنے لڑکے مسترشد باللہ کو خلیفہ جانیشن نامزد کیا۔ تاریخ الخلفاء کے بیان کے مطابق ابن عقیل شیخ حنابلہ نے خلیفہ کی میت کو غسل دیا اور اپنے بیٹے مسترشد نے نمار جنازہ پڑھائی۔ اور تھوڑی مدت بعد خلیفہ کی دادی بھی وفات پا گئی جب کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی دادی نے پوتے کا عہد خلافت نہ دیکھا تھا۔ اس نے اپنے پوتے اور پڑپوتے کو تخت خلافت پر دیکھا۔ شاسی نے خلیفہ مستظہر باللہ کے لئے کتاب الحلیہ لکھی تھی اور اس کتاب کا نام مستظہری رکھا تھا۔

ابو منصور فضل بن مستظہر الملقب بہ مسترشد باللہ ۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

مسترشد باللہ کی تاریخ پیدائش ربیع الاول ۴۸۵ھ ہے۔ ربیع الآخر ۵۲۱ھ میں تخت نشین ہوا تخت نشینی کے وقت خلیفہ کی عمر ۲۷ سال تھی۔ تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی، لکھتے ہیں۔ نہایت باہمت عالی جرت و ہیبت اور صاحب رائے شخص تھا۔ امور خلافت اچھی طرح ضبط میں لایا اور ایک خوبصورتی کے ساتھ ان کو ترتیب دیا رسم خلافت کو زندہ کیا۔ اور از سر نو قوت دی ارکان شریعت کو پختہ اور مضبوط کیا۔ اس کی باتوں کو آراستہ کیا خود بنفس نفیس جنگوں میں شریک ہوا چند مرتبہ حلہ، موصل خراسان کی طرف گیا حتی کہ آخر مرتبہ ہمدان کے قریب اس کی فوج نے شکست کھائی اور یہ خلیفہ قید کر کے آذربائیجان بھیج دیا گیا۔ تاریخ الخلفاء میں طبقات شافعیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں، مسترشد باللہ اوائل میں بہت عابد اور زاہد تھا۔ اون کا لباس پہنا کرتا تھا۔ اپنے مکان میں علیحدہ عبادت کے لئے ایک جگہ بنوا

رکھی تھی۔ یہ بدھ کے روز ۱۸ شعبان ۴۸۶ھ میں پیدا ہوا تھا' تاریخ پیدائش میں تھوڑی اختلاف رائے پائی جاتی ہے۔ مستظہر باللہ نے ایام زندگی میں ہی مسترشد کو اپنا جانشین نامزد کر کے اس کا نام سکوں پر مضروب کرا دیا تھا۔ اسے خاندان عباسیہ کے جملہ خلفاء اور خوش نویسی میں امتیاز حاصل رہا اور اکثر کاتب حضرات مسترشد سے خوش نویسی کی اصلاحیں لیا کرتے تھے۔ خلیفہ کی بہادری و شجاعت اور پیش قدمی بھی نمونہ کی تھی۔ خلیفہ مسترشد کے عہد کے چند واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔ بیعت خلافت کے وقت رؤساعباسی اراکین و عمائد سلطنت نے اس کی بیعت پر اتفاق کیا تھا۔ مگر خلیفہ کا بھائی ابوالحسن مسترشد سے مخالفت کی بنا پر بھاگ کر حلہ کے والی بیس بن صدقہ کے پاس چلا گیا تھا۔ کیوں کہ وہ بھی مسترشد کا مخالف تھا۔ چنانچہ بیس بن صدقہ نے ابوالحسن کو اپنے ہاں رکھ لیا۔ یہ خبر سن کر خلیفہ کو خطرہ لاحق ہوا تو آدمی روانہ کئے کہ ابوالحسن کو واپس لایا جائے۔ والی حلہ نے کہا کہ یہ اس کی مرضی ہے اگر وہ جانا چاہے تو واپس لے جاؤ اب سفیر ابوالحسن کے پاس گئے تو ابوالحسن نے کہا کہ میں کسی فتنہ کی غرض سے حلہ نہیں آیا بلکہ بھائی کے خوف سے آیا تھا۔ مجھے بغداد جانے میں کوئی انکار نہیں۔ سفیر واپس آئے اور خلیفہ کو واقعہ سنایا اسی دوران کسی وجہ سے ابوالحسن کو بغداد لانے میں دیر ہو گئی اور ابوالحسن حلہ سے نکلا اور واسط پر قبضہ کر لیا اس کے بعد خلیفہ نے بیس کو بذریعہ خط مطلع کیا کہ ابوالحسن کو قابو کیا جائے وہ علاقوں پر قبضہ جمانے لگا ہے۔ اور بغاوت کا اندیشہ ہے بیس نے واسط فوج بھیجی ابوالحسن میں یہ جرات نہ تھی۔ اس کے ساتھی بھی فوج دیکھ کر چھپ گئے اب فوج نے ابوالحسن کو پکڑ کر خلیفہ کے ہاں پیش کر دیا ابوالحسن نے معافی چاہی اور دونوں بھائی گلے مل گئے اور خلیفہ نے ابوالحسن کو خلعت عطا کی۔

سلطان مسعود اور مسترشد باللہ

طغرل کی وفات کے بعد طغرل کے باقی بیٹوں کے مقابلہ میں سلطان مسعود بہتر تھا۔ سلجوقی امراء نے مسعود کو بغداد سے بلا کر تخت و تاج حوالے کر دیا چنانچہ جلد ہی سلطان مسعود اور خلیفہ کے درمیان حالات بگڑ گئے اور خلیفہ نے مسعود پر فوج کشی شروع کر دی سلجوقی امراء نے جس وقت اسے سلطان بنایا اکثر کی رائے یہ تھی کہ داؤد کو سلطان بنایا جائے مگر وہ دیر بعد یہاں پہنچا سلطان مسعود نے اپنی دختر داؤد کے ہاں

بیاہ دی اور اسے ولی عہد نامزد کرے چاہا کہ عداوت میں کمی آسکے مسعود کی جن لوگوں نے مخالفت کی تھی مسعود کے خوف سے ہمدان سے نکل کر بغداد آگئے مسترشدہ ہمیشہ سلجوقیوں کو دبانے کا بہانہ تلاش کیا کرتا تھا کیوں کہ یہ خلیفہ سلجوقیوں کو خاطر میں نہ لاتا تھا خلیفہ نے ان بھگوڑوں کی بڑی عزت افزائی کی اور بعض کو خلعتیں بھی عطاء کیں کیونکہ یہ لوگ امراء بھی تھے اور پھر سلطان مسعود کا خطبہ بند کرا کہ ۵۲۹ھ میں فوج لے کر بنفس نفیس سلطان پر حملہ کے لئے نکلا سلطان کی فوج بھی جمراح آپہنچی تھی فریقین میں شدید جنگ ہوئی دوران جنگ عباسی فوج کا میسرہ سلطان کی فوج سے جاملا میمنہ نے اس کی جگہ لے لی مگر عباسی فوج کو شکست ہوئی خلیفہ خود میدان جنگ میں موجود تھا جب سلجوقیوں کو عباسی فوج کی پسپائی کا یقین ہو گیا تو بڑھ کر انھوں نے خلیفہ اور عباسی امراء العلماء فقہا قاضی القضاۃ جو خلیفہ کے ہمراہ تھے سب کو گھیر لیا اور لاکر سرجہان نامی قلعہ میں جو ہمدان کے قریب ہے نظر بند کر دیا خلیفہ کو ایک الگ خیمہ میں رکھا اور سامان آسائش دے کر پہرہ بٹھا دیا پھر کچھ دنوں بعد سلطان مسعود خلیفہ کو اپنے ہمراہ ہمدان لے آیا اور بغداد کا شحنہ آخر بک مہمودی کو نامزد کر دیا مہمودی کے غلاموں نے مل کر خلیفہ کی املاک اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے اہل بغداد میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور شورش بپا کر کے جامع مسجد کا ممبر توڑ کر امام کو خطبہ سے روک دیا عوام کے جم غفیر نے فریاد و فغاں کرتے ہوئے بازاروں کا گشت لگایا عورتیں بہ سروپا برہنہ سینہ پیٹتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ آخر بک کے آدمیوں اور اہل بغداد کے درمیان تصادم ہو گیا فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بغداد میں ایک عام ہنگامہ بپا ہو گیا "سیوطی کا قول ہے کہ اس روز بغداد میں بہت زلزلے آئے اور پانچ روز تک روزانہ پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ زلزلے آتے رہے لوگ ان زلزلوں سے ڈر کر دعائیں مانگتے رہے" سلطان مسعود سلطان سنجر کا بھتیجا تھا جب سلطان سنجر نے ایک قاصد کے ذریعہ سلطان مسعود کو اطلاع دی کہ فوراً خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین چومتے ہوئے معافی طلب کرو کیونکہ زلزلے، آندھی، بجلی اور حوادث ارضی و سماوی نے بیس روز سے مخلوق خدا کو خوف زدہ کر دیا ہے اور ہم اس قابل نہیں کہ یہ طوفان نظروں سے دیکھ سکیں اور ہم یہ زمینی و آسمانی طوفان دیکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کے اس قہر کی وجہ سے جان کا خوف پیدا ہو رہا ہے اور جامع مسجدوں میں نماز اور خطبے تک بند ہیں اور بڑے غضب کی بات ہے تم بہت جلد اپنے قصور کی تلافی کرتے ہوئے امیر المومنین کو جلد دار الخلافہ میں پہنچا دو حسب ہدایت سلطان نے حکم کی تعمیل کی اور

خلیفہ کے سامنے حاضر ہو کے غلطی کی معافی چاہی اس دوران سلطان سنجر کا ایک قاصد معہ لشکر کے خلیفہ کو لینے آگیا اس لشکر میں کچھ باطنی پوشیدہ شامل تھے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے خلیفہ کے خیمہ پر حملہ کر کے معہ خواص کے خلیفہ کو شہید کر دیا بعض تاریخوں میں ہے کہ سلطان مسعود نے خود سازش کر کے خلیفہ اور اس کے خواص کو قتل کرایا تھا۔

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ "سترہ باطنی اس لشکر میں آئے تھے نہ جن کا سلطان سنجر کو علم ہوا اور نہ سلطان مسعود کو علم تھا یہ راز اس وقت کھلا جب قتل عام ہو چکا بعد میں ان قاتلوں کو گرفتاری کے بعد قتل کر دیا گیا سلطان مسعود نے اس واقعہ کے بعد بہت افسوس کا اظہار کیا اور سوگ منایا جب اس واقعہ کی خبر بغداد تک پہنچی تو ایک شور و غل اٹھا اور قیامت کا سا سماں پیدا ہو گیا اور ایک حشر بپا ہو گیا جس کی مثال ملنا ممکن نہیں عورتیں بچے بوڑھے اور جوان کپڑے پھاڑتے ہوئے سروپا برہنہ قاتلوں کو بددعائیں دیتے رہے خلیفہ میں چند صفات ایسی تھیں جس کی وجہ سے وہ عوام میں بہت مقبول اور ہر دلعزیز تھا مسترشد باللہ بہادری عدل و انصاف نرم مزاجی کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے۔ آپ کو پانچ شنبہ ۱۶ ذ یقید ۵۲۹ھ میں شہید کر دیا گیا مسترشد باللہ کی فوج کو جس وقت شکست ہوئی تو چند ساتھیوں نے آپ کو میدان جنگ سے بھاگنے کی ترغیب دی مگر خلیفہ نے کہا کہ میں جس وقت پیدا ہو کبھی مجھ پر کبھی خیر رو کی نہیں گئی آج میں راضی برضا ہوں اور اللہ تعالٰی ہی سے مجھے نفع و نقصان کی امید ہے چنانچہ میدان جنگ سے بھاگنا گوارا نہیں کرتا۔ تاریخ الخلفاء میں ذہبی کے قول سے لکھتے ہیں کہ "مسترشد نے عیدالاضحیٰ پر ایک مرتبہ نہایت بلیغ خطبہ پڑھا تھا" ۵۲۴ھ میں مسترشد کے عہد میں بادلوں نے آگ برسائی جس سے موصل کے بعض مکانات و دیہات جل گئے۔ اسی سال بغداد میں پرداز بچھو نکلے اہل بغداد اس سے بہت خوف زدہ ہوئے اور بے شمار بچے ان کے کاٹنے سے ہلاک ہو گئے امام ابو بکر نے کتاب "العمدہ" خلیفہ کے نام لکھی بہ موسوم عمدۃ الدنیا والدین" ہے لکھتے ہیں خلیفہ صرف عالم دین ہی نہ تھا بلکہ باعمل رہا تخت خلافت پر فائز ہوتے ہوئے بھی درویشانہ زندگی بسر کی۔ سادہ لباس میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا تھا۔ دن رات کا زیادہ حصہ نماز پنج گانہ تہجد و تلاوت میں گذارتا شہادت کا واقعہ جس وقت پیش آیا تلاوت کلام الٰہی میں مشغول تھا اور حالت روزہ میں تھا ملک کی خیر خواہی اور رعایا کی شفقت کا مجسمہ تھا تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی کئی محاصل وغیرہ معاف کئے اور ایک حد مقرر کر دی کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ لیا جائے

بغداد کی شہر پناہ جو حوادث و جنگوں کی وجہ سے ختم ہو چکی تھی ۵۱۸ھ میں دوبارہ تعمیر کرانے کا ارادہ کیا اور اہل بغداد سے اس کی تعمیر کے لئے رقوم لی تھیں اہل بغداد کو یہ طریقہ گراں محسوس ہوا اس ناراضگی کا خلیفہ کو علم ہوا تو اس نے تمام رقوم عوام کو واپس لوٹا دیں اور عمائد سلطنت سے رقم وصول کر کے اخراجات مہیا کئے جس سے لوگ بہت خوش ہوئے خلیفہ مسترشد باللہ کی شہادت کے بعد خلیفہ کا بیٹا الراشد باللہ جس کی ولی عہدی کی بیعت خلیفہ نے ایام زندگی میں لے لی تھی خلیفہ بنا جو ایک سال تک خلیفہ رہا الراشد باللہ کی معزولی کے بعد مسترشد باللہ کا چھوٹا بھائی مقتفی ۵۳۰ھ میں خلیفہ کے عہدے پر فائز ہوا اب خلافت اس کی اولادوں میں ۶۵۶ھ تک رہی۔

مستعصم میں خلافت عباسیہ بغداد تباہ ہوئی جس کا یہاں ذکر کرنا مناسب ہو گا۔ ۶۴۰ھ میں ابو احمد عبداللہ باللہ کے لقب سے تخت پر فائز ہوا یہ خلیفہ ذاتی خوبیوں کا مالک تھا۔ نرم خو' خوش گفتار پاک باز اور خوش اخلاق تھا اس کے مزاج میں سختی کا نام و نشان تک نہ تھا جہانبانی کے اوصاف سے بالکل ناواقف تھا اپنا وقت خوش گپیوں سیرو تفریح' گانے بجانے' کی محفلوں میں ہنسی مذاق و مشاغل میں گزارتا تھا امور مملکت کی طرف کم توجہ دیتا تھا علوم و فنون کے مطالعہ کا بہت کم شوق رکھتا تھا اس کے تقریباً" تمام امراء وزراء اور مصائب جاہل لوگ تھے اس کا وزیر موید الدین محمد بن علقمی بڑا چالاک اور ہوشمند انسان تھا بڑا بے فیض اور کچا انسان تھا عقیدہ کے لحاظ سے شعیہ تھا خلیفہ کی نااہلی کو دیکھ کر اس نے ہروہ کام کیا جس سے خلافت میں رخنہ پڑھ سکے اکثر اراکین سلطنت نے خلیفہ کی اس سادگی اور نااہلی سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور خلیفہ پر حاوی رہے خود سر اور خود مختاری بھی رہے موید الدین علقمی تو خلافت عباسیہ کو تباہ کرنے اور علوی خلافت قائم کرنے کے درپے تھے اس نے خلیفہ کی سادگی اور نااہلی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بغداد کی حالت زار کر رکھی تھی اندرونی مذہبی تفرقہ اور شہر کے فتنہ انگیز افراد کو موقع مل گیا اور ہر طرف سے بغداد پر کالے بادل چھانے لگے خانہ جنگی برپا تھی نظام حکومت کمزور آمدن کم اور اخراجات زیادہ تھے وزیر علقمی سیاہ سفید کا مالک تھا اس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ عباسی فوج کا ایک حصہ ختم کر دیا جائے تاکہ ان کی تنخواہوں کا بوجھ کم ہو باقی ماندہ فوج کی تنخواہیں صنعت کاروں اور کاشتکاروں' تاجروں پر ٹیکس کی آمدنی سے ادا کی جاتیں تھیں جس کی وجہ سے ان لوگوں میں بھی غم و غصہ بڑھ گیا اور نظام خلافت میں دن بدن کمزوری اور خرابی پیدا ہوتی گئی ابن علقمی اہل تشیع تھا جس کا سہارا لے کر اہل تشیع نے سینوں پر ظلم و

زیادتیاں شروع کردیں یہ سلوک خلیفہ کو ناگوار گزرا خلیفہ نے اپنے بیٹے امیر ابو بکر اور نور دین اہل تشیع کو محلہ کرخ لوٹنے کا حکم دیا انہوں نے حسب حکم پروگرام طے کیا اور محلہ کرخ لوٹا اس واقعہ کے بعد علقمی اور بھی بھڑک اٹھا اور اس نے تہیہ کرلیا کہ عباسیوں کی خلافت کو ختم کروں گا اور یہاں علوی خلافت قائم کروں گا چنانچہ علقمی وزیر نے خلیفہ کو اس پر راضی کیا کہ باقی ماندہ فوج کو بھی معطل کیا جائے تاکہ بچنے والی رقم سے تاتاریوں کی مدافعت کے لئے ہتھیار مہیا کئے جائیں خلیفہ نے وزیر کا مشورہ قبول کرتے ہوئے باقی ماندہ فوج کو بھی علیحدہ کردیا اب وزیر نے تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دلانی شروع کردی ابن خلدون کا قول ہے کہ وزیر نے فوج کو علیحدہ کرانے کے بعد والئی اربل کے ذریعہ تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا حافظ ذہبی کا قول ہے کہ وزیر نے خلافت عباسیہ کو مٹا کر علوی خلافت قائم کرنے کے لئے تاتاریوں کو خطوط لکھے سیوطی کا قول ہے کہ خلیفہ کو اپنے شیعی وزیر پر بڑا اعتماد تھا اور اس نے ملک کو تباہ و برباد کر ڈالا وہ خلیفہ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر خفیہ تاتاریوں سے خط و کتابت اور خبروں کو بہت محفوظ رکھتا تھا اس نے بغداد پر قبضہ کی تاتاریوں کو طمع دلائی اور خود نائب سلطنت رہنے کا عہد تاتاریوں سے لیا۔ چنانچہ ۶۵۶ھ میں دو لاکھ فوج کے ہمراہ ہلاکو خان نے بغداد پر چڑھائی کی خلیفہ کی باقی ماندہ فوج نے مدافعت کی لیکن انہیں شکست ہوگئی اور ظالم تاتاری ۱۰ محرم کو بغداد میں غارت گری کا بازار گرم کرتے ہوئے داخل ہوگئے وزیر نے تاتاری فوج کے سپہ سالار سے ملاقات اور صلح پر اکسایا اور خود پہلے تاتاریوں سے ملا بعد میں خلیفہ سے کہا کہ تاتاریوں کا بادشاہ اپنی بیٹی کا رشتہ آپ کے بیٹے امیر ابو بکر کو دینے کا خواہش مند ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آپ کو عہدہ خلافت پر ہی رہنے دیا جائے اور آپ کے بزرگوں نے جس طرح سلجوقیوں کو سلطان یا نائب رکھا ہوا تھا وہ بھی آپ کا نائب رہنا چاہتا ہے اب ہماری بہتری اسی میں ہے کہ صلح کرلی جائے اور مسلمانوں کا خون ناحق نہ بہے آپ اس بات کو منظور کرلیں اس کے بعد وہ فوج لے کے واپس لوٹ جائے گا اس کے بعد جو آپ کی مرضی کرتے رہنا۔ مگر اس وقت آپ ہلاکو خان سے ضرور ملاقات کر کے صلح پر اتفاق کرلیں چنانچہ خلیفہ مستعصم باللہ تمام مصاحبوں، عالموں اور رفقاء کے ہمراہ ہلاکو خان سے ملاقات کرنے کے لئے گیا اور اپنے ہمرائیوں سمیت ایک خیمہ میں بیٹھ گیا ابن علقمی نے پہلے ہلاکو خان سے ملاقات کی اور بعد میں علماء کرام کو ہلاکو کے پاس صلح کے لئے دھوکہ دے کرلے گیا وہاں پہنچتے ہی انہوں نے سب کو شہید کر ڈالا علماء فقہاء اور امراء و دیگر لوگوں کو قتل کرانے کے

بعد ہلاکو خان کی فوج بغداد میں داخل ہو گئی اور چالیس روز تک قتل و غارت گری کا بازار گرم کئے رکھا
اس دوران سیدؤں کو بچالیا گیا باقی لوگ جو چھپ گئے یا بھاگ گئے ان کے سوا تمام عورتیں بچے بوڑھے
جوان تہہ تیغ کئے گئے اس واقعہ میں کئی لاکھ مسلمان شہید ہوئے اب خلیفہ کو بوری میں بند کر کے ڈنڈوں
اور لاتوں سے اذیت دے کر شہید کیا گیا۔ ذہبی کا قول ہے کہ بیچارے خلیفہ کو دفن ہونا بھی نصیب نہ ہوا
عباسی خاندان کے تمام لوگ سوائے ان کے جو بھاگ گئے یا قیدی بنادئے گئے اور سب کو شہید کردیا گیا اور
علقمی کا انجام بھی تاتاریوں کے ہاتھوں بہت بُرا ہوا اور جلد ہی وہ بھی مرگیا ہلاکو خان جب قتل و غارت سے
فارغ ہوا تو عراق میں اپنی مرضی کے نائب مقرر کئے وزیر ابن علقمی نے بعد میں بہت منت سماجت کی کہ
اگر میں نہیں تو کوئی اور علوی خاندان کا خلیفہ مقرر کریں مگر اس کی انہوں نے ایک نہ سنی اور اسے
تاتاریوں نے کُتے کی طرح دھتکارا اور آخر ادنیٰ غلام کی طرح در در کی ٹھوکریں کھاتا ہوا مرگیا۔ تاتاریوں
نے جو بغداد میں غارتگری رچائی تمام گلیوں بازاروں میں کئی دن تک خون ہی خون تھا عباسی خلفاء کا جمع کیا
ہوا علمی کتب کا خزانہ کچھ دریا میں ڈبویا اور کچھ نذر آتش کردیا حتیٰ کہ ان تاتاریوں نے بغداد میں ایسے ستم
ڈھائے جو کوئی بھی اہل قلم لکھنا برداشت نہیں کر سکتا اور یہ داستان سن کر دل بھی خون کے آنسو روتا
ہے بہرحال خلیفہ کی کمزوریوں کا مختصر سا واقعہ نوٹ کیا گیا ہے اس لئے کہتے ہیں کہ اپنی زندگی کی باگ ڈور
دوسروں کے ہاتھوں میں نہیں دینی چاہئے۔

خلافت عباسیہ بغداد کی تباہی کے اسباب

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر ہو چکا ہے کہ خلافت عباسیہ کے بانی ابو العباس عبد اللہ سفاح تھے یہ اس خلافت کے پہلے خلیفہ تھے۔ ۱۳۲ھ میں عہدہ خلافت پر فائز ہوئے اس خلافت کا خاتمہ ۶۵۶ھ ہجری میں آخری خلیفہ مستعصم باللہ کے عہد میں ہوا خلافت عباسیہ بغداد کے یہ آخری فرمانروا تھے چند ایسی وجوہات پیش آئیں جن کی وجہ سے خلافت عباسیہ بغداد کو زوال آیا۔

خلافت عباسیہ خلیفہ متوکل کے عہد تک نہایت ہی مستحکم رہی۔ یہ دور تاریخ میں سنہری دور کہلاتا ہے دور زوال تک دینی لحاظ سے اس کا وقار قائم رہا خلفائے عباسیہ بغداد کو دنیائے اسلام میں دینی پیشوا بھی مانا جاتا رہا ہے۔ اور خلافت عباسیہ بغداد کو ایک دینی مرکزیت حاصل رہی ہے۔ جب خلیفہ متوکل علی اللہ کا قتل ہوا اس کے بعد یہ خلافت دوسرے دور میں داخل ہو گئی یہ دور اس کا دور زوال کہلاتا ہے اس کے بعد دن بدن حالات بد ترین ہوتے چلے گئے اور ان خلفاء کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ آخر تباہی ثابت ہوا خلافت کی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھوں میں دی گئی اور خود خلفاء لاپرواہی کا شکار رہے۔ خلافت کے تقدس نے جو دنیائے اسلام میں اسے حاصل تھا نااہل خلفاء کو بھی اپنے زیر دامن لئے رکھا اور ایک حد تک خلفاء اور خلافت کا احترام و وقار بحال ہی رہا اور چند خلفاء کی نااہلی کے باوجود بھی یہ خلافت طویل عرصہ تک قائم رہی عہد متوکل کے بعد کئی ایسے واقعات اور حالات پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے خلافت عباسیہ کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ اور آخر تاتاریوں کے ہاتھوں یہ خلافت تباہ ہو کر رہی جب تک ان میں اسلام کا رشتہ قائم رہا غیر مسلم اقوام کے سامنے ایک طاقت رہے اور خلافت بھی مستحکم رہی جب ان میں ذاتی حرص اور مذہبی تفرقہ پیدا ہو گیا اور ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے تو اتفاق نفاق میں بدل گیا اور مذہبی تفرقہ اختلافات اور عیش و نشاط جیسی بلاؤں نے انہیں گھیر کر انہیں منافرت اور خانہ جنگی کو جنم دیا اور آپس میں کشیدگی پیدا ہو گئی اور گلی کوچوں شہروں تک پہنچ گئی اور ہر جگہ شیعہ سنی فسادات ہونے لگے اور ایک فرقہ خلافت کی تباہی پر کمربستہ ہو گیا اور اس فرقہ نے خفیہ سازش شروع کر دی آخری تاجدار مستعصم باللہ کا وزیر ابن علقمی تھا۔ جو اہل تشیع تھا جس نے خطوط کے ذریعہ غیر مسلم تاتاری قوم کو بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور بغداد پر حملہ کرانے میں نصیر الدین ابن طوسی نے بھی ہلاکو خان کی

بہت ہمت افزائی کی چنانچہ ایک عرصہ بعد تیاری مکمل کر کے ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کر دیا اور اس نے تمام شہریوں کو جو سُنی تھے۔ تہ تیغ کیا اور املاک کو کھنڈرات کی شکل میں تبدیل کر دیا عباسی خلفاء نے تمام روئے زمین سے جو علمی کتب منگوا کر عربی میں ترجمہ کرائی تھی انہیں دریائے دجلہ میں پھینک دیا اور ایک حصۂ کتب کو نذر آتش کر دیا جو بہت ہی قیمتی سرمایا تھا۔ گلیوں میں انسانوں کا خون ہی خون تھا۔ دریائے دجلہ کا پانی انسانوں کے خون سے سرخ تھا اموی عہد میں بنو ہاشم نے ایک خفیہ تنظیم چلائی جس کا مقصد اموی خلافت کو ختم کرنا تھا۔ اس تنظیم کی بنیاد واقعہ کربلا کے بعد رکھی گئی۔ پہلے اس تنظیم کی باگ ڈور علوی خاندان کے ہاتھ میں تھی جو بعد ازاں عباسیوں کے ہاتھ آئی آخر اس تحریک نے کامیابی پائی اور اموی خلافت کا خاتمہ اسی تنظیم نے کیا اس تنظیم کا نام ھاشمی تحریک رکھا گیا۔ اور جملہ بنی ھاشم خاندان کے لوگ اس میں ایک محرک کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس وقت علوی خاندان کا یہ خیال تھا کہ عباسی ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اور اموی خلافت کے بعد ہم علوی خلافت قائم کریں گے۔ جب اموی خلافت ختم ہو گئی تو ابو العباس عبداللہ سفاح عباسی کو خلیفہ مقرر کیا گیا علوی پہلے بھی خلافت سے دستبرداری دے کر کنارہ کش ہو چکے تھے۔ اب ان سب ہاشمیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم اہل بیعت ہیں اور عباسیوں کا موقف یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے وارث ہم ہی ہیں اور حضورؐ کے انتقال کے وقت حضرت عباسؓ زندہ تھے۔ عباسیوں کے اس عمل کی وجہ سے علویوں کے دلوں میں عباسیوں کی منافرت پیدا ہو گئی اور دشمنی کی حد بڑھ گئی آخر خلیفہ منصور کے عہد میں علویوں نے نفس زکیہ کی قیادت میں بغاوت کی اس بغاوت کو خلیفہ نے طاقت استعمال کرنے کے بعد فرو کیا اور پھر ایک عرصہ تک علویوں کا زور ٹوٹ گیا لیکن ان دونوں قبائل میں دشمنی بڑھتی گئی۔ متعدد بار کئی خلفاء کے عہدوں میں علوی علم بغاوت بلند کرتے رہے جن سے علویوں کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہو سکا خلیفہ مامون الرشید نے علویوں پر بہت عنایات بھی کیں اس خلیفہ نے امام علی رضا کو ولی عہد بھی مقرر کیا تھا۔ جس پر عباسی خلافت کے اراکین اور خاندان عباسیہ کے لوگوں نے مامون الرشید پر برہمی کا اظہار بھی کیا مگر علویوں کے رویہ میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی رونما نہ ہوئی وہ خلافت عباسیہ کے خلاف بدستور سرگرم عمل رہے۔ اور آخر علویوں نے اپنی خود مختار ریاستیں بھی وقتاً فوقتاً قائم کیں۔ اور ہیں۔ ۔ ۔ ' علویہ ' فاطمیہ ' ناموں سے یہ حکومتیں مشہور ہوئیں فاطمیہ حکومت تو کافی عرصہ تک عباسی خلافت کی حریف رہی اسی دوران علویوں نے دو خفیہ تنظیمیں بھی قائم کیں۔ جو مستحکم ہو

کر نہایت خطرناک ثابت ہوئیں ان خفیہ تنظیموں نے فعال ہونے کے بعد دہشت گردی کر کے عوام میں
خوف وہراس اور تباہی پھیلائی ایک تنظیم اسماعلیہ اور دوسری قرامطہ کے نام سے مشہور ہوئی جس کا ذکر
گذشتہ اوراق میں کیا گیا ہے۔ اموی خلافت کی عربی بہت حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ عباسی خلافت
خراسانیوں اور عجمیوں کے بل بوتے پر معرض وجود میں آئی تھی۔ خلافت عباسیہ کو عربی نفرت کی نظر سے
دیکھتے تھے۔ اور زیادہ نہ چاہتے تھے۔ اور عباسی خلفاء نے بھی عربوں کو زیادہ اہمیت نہ دی اور خلفاء
خراسانیوں اور عجمیوں کو زیادہ اہمیت دیتے تھے اور انہیں آگے بھی لے آئے اور خراسانیوں عجمیوں کو
بلند مراتب سے بھی نوازا باوجود اس کے عباسیوں کو عجمیوں پر پورا اعتماد بھی نہ تھا کیونکہ کئی عجمی خفیہ
علویوں سے ملے ہوئے تھے جو علوی خلافت قائم کرنے کی حمایت کرتے تھے عباسی خلفاء کئی نامور عجمیوں
پر زیادتیاں بھی کر چکے تھے جس کی وجہ سے عجمیوں کا اعتماد بھی گومگو تھا اور دن بدن عجمی عباسیوں سے
بدظن ہوتے گئے ابو مسلم خراسانی کئی نامور علماء وزراء عباسیوں کے ہاتھوں نشانہ بھی بن چکے تھے۔ اس
طرح عجمیوں کے دلوں میں وہ وفاداری نہ رہی جو پہلے پہل تھی ایسی صورت میں عباسی خلفاء کا اعتماد
عربوں' ایرانیوں خراسانیوں پر سے اور بھی جاتا رہا اس بداعتمادی کے پیش نظر خلیفہ معتصم نے ایک تیسری
قوم ترک کو زیادہ اہمیت دی اور ترکوں کی ایک کثیر تعداد فوج تیار کرلی خلیفہ معتصم باللہ ترکوں کی شجاعت و
بہادری کو بہت سراہتا اور فخر محسوس کرتا تھا ایک حد تک خلیفہ کی یہ حکمت عملی کامیاب بھی رہی مگر
ترکوں نے خلیفہ کی نظر میں ایک مقام حاصل کر لینے کے بعد حد سے تجاوز کرتے ہوئے خودسری اختیار کر
لی اور ایک مدت بعد یہ سیاہ سفید کے مالک بن گئے اور عباسی خلافت میں انہیں ایک حصہ دار کی حیثیت
حاصل ہو گئی انہوں نے ایک وقت تک اتنے اختیارات حاصل کر لئے کہ جس کو جب چاہتے خلیفہ بنا
دیتے اور جب چاہتے خلافت سے برطرف کرا دیتے۔ خلیفہ متوکل کو معتز کے ہاتھوں مل کر قتل کرایا
ترکوں کی خلافت میں عمل دخل نے خلفاء کا وقار کمزور کر دیا اور خلافت عباسیہ کے ابتدائی ادوار میں ہی
مسلمانوں کی سیاسی وحدت کمزور پڑنا شروع ہو گئیں۔ جب کہ اندلس بھی اموی خلافت کے زیر نگیں
علیحدہ حیثیت قائم کر چکا تھا۔ جب مرکز میں کمزوری آگئی تو الگ حکومتیں قائم ہونا شروع ہو گئیں۔ زمانہ
عروج میں ہی شمالی افریقہ یمن خراسان میں نیم خودمختار حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ ترکوں کے اس عہد
اقتدار کی وجہ سے عباسی خلفاء بے بس ہو چکے تھے اور ہر ایک صوبہ میں صوبائی حکام اپنی اپنی خودسری

دکھاتے ہوئے آزاد اور خود مختار حکومتوں کا اعلان کرنے لگے ترک جب چھا چکے تو دارالخلافہ بغداد میں اپنے اقتدار کے خواب دیکھنے لگے اور خلافت عباسیہ کے خلاف سازشیں کرنے لگے اور صوبائی حکام بھی بے لگام ہو چکے تھے ادھر خلفاء کے اختیارات بھی محدود ہوتے گئے وہ بے بس تھے اور ان حالات کے مقابلہ کرنے کی سکت نہ رکھتے تھے جو حاکم چاہتا خود مختاری کا اعلان کرتے ہوئے تحفے تحائف بغداد بھیج کر اپنی آزاد حیثیت خلیفہ سے منوالیتا تھا ان حالات کی وجہ سے تمام ممالک اسلامیہ میں طوائف الملوکی پیدا ہو گئی خلافت عباسیہ کے دور تنزل میں جو حوادث سماوی و ارضی اور وباؤں کا سلسلہ پیدا ہوا بغاوتیں' شورشیں اور جنگ وجدال پھیلے شام وعراق ان کی وجہ سے بالکل تباہ ہو گئے ان طوفانوں کی وجہ سے چند دنوں میں شہر گاؤں تباہ وفنا محلات واملاک کھنڈرات کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ جانی مالی نقصانات کے علاوہ کھیتیاں ویران اور ناقابل کاشت ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے معاشی واقتصادی بدحالی پیدا ہو گئی۔ اور سیاسی استحکام پر بہت بُرا اثر پڑا۔ دوسرا یہ خلافت شخصی تھی شخصی طرز حکومت کا سارا دارومدار بادشاہ کے اعلیٰ کردار پر منحصر ہے خلافت عباسیہ کے پہلے دور کے خلفاء نہایت شجاع عالی حوصلہ ودماغ اور مدبر شخصیت کے حامل تھے۔ خلیفہ متوکل کے بعد فائز ہونے والے خلفاء نااہل عیش پرست اور آرام طلب تھے۔ خلفاء کی عیاشی امور مملکت سے لاپرواہی اور آرام طلبی نے جہاں انہیں بیکار بنا دیا وہاں خلافت کی جڑیں بھی کھوکھلی ہوتی گئیں۔ مملکت کے اہم امور امیر الامراء کے ہاتھوں میں تھے۔ ممکن تھا کہ خلافت عباسیہ مزید ایک عرصہ قائم رہتی کیوں کہ دنیائے اسلام نے اسے آخری عہد تک بلکہ عہد مصر تک دینی مرکز بنائے رکھا تھا۔ اور عباسیوں کو دینی پیشوا تسلیم کئے رکھا۔ مگر یہ جسم جو وباؤں زلزلوں قحطوں اور حوادث ارضی وسماوی کی وجہ سے ضعیف اور لاغر حالت میں تھا۔ وزیر علقمی نے تاتاریوں سے ساز باز کر کے اسے وہ ضرب کاری لگائی جس کی تاب نہ لاتے ہوئے آخر بغداد تباہی کی شکل اختیار کر گیا اس طرح یہ خلافت ۵۲۴ھ سال تک قائم رہی جس کا دائرہ کار صوبہ سندھ تک بھی تھا۔ اور جس کا جھنڈا ابو مسلم نے خراسان میں بلند کیا تھا۔ آخر اس کا لاغر جسم ۶۵۶ھ میں دریائے دجلہ کے کنارے دفن ہو گیا۔

حوالہ جات تاریخ اسلام شاہ معین الدین ندوی نمبر۲ تاریخ اسلام صاحبزادہ عبدالرسول' تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی خلافت بنو عباس پروفیسر ظفر عمر زبیری صاحب

بنو عباس کا مرکزی نظام خلافت

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر کیا گیا ہے اموی خلافت کی تباہی کے بعد بنو عباس نے خلافت کا احیاء کیا اموی دور خلافت میں عرب اقتدار پورے عالم اسلام پر چھا چکا تھا۔ اور غیر عرب لوگوں کا حکومت میں کوئی عمل دخل نہ تھا۔ بلکہ غیر عربوں کو اس قابل نہ سمجھتے ہوئے کوئی عہدہ بھی نہ دیا جاتا تھا۔ اور غیر عربوں کی حالت ذمیوں کی سی تھی۔ بنو عباس کی کامیابی اصل میں عرب لوگوں کی کامیابی تھی اموی خلافت کے اس رویے نے غیر عربوں میں ایک دشمنی اور منافرت اپنے خلاف پیدا کر لی تھی۔ اور ایسے غیر عربی اور عربی کے امتیازات وسلوک سے عجمی اقوام اموی خلافت کے دشمن بن چکے تھے۔ اور اموی خلافت سے ناراض تھے۔ بنو عباس کا خلافت پر آنا ایک عظیم انقلاب تھا۔ کیوں کہ ان کے دور میں غریبوں کو اہمیت دی گئی چنانچہ عربوں سے عجمیوں کے اثرات بڑھ گئے۔ اور کسی حد تک عربی عجمی امتیاز کو عباسیوں نے ختم کر کے مساوات کا رنگ دیا اور اخوت کا درس دے کر انہیں بڑی بڑی ذمہ داریاں بھی دیں۔ اس طرح عربی عجمی اشتراک سے خلافت عباسیہ وجود میں آ کر عمل پیرا ہوئی۔ اور اسی اشتراک ومساوات کی وجہ سے یہ خلافت سوا پانچ سو سال تک دنیائے اسلام کا مرکز تصور ہوئی سفاح کے چار سالہ دور خلافت میں اموی خلافت کا نظام حکومت ہی رائج رہا سفاح کے انتقال کے بعد منصور عباسی نے پرانے نظام کو تبدیل کر کے نیا نظام نافذ کیا اور اس پر بہت توجہ دی حتیٰ کہ ہارون الرشید کے عہد تک نظام خلافت کے تمام شعبے مکمل کام شروع کر چکے تھے۔ اور منصور کا نافذ کردہ نظام متوکل علی اللہ کے عہد تک رہا جب خلافت عباسیہ پر سلاطین نے غلبہ حاصل کر لیا تو بھی انہوں نے پرانا نظام ہی رائج رکھا صرف خلیفہ کے اختیارات بعد کے دور میں اپنی مرضی سے انہوں نے محدود کر دیئے۔

خلیفہ

عباسی نظام خلافت میں خلیفہ کو جملہ اختیارات حاصل تھے۔ اور وہ ایک مطلق العنان حکمران ہوتا تھا۔ سید امیر علی کے حوالہ سے تاریخ اسلام میں نقل کرتے ہیں کہ دولت عباسیہ میں خلیفہ ہارون الرشید

تک نظام حکومت استبدادی طرز پر قائم رہا گو کہ شاہی خاندان کے باثر افراد و دیگر محکموں کے افسران خلیفہ کے ایک مشیر خاص کی حیثیت رکھتے تھے۔ گو کہ ان کی حیثیت سرکاری نہ تھی۔ جملہ اختیارات واقتدار کا حق خلیفہ وقت کو حاصل تھا۔ خلیفہ ان سے رائے لینے کے بعد فیصلہ اپنی مرضی سے کرتا تھا۔ دنیاوی مطلق العنانی کے ساتھ ساتھ خلفاء عباسیہ نے اپنے آپ کو مسلمانوں کا مذہبی اور روحانی پیشوا بھی منوالیا تھا۔ اور مذہبی تقدس کی بنیادیں اجماع پر قائم کر رکھی تھیں جس بات پر امت مسلمہ اجماع کر دے وہی برحق قانون تصور کیا جاتا تھا۔ گویا جب امت مسلمہ کسی خلیفہ کو نامزد کر کے اس کی بیعت کرے تو اس خلیفہ کو تائید ایزدی حاصل ہو جاتی تھی۔ منصور باللہ نے سیاسی فرمانروائی کے ساتھ دنیائے اسلام سے مذہبی روحانی پیشواء بھی تسلیم کروالیا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میں دنیا میں خدا کی طرف سے حضور ؐ کا قرابت دار اور جانشین رسول اور حکمران ہوں خلیفہ نے یہ دعویٰ بھی ثابت کیا کہ میں حضورؐ کے چچا عباسؓ کی اولاد ہونے کی وجہ سے خلافت کا اصل وارث اور مستحق ہوں اور اس خلافت اور عباسی خلیفہ کی اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہے اس مذہبی تقدس نے بھی خلافت عباسیہ کو ایک طویل مدت تک قائم رکھا خلافت عباسیہ کے پہلے خلفاء حکومت کے چھوٹے چھوٹے کاموں پر خود توجہ دیا کرتے تھے۔ اور میدان جنگ میں خود سپہ سالاری کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ اور خود ہی مقدمات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو ایک ذمہ دار اور نظم و نسق کا ایک جز تسلیم کرتے تھے۔ نظریاتی طور پر خلافت عباسیہ کو ایک جمہوری حکومت کا درجہ حاصل تھا۔ اور بیعت کو خلیفہ کی نامزدگی تصور کیا جاتا تھا۔ گویا کثرت رائے کی بنیاد پر خلیفہ منتخب ہوتا تھا۔ ہر نئے ہونے والے خلیفہ کی بیعت نہایت تزک و احتشام سے عمل میں آتی تھی لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی کیوں کہ اموی اور عباسی دونوں شخصی حکومتیں تھیں خلیفہ خود مختار تھا۔ کسی شخص یا طبقہ کو یہ اختیار نہ تھا۔ کہ خلیفہ وقت کے طے شدہ حکم پر کوئی انگشت نمائی کرے اور مشیران کے اجلاس کے بعد خلیفہ کا فیصلہ قطعی ہوتا تھا۔ جس میں ردوبدل کرنا ناممکن تھا۔ خلیفہ تاج و تخت اور شاہی خزانہ فوج رعایا اور ان کے جان و مال کا واحد نگہباں تصور ہوتا تھا۔ وراثت کا نظام اس دور میں بھی قائم تھا۔ عباسی خلفاء اپنی زندگی میں دو تین ولیعہد نامزد کر دیا کرتے تھے۔ اور ان کی ترتیب خلافت کا بھی اعلان کر دیتے تھے۔ جس کی وجہ سے شاہی خاندان میں اختلافات نے جنم لیا اور خلافت کی حرص و لالچ میں بارہا خانہ جنگی بھی ہوتی رہی۔

مجلس شوریٰ

خلافت راشدہ کے وقت مجلس شوریٰ باقاعدہ کام کر رہی تھی جو اموی دور میں ختم ہو گئی تھی خلفائے بنو عباس شاہی خاندان اور معتبران سے معاملات پر مشورہ کرلیا کرتے تھے مجلس شوریٰ کا قیام باقاعدہ نہ تھا عمر بن عبدالعزیز کے دور میں مجلس شوریٰ کی ضرورت محسوس کی گئی تھی مگر عمل میں نہ آسکی تھی خلیفہ مامون نے اپنے عہد میں مجلس شوریٰ قائم کی اور ہر طبقہ کے افراد کو اس میں نمائندگی دی اور ان نمائندوں کو پورا حق رائے بھی حاصل تھا خلیفہ مامون کے بعد مجلس شوریٰ کو باقاعدہ حکومت میں شامل کر لیا گیا۔ جب خلافت عباسیہ صوبوں، ریاستوں میں تقسیم ہو گئی ہر صوبہ میں ایک ایک مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں لایا گیا اور معاملات پر دربار میں باقاعدہ مشورے لئے جاتے تھے۔

وزیر

اموی دور میں وزیر کا عہدہ نہ تھا لفظ وزیر عربی لفظ "وزر" سے نکلا ہے وزر عربی میں بوجھ اٹھانے کو کہتے ہیں کیونکہ وزیر خلیفہ کے فرائض میں مدد اور ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھاتا ہے اموی عہد میں یہ عہدہ خود خلیفہ کے پاس تھا اور خلیفہ خود اپنی ذمہ داریاں نبھاتا تھا عباسی خلافت کے احیاء کے وقت ہی ساسانی تقلید میں سفاح نے ابو سلمٰی الخلال کو وزیر مقرر کیا تھا ابتدائی دور میں وزیر کے محدود اختیارات تھے جو بعد میں بڑھتے گئے اور تمام امور سلطنت کا وزیر مالک ہو گیا خلیفہ مہدی سے ہارون الرشید کے عہد تک یہ اختیارات وسیع ہوتے گئے بعد میں برامکی وزیر آئے انہوں نے وہ اختیارات بھی خود لے لئے جو خلیفہ کے لئے مختص تھے حتیٰ کہ قاضی کے فرائض بھی وزیر انجام دینے لگے اور خلفاء کے القاب بھی استعمال کرتے تھے عباسی خلفاء نے اپنے آرام کے پیش نظر تمام اختیارات بخوشی وزیروں کے کندھوں پر ڈال دیئے جو نہایت ہی مشکل اور جانفشانی کا کام تھا وزراء کو رعایا اور خلیفہ دونوں کو خوش رکھنا پڑتا تھا وزیر کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے نظام مملکت اور شرعی قوانین کا ماہر ہونا نہایت ضروری تھا اگر خلیفہ کو

وزیر پر شبہ ہو جاتا تو وزیر کو برطرف کرنے کے بعد اس کے تمام خاندان کو نظر بند اور املاک ضبط کر لی جاتی تھیں۔ اور بعض اوقات وزیر کو غلطی پر سزائے موت دی جاتی تھی۔ برامکہ خاندان کو انتہائی عروج حاصل تھا باوجود اس کے وہ بھی خلیفہ ہارون کے عتاب سے نہ بچ سکے خلیفہ کی حکومت "دیوان العزیز" کے نام سے مشہور تھی جو وزیر اس کی نگرانی کرتا وزیر "دیوان العزیز" کہلاتا تھا وہی وزیر الوزراء (وزیر اعظم) ہوتا تھا اور دیگر محکموں کے وزیر اس کے آگے جواب دہ ہوتے تھے اسے دیگر وزراء پر مکمل ضابطہ حاصل تھا۔

حاجب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد تک کھلی کچہری میں مسائل پر غور کیا جاتا رہا اور ہر ایک سے مل کر حالات دریافت کئے جاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد کھلی کچہری کا رواج ختم ہو گیا تھا خلیفہ عبدالملک نے پہلے پہل یہ عہدہ مقرر کیا لوگوں کے عوامی ہجوم سے بچنے کے لئے حاجب مقرر ہوا کیونکہ عوامی ہجوم کی وجہ سے سرکاری کاموں میں رکاوٹ پڑ جاتی تھی ابن خلدون نے حاجب کے عہدہ پر اعتراض میں لکھا ہے کہ رعایا کو بادشاہ کی ملاقات سے روکنا شرعاً" ناجائز ہے اس لئے خلفاء اس سے پرہیز کیا کرتے تھے جب خلافت سلطنت میں تبدیل ہو گئی تو دروازے پر دربانچی مقرر کیا گیا جو لوگوں سے خود پوچھ گچھ کے بعد خلیفہ سے وقت لے کر لوگوں کو ملاقات کراتا تھا اور دربانچی کو حاجب کا لقب دیا گیا حاجب کا عہدہ نہایت ذمہ داری والا تصور ہوتا تھا عباسی خلفاء نے بھی اس عہدہ کو بدستور قائم رکھا بنو عباس کے دور میں لوگ زیادہ تر خلیفہ کی ملاقات سے محروم رہنے لگے حاجب ہی غیر ملکی نمائندوں کی پوچھ گچھ کے بعد خلیفہ اور ان کے درمیان ملاقات کے وقت کا تعین کرتا تھا مہمات میں حاجب مشیر خاص تصور ہوتا تھا عہد عباسیہ کے دور اوّل میں فضل بن ربیع ایک نامور حاجب تھا جس نے ہارون الرشید کی نگاہوں میں برامکہ کا وقار ختم کر کے خود شہرت پائی تھی اور امین الرشید اور مامون الرشید کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر دونوں کے درمیان خانہ جنگی کرا دی تھی بنو عباس کے عہد اوّل میں وزیر اور حاجب کے عہدے الگ الگ نہ تھے حاجب کی ذمہ داریوں کے پیش نظر وزیر کا عہدہ الگ کیا گیا کیونکہ دونوں فرائض حاجب کی انجام دہی کے لئے مشکل تھے۔

مرکزی محکمے

عباسی عہد میں نظام حکومت کو بہتر بنانے کی غرض سے کئی نئے محکمے وجود میں لائے گئے بعض محکمے بنوامیّہ کے دور میں ہی وجود میں آچکے تھے بعض محکمے ضرورت کے پیش نظر عباسی عہد میں قائم کئے گئے یہ محکمے عباسی عہد کی ایک صدی کے اندر معرض وجود میں آئے' دیوان الاذمہ' دیوان ناظر فی المظالم' دیوان النفقات' دیوان الصوافی' دیوان الضیاع' دیوان السر' دیوان الارض' دیوان التواقیع اس طرح جملہ تیرہ محکمے عباسی عہد میں وجود میں آچکے تھے۔ جو پہلے کام کر رہے تھے وہ یہ تھے دیوان الجند' دیوانالخراج' دیوان الرسائل' دیوان الخاتم

دیوان الجند

حضور ﷺ کے دور میں باقاعدہ رجسٹرڈ فوج نہ تھی مجاہدین ہی اسلام کے ناموس کے لئے جنگ لڑا کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد تک یہی طریقہ رائج رہا ان مجاہدوں کو کوئی معاوضہ نہ ملتا تھا صرف بیت المال پر انحصار کیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں مجلس شوریٰ کی منظوری پر یہ محکمہ قائم ہوا اور اسلامی فوج کی باقاعدہ بھرتی اور باقاعدہ تنخواہ شروع ہوئی اموی عہد میں دیگر تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ فوج میں بھرتی اور ریٹائرڈ کا طریقہ' تنخواہیں اور وظائف کی تقسیم اور اعلیٰ فوجی خدمات پر انعام وغیرہ کا نظام باقاعدہ رائج کیا گیا۔ دیوان الجند کے نام پر محکمہ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی اموی عہد میں قرابت داری اور تعلقات کی بنیاد پر وظائف کی تقسیم کو ترجیح دی جاتی رہی انہوں نے اس کو فوجی خدمات کا معاوضہ نہ سمجھا اور یہ تصوّر قائم کر لیا کہ حکومت کی طرف سے انہیں گزارہ مل رہا ہے بنو عباس کے دور میں اس محکمہ کی تمام غلط پالیسیوں کو منسوخ کر کے نئے طریقے وضع کئے گئے جو نسلی اور گروہی امتیازات سے بالاتر تھے اور ہر حقدار کو معاوضہ بلا امتیاز دیا جانے لگا عباسی عہد میں فوج کو کبھی دو بار سال میں اور کبھی چار بار تنخواہ دی جاتی تھی۔ اس محکمہ کی اہمیت کے پیش نظر خلیفہ اور وزیر خود اس کی نگرانی کرتے

تھے اس محکمہ کے حکام اعلیٰ نہایت دیانتدار، مدبر اور بہادر ہوتے تھے۔

سپہ سالاروں کے فرائض خلفاء اکثر خود انجام دیتے تھے یا عباسی شہزادے سپہ سالار ہوتے تھے عباسی فوج میں عربی اور ایرانی جوان تھے ایرانی عربوں پر غالب تھے اور مامون الرشید کے عہد تک انہیں یہ اقتدار حاصل رہا۔ معتصم باللہ نے ایرانی عربی فوج کے مقابل ترکوں کی فوج تیار کی جس کی وجہ سے پہلی فوج کا وقار ماند پڑ گیا اس محکمہ نے بلاامتیاز ہر فوجی کو تنخواہ اور وظائف بھی تقسیم کیے۔

دیوان الخراج

اس زمانہ میں حکومت کی آمدنی کا واحد ذریعہ خراج تھا مالیات کے محکمہ کا نام دیوان الخراج تھا اس طرح یہ محکمہ تمام صوبوں اور ملک سے محاصل کی رقوم اکٹھی کرتا تھا ہر صوبہ کی جمع شدہ رقوم میں سے اس صوبہ کی فلاح و بہبود کا اندازہ لگانے کے بعد باقی بچنے والی رقوم اس محکمہ کے پاس جمع ہو جاتی تھی حکومت کو آمدن اور خرچ کی رپورٹ یہی محکمہ پیش کرتا تھا اور یہ محکمہ اپنے پاس حساب رکھتا تھا۔

دیوان الرسائل یا دیوان السر

خلیفہ وقت کے جاری کردہ فرمانوں کی نقول اس محکمہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہوتی تھیں اور آنے والی درخواستوں کو سربمہر کر کے خلیفہ کے دربار میں یہی محکمہ پیش کرتا تھا ان درخواستوں پر ہونے والے احکامات اس محکمہ کے کاتب نوٹ کر کے محفوظ رکھا کرتے تھے اس محکمہ میں بہترین قسم کے کاتب بھرتی کیے جاتے تھے۔ اس محکمہ کا حاکم اعلیٰ میر منشی کہلاتا تھا عباسی عہد میں اس ادارہ کی اہمیت بہت بڑھی یہی محکمہ فرمان جاری کرتا تھا اور صوبوں تک فرامین پہنچاتا تھا آنحضرت ﷺ اور خلافت راشدہ کے دور میں یہ کام کاتبوں کے سپرد تھا۔ امیر معاویہ کے عہد میں باقاعدہ محکمہ وجود میں آیا عباسی عہد میں میر منشی کا مقام ایک وزیر کے برابر تھا۔ دیوان السر کے کاتب اعلیٰ طبقہ سے لئے جاتے تھے خلیفہ منصور و ہارون کے عہد میں دیوان السر کے نام سے خط کتابت ہوتی رہی یعنی اس محکمہ کے دو نام تھے۔

دیوان التواقیع دربار میں عوام جو درخواستیں پیش کرتے اور خلفاء ان عرضیوں پر جو فرامین صادر کرتے تھے اس کی مکمل نقول تیار کر کے ریکارڈ میں رکھنا اس محکمہ کا کام تھا بعد میں دیوان الخاتم کے فرائض بھی اس محکمہ کو تفویض ہوئے

دیوان البرید اس محکمہ کی بنیاد امیر معاویہؓ کے عہد میں پڑی یحیٰ برمکی نے اس محکمہ کی تنظیم نو کے بعد دیوان البرید کی شاخیں ہر صوبہ میں قائم کیں۔ ہر صوبہ کی رپورٹ صاحب البرید لے کر مرکزی دفتر کو فراہم کرتے تھے دیوان البرید میں اس کی نقول تیار کی جاتی تھیں اور ان نقول کو متعلقہ محکموں تک پہنچایا جاتا تھا اگر کوئی اہم بات ہوتی تو خلیفہ تک پہنچائی جاتی تھی اس محکمہ کے پاس ملکوں کے تفصیلی نقشہ جات محفوظ ہوتے تھے جن سے جغرافیہ دان مدد لیتے تھے اس کے حاکم اعلیٰ کو صاحب البرید کہتے تھے جاسوسی اور ڈاک کے نظام بھی اس محکمہ کے سپرد تھے۔ سنگل٭ سے مدد کے علاوہ کبوتروں کے ذریعہ ڈاک روانہ کی جاتی تھی۔

دیوان الازمہ

یہ محکمہ تمام محکموں کی آمدن خرچ اور ریکارڈ کی پڑتال کرتا تھا اور آڈٹ کا کام کرتا تھا۔

دیوان النظر فی المظالم

مذہبی نقطہ نظر سے عدل و انصاف خلیفہ وقت کا اہم فریضہ تھا خلیفہ کے پاس ہر مقدمہ کی سماعت کا وقت نہ ہونے کی وجہ سے یہ محکمہ قائم کیا گیا فوجداری مقدمات کی اپیلیں اور سماعت اس محکمہ کے سپرد تھیں یعنی نظام عدلیہ تھا اور آخری فیصلہ اس دیوان سے ہوتا تھا بعض کئی مقدمات کی سماعت خلیفہ خود کرتے تھے مامون نے ہفتہ میں ایک دن مقدمات کی سماعت کے لئے مقرر کر رکھا تھا اور دینی و شرعی نوعیت کے

مقدمات کی خلیفہ خود سماعت کرتے تھے۔

دیوان النفقات

شاہی دربار کے جملہ اخراجات حرم شاہی کے مصارف انعامات وغیرہ اس محکمہ کے سپرد تھے اور محلات کی تعمیر و ترقی بھی اسی محکمہ کے سپرد تھی۔

دیوان الصوافی

اس محکمہ کے سپرد سرکاری زمینوں کی دیکھ بھال اور زمینوں کے کاشت کاروں کو معاوضہ پر دینا تھا۔ اور کاشت کاروں سے معاوضہ وصول کرنا یہ سرکاری زمینیں تھیں جو کسی کی ملکیت نہ تھیں۔

دیوان الیضاع

خلفاء کی ذاتی جاگیروں کی دیکھ بھال اس محکمہ کے سپرد تھی یہ جاگیریں عراق میں تھیں خلفاء کے موالی اس دیوان کے انچارج تھے

نظام عدلیہ

گو کہ پہلے سے یہ محکمہ موجود تھا عہد عباسیہ میں اس کی تنظیم نو کی گئی خلیفہ محمد المہدی نے امام ابو یوسف کو باقاعدہ قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز کیا تھا اور تمام صوبوں میں قاضی نامزد کئے اس طرح تمام صوبائی عدالتیں قاضی القضاۃ کے ماتحت تھیں چھوٹی عدالتوں کے فیصلوں پر اپیلیں اور آخری سماعت اس ادارہ میں کی جاتی تھیں امام ابو یوسف نے اس عہدہ پر ۷۹۸ھ تک خدمات انجام دیں اسی سال آپ کی وفات

ہوئی آپ ابو حنیفہ کے نامور شاگرد تھے۔

پولیس

حضرت علیؓ کے عہد میں اس محکمہ کا نام 'دیوان الشرطہ' تھا جو اموی دور میں دیوان احداث کہلایا۔ عباسی عہد میں اس محکمہ کو دیوان الشرطہ کا نام دیا گیا۔ عہد عباسیہ کے اوّل دور میں اس دیوان کا حاکم اعلیٰ خلیفہ کے محافظ دستے کا نگران اعلیٰ ہوتا تھا جو خلیفہ کے محافظ دستے کی نگرانی بھی کرتا تھا اور اسے سزائے موت تک دینے کا اختیار تھا۔

عباسی دربار

خلیفہ جب تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوتا سیاہ رنگ کی پگڑی سیاہ چغہ اور واسکٹ میں ملبوس ہوتا تھا جب کوئی خلیفہ نامزد ہو کر بعیت لیتا اس کے کندھے پر آنحضرتؐ کی چادر مبارک رکھی جاتی تھی۔ اور عصاء ہاتھ میں دیا جاتا تھا امراء، وزراء خلیفہ کے ہاتھوں پر بوسہ دے کر وفاداری کا عہد کرتے تھے عباسی دربار کا بہت عملہ ہوتا تھا اس عملہ میں شاہی خاندان کے افراد کے علاوہ محافظ دستہ خلیفہ کے موالی موذن کتاب، حفاظ، داستان گو نجومی کاریگر مسخرے شکاری باورچی خانہ کا عملہ طبیب خدام عالم دین شامل ہوتے تھے بعض اوقات ماہوار خرچہ دس ہزار دینار تک آتا تھا جو شاہی باورچی خانہ کا تھا بعض خلفاء کے دور میں یہ خرچ کم بھی رہا خلیفہ منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو نصیحت کی تھی کہ فضول خرچی نہ کرنا اور سرکاری خزانہ کا بہت خیال رکھنا تاکہ حوادث کے وقت یہ رقم رعایا کے کام آئے بیت المال سے یہ روپیہ شاہی باورچی خانہ کو دیا جاتا تھا =

صوبائی نظام

اموی عہد میں بہت سے علاقے فتح ہو کر مملکت اسلامیہ کے زیر نگیں آچکے تھے اور اسلامی سلطنت وسعت اختیار کر چکی تھی ایشیاء میں چین ترکستان تک یورپ میں فرانس کی جنوبی سرحدوں تک افریقہ میں شمالی ساحل کی آخری حدود تک مسلمانوں کا قبضہ تھا یہ فتوحات اموی عہد کا سنہری کارنامہ تھیں عباسیوں کے عہد میں فتوحات سے بڑھ کر علوم و فنون میں ترقی ہوئی اور اس عہد میں تمام روئے زمین سے تحریریں اور کتب مہیا کر کے عربی میں ترجمہ ہوئیں اموی خلافت کے آخری دور میں تمام ممالک سے بغاوتوں نے سر اٹھایا اور یہی تحریک جو علویوں' عباسیوں نے ہاشمی تحریک کے نام سے چلائی تھی کامیاب ہوئی اور مملکت اندلس بھی علیحدہ ہو گیا جہاں عبدالرحمن نے اموی خلافت کی بنیاد ڈال دی اموی عہد میں مسلمانوں کے قبضہ میں چودہ اور عباسی عہد میں تیرہ صوبے رہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

خلافت عباسیہ کے زیر نگیں صوبے

۱۔ حجاز اس میں عمان' یمن' مدینہ اور مکہ مکرمہ شامل تھے

۲۔ عراق جس میں حلوان کے مقامات کے علاوہ کوفہ' بصرہ اور واسطہ شامل ہیں

۳۔ جزیرہ دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقے اس میں شامل تھے۔

۴۔ شام اس میں متسرین' حمص' دمشق اور فلسطین شامل تھے۔

۵۔ مصر مصر سات ضلعوں پر مشتمل تھا۔

۶۔ المغرب یہ شمالی افریقہ کے علاقے تھے ان میں برقہ' قیروان' اور سلجاسہ' کی فوجی چھاونیاں شامل تھیں۔

۷۔ خراسان ماوراالنہر کے مقبوضات اس صوبہ کے حصے تھے اور یہ صوبہ بہت وسیع تھا۔

۸۔ دیلم یہ صوبہ قمس' جرجان' طبرستان وغیرہ کے اضلاع پر مشتمل تھا۔

۹۔ جبل یہ صوبہ اصفہان اور ہمدان کے پہاڑی علاقوں پر مشتمل تھا۔

۱۰۔ آرمینیا اس میں آرمینیا اور آذربائیجان کے ضلعے شامل تھے۔

۱۱۔ فارس یہ صوبہ شیراز اور اصطخر پر مشتمل تھا۔

۱۲ کرمان اس کا علاقہ پانچ ضلعوں پر مشتمل تھا

۱۳۔ سندھ اس میں مکران منصورہ اور ملتان تک کے علاقے شامل تھے

۱۴۔ خوزستان اس صوبہ میں سوس اور اہواز کے شہر شامل تھے۔

بنو عباس کے دور خلافت میں ان صوبوں کے حاکم اعلیٰ خراسانی رہے کیونکہ خراسانیوں نے عباسی خلافت کے قیام کے لئے اہم رول ادا کئے تھے دار الحکومت میں رہ کر والئی صوبہ پورے صوبے کے انتظامی امور کی نگرانی کرتے تھے جب خلافت میں کمزوری پیدا ہونے لگی والیان صوبہ بغداد میں قیام پر خوش تھے حاکم صوبہ دار خود بغداد میں قیام پذیر ہوئے اور انتظامی امور پر اپنے اپنے نائب مقرر کر دیئے جس وقت مرکزی حکومت میں کمزوری بڑھنے لگی تو والیان صوبہ نے بغاوت کر کے آزاد اور خود مختار سلطنتیں قائم کر دیں چنانچہ خلافت عباسیہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی مرکزی نظام حکومت کی طرح صوبائی نظام حکومت بھی مختلف شعبوں پر منقسم تھا اور مرکزی نظام حکومت کی طرح ہی صوبہ میں نظام رائج تھا صرف صوبائی محکمے والی صوبہ کے ماتحت تھے اور وہی ان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور والئی صوبہ کے توسط سے ان کا مرکزی حکومت سے تعلقات برقرار تھا والئ صوبہ صوبے کا انتظامی سربراہ کہلاتا تھا وہ نماز میں امامت اور سپہ سالاری کے فرائض انجام دیتا تھا۔ والئ صوبہ کے علاوہ ہر محکمہ کے الگ الگ سربراہان تھے جو اپنے محکموں کی نگرانی کرتے تھے اور ان اہم عہدوں پر دیانتدار اور فرض شناس افراد کو مقرر کیا جاتا تھا اور انہیں تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ والئ صوبہ کو اپنے صوبہ میں وہ حیثیت حاصل تھی جس طرح مرکز میں خلیفہ کو حاصل تھی حاکم صوبہ خلیفہ کے احکامات اور تبادلہ و برطرفی کا پابند تھا۔ وہ خلیفہ کے ہر حکم کی تعمیل کرتا تھا تبادلہ کی صورت میں نئے صوبہ دار کو چارج دینے کا پابند تھا جس میں ہر کمی بیشی کی پوچھ گچھ ہوتی تھی اور اسکی اطلاع خلیفہ تک پہنچائی جاتی تھی۔ حاکم صوبہ پر کسی قسم کا جرم ثابت ہونے پر مستحق سزا ہوتا تھا۔ اس دور میں خبر رسانی کا محکمہ نہایت بہتر تھا۔ اور ہر حاکم صوبہ اور دیگر عمال کی خفیہ خبریں یہی محکمہ خلیفہ تک پہنچاتا تھا اور اس طرح خلیفہ صوبوں کی نگرانی کرتا تھا ہر صوبہ کی عدالتوں میں قاضی مقرر

تھے۔

حاکم صوبہ قاضی کے فیصلے پر عمل کرانے کا پابند تھا حاکم صوبہ انتظامیہ کا سربراہ تھا اور مرکزی صاحب الشرطہ کو بھیج دیتا تھا مرکزی صاحب الشرطہ عوام کے جان و مال و عزت کے محافظ تھے وہ ہر روز کی کاروائی کی رپورٹ مرکزی دفتر بغداد کے صاحب الشرطہ کو بھیج دیتا تھا۔ مرکزی صاحب الشرطہ اس کے مقامی کاموں کی نگرانی کرتا تھا صوبائی محکمے اور عمال حکومت کے نظم و نسق کو بحال رکھنے میں معاون تھے اور خلفاء مرکزی نظام حکومت کے ساتھ ساتھ صوبائی نظام پر بھی خاصی توجہ دیا کرتے تھے اس پر رعایا کی خوشحالی کا انحصار تھا۔

ذرائع آمدنی

اس عہد کے ذرائع آمدنی وہی تھے جو اموی عہد کے تھے ذرائع آمدنی میں خمس غنائم زکواۃ' جزیہ' خراج' عشور' کانوں کی آمدنی' باج' تحائف وغیرہ شامل تھے۔ عہد عباسیہ کے ابتدائی دور میں شرح آمدنی ۵۰/۴۰ کروڑ درہم تھی یہ رقم دیوان الخراج میں بچت کی جاتی تھی جو تمام صوبوں کے اخراجات کے بعد مرکز میں بچت کے طور پر جمع ہوا کرتی تھی۔ ان ذرائع آمدن کے علاوہ زمین کا لگان بھی تھا۔ خلاف راشدہ کے وقت یہ لگان پیداوار کا نصف تھا جو عہد مامون میں کم کر کے 2/5 کر دیا گیا ہے

خلافت عباسیہ کی امتیازی خصوصیات

علامہ طبری کا قول ہے کہ عباسی خاندان کی خلافت کی ابتدائی آنحضرت ﷺ کے اس قول سے ہوئی کہ آپؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو بتا دیا تھا کہ کچھ عرصہ بعد خلافت ان کی اولادوں میں منتقل ہو جائے گی۔ اس وجہ سے حضرت عباسؓ کی اولادیں خلافت کی متوقع تھیں اور اس کے متعلق ان کے درمیان بات بھی ہوا کرتی تھی جس وقت اموی خلافت کو فتح کرنے کی غرض سے ہاشمی تحریک چلائی گئی بعد ازاں اس تحریک کی باگ ڈور عباسیوں کے ہاتھوں میں آکر اور بہت زیادہ مضبوط ہو گئی۔ بنو امیہ کے

تمام مخالفین کو تمام ملکوں سے یکجا کر کے تحریک میں شامل کر لیا گیا اور یوں کہا کہ ہاشمی خلافت قائم ہو گی مگر بعد میں خلافت عباسیوں میں آ گئی۔ سفاح نے بیعت خلافت کے بعد جامع کوفہ میں ایک خطبہ دیتے ہوئے بیان میں کہا جس میں بنو عباسؓ کی فضیلت بیان کی گئی۔ اور کہا کہ خدا نے ہمیں حضورؐ کے قرابتداروں میں پیدا کیا ہے اور حضورؐ کے خاندان سے پیدا کیا ہے اور خود ان کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا خدا نے اسلام اور قرابت رسولؐ کی وجہ سے ہمارا مرتبہ بلند کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بنو امیّہ کو اس قابل نہ سمجھا تو اس نے ہمارے ہاتھوں سے اسے تباہ کر ڈالا۔ اور ہمارا حق ہمیں دے دیا جس طرح خدا نے ہمارے خاندان سے حکومت کی ابتداء کی تھی اور اس حق کو ہم تک پہنچا دیا ہے ہم اہل بیعت صرف خدا سے ہی توفیق طلب کرتے ہیں۔ سفاح حضرت عباسؓ کی پانچویں پشت میں تھا۔ سفاح کے چچا داؤد بن علی نے بھی اس موقعہ پر تقریر کی اور کہا اب ہم اللہ اور اس کے رسولؐ اور عباسؓ کے واسطے اپنے اوپر یہ ذمہ داری لیتے ہیں کہ حکومت کے معاملے میں ہم ہر خاص و عام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے مطابق عمل کریں گے تم لوگوں کو یہ معلوم رہے کہ اب یہ خلافت ہمارے خاندان ہی میں رہے گی۔ یہاں تک کہ ہم خود عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے۔ ان خطبات کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ عباسی اہل بیت ہونے کی بناء پر اپنے آپ کو خلافت کا جائز وارث تصور کرتے تھے اور تحریک کی کامیابی پر انہوں نے اعلان کر دیا اس کے بعد علویوں نے عباسی خلافت کی مخالفت شروع کر دی بنو عباس کی فضیلت و توجیح علویوں کو بہت ناگوار گزری اور نفس ذکیہ نے سخت الفاظ میں خلیفہ منصور کو ایک خط لکھ کر علویوں کو خلافت کا جائز وارث قرار دیا جس کے جواب میں خلیفہ منصور نے دلائل دے کر خود کو جائز وارث قرار دیا۔ خلیفہ نے اپنے خط میں چند اہم نکات جو جائز وارث ہونے کے بارے میں لکھے درج کئے جاتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے اسلام قبول کر لیا تھا جب کہ ابو طالب نے اسلام قبول نہ کیا۔ لہٰذا ابو طالب پر عباسؓ کو فضیلت حاصل ہے اور قبول اسلام کی وجہ سے عباسؓ کی اولادیں ابو طالب کی اولادوں سے افضل ہیں نفس ذکیہ نے فاطمۃ الزہرہؓ کی اولاد ہونے کی بناء پر خلافت کا جائز وارث خود کو ظاہر کیا تھا۔ خلیفہ منصور نے اس کے جواب میں لکھا کہ فخر نسبی کی بنیاد عورتوں کی قرابت داری پر نہیں رکھی جا سکتی کیونکہ عورت کو ولایت و امامت کا حق نہیں دیا گیا اس لئے ان کی اولادیں بھی امامت و خلافت کی حقدار نہیں ہو سکتی پھر یہ بھی لکھا کہ عہد جہالت ہو یا اسلام دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف و فضل ایسا نہیں کہ حضرت

عباسؓ اس کے وارث و مورث نہ ہوئے ہوں خلیفہ منصور نے بنو عباس کی دینی سیادت پر بہت زور دیا اور دنیاوی قیادت پر بھی بہت زور دیا۔ خلیفہ منصور خلافت کو خدا کا انعام کہتا تھا اور ساتھ یہ بھی کہتا تھا کہ اس کی حفاظت خلیفہ پر فرض ہے اس کے دور میں خلیفہ کے مخالفین کو دین اسلام کے مخالفین کہا جاتا تھا اس وجہ سے خلیفہ یا خلافت کے خلاف چلائی جانے والی بغاوتوں کو قتل و خون سے دبایا جاتا رہا بنو عباس کی دینی برتری دور عروج تا دور زوال تک بحال و برقرار رہی یہی وجہ تھی کہ سیاسی اقتدار کے خاتمہ کے باوجود بھی مشرق کے مسلمانوں میں دینی پیشوا گنے جاتے رہے چونکہ بنو عباس کی خلافت کی بنیاد قرابت رسولؐ پر رکھی گئی تھی اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات بٹھادی گئی تھی کہ خلافت بنو عباسؓ کے ساتھ ہی اسلام کی عظمت و بقاء وابستہ ہے انہی وجوہات کے پیش نظر برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں میں خلفاء عباسیہ اور عباسی شہزادوں کا احترام پایا جاتا تھا خلافت عباسیہ مصر کے دور میں اس خاندان کے کئی مبلغ اور عالم دین تبلیغ اسلام کی غرض سے برصغیر پاک وہند میں آتے رہے اور یہاں کے ہی ہو کر رہ گئے اور اس خاندان کے لوگوں نے یہاں رہ کر علوم و فنون کے خزانے بکھیر دیئے اس کے بعد خلفاء کے ناموں کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے جنہوں نے بغداد اور مصر میں خلافت کے فرائض انجام دیئے۔ صـ ۱۷۳ پر ملاحظہ فرمائیں

خلافت عباسیہ مصر' خلیفہ مستنصر باللہ احمد عباسی ۶۵۹ھ

ساڑھے تین سال تک کا عرصہ گزر گیا کہ دنیائے اسلام میں کوئی خلیفہ نہ تھا۔ آخر ۱۲۶۲ء میں خلافت عباسیہ مصر کا قیام عمل میں آیا جو اڑھائی صدیوں سے زائد عرصہ تک قائم رہی ان خلفاء کے اختیارات محدود تھے ان خلفاء کی حیثیت محض رسماً" و تبرکاً" تھی سلطان ان خلفاء کا وظیفہ مقرر کر دیتے تھے۔ جس سے خلفاء اپنی گزر بسر کرتا رہے مصر میں خلفاء عباسیہ کی وہ حیثیت بھی نہ تھی جو دوران زوال میں خلفائے بغداد کی تھی ہر نیا بادشاہ یا سلطان ان خلفاء سے القاب و خلعت حاصل کرتا تھا۔ اور سلطان سیاہ سفید کا مالک ہوتا تھا۔ ان خلفاء کی علیحدہ تاریخ نہیں ضمناً" ان کے حوالے تاریخ سے ملتے ہیں۔ خلافت عباسیہ مصر کی تاریخ ظاہر باللہ عباسی کے فرزند ابو القاسم ظاہر باللہ الملقب بہ مستنصر باللہ عباسی سے ابتداء ہوئی جس وقت خلافت عباسیہ بغداد تباہ ہو گئی تو پورے عالم اسلام میں اس کا سوگ منایا گیا کیوں کہ تمام عالم اسلام پر پھیلے ہوئے حکمران خلفائے عباسیہ کے سند یافتہ تھے۔ اور عباسی خلفاء کو اپنا دینی پیشوا مانتے تھے۔ اور ہر لحاظ سے بغداد کو ایک مرکزیت بھی حاصل تھی۔ اور ہر مسلمان کی یہ خواہش تھی کہ خلافت عباسیہ دوبارہ قائم ہو سکے مصر میں ممالیک کی حکومت کا قیام ابھی نیا نیا ہوا تھا۔ چنانچہ مصر کے سلطان ظاہر بیبرس کو یہ شوق پیدا ہوا کہ عباسی خلافت کا سہرا ہمارے سر پر آئے تاکہ عالم اسلام میں مصر کو عزت و احترام مل سکے اور بہت جلد دنیائے اسلام میں مصر کی ناموری پیدا ہو جائے لہٰذا سلطان بیبرس نے کھوج نکال کر یہ معلوم کیا کہ کوئی عباسی شہزادہ تاتاریوں سے بھاگ کر ایک قافلہ کے ہمراہ مصر آیا تھا اس نے اس عباسی شہزادے کو بہت تلاش کے بعد حاصل کر لیا ۶۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ ابو القاسم احمد بن ظاہر کو ایک جلوس کے ہمراہ قاہرہ لایا گیا اس جلوس میں عمال سلطنت علماء قضا اور بڑے بڑے نامور لوگ شامل تھے۔ یہود و نصاریٰ کے لوگ بھی انجیلیں لئے ہوئے اس جلوس میں شریک تھے اور جلوس عباسی شہزادہ کو ہمراہ لے کر قلعۃ الجبل آکر ٹھہرا' اور بڑے عزت و احترام سے ایک مجلس خاص کا بندوبست کیا گیا۔ قاضی تاج الدین نے بھرے دربار میں ان عرب سرداروں سے شہادت لی جن کے ہمراہ یہ شہزادہ آیا تھا۔ انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ شہزادہ ظاہر بامر اللہ عباسی کا فرزند ہے اور عباسی خاندان سے ہے اس کے بعد سلطان بیبرس نے شیخ الاسلام عزالدین قاضی تاجدین' عمائد و ارکان سلطنت نے مستنصر

باللہ کا لقب دے کر بیعت لی۔ اور اسے خلیفہ بنانے کے بعد دنیائے اسلام میں خلافت عباسیہ مصر کا چرچا کیا۔ اور سکہ خطبہ خلیفہ کے نام سے جاری کر دیا۔ ظاہر بیبرس نے لاکھوں روپے کے اخراجات سے خلیفہ کو آسائش کے سامان مہیا کئے خلیفہ نے اسی دربار میں سلطان کو فرمان خلعت اور سیاہ رنگ کا عمامہ طوق زریں پہنا کر مصری حکومت کی باقاعدہ سند عطا فرمائی اور پورے عالم اسلام میں دوبارہ عباسی خلافت کے قیام کی خبر پہنچی تو مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور پھر خلافت عباسیہ مصر کو اپنا دینی مرکز تصوّر کیا اب مصر کا بھی ایک وقار قائم ہو گیا تھا۔ اب سلطان فرمان حکومت خلعتیں اور القابات کے حصول کے لئے خلافت عباسیہ مصر کی طرف متوجہ ہونے لگے چند خلفاء نے اپنے محدود اختیارات کو وسیع کرنے کے لئے سعی بھی کی مگر نتیجہ یہ نکلا یا تو انہیں خلافت سے ہاتھ دھونے پڑے یا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑی مملوک حکمران ان کو ایک حد سے تجاوز نہ کرنے دیتے تھے۔ اور جملہ اختیارات سلطانوں کے ہاتھوں میں ہوتے تھے۔ وہ صرف عباسی خلافت کے نام پر اپنی ناموری اور شہرت کے متمنی تھے۔ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد مستنصر باللہ نے سلطان سے مشورہ کیا کہ بغداد پر حملہ کر کے بغداد فتح کیا جائے سلطان نے دس لاکھ روپے خرچ کر کے فوج کو مسلح کیا اور فوج خلیفہ کے حوالے کی اور بغداد پر حملہ کرنے کا مشورہ بھی دیا سلطان خود بھی دمشق تک خلیفہ کے ہمراہ گیا ۶۵۹ھ میں ہی خلیفہ فوج لے کر شام سے دمشق کی طرف اور پھر عراق کی جانب بڑھا موصل سنجار اور جزیرہ کے حکمرانوں نے بھی خلیفہ کو بغداد پر حملہ کرنے قبضہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اور ان حکمرانوں نے خلیفہ کی مدد بھی کی تو خلیفہ نے حدیثہ اور ہیت، پر قبضہ کر لیا جب خلیفہ نے بغداد پر حملہ کیا تو تاتاری فوجیں بھی سامنے نکل گئیں دونوں فوجوں میں شدید جنگ ہوئی مگر مصری فوجوں کو شکست ہو گئی اور خلیفہ اسی لڑائی میں ایسا لاپتہ ہوا یہ بھی نہ معلوم ہو سکا خلیفہ شہید ہوا یا قیدی بنایا گیا اس خلیفہ نے کل چھ ماہ تک خلافت کی تھی۔

خلیفہ الحاکم بامر اللہ عباسی ۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ

فضل المسترشد باللہ بن ابو بکر بن علی بن الحسن بن ابو العباس احمد الملقب بہ الحاکم بامر اللہ عباسی جو خلیفہ بغداد مسترشد باللہ عباسی کی اولاد سے تھا۔ اور بغداد کی تباہی کے وقت تاتاریوں سے فرار ہو کر شام

کے ایک گاؤں "رحبہ" میں آکر قیام پذیر ہوا تھا۔ سلطان بیبرس کو پھر یہ خبر ملی کہ کوئی عباسی شہزادہ شام میں رہائش پذیر ہے اسے معززین و عمائد سلطنت کے ایک جلوس کے ہمراہ مصر لایا گیا بڑے شان و احتشام سے ایک دربار خاص منعقد کیا گیا اور شہادت کی روشنی میں اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہ خلیفہ بغداد مسترشد باللہ کی اولاد سے ہے۔ پھر شہزادے کو قاہرہ لایا گیا اور رسم خلافت و بیعت کے بعد حاکم بامراللہ لقب دے کر عہدہ خلافت پر فائز کیا گیا خلیفہ نے حسب دستور سلطان بیبرس کو فرمان سلطنت دے کر مملکت کا مختار بنا دیا اس خلیفہ کا عہد خلافت ۴۰ سال کا ہے اس کے عہد میں مصر پر نو سلطان فرمانروا ہو گزرے لیکن خلیفہ احمد الحاکم کا زیادہ عرصہ قید و بند میں گزرا تاریخ الخلفاء میں سیوطی لکھتے ہیں کہ "رمضان ۶۶۳ھ میں سلطان نے خلیفہ کو پردہ میں رکھا اور لوگوں کو خلیفہ سے ملنے جلنے پر پابندی لگا دی کیوں کہ بہت سے لوگ شہر میں جا کر لایعنی باتیں اڑایا کرتے تھے۔ خلیفہ احمد کا اصل منشاء خلافت کا وقار قائم کرنے اور اپنے اختیارات کو وسعت دینے کا تھا۔ چنانچہ دوسری طرف سلطان ظاہر کے خیالات صرف عباسیوں کے نام پر اپنی مملکت کو تقویت اور ناموری دینا تھا۔ اور عباسی خلفاء کو تبرکاً" ہی رکھ کر اپنی شہرت دنیائے اسلام میں چمکانا چاہتا تھا۔ اسی وجہ سے ان دونوں کے درمیان ایک اختلاف پیدا ہوا تھا۔ سلطان اپنے خلاف خلیفہ کے کسی اقدام کو پسند نہ کرتا تھا" تاریخ اسلام کے مطابق ۶۶۳ھ میں سلطان نے خلیفہ کو نظر بند کر دیا اس طرح خلیفہ نے سلطان سیف الدین کے زمانہ تک مکمل ۲۷ سال کا عرصہ نظر بندی میں گزارہ ۶۸۹ھ میں ملک اشرف نے خلیفہ کو آزاد کیا۔ ۶۹۴ھ میں خلیفہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے خانہ کعبہ گیا حج سے واپس آیا تو سلطان ملک العادل نے پھر خلیفہ کو لوگوں کے میل جول سے باز رکھا حتیٰ کہ دو سال بعد سلطان منصور لاجین نے اپنے عہد ۶۹۶ھ میں دوبارہ خلیفہ پر سے یہ پابندی اٹھا لی اور وظیفہ کی رقم میں بھی اضافہ کیا۔ خلیفہ نے دوبارہ فریضہ حج کے لئے تیاری کی تو سلطان نے ۶۹۷ھ میں سات لاکھ درہم خلیفہ کو اخراجات کے لئے دیئے اور مکہ روانہ کیا حج سے واپس آنے کے بعد خلیفہ نے ۱۸ جمادی الاول شب جمعہ ۷۰۱ھ میں وفات پائی اور سیدہ نفیسہ کے مزار کے قریب دفن کیا گیا خلیفہ نے وقار خلافت کو بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش جاری رکھی جس کی وجہ سے زندگی کا بہت عرصہ نظر بندی میں گزرا۔ اور صرف امیرالمومینین کے علاوہ خلافت کے اختیارات حاصل نہ ہوئے اس کے عہد میں بہت سارے تاتاری مسلمان ہوئے تھے۔ اور ان کے وظائف مقرر کر دیئے گئے تھے۔ ۶۶۲ھ میں مصر میں

ایک طوفانی زلزلہ آیا ۶۶۳ھ میں مصر کے ہاتھ سے نکلے ہوئے ۳۲ شہروں پر دوبارہ مصر کا قبضہ ہوا اسی سال ہلاکو خان مرا اسی سال چاروں مسلک کے قاضی مصر میں مقرر ہوئے۔ ۶۷۹ھ میں مصر میں شدید ژالہ باری ہوئی ۶۸۰ھ میں تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا شدید جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح ہوئی ۶۹۴ھ میں ہلاکو خان کا ایک فرزند ابغاخان مسلمان ہوا اور اسلام کی اشاعت میں اضافہ ہوا خلیفہ نے وفات سے پہلے اپنے بیٹے ابو الربیع سلمان کو اپنا ولی عہد نامزد کیا تھا۔ خلیفہ کے جنازے کے ساتھ تمام ارکان سلطنت پیدل قبرستان تک گئے خلیفہ احمد حاکم بامراللہ جمعرات ۸ محرم ۶۶۱ھ میں تخت نشین ہوا تھا۔ اور ۱۸ جماوی الاوّل ۷۰۱ھ میں وفات پائی خلیفہ نہایت پرہیز گار عالم دین عابد وزاہد تھا۔

خلیفہ مستکفی باللہ ۷۰۱ تا ۷۴۰ھ

مستکفی باللہ ابو الربیع سلمان بن الحاکم بامراللہ کی تاریخ پیدائش ۱۵ محرم ۶۸۴ھ ہے والد کی زندگی میں ہی ولی عہد مقرر ہوا اور اس کے نام کا خطبہ مصر و شام میں پڑھا گیا اور ولی عہدی کی خبر تمام ممالک تک پہنچائی گئی۔ خلفاء اپنے کنبہ کے ساتھ کبش میں رہائش رکھتے تھے۔ سلطان ناصر نے انہیں قلعہ میں منتقل کیا اور خاندان خلفاء کے وظائف میں بھی اضافہ کیا۔ ۷۰۲ھ میں تاتاریوں نے شام پر چڑھائی شروع کر دی خلیفہ اور سلطان دونوں میدان جنگ میں شریک ہوئے اور تاتاریوں کو قتل کرنے کے بعد شکست دی ۷۰۲ھ میں مصر میں شدید زلزلہ سے جانی مالی نقصان ہوئے۔ ۷۰۳ میں جامع مسجد حاکم میں نئے قانیوں کا تقرر کیا گیا علم صرف و نحو احادیث و فقہ کی درس و تدریس شروع کیگئی ۷۱۷ھ میں دریائے نیل میں طغیانی کی وجہ سے بے شمار بستیاں بہہ گئیں اور جانی مالی نقصان ہوا۔ ۷۲۸ھ میں مسجد الحرام کی دوبارہ توسیع و تعمیر کا کام کیا گیا ۷۳۱ھ میں سلطان نے بندوق چلانے تیر کمان کی فروخت اور نجومیوں کی پیشنگوئی پر پابندی عائد کردی سلطان نے کعبہ کا پرانا دروازہ جس پر والئی یمن کا نام کندہ تھا۔ اکھڑوا کر نیا دروازہ لگوایا جس پر چاندی کے پترے چسپاں کروائے گئے۔ اور پرانے دروازے کے تختے بنو شیبہ لائے گئے سلطان ناصر اور خلیفہ کے درمیان ۳۲ سال تک نہایت دوستانہ تعلقات قائم رہے وہ ایک ساتھ جنگوں میں شرکت کرتے آخر ان کے درمیان شرپسندوں نے اختلاف پیدا کر دیا وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ خلیفہ نے کسی کو ایک

خط لکھا تھا۔ جس میں خلیفہ نے سلطان کو شرعی حدود کی خلاف ورزی کے پیش نظر قاضی کے پاس پیش کرنے کا لکھا تھا۔ چنانچہ یہ خط پکڑا گیا۔ اور سلطان کو پیش کیا گیا۔ خط سلطان نے پڑھا اور خلیفہ کو قلعہ میں نظر بند کرا دیا اور لوگوں سے ملاقات کی پابندی لگا دی باختلاف رائے ۷۳۶ھ یا ۷۳۶ھ میں خلیفہ کو قوص بھیج دیا گیا وظائف میں کمی کر کے تنخواہ مقرر کی گئی۔ خلیفہ مستکفی باللہ نے ۷۴۰ھ میں ۵۰ سال سے تجاوز کرتے ہوئے قوص میں وفات پائی اور وہاں ہی دفن ہوا بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ سلطان نے خلیفہ کو قوص بھیجنے سے پہلے دو مرتبہ نظر بند کیا اور قوص بھیجنے کے بعد وظیفہ کی رقم میں اتنی کمی کی کہ بمشکل گزر بسر ہوتی تھی۔ سیوطی تاریخ الخلفاء میں کتاب الدر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ "خلیفہ مستکفی فاضل سخی نہایت خوش نویس اور شجاع شخص تھا۔ چوگان کھیلنے اور بندوق کا نشانہ لگانے میں استاد تھا۔ علماء اور ادباء کی محفل میں بیٹھا کرتا تھا۔ ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اور ان سے محبت کرتا تھا۔ نظر بندی کے دور میں بھی خلیفہ کے نام کا خطبہ جاری رہا تاریخ الخلفاء میں ابن فضل اللہ کتاب المسالک کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ" خلیفہ مستکفی نرمی میں بہت مشہور تھا" تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ نے مصر سے بڑھ کر نظر بندی میں قوص میں عزت و شہرت پائی۔

ابوبکر بن مستکفی الملقب بہ معتضد باللہ اوّل ۷۴۸ھ تا ۷۶۳ھ

باختلاف، رائے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ ۷۵۳ھ میں اس کے بھائی حاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن مستکفی ثانی کی وفات کے وقت خلیفہ نامزد کیا گیا" شاہ معین الدین ندوی تاریخ اسلام میں مقریزی کے بیان کے مطابق ۷۴۸ھ تا ۷۶۳ھ خلیفہ معتضد کا عہد خلافت ہے دونوں مصنفین نے تاریخ وفات پر اتفاق کیا ہے لیکن خلیفہ نامزد ہونے کی تاریخ پر اختلاف ہے شاہ معین الدین سن جلوس مقریزی کے حوالہ سے ۷۴۸ لکھتے ہیں حاکم بامر اللہ ثانی جس کا لقب دادا کے نام پر خلیفہ بنتے وقت رکھا گیا اس خلیفہ کے انتقال کے بعد اس کا بھائی معتضد باللہ کو قضاۃ عمائد مصر نے خلیفہ مقرر کیا اس کے عہد خلافت میں مصر کے تین سلطان بدلے خلیفہ احمد حاکم ثانی با اثر اور پر وقار اور مدبر خلیفہ تھا۔ سلطانوں کے ساتھ اس کے اچھے تعلقات کی وجہ سے کبھی کوئی مخالفت پیش نہ آئی اور اس کے عہد تک قدرے وقار خلافت

بھی بحال رہا۔ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وقار خلافت جاتا رہا اس کے عہد خلافت میں زرگروں پر ٹیکسوں کی آمدنی خلیفہ کو گزر بسر کے لئے بطور وظیفہ دی جاتی تھی۔ جس سے گزارہ مشکل ہوتا تھا۔ خلیفہ اور اہل خاندان کی اس تنگدستی کے پیش نظر مصر کی حکومت نے سیدہ نفیسہ کے مزار کی آمدنی بھی خلیفہ کے نام کر دی جس سے ان کی زندگی آسودہ حالی سے بسر ہونے لگی مگر مزار کی آمدنی خلیفہ کے نام منتقل ہونے کی وجہ سے وقار خلافت جاتا رہا۔ معتضد باللہ نے جماوی الاول ۷۶۳ھ میں وفات پائی۔ سیوطی لکھتے ہیں کہ "معتضد نیک متواضع اور اہل علم کو دوست رکھنے والا شخص تھا۔"

خلیفہ المتوکل علی اللہ پہلی مرتبہ ۷۶۳ھ تا ۷۸۵ھ

خلیفہ معتضد باللہ کی وفات کے بعد ابو عبداللہ متوکل علی اللہ مصر کا خلیفہ بنایا گیا۔ جمادی الثانی ۷۶۳ھ میں خلیفہ بنا اس نے ۴۵ سال کا عرصہ گزارا اس مدت میں وہ عرصہ بھی شامل ہے جو مصر کے سلطانوں سے اختلافات کی وجہ سے قید و بند میں گزرا تاریخ اسلام میں ہے کہ "متوکل دل و دماغ اور حوصلہ ہمت والا خلیفہ تھا۔ اس نے ذاتی اثر واقتدار قائم اور خلافت کے وقار کو زندہ کرنے کی کوشش کی اس سلسلہ میں اس کو دو مرتبہ معزول ہونا پڑا لیکن آخر کار کامیاب ہوا اور سلاطین سے خلافت کی حیثیت منوالی خلیفہ آزاد ذہن اور باہمت تھا۔" وہ وقار خلافت کو بحال کرنا چاہتا تھا۔ جس کی وجہ سے سلاطین مصر کو اس کی یہ خود سری ناگوار گزرتی تھی۔ اور سلاطین سے اختلافات کی وجہ سے معزول ہوتا رہا۔ خلیفہ متوکل کے ہاں سو اولادیں ہوئیں کچھ نے ایام بچپن ہی میں انتقال کیا اور اکثر بڑے ہو کر بھی مرتے رہے۔ اور کچھ اسقاط حمل ہو گئے ان میں سے پانچ بیٹوں کی اولادیں جو خلافت مصر پر آتی رہیں۔ المستعین باللہ، المعتضد داؤد، المستکفی سلیمان، القائم بامر اللہ، المستنجد یوسف تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں "سلطان منصور علی بن شعبان کا نائب الحکومت امیر اینبک متوکل کا سخت مخالف ہو گیا۔ ۷۷۹ھ میں خلیفہ متوکل کو معزول کرنے کے بعد اس نے خلیفہ کے چچازاد بھائی کو خلیفہ بنایا امراء و عمائد و اراکین سلطنت نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ پندرہ دن تک امیر اینبک سے گفتگو کے بعد متوکل کو دوبارہ بحال کیا گیا۔ سلطان منصور علی بن شعبان نے ۷۸۳ھ میں وفات پائی تو اس کے کمسن لڑکے کو نائب الحکومت ظاہر

برقوق نے اپنے لالچ کے پیش نظر سلطان بنایا اور جملہ اختیارات خود قبضہ میں لے کر سلطنت پر قابض ہو گیا یہ چرکسی خاندان سے تھا اس طرح ممالیک سے نکل کر یہ سلطنت چرکسی خاندان میں چلی گئی۔ اور جبراً" برقوق نے قبضہ کر لیا۔ اس کے اس داؤ پیچ کی وجہ سے عمائد و اراکین سلطنت برقوق کے خلاف ہو گئے اور خلیفہ کو بھی ہم خیال بنا کر برقوق کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ چنانچہ خلیفہ نے مصر و شام کے امراء کو خطوط لکھے اور اس جبری قبضہ کو غیر شرعی قرار دیتے ہوئے انہیں لکھا کہ برقوق جس وقت گوئے چوگان کھیل رہا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے اس بات کی خبر برقوق تک پہنچ گئی۔ برقوق نے قضاۃ کی عدالت میں متوکل کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا اور متوکل کی معزولی کا فتویٰ عدالت سے حاصل کرنا چاہا قضاۃ نے ایسا فتوئی جاری کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ ۷۸۵ھ میں برقوق نے خلیفہ کو خود معزول کرنے کے بعد قلعۃ الجبل میں قید کر دیا اور محمد بن ابراہیم کو واثق کا خطاب دے کر خلیفہ بنا دیا جس نے ۷۸۸ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد متوکل کے بھائی کے لئے عوام نے بہت غم و غصّہ کا اظہار کیا برقوق نہ مانا اور متوکل کے بھائی محمد زکریا کو المستعصم باللہ کا لقب دے کر خلیفہ بنا لیا۔ جو ۷۹۱ھ تک عہدہ خلافت پر فائز رہا اس کے بعد پھر عوام و عمائد و اراکین نے غم و غصّہ کا اظہار کرتے ہوئے متوکل کے بھائی پر زور دیا اور بے چینی و اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ جس کی وجہ سے برقوق نے گھبرا کر ۷۹۱ھ میں متوکل کو دوبارہ بحال کیا متوکل نقد مالیت اور جاگیروں کا مالک تھا۔ شب سہ شنبہ ۱۸ رجب ۸۰۸ھ میں خلیفہ متوکل علی اللہ نے وفات پائی۔

محمد الملقت بہ متوکل علی اللہ ثالث مصر کا آخری خلیفہ تھا ۴ سال کی خلافت کے بعد سلطان سلیم اول نے مصر پر قبضہ کر لیا اور حکومت ممالیک کا خاتمہ ہوا مصر کی خلافت پر فائز خلفاء محض برائے نام تھے سلطان سلیم کے حق میں خلیفہ نے دستبرداری پیش کی اور آنحضرت ﷺ کے تبرکات علم، تلوار اور موئے مبارک اور حرمین شریفین کی چابیاں سلطان سلیم کے حوالے کر دیں یہ چند چیزیں خاندان عباسیہ میں بطور نشانی خلافت چلی آ رہی تھیں اس دن سے عباسی خلافت خاندان عثمانی کے ہاتھوں میں چلی گئی اور ممالیک کے ساتھ عباسی خلافت کا بھی خاتمہ ہو گیا آخری تاریخ محرم ۹۲۳ھ بمطابق 1518ء تھی۔ والبقاء للہ وحدہ

فہرست خلفاء عباسیہ بغداد و مصر

نمبر شمار	نام خلیفہ معہ ہجری سن جلوس
۲۳	مطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ
۲۴	طائع اللہ ۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ
۲۵	احمد قادر باللہ ۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ
۲۶	القائم بامر اللہ ۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ
۲۷	مقتدی بامر اللہ ۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ
۲۸	مستظہر باللہ ۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ
۲۹	المسترشد باللہ ۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ
۳۰	الراشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ
۳۱	مکتفی باللہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ
۳۲	مستنجد باللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ
۳۳	مستضی بامر اللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ
۳۴	ناصر الدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ
۳۵	ظاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ
۳۶	مستنصر باللہ ۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ
۳۷	آخری تاجدار مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۶ھ بمطابق ۱۲۴۲ء تا ۱۲۵۸ء خلفائے عباسیہ مصر
۳۸	مستنصر باللہ ۱۲۶۲ء تا ۱۲۶۳ء مصر کا پہلا تاجدار
۳۹	خلیفہ حاکم بامر اللہ ۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ
۴۰	مستکفی باللہ ۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ
۴۱	واثق باللہ ۷۴۰ھ تا ۷۴۱ھ
۴۲	حاکم بامر اللہ ثانی ۷۴۱ھ تا ۷۴۸ھ

۴۳ معتضد باللہ ۴۳۸ھ تا ۷۴۳ھ

۴۴ متوکل علی اللہ پہلی مرتبہ ۷۶۳ھ تا ۷۸۵ھ

---

۱ ابو العباس عبداللہ سفاح ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

۲ ابو جعفر منصور باللہ ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

۳ خلیفہ محمد المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

۴ خلیفہ ہادی ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

۵ خلیفہ ہارون الرشید ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

۶ خلیفہ امین الرشید ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

۷ خلیفہ مامون الرشید ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

۸ خلیفہ معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

۹ خلیفہ واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

۱۰ متوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ

۱۱ منتصر باللہ ۲۴۷ھ تا ۲۴۸ھ

۱۲ مستعین باللہ ۲۴۸ھ تا ۲۵۲ھ

۱۳ معتز باللہ ۲۵۲ھ تا ۲۵۵ھ

۱۴ مہتدی باللہ ۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

۱۵ معتمد علی اللہ ۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ

۱۶ معتضد باللہ ۲۷۹ھ تا ۲۹۸ھ

۱۷ مکتفی باللہ ۲۹۸ھ تا ۲۹۵ھ

۱۸ مقتدر باللہ ۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

۱۹ قاہر باللہ ۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

۲۰ راضی باللہ ۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

۲۱ متقی باللہ ۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

۴۴	مستکفی باللہ ۸۳۳ھ تا ۸۴۴ھ
۴۵	خلیفہ واثق باللہ ۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ
۴۶	زکریا الملقب بہ مستعصم ۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ
۴۷	متوکل علی اللہ دوسری مرتبہ ۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ
۴۸	مستعین باللہ ۸۰۸ھ تا ۸۱۶ھ
۴۹	ابوالفتح الملقب بہ معتضد باللہ ۸۱۶ھ تا ۸۴۵ھ
۵۰	قائم بامراللہ ۸۵۴ھ بمطابق ۱۴۵۰ء تا ۸۵۹ھ
۵۱	مستنجد باللہ ثانی ۸۵۹ھ تا ۸۸۴ھ
۵۲	متوکل علی اللہ ثانی ۸۸۴ھ تا ۹۰۳ھ
۵۳	مستمسک باللہ ۹۰۳ھ تا ۹۲۰ھ
۵۴	الملقب متوکل علی اللہ ثالث ۹۲۰ھ تا ۹۲۳ھ بمطابق ۱۵۱۴ء تا ۱۵۱۸ء

خلفائے عباسیہ کے ترپین تاجدار عہد عباسیہ بغداد و مصر

خلافت عباسیہ بغداد و صوبہ سندھ

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر کیا گیا ہے کہ صوبہ سندھ خلافت عباسیہ بغداد کے ماتحت رہ چکا ہے۔ صوبہ سندھ کے گورنر بغداد سے نامزد ہو کر آتے تھے۔ تیسواں گورنر سندھ عمر بن عبد العزیز جو اسدی قریشی خاندان سے تھا۔ یہ خلیفہ متوکل علی اللہ عباسی کے دور کا واقعہ ہے انیتسواں گورنر ہارون بن ابی خالد مروزی کے قتل کے بعد بنی اسدی قریشی جو "ہماری" کہلاتے تھے۔ کا ایک فرمانروا جو نہایت ہوشیار چالاک اور مدبّر شخص تھا۔ منصورہ پر قبضہ جمالینے کے بعد اس نے خلیفہ متوکل علی اللہ کو ایک درخواست کے ذریعہ خواہش ظاہر کی کہ صوبہ سندھ کی گورنری میرے سپرد کی جائے میں نہایت دانش مندی سے امور سلطنت کے فرائض کی انجام دہی کر سکتا ہوں خلیفہ بھی شورشوں اور بغاوتوں سے مجبور تھا۔ اس نے بہتر یہی سمجھا کہ اسے گورنر نامزد کر دیا جائے۔ خلیفہ نے اسے فرمان گورنری لکھ کر بھیجا عمر نے خلیفہ کی ظاہری عزت بحال رکھی خطبوں میں خلیفہ بغداد کا نام جاری رکھا مگر اس کا اندرونی مقصد خود مختاری رہا یہ

اسدی قریشی خاندان 'باتیہ کا رہائشی تھا۔ جو منصورہ سے قریب ہی ہے۔ ہبار بن اسود اس کے دادا کا نام تھا۔ انہی کے نام سے یہ خاندان ہباری گوت کہلاتا تھا۔ اسود کی اولاد سے منذر بن زبیر نامی ایک شخص حکم بن عوانہ گورنر سندھ کے ہمراہ ۱۲۱ھ میں سندھ آکر آباد ہو گیا تھا۔ جس کا پوتا عمر بن عبد العزیز گورنر سندھ مقرر ہوا تھا۔ اس گورنر نے خفیہ طور پر پورا صوبہ سندھ کو اپنا با جگذار بنا لیا تھا۔ اور ظاہری خلیفہ بغداد کا دم بھرتا رہا۔ ۲۴۰ھ میں یہ گورنر بنا ۲۴۷ھ میں معتمد علی اللہ عباسی خلیفہ بغداد تھا۔ اس نے یعقوب بن لیث صفاری کو مشرقی ملکوں کی ولایت سپرد کی تھی۔ اور صوبہ سندھ تک کے علاقے اس کے ماتحت آگئے چنانچہ عمر بن عبد العزیز اس کے ماتحت ہو گیا اور کوئی ایسا عمل ظاہر نہ ہونے دیا جس سے عیاں ہو کہ عمر صوبہ سندھ کو خود مختار بنانے کے ارادے رکھتا ہے۔ اسد قریشی خاندان جو کہ ہباری کہلاتے تھے۔ یکے بعد دیگرے اس خاندان کے سات فرمانرواؤں نے صوبہ سندھ پر حکوت کی یہ دور ۲۴۰ھ سے شروع ہوا اور ۴۱۶ھ تک قائم رہا اور خلیفہ القادر باللہ کے عہد تک یہ خاندان خلافت عباسیہ بغداد کے ماتحت رہ کر گورنری کے فرائض انجام دیتا رہا۔ بحوالہ تاریخ سندھ حصہ اول اعجاز الحق قدوسی' سندھ کے دھانے کے مغربی جانب خلیفہ وقت منصور کے نام پر منصورہ یعنی مقام فتح قرار پایا جو سندھ کا نیا دار الخلافہ تجویز ہوا۔ صہ ۲۹٬۲۸ بحوالہ آب کوثر از شیخ محمد اکرام۔

گیارھواں خلیفہ مصر کا عباسیوں میں سے القائم بامر اللہ بن متوکل علی اللہ ہاشمی عباسی

الواحد عشر خلیفہ عن سلطان العباسیہ و کلھم احوال قائم بامر اللّٰہ ابن متوکل علی اللّٰہ نسل العباسیہ الوطن فی المصر والبغداد فقام ھناک فسافرین من المصر بتوجہ التفرح فجاء الی الھند مع الجلوس من ضرب الحرسان حتٰی یسیر فی بلد الکابل و تنزوجتہ من القوم الکیانی والثانی تنزوجہ من قوم الافغانی و تولدہ من البطن الرقیہ بنت پروان شاہ عن نسل نوشیروان پیر مانک

شاہؒ ورھسی شاہؒ وھما من بطن رقیته ومن بعد مضی سبع سنته تجاوز تهما

بواسطنه التعلیم الیٰ بلاد المصر و قعد فی الکابل القائم بامر اللّٰه مع العدل

والانصاف بامتیاز الحق والباطن بحسن الاخلاق والثانی عن بطن زینب ابناء

المسمی به طیب شاہ وزید شاہ وعبدالحمید شاہ واقام فی الکابل ثلاثین سنته

وقائم بامر اللّٰه بفتح اللّٰه فی الکابل والهند وبعدئه وقصد الیٰ بلادنا قائم بامر اللّٰه

بن متوکل علی اللّٰه الوطن فی المصر والبغداد فجاء الی المصر و البغداد علیٰ

حقوق السابقته فقام المقام من بعد اخاه المکتفی فی رے استقامته سنته و

سنتین وبعده ملک الاشرف المعزول من الخلافته فی قلعته السکندریته

المحبوس فی السجن حتی الموت مات قائم بامر اللّٰه فی سنته ثمانیه مائته

واحدیٰ وستین ودفن فی ارض القاهرة

البیان من اولاد قائم بامر اللّٰه بن متوکل علی اللّٰه بن معتضد وهی من اولاد قائم

بامر اللّٰه وله خمسته ابناء المسمی عبدالرحمٰن المعروف مانک شاہؒ ورسمت

شاہ المعروف رهسی شاہؒ وطیب شاہ وزید شاہ وعبدالحمید شاہ

القصته الاولی پیر مانک شاہؒ بن قائم بامر اللّٰه فی هذآ الکتاب المشهورة فی

کتاب الثقته الجیدة المشهورة بتاریخ میزان القطبی والثانی میزان الهاشمی

والثالث اقماء اسماء الرجال وهو بتاریخاة الکبیرة کلهم اجمعین- والرابع

بتاریخ احسن فهو احوال مانک شاہؒ بن قائم بامر اللّٰه هو الشیخ من مذهب اهل

السنته والجماعته فی المذهب الحنفی فهو الریٔس الطائفته جلیل القدر

عظیم الشان والمنزلته فهو قطب الزمان فی الطریقته صاحب العرفان فی

الحقیقته وفی الشریعته عالم العلم وفی الطریقته الجشتیه کان قطباً فی
الحقیقته العلیا بمرتبته الغوثیته وفی علم الشریعت کامل عالم فاضل و
حاوی فی النحو و الصرف فی العلوم الاحادیث و التفاسیر والاموال وحاصله
العم فی المصر و البغداد ومن الحجاج الاکبرین الموصوف المشورة کامل فی
سبیل اللّٰه الحق وهدایته الناس وفی البیعت بکمال الفیض اجراه علی الناس و
اکثر اوقاته فی الیل و النهار بتلاوة القران والوظائفته واکثر فی صلواة النافلته و
تسبیحات الرحمٰن و صائم الدهر و اشتغال المراقیات و جری الفیض فی
الهند و السند و تربط السلاح بامثال العرب فی وقت الصلوة فقام تلاوة القران
الوصف الکمال سخاوة سخحی السخی حبیب اللّٰه ولو کان فاسقاً فهو ذکره
فی المناقبات کلهم اجمعین وجزاهم الی یوم الدین کماذکر اللّٰه تعالیٰ فی
القران المجید و فی فرقان الحمید ان الحسنات یذهبن السیئات والثانی
وزلفاً منَ الیل المالک واسمه عبدالرحمنؒ مضی الیل فی الصلوة النافلته
حتی الی طلوع الفجر الثانی وصورته باحسن الوجه کالیل البدر بل هو
شجاع السیف ومن بعد وفات الوالد- من السفر السقر فسافرین الیٰ بلاد
الحرسان والکابل واری الخلائق باحسن صورت وحسن الخلق بکمال الوجه
وحوله الناس الیهابمثل الکعبته ورجوعه الناس الیها بواسط البیعت عنده
وبعد مضی الایام رجوعه الیٰ بلاد الهند فقولا هذا بلاد السابقته
وکان الفتاح الاول جدنا وسمع اوصافه اهل الهند وبیت الناس بامثال السابقته
بتکمیل الفیض رجوع عنه

ابو البقاء حمزہ الملقب بہ قائم بامر اللہ ۸۵۴ھ تا ۸۵۹ھ ۱۴۵۰ء تا ۱۴۵۵ء

تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی نے خلیفہ قائم ابن متوکل کے حالات لکھے ہیں اصل عبارت درج کی جاتی ہے۔ ابو البقاء القائم بامر اللہ حمزہ بن متوکل اسے اس کے بھائی المستکفی کے بعد بیعت کی گئی۔ مستکفی نے اس سے یا کسی اور کو ولی عہد نہیں بنایا تھا القائم تیز طبعیت اور بہادر آدمی تھا کچھ دن باشوکت خلیفہ رہا بخلاف اپنے دوسرے بھائیوں کے باجبروت شخص تھا۔ ۸۵۷ھ کے شروع میں الملک الظاہر حقمق کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا عثمان بہ لقب المنصور جانشین ہوا مگر ڈیڑھ ہی مہینہ سلطنت کرنے پایا تھا کہ انیال نے اس پر حملہ کر کے قید کر دیا اور خلیفہ نے اینال کو ربیع الاوّل میں اشرف کا خطاب دے کر سلطان بنا دیا چند روز کے بعد ایک لشکر کشی کے متعلق سلطان اور خلیفہ میں ان بن ہو گئی جس کی وجہ سے جمادی الاوّل ۸۵۹ھ میں اس نے خلیفہ کو علیٰحدہ کر کے اسکندریہ میں بھیج دیا اور اس کی موت آنے تک یعنی ۸۶۳ھ تک اس کو قید رکھا جب یہ قید کے ساتھ قیدِ ہستی سے بھی چھوٹ گیا تو اس کو اس کے بھائی مستعین کے پاس دفن کر دیا یہ عجیب بات ہے کہ ان دونوں بھائیوں کو علیٰحدہ کیا گیا اور دونوں اسکندریہ ہی میں قید ہوئے اور پاس ہی دفن کئے گئے "صفحہ ۵۸۷ھ تاریخ الخلفاء نہایت ہی پرانی تاریخ ہے اور خلیفہ قائم کے قریبی دور میں لکھی گئی جو ابتداء میں عربی زبان میں تھی جس کا اردو ترجمہ مسمی بیان الامرا مولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری نے کر کے شائع کروائی

قائم بامر اللہ کی سوانح عمری بحوالہ دیگر تواریخ

قاضی محمد عبداللہ قریشی الہاشمی سکنہ سنگڑھ سابق تحصیل باغ جو اپنے قبیلہ میں بڑے نامور اور علاقہ

میں لیڈر شخصیت ہو گزرے ہیں آپ نے اپنے قبیلہ کی ایک تاریخ "شجرہ نسب ۱۹۶۵ بکرمی میں مرتب فرمائی۔ آپ منشی محمد دین فوق مرحوم کے ہم عصر تھے۔ فوق صاحب ایک پایہ کے مورخ ہو گزرے ہیں انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے تاریخ اقوام پونچھ دو جلدوں پر اور تاریخ اقوام کشمیر بھی لکھی تھی اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت کا صلہ دے وہ اپنی تاریخ اقوام پونچھ کی دو نو جلدوں میں مولوی عبداللہ قریشی ہاشمی کو سرکردہ اور نامور لیڈر لکھتے ہیں ان دونوں مورخین کے درمیان خط و کتابت بھی ہوتی رہی جو کہ خط محفوظ ہے قاضی محمد عبداللہ الہاشمی نے اولاد خلفائے بنو عباس پر جو کتاب لکھی ہے۔

تاریخ الہاشمی میں اس سے بہت مدد لی گئی ہے آپ نے چار عربی فارسی تاریخوں سے مدد لے کر خلیفہ قائم کے مکمل حالات زندگی پر روشنی ڈالی ہے اور خلیفہ قائم بامراللہ کے پانچ فرزندوں میں سے دو فرزندوں کے مکمل حالات زندگی متذکرہ تاریخوں کی مدد سے نوٹ کئے ہیں کیونکہ قائم کے تین فرزندوں کی اولادیں کابل میں ہیں اور دو فرزندوں کی اولادیں آزاد کشمیر اور پاکستان میں آباد ہیں۔ چونکہ قریش قبیلہ بہادری سپہ سالاری علم و ہنر سے مالا مال تھا۔ تاریخ اسلام ان کے کارناموں سے بھری پڑی یہی ان کے ملک ملک میں بکھرنے کی اصل وجہ علم و ہنر اور شجاعت ہے کیونکہ ہندوستان کی آباد قوموں کو اکثر قبیلہ قریش نے ہی علوم و فنون کی طرف گامزن کیا اور ہمیشہ باطل قوتوں سے ٹکراتے رہے اور دین اسلام کا بول بالا کیا متذکرہ چار تاریخیں مصر و بیروت کی مطبوعہ ہیں اور عربی فارسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ تاریخ تذکرۃ الہاشمی میں لکھی گئی عبارت کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ اصل عربی عبارت ص ۱۷۵ تا ۱۷۷ درج ہے ملاحظہ فرمائیں

خلیفہ قائم بامراللہ بن متوکل عباسی مصری

تاریخ میزان الہاشمی و میزان القطبی و تاریخ اقما اسماء الرجال و تاریخ احسن کے عربی فارسی حوالوں کا

ترجمہ کیا ہے۔ "احوال قائم بامراللہ عباسی" کے حالات زندگی نقل ہیں جو متوکل علی اللہ عباسی کے فرزند

ہیں مصر و بغداد کے رہنے والے ہیں قائم ایک قافلہ کے ہمراہ بغرض سیر و تفریح سربراہ کی صورت میں

ہندوستان آئے آپ نے کابل میں آکر یکے بعد دیگرے دو شادیاں بھی کیں پہلی زوجہ رقیہ نامی جو بنت

پروان شاہ نوشیروان عادل کے خاندان سے تھیں اور دوسری شادی آپ نے افغانی خاندان سے بعد میں

کی رقیہ بنت پروان شاہ کیانی کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک کا نام عبدالرحمٰنؒ اور دوسرے کا نام

رستمؒ تھا سات سال تک یہ کابل میں والدین کی زیر پرورش رہے بعد میں رقیہ اپنے دونوں بیٹوں سمیت

مصر پہنچائی گئیں جہاں ان دونوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا گیا اور قائم بامراللہ واپس شہر کابل آگئے

کیونکہ آپ نے یہاں دینی درس گاہ چلا رکھی تھی اور عدل و انصاف اور تبلیغ دین کی خدمات انجام دیں

آپ اخلاق حسنہ کے باعث حق و باطل میں خوب تمیز کرتے تھے آپ کی دوسری زوجہ زینب کے بطن

سے تین فرزند ہوئے جو افغانی قبیلہ سے تھیں طیب شاہ' زید شاہ' عبدالحمید شاہ' قائم بامراللہ نے تیس

سال تک کابل میں قیام کیا آپ نے کابل و ہند میں لوگوں کو دائرہ اسلام میں بھی لایا اور کشمیر تک تبلیغ دین

کا ارادہ کیا آپ کا وطن مصر و بغداد تھا۔ آپ تیس سال کا عرصہ کابل و ہند میں گذارنے کے بعد مصر واپس

لوٹے اور وہاں جانے کے بعد عہدہ خلافت پر فائز ہوئے اور اپنے بھائی مکتفی کو "رے" کا حاکم بنایا اور

آپ نے پانچ سال تک خلافت کی بعد میں سلطان ملک الاشرف نے آپ کو معزول کروا کر اسکندریہ جیل

میں نظربند کروا دیا قائم بامراللہ نے اسی جیل میں ۸۶۱ھ میں وفات پائی اور سرزمین قاہرہ میں دفن کئے

گئے۔

بیان اولاد قائم بامراللہ عباسی

قائم بامراللہ کے پانچ فرزند ہوئے عبدالرحمٰن عرف پیر مانک شاہؒ رستم شاہ عرف رہی شاہؒ طیب

شاہ، زید شاہ، عبدالحمید شاہ، پیر مانک شاہؒ والد قائم بامراللہ کے حالات مشہور کتب تاریخوں میں درج ہوئے ہیں جو نہایت ہی مستند تاریخ ہیں ان کے نام میزان الہاشمی و میزان القطبی، واقماء اسما الرجال اور تاریخ احسن کے ہیں مذکورہ قطب نے پیر مانک شاہؒ کے حالات زندگی یوں لکھے ہیں۔ عبدالرحمٰن اہل سنت و الجماعت کے حنفی المسلک جلیل القدر امام تھے اور وقت کے قطب تھے آپ رئیس گروہ تھے۔ طریقت و معرفت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ شریعت کے بہت بڑے ماہر عالم تھے تصوف میں چشتیہ سلسلہ رکھتے تھے اور طریقت میں غوث کا درجہ رکھتے تھے جملہ علوم صرف و نحو، علم احادیث تفاسیر اصول پر مکمل دسترس تھی انہوں نے مصر و بغداد کے بڑے مشہور علماء سے تعلیم پائی تھی راہ حق میں بڑے مضبوط تھے لوگوں کو آپ نے ہدایت و وعظ و تبلیغ اور بیعت کے ذریعہ سے پہنچائی اس سے ان کی غرض لوگوں کو راہ حق پر لانا تھا۔ آپ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے اور کثرت سے اوقات کو وعظ و تبلیغ میں صرف کیا کرتے تھے۔ آپ نے زندگی کا زیادہ حصہ وعظ و تبلیغ و تسبیحات اور نوافل و تلاوت قرآن پاک میں گذارہ آپ نے ہندوسندھ تک کے علاقوں میں اپنے فیض پھیلائے۔ آپ بہت بڑے بہادر اور سخی تھے۔ آپ پوری پوری رات نوافل میں گزار دیتے تھے آپ چودھویں کے چاند کے مانند خوبصورت اور روشن چہرہ تھے۔ آپ نہایت جرات مند تھے اور تلوار چلانے میں بہت مہارت رکھتے تھے ان ہی صفات کی بدولت آپ کا عرف "مانک شاہ" پڑا آپ سامان جہاد ہمیشہ ساتھ رکھا کرتے تھے۔ آپ نے والد کی وفات کے بعد مصر سے خراسان و کابل کی طرف بڑا مشکل سفر اختیار کیا مخلوق خدا آپ کے حسن و اخلاق علم و فضل اور اچھی صورت و سیرت کے باعث ان کے گرد اس طرح چلتی جس طرح لوگ کعبتہ اللہ کا طواف کرتے ہیں اور لوگ آپ سے بعیت ہوتے تھے اور دینی و روحانی فیض حاصل کرتے تھے" آپ نے کچھ عرصہ کابل میں قیام کے بعد ہند کا رخ کیا اور کہتے تھے کہ یہ ملک ہمارے ماتحت اور زیر نگیں رہا ہے اور اہل ہند ہمارے

آباؤاجداد سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ نے ہندوستان پہنچ کر سلسلہ وعظ و تبلیغ اور بعیت کو بدستور جاری رکھا۔ ہندوستان کے لوگ بھی آپ کے کمالات کو دیکھ کر گرویدہ ہو گئے اور عبدالرحمٰن سے بعیت کیا اور ان سے اکتساب فیض کیا" عبدالرحمٰن شاہؒ ورسمت شاہؒ کا کشمیر کی طرف آنا یوں ہے کہ آپ نے دہلی میں تقریباً سات سال کا عرصہ بعیت وعظ و تبلیغ و پیری مریدی میں گذارا، سلطان ابو سعید مرزا اور اس کے بیٹے پیر مانک شاہؒ کے مرید ہوئے اور اس طرح دوسرے جو سلاطین ہند تھے وہ بھی بعیت میں شریک ہوئے پیر مانک شاہ و رہسی شاہؒ جو خلفائے بنو عباس میں سے قائم بامراللہ کے بیٹے تھے ان سے سلطان ابو سعید مرزا نے عرض کیا کہ کشمیر کے حاکم نے خراج دینے سے انکار کر دیا ہے اس پر کس طرح قابو پالیا جائے۔ پیر مانک شاہؒ و برادر حقیقی رہسی شاہؒ نے کہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم اس پر فتح مند ہونگے اور اسے ماتحت کر لیں گے۔ جب آپ حاکم کشمیر کے پاس پہنچے تو بات چیت کے بعد اس نے آپ کے سامنے چند شرائط پیش کیں اور ان پر پورا اترنے کے بعد خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ آپ دونوں نے وہ شرائط پوری کر دکھائیں جس پر حاکم کشمیر نے ماتحت ہو کر خراج ادا کر دیا اور آپ کی بہت عزت افزائی بھی کی اور یہ دونوں بھائی دس سال تک کشمیر میں رہ کر وعظ و تبلیغ سے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کرتے رہے اور اپنے فیض لوگوں تک پہنچاتے رہے (نوٹ) سینہ بہ سینہ روایت کے مطابق اوپر لکھا گیا ہے "ان دونوں بھائیوں نے سات سال تک دہلی میں جو قیام کیا یہ دور لودھی خاندان کے عہد سلطنت کا دور تھا لودھی خاندان مصر کی خلافت کے ماتحت تھا کابل و خراسان تک خلفاء مصر و بغداد کا بہت اثر و رسوخ تھا اور صوبہ خراسان تو عباسی خلفاء کے زیر نگیں بھی رہ چکا تھا۔ اہل ہند کے سلاطین بھی خلفائے عباسیہ کے بخوبی واقف تھے عباسی شہزادوں کو یہاں بہت عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ مانک شاہؒ و رہسی شاہؒ نے سترہ سال کا عرصہ وعظ و تبلیغ میں کابل کشمیر و ہندوستان میں گزارا کشمیر میں بھی لوگ آپ کے بڑے

عقیدت مند تھے۔ چنانچہ آپ نے اس ملک میں بہت شہرت و ناموری پائی۔ آپ کو خلیفہ عبدالرحمٰن بھی لکھا پکارا جاتا رہا کیونکہ آپ سلسلہ بیعت کی وجہ سے بھی خلیفہ کہلاتے تھے دوسرا عباسی خلفاء کی اولاد تھے جب کہ آپ نے تعلیم و تربیت مصر میں پائی۔ اور والد کی معزولی و وفات کے بعد آپ دونوں بھائی کابل میں ننھیال آ گئے تھے اس وقت آپ دونوں جوان و عالم و فاضل تھے پھر دونوں بھائی کشمیر سے براستہ کوہستانی ایک قافلہ کی قیادت کرتے ہوئے چمن کوٹ پہنچے یہاں آکر عبدالرحمٰن بیمار ہو گئے اور خیمہ زن ہو گئے کچھ سالوں تک یہ دونون بھائی یہاں قیام پذیر رہے۔ جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام عبدالرحمٰن کے صفاتی نام پر 'مانکال' اور 'رہی شاہ' کے قیام کی جگہ 'رہسیال' مشہور ہوئی جو بدستور ریکارڈ مال میں درج ہے اس دوران قافلہ میں آنے والے آپ کے کچھ رفقاء چمن کوٹ میں بھی قیام پذیر ہو گئے تھے جن کی اولادیں ابھی تک موجود ہیں۔ چند سالوں کے بعد پیر رسمت شاہؒ دریائے جہلم کو عبور کر کے اس پار جا کر رہائش پذیر ہو گئے اور عبدالرحمٰنؒ موضع ساہلیاں کے ایک گاؤں نمب میں جا کر قیام پذیر ہوئے کیونکہ اس علاقہ میں پہلے سے کچھ آبادیاں موجود تھیں اور چمن کوٹ غیر آباد علاقہ تھا۔ نمب کے مقام پر آپ کی آخری قیام گاہ بھی موجود ہے۔ آپ نے یہاں آکر ایک مسجد تعمیر کروائی اور درس و تدریس شروع کی پنج گانہ نمازوں کے ساتھ ساتھ اکثر اوقات آپ عبادت و ریاضت میں اسی مسجد میں قیام پذیر رہے مسجد کے پاس ایک چشمہ بھی موجود ہے۔ جس سے آپ کو پانی کی سہولت میسّر آتی تھی۔ چنانچہ آپ کی اولادیں بھی یہاں آباد رہیں اور کچھ ابھی تک یہاں آباد ہیں جو زیارت کے آس پاس رہائش پذیر ہیں اور کچھ بزرگ وقتاً فوقتاً نقل مکانی کرتے ہوئے کشمیر و پاکستان تک اشاعت اسلام کی غرض سے اور کئی صفات کی وجوہ سے پھیلتے گئے اور وہاں وہاں کے ہی ہو کر رہ گئے آپ کے فرزندوں کا ذکر مندرجہ ذیل سطور میں لکھا جا رہا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن عرف پیر مانک شاہؒ کے چار فرزند تھے۔

قاضی دہانہ خان، مولانا حاجی محمد غنی خان، قاضی محمد انور خان، مولانا جلیل الرحمٰن

سلطنت دہلی کا نظام حکومت (خلفائے عباسیہ کا اثر و رسوخ ہندوستان میں)

تاریخ ہندو پاک مصنف صاحبزاہ عبدالرسول دسواں باب صفحہ ۱۴۷ کی اصل عبارت نقل کی جاتی ہے۔ خلیفۃ مسلم علم السیاست میں اسلامی وحدت پر زور دیا گیا ہے نظری طور پر تمام عالم میں اقتدار اعلیٰ خلیفہ کو حاصل تھا۔ اس اصول کے مطابق رسول کریم ﷺ خدا کے نائب تھے خلیفہ رسول کریم ﷺ کا نائب تھا اور سلطان خلیفہ کا نائب تھا اس عہد کی مسلم حکومتیں بھی اس نظریہ کو تسلیم کرتی تھیں اور سلاطین خلیفہ عباسی سے باقاعدہ منشور حاصل کرتے تھے محمود غزنوی نے بھی باقاعدہ منشور خلافت حاصل کیا۔ اور محمد غوری کے سکوں پر بھی خلیفہ کا نام ملتا ہے۔ سلطان دہلی میں سب سے پہلے جس شخص نے باقاعدہ طور پر خلیفہ کی نیابت حاصل کی وہ التمش تھا۔ اس نے ۱۲۲۹ء میں خلیفہ المستنصر باللہ سے منشور حاصل کیا۔ ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان نے آخری خلیفہ عباسی مستعصم باللہ کو قتل کر کے خلافت عباسیہ بغداد کو ختم کر دیا لیکن اسکے بعد بھی فیروز خلیجی کے زمانہ تک خلیفہ مستعصم باللہ کا نام ہی سکوں پر ملتا ہے علاؤ الدین خلجی نے خطبے اور سکوں میں خلیفہ کا نام اڑا دیا او اپنے نام کے ساتھ صرف ناصر امیر المومینین ویمن الخلافت کے الفاظ لگائے مبارک شاہ خلجی پہلا سلطان تھا جس نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا مگر اس کے جانشینوں نے اس کی مثال پر عمل نہ کیا محمد بن تغلق کی سیرت میں اعتدال نہ تھا۔ چنانچہ جب قتلغ خان نے اسے یقین دلایا کہ منشور خلافت حاصل کئے بغیر اس کی حکومت غیر شرعی ہے تو اس نے خلیفہ وقت کے متعلق معلومات فراہم کیں اس وقت مصر میں دوبارہ خلافت عباسیہ قائم ہو چکی تھی اور مستکفی باللہ خلیفہ مصر تھا سلطان نے قاہرہ سفیر بھیج کر اس سے منشور منگوایا اس نے اس معاملہ میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ منشور خلافت آنے تک جمعہ اور عیدین کی نمازیں ملتوی کر دیں۔ فیروز شاہ نے بھی

خلیفہ سے باقاعدہ اجازت نامہ منگوالیا سیدّ خاندان کے بادشاہ قاہرہ سے منشور خلافت تو نہ منگوا سکے لیکن وہ اپنے نام کے ساتھ نائب امیرالمومنین کے الفاظ استعمال کرتے رہے- یہی طریقہ لودھی خاندان کے عہد میں بھی جاری رہا- ۱۵۱۷ء میں جب کہ ابراہیم تخت نشین ہوا تو مصر کی خلافت عباسیہ بھی ختم ہو گئی اگرچہ نظری اعتبار سے سلطان خلیفہ کا نائب تھا مگر عملی طور پر وہ خودمختار تھا اور اس کے اختیارات بہت وسیع تھے اور خلیفہ اس کے معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتا تھا"

عربی النسل افراد کا ہندوپاک میں آنا

اوپر لکھی گئی عبارت سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد ہوں یا خلیفہ مصر سلاطین ہند فرمان حکومت خلعتیں اور منشور باقاعدہ خلفائے عباسیہ بغداد و مصر سے حاصل کرتے رہے- اس کے بغیر سلطنت کو غیر شرعی تصور کیا جاتا تھا کیونکہ قرابت رسول اللہؐ کی وجہ سے خلفائے عباسیہ کو خلافت کا جائز وارث مانا جاتا تھا اور دنیائے اسلام انہیں اپنا دینی اور روحانی پیشوا و امام تسلیم کر چکی تھی ان وجوہات کے پیش نظر خلفائے عباسیہ مصر و بغداد کا برصغیر پاک و ہند میں بہت احترام و تعارف پایا جاتا تھا اور اس ملک سے ان کا گہرا لگاؤ بھی تھا کیونکہ سندھ و ملتان تک کے علاقے خلافت عباسیہ کے زیر نگیں رہ چکے تھے برصغیر کے سلطان خلفاء اور عباسی شہزادوں کا بہت احترام کرتے تھے دہلی میں جس وقت ہمارے دونوں مورو ثان ٹھہرے رہے اور سات سال تک وعظ و تبلیغ کرتے رہے تو اس دوران دہلی میں لودھی خاندان حکمران تھے جنہوں نے منشور خلافت خلفائے عباسیہ مصر سے حاصل کیا تھا- چنانچہ اس حکمران طبقہ نے بھی ہمارے دونوں مورثان اعلیٰ کی بہت حوصلہ افزائی کی تھی جہاں محمد بن قاسم کے فتح سندھ کی وقت بیشتر قریشی خاندان کے لوگ فوج میں سپہ سالار تاجر اور مبلغ دین بن کر برصغیر پاک و ہند میں آئے وہاں عباسی

شہزادوں کا بغرض سیرو تفریح یا تبلیغ کی خاطر پاک وہند میں آنا کوئی ناممکن بات نہ تھی۔ تاریخ سندھ عہد کلہوڑہ میں بیشتر عربی النسل کا پاک وہند میں آنا رہائش اختیار کرنا تبلیغ اسلام کا کام اور فرمانروائی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ محمد بن قاسم کے فتح سندھ کے وقت کے عمری، علوی، جو عمر الاطراف بن حضرت علیؓ کی اولادیں تھیں، سادات، قریش، و عباسی، سندھ میں رہائش پذیر تھے۔ جو اب بھی سندھ اور ملتان تک آباد ہیں۔ محمود غزنوی کے دور میں منصورہ نامی جگہ دار الخلافہ پر اولاد علیؓ قابض تھی تاریخ پاک وہند مصنف انوار ہاشمی صفحہ نمبر ۷۳ پر لکھتے ہیں "نہ صرف تاج اور اس کے خاندان نے بلکہ اس کی ریاست نے بھی مستقلی حاصل کرلی۔ ۲۲ ربیع الاول ۶۲۶ھ بمطابق ۱۹ فروری ۱۲۲۹ء کو عباسی خلیفہ کے نمائندے بغداد سے اسے اسلامی حکمران کے اختیارات بخشنے کے لئے تشریف لائے۔ ایبک کا مقصد پورا ہو گیا اور دہلی کی سلطنت کو قانونی حیثیت قائم ہو گئی" تاریخ پاک وہند از انور ہاشمی صفحہ نمبر ۷۰ پر لکھتے ہیں خلیفہ اسلام کی خلعت "خلیفہ اسلام مقیم بغداد نے سلطان التمش کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے اسے ایک خلعت روانہ کی اور سلطان الہند کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ التمش کو اس کے تمام مقبوضات میں منتقل بھی کر دیا"

اقوال زریں

والدین کی طرف محبت سے دیکھنا بھی بڑی عبادت ہے

مصائب کا مقابلہ صبر اور دشمن کا مقابلہ ذہانت سے کرنا چاہئے

بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرتا ہے

ہر مشکل انسان کی ہمت کا امتحان ہے

بزدل بار بار مرتا ہے اور بہادر ایک بار مرتا ہے

خوش اخلاقی سب سے بڑی عبادت ہے

حکمت کا درخت دل میں اگتا ہے اور دماغ میں پلتا ہے اور زبان پر پھل دیتا ہے

جب انسان تجربے کی کنگھی حاصل کرتا ہے تب سر کے بال گر چکے ہوتے ہیں

ظلم کی رات خواہ کتنی لمبی کیوں نہ ہو اس کا سویرا ضرور ہو کر رہتا ہے۔

اندھا اعتماد اس سوئے ہوئے سانپ کی طرح ہے جو کسی بھی وقت جاگ کر ڈس لیتا ہے

دشمن کے حسن وسلوک پر بھروسہ نہ کریں کیوں کہ پانی خواہ کتنا گرم ہو آگ بجھانے کے لئے کافی ہے

پہلوان وہ ہے جو غصے پر قابو رکھ سکے

اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یوں مت کہو کہ اگر میں یوں کرتا یا ایسا کرتا ہو تا بلکہ یوں

کہو خدا نے جو چاہا کر ڈالا

اپنی زندگی کی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھ نہ دیں

رزق انسان کو یوں تلاش کرتا ہے جس طرح ہر جاندار کو موت تلاش کرتی ہے

پانچ منٹ لیٹ ہونے سے انسان برسوں پیچھے رہ جاتا ہے

باادب بامراد ہے بے ادب بے مراد

جھوٹ گناہوں کی ماں ہے

فرمائش از مسعود احمد ہاشمی سنگڑھ دبیر کوٹ

نسب پر چھٹکارا نہیں ہے

آزاد کشمیر میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ کم تعداد قبائل کو باوجود قلعہ اسلام کی حیثیت حاصل ہونے کے

بھی اقلیت لکھا پکارا جاتا ہے جیسا کہ سردار محمد اشرف خان اپنی تصنیف القبائل النساب اکبریہ جلد اوّل

میں کم تعداد قبائل کو بارہا اقلیت لکھتے ہیں یہ غلط ہے مسلمان بلا تفریق قبائل و تعداد ایک اکثریتی قوم ہے

انہیں اقلیت لکھنا پکارنا ناانصافی ہے اسلامی ریاست کے اندر غیر مسلموں کو اقلیت لکھا پکارا جاتا ہے جس

طرح ہندو ریاست میں مسلمانوں کو اقلیت لکھتے ہیں اور پاکستان میں غیر مسلموں کو اقلیت کہا جاتا ہے ایسے

امتیازات و تفرقہ کو فی الفور ختم کیا جائے مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ایک عالم گیر قوم ہے "بحوالہ قرآن و

احادیث یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نسب سب کا برابر ہے جو حضرت آدم علیہ اسلام سے ملتا ہے اور نسب کو

جاننا محفوظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے تاکہ لوگ النساب کو بھول کر بھٹکنے سے بچ سکیں کیونکہ جان بوجھ کر

نسب بدلنا کفر ہے اس معاملہ میں لاپروائی نہیں کرنی چاہیئے یہ ثابت ہو گیا کہ نسب سب کا برابر ہے اور

فضلیت کا معیار حسب و نسب یا امیری یا غریبی یا وقتی جاہ و جلال بھی نہیں یہ تمام فناہ ہونے والی چیزیں ہیں

اور صرف باقی رہنے والے اعمال صالح ہیں آپ یہاں جو کچھ بوئیں گے وہی کاٹیں گے۔ آپ کے اچھے

اور برُے اعمال نوٹ کر لئے جاتے ہیں۔ ثابت یہ ہوا کہ فضلیت کا معیار بادشاہی اور گداگری پر بھی نہیں

لہٰذا میرے بھائی نسبی تفاخر اور وقتی جاہ و جلال کا دوسروں پر رعب نہ جتلائیں ہاشمی ہونے سے یا سیّد

ہونے سے چھٹکارا نہ ہو گا روز محشر آپ سے آپ کا حسب و نسب نہیں بلکہ اچھے یا برُے اعمال کی

پرسش ہو گی۔ صدقات و زکواۃ کھانے سے گریز کریں اور محنت و مزدوری کر کے رزق حلال کھائیں تاکہ

آپ کی اولادیں نیک اور صالح ہوں اور آپ کی وفات کے بعد بھی نیک اولادیں صدقہ جاریہ ہیں جو میت

کو بحصّہ برابر نیک کام کر کے ثواب پہچاتی ہیں ہاشمیوں کے کردار اپنائیں اور دین کی طرف مسلسل رواں

دواں رہیں۔ ہاشمی ہونے کے ناطے چھٹکارا ہرگز نہ ہو گا قران و احادیث مشعل راہ ہیں ان میں بتائے گئے

قوانین کی حدود میں آئیں ورنہ تم مستحق سزا قرار پاؤ گے خدا ہمیں قرآن و حدیث پر عمل کرنے اور نیک

کاموں کی توفیق دے اور شیطان مردود کے چنگل سے بچائے۔

آمین۔

خاندان بنوہاشم کے عادات وخصائل

☆ بڑے سے بڑے مالدار اور اہل علم اور عہدے دار حلیم طبع اور زحمدل ہوتے ہیں

☆ حق بات کے اظہار میں بے باک ہوتے ہیں

☆ جھوٹ اور لغو سے دور اور عفوودرگزر سے کام لیتے ہیں

☆ بلاخوف اپنے حقوق چھین لیتے ہیں

☆ سخی، مہمان نواز اور غرباپرور ہوتے ہیں

☆ سادگی ان کی اولین پہچان ہے

☆ محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں

☆ اپنے ہاتھ سے رزق حلال کماکر کھانے اور بچوں کو کھلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں

☆ زکواۃ وصدقات اور نجس مال نہیں کھاتے

☆ ذہین پر دماغ اور علم وفن میں ماہر ہوتے ہیں

☆ نہائیت بہادر اور خوش اخلاق ہوتے ہیں

☆ معاشرتی برائیوں سے دور رہتے ہیں اور امن پسند ہوتے ہیں

عبدالرحمٰن عرف پیر مانک شاہ دور حاضر کی تاریخوں میں

تاریخ اقوام پونچھ جلد اوّل مصنف محمد الدین فوق صفحہ نمبر ۱۱۷ پر لکھتے ہیں "چمن کوٹ تحصیل باغ میں ایک وسیع برادری ہے جو ایک مورث اعلیٰ عبدالرحمٰن عرف پیر مانک شاہ کی اولاد سے ہے کہتے ہیں کہ یہ خاندان نسل اور خون کے لحاظ سے قریشی ہے" مطبوعہ ۱۹۳۶ء تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم صفحہ ۱۹ تا ۲۰ "قریشی عباسی موضع تراڑ سدہنوتی" "یہ برادری عبدالرحمٰن عرف پیر مانک شاہ کی اولادین ہیں جو تراڑ تحصیل سدہنوتی میں آباد ہیں" مانک شاہ سے نویں پشت بعد قاضی سید احمد کے فرزند قاضی گل محمد اور قاضی عالم شاہ تھے تراڑ کی یہ برادری قاضی عالم شاہ کی اولادیں ہیں اسی تاریخ کے صفحہ نمبر ۲۰ پر لکھتے ہیں " یہ برادری پونچھ کے موضعات کے علاوہ علاقہ کوہ مری اور علاقہ مظفر آباد تک پھیلی ہوئی ہے" - جلد دوم ص ۱۱۷ پر لکھتے ہیں- پونچھ میں کئی اقوام ہیں- جو اپنا شجرہ عبدالرحمٰن یعنی پیر مانک شاہ تک لے جاتی ہیں- اور عبدالرحمن کو خلیفہ ظاہر کر کے خلفاے بنی عباسیہ میں شامل کرتی ہیں- پھر لکھتے ہیں- ان ہی میں بنی پساری تحصیل باغ کی وہ قوم بھی ہے جو اپنے آپ کو قریشی ہاشمی عباسی کہتی ہے- جلد دوم ۱۹۴۱ء کی مطبوعہ ہے- تاریخ مری مطبوعہ ۱۹۸۵ مصنف نے ص ۳۴۰ تا ص ۳۴۴ تک قریشی عباسی خاندان کا شجرہ درج کیا ہے- جو اولاد خلفاے بنی عباس ہیں- یہ شجرہ حضرت عباسؓ سے قائم بامراللہ تک اور پھر انہوں نے قائم بامراللہ کے دو فرزند پیر مانک شاہ رسمت شاہ المعروف رہی شاہ لکھے ہیں- اور پیر مانک شاہ کی اولادوں کا حوالہ شجرہ محفوظ رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی اولادیں کشمیر مظفر آباد میں ہیں- رہی شاہ کی اولادوں کا مکمل شجرہ چند دیہات میں آباد کا لکھا ہے ص ۳۴۴ پر ایک نوٹ میں لکھتے ہیں- "داوا رہی شاہ کی اولادیں رہسیال کہلاتی ہیں- ان کا مزار عباسیاں اور کوہالہ کے درمیان واقع ہے ان کا زمانہ غالباً" چودھویں یا پندرھویں صدی عیسوی سے مغلیہ سلطنت سے کچھ عرصہ پہلے یہ کشمیر کے علاقے سے نقل مکانی کر کے دریا جہلم کے اس کنارے کے ساتھ آباد ہوئے ان کا شجرہ ستائیسویں پشت میں جاکر حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ملتا ہے" صفحہ ۳۴۴ پر لکھا ہے رہسیال قریشی کا شجرہ نسب' تاریخ اجالے' مصنف اشفاق احمد ہاشمی جو رنگلہ دھیر کوٹ کے رہنے والے اور نامور اعوان ہاشمی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں بڑے دانشمند اور غیور نوجوان ہیں انہوں نے اعوان خاندان پر تاریخ لکھی جس میں ضمناً" ہمارا ایک گھرانہ جو

ملحقہ دیہات پدر مستو میں آباد ہے۔ اور وہ آپس میں ناطہ رشتہ میں پیوست ہیں۔ تاریخ اجالے میں اشفاق احمد ہاشمی نے مکمل ہمارے خاندان کا شجرہ لکھ کر اس شجرہ میں صرف ان دو بھائیوں اور ان کی اولادوں تک لائے جو پدر مستو تحصیل دھیر کوٹ میں آباد تھے۔ آپ اس تاریخ کے صفحہ ۵۷ پر لکھتے ہیں۔ ”قاضی محمد اسمٰعیل“ مولوی محمد اسمٰعیل آپ اپنے علاقہ کی برگزیدہ شخصیت اور بلند پایہ عالم تھے۔ آپ قریشی ہاشمی عباسی ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت عباسؓ جو کہ حضورؐ اکرم کے چچا تھے۔ سے ملتا ہے۔ آپ کے دو بیٹے مولوی عبدالخالق و عبدالوھاب ہیں۔ یہ دونوں بھائی بھی عالم ہیں۔ تاریخ نساب القبائل مصنف ریٹائرڈ صوبیدار محمد اشرف خان نے بھی متذکرہ کتاب میں کچھ شجرہ جات و حوالہ جات میں پیر مانک شاہ کا درج کیا ہے اور تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم کے حوالہ سے اس خاندان کی آبادی مختلف موضعات کے نام لکھ کر ظاہر کی ہے۔ تاریخ اعوانان فی اولاد علی مصنف ملک پرویز احمد اعوان نے صفحہ نمبر ۵۶۸ پر خاندان قریشی ہاشمی کے ایک چشم و چراغ وحید احمد قریشی عباسی کا ایک خط نوٹ کیا ہے جس میں وحید احمد قریشی لکھتے ہیں چونکہ میرا تعلق قریشی ہاشمی عباسی خاندان سے ہے اور دادا مانک شاہ کی اولاد سے ہیں اور وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھے۔ بنیادی طور پر عباسی اور علوی ایک ہی دادا کی اولاد ہیں یعنی بنو ہاشم سے ہیں۔ وحید احمد ہاشمی علیوٹ مری کے باشندہ ہیں۔

ذکر اولاد حضرت پیر عبدالرحمٰنؒ

حضرت عبدالرحمن عرف پیر مانک شاہؒ کے چار فرزند تھے۔ قاضی دہانہ خان جو تبلیغ اسلام اور درس و تدریس کے لئے پنجاب کی طرف جایا کرتے تھے۔ آپ پنجاب میں ہی رہائش پذیر ہو گئے اور وہاں ہی ان کی اولادیں بھی چلیں۔ دوسرے فرزند مولانا حاجی محمد غنی خان قاضی محمد انور خان مولانا جلیل الرحمن ہوئے حاجی محمد غنی خان کی اولادیں اکثریت میں آزاد کشمیر میں آباد ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان کی اولادوں سے کئی موروثان قبیلہ ضلع ہزارہ اور مری راولپنڈی کی طرف نقل مکانی کرتے ہوئے آباد ہو گئے۔ یہ خاندان علوم و فنون میں عرب سے اس وقت تک بڑا مشہور رہا ہے۔ اور دین کی تبلیغ و اشاعت میں بڑا اہم کردار اس نے ادا کیا ہے۔ اس خاندان کو دینی پیشوا کی حیثیت عرب، عراق، بغداد، مصر، ہندوستان، میں

حاصل رہی ہے۔ اس خاندان نے بڑے بڑے جید عالم دین بزرگ اور پیرو مرشد پیدا کئے اور اس وقت تک اس قبیلہ میں یہ روایت بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اس خاندان کو یہاں کے آباد قبیلوں نے اپنی دینی ضرورت کے پیش نظر تقسیم کر لیا کہ جس طرح زمیندار اپنی کھیتی میں تخم ریزی کے وقت دانے زمین پر بکھیرتا ہے۔ فوجی خدمات کے ساتھ ساتھ یہ خاندان ہر شعبہ زندگی میں حصہ لے رہا ہے۔ اور دیگر قبائل کے ہمیشہ دوش بدوش ہر میدان میں رہ کر اس خاندان نے ملک قوم کی خدمات انجام دی ہیں۔ اس خاندان کے پُرانے شجروں میں نام کے ساتھ خان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جو اصل میں عجمی لوگ استعمال کرتے ہیں جب یہ خاندان اس ملک میں رہائش پذیر ہو گیا تو احتراماً" آپ کی اولادوں کو بھی لوگ خان لکھنے پکارنے لگے حالانکہ اس دور تک ہمارے خاندان کے لوگ لفظ خان اپنے ناموں سے لکھنے پکارنے میں گریز کرتے ہیں کیوں کہ یہ عجمی النسل کے لوگ بڑے شوق سے لکھتے ہیں بعض موضعات میں قریشی ہاشمی خاندان کے لوگ بھی لفظ خان کو اپنے نام کے ساتھ لکھنا بہت پسند کرتے ہیں شاید انہیں یہ علم نہیں کہ یہ لفظ عجمی النسل قبیلوں کا لقب ہے ہمارا خاندانی لقب' میاں' قاضی اور شاہ ہے۔

مولانا حاجی محمد غنی خان قریشی ھاشمی بنیادی تعلیم اپنے گھرانہ سے پائی جب جواں ہوئے تو مصر کی درسگاہ سے علم حاصل کیا جہاں آپ اپنے قرابت داروں کے پاس رہے آپ نے قران مجید حفظ بھی کیا تھا۔ علوم صرف و نحو اور احادیث وتفاسیر میں آپ کو مکمل دسترس رہی بعد ازاں آپ وطن واپس آئے تو دین کی تبلیغ میں محو ہو گئے پہلے زمانہ میں لوگ فریضہ حج ادا کرنے کی غرض سے قافلوں کی صورت میں پیدل مکہ مکرمہ جاتے تھے۔ چنانچہ آپ نے قافلہ کے ہمراہ پیدل سفر طے کر کے فریضہ حج بھی ادا کیا آپ نے مصر سے اپنے خاندان کا مکمل شجرہ بھی حاصل کر لیا تھا۔ جو دھات کے پترے پر کنداں تھا۔ اکثر پُرانی عمر کی لوگوں نے اس شجرہ نسب کو دیکھا اور ہم تک بات پہنچائی ۱۹۴۷ کی جنگ آزادی کے وقت ہندوؤں نے ایک مکان کو آگ لگائی جس میں وہ شجرہ جل کر تباہ ہو گیا جبکہ اس سے مدد لے کر پہلے بے شمار نقول تیار ہو چکی تھیں۔ جو محفوظ رہیں حاجی محمد خان کی سوانح عمری سینہ بہ سینہ تاریخ کی مدد سے محفوظ کی گئی ہے۔ آپ کے ایک فرزند مولانا حافظ عبدالقیوم ہوئے جو عربی وفارسی ودیگر علوم اسلامیہ کے ساتھ حافظ القران بھی تھے۔ آپ نے بھی اشاعت اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ ہاشمی آباد نمب میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے تین فرزند ہوئے حافظ سلیمان خان مولانا عالم زاہد خان عرف جسر خان قاضی

حسن خان حافظ سلیمان خان چک و حمنی تحصیل راولاکوٹ چلے گئے بعد میں آپ کی اولادیں چار پانچ موضعات تک پھیل گئی جو آج کل مانترا چڑہان اور چک چڑھ اور د حمنی میں آباد پائی گئی ہیں۔ اور اپنا سلسلہ نسب حافظ سلیمان خان تک لے جاتی ہیں۔ قاضی حسن خان کی اولادیں چڑالہ تحصیل دھیرکوٹ کے کئی موضعات کے علاوہ گہل ' داڑیالی راولاکوٹ ' ہماں موڑہ تحصیل باغ میں آباد ہیں۔

مولانا عالم زاھد خان آپ حافظ عبدالقیوم کے فرزند تھے اور موضع ساہلیاں نمب میں ہی رہائش پذیر تھے آپ بھی ایک بڑے خاندان کے مورث اعلیٰ ہیں آپ کے تین فرزند ہوئے قاضی ہمان خان حافظ بابر خان حافظ جہانداز خان قاضی ہمان خان کی اولادیں اس وقت جو زیادہ تعداد میں آباد ہیں ان موضعات کے نام لکھے جاتے ہیں 'ساہلیاں مندری دیسیر' پدر مستو' تحصل دھیرکوٹ اس کے علاوہ بھی کئی موضعات تک اس داوا کی اولادیں اکا دکا پائی جاتی ہیں۔

حافظ جہانداز خان آپ بھی دوسرے بھائیوں کی طرح ایک وسیع خاندان کے مورث اعلیٰ ہیں مندرجہ ذیل موضعات میں اکثریت میں آپ کی اولادیں آباد ہیں۔ سیور کالو سیسر برولی' بانٹھ' خواجہ رتنوئیں کوٹیڑی قندیل وغیرہ تحصیل باغ کے علاوہ تحصیل مظفر آباد کے گاؤں کوٹ ترہالہ میں آباد ہیں جو متفقہ طور پر حافظ جہانداز خان سے اپنا شجرہ ملا کر قریشی عباسی ہاشمی کہلاتے ہیں۔

قاضی جوگا خان قریشی ہاشمی آپ کا سلسلہ نسب تین واسطوں سے مولانا عالم زاہد خان سے ملتا ہے جوگا خان حافظ محمود خان کے فرزند تھے۔ حافظ محمود خان قاضی دہاور خان کے فرزند تھے قاضی دہاور خان قاضی بیر خان کے فرزند تھے قاضی جوگا خان جن کا ذکر تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم میں موجود ہے آپ کی اولادیں اس وقت موضع پاڑاٹ تحصیل راولاکوٹ ڈنہ تحصیل مظفر آباد بیروٹ علیوٹ پاکستان اور چھاترہ تحصیل عباس پور کے علاوہ مشرقی اور وسطی باغ میں اور آپ کے ایک فرزند کی اولادیں سنگڑھ جھنکوٹ بڈھیار داخلی سنگ' تحصیل دھیرکوٹ کے علاوہ تراڑ دیوان تحصیل راولاکوٹ ڈنہ تحصیل مظفر آباد تک پھیلی ہوئی ہیں جس کا محمد دین فوق مرحوم نے اقوام پونچھ جلد دوم کے صفحہ ۱۶ پر تفصیل سے ذکر کیا ہے قاضی جوگا خان کے پانچ فرزند ہوئے جن کی تقسیم یوں ہے قاضی عنایت خان پڑاٹ راولاکوٹ' قاضی نصراللہ خان اور عیسیٰ خان شرقی وسطی باغ قاضی سید احمد خان سنگ' تحصیل دھیرکوٹ قاضی بیدم خان علیوٹ بیروٹ ڈنہ وغیرہ

قاضی سید احمد خان قریشی ہاشمی آپ ایک جید عالم تھے موضع نمب سے آپ کو اسلامی ضرورتوں کے پیش نظر سنگڑلا کر آباد کیا گیا آپ نے یہاں آکر ایک مسجد تعمیر کرائی جو اس وقت تک موجود ہے مگر وسعت و تعمیر کے مراحل سے بارہا گزر چکی ہے آپ نے یہاں امامت درس و تدریس اور نکاح خوانی کے فرائض کے ساتھ ساتھ کاشتکاری بھی شروع کی آپ عربی فارسی زبان کے ماہر اور فارسی عربی کے خوش نویس تھے آپ کے ہاتھ کی تحریریں ابھی تک محفوظ ہیں آپ نہایت خوش اخلاق عابد و زاہد اور شجاع انسان تھے۔ آپ تلوار چلانے میں بہت مہارت رکھتے تھے اور آدم خور شیروں کا شکار کرتے تھے آپ سخاوت میں بھی بڑے نامور رہے مال مویشی بکثرت پالتے رہے سواری کے لئے گھوڑا استعمال کرتے تھے صاف گو مستقل مزاج اور سخت طبع کے مالک تھے۔ آپ نے تقریباً" ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی آخری آرام گاہ یہاں سنگڑھ میں موجود ہے آپ کے چھ فرزند ہوئے قاضی جموں جو ہجنکوٹ جا کر آباد ہوئے قاضی خان گل جو بڈھیار داخلی سنگڑ سکونت اختیار کر گئے قاضی گل محمد جو سنگڑ میں ہی رہائش پذیر رہے۔ قاضی عالم شاہ جو پیری مریدی وعظ و تبلیغ کی غرض سے تحصیل راولاکوٹ جا کر قیام پذیر ہوئے قاضی فیض اللہ جن کی چوتھی پشت بعد دو بھائی میاں عبداللہ میاں حسن کا نام آتا ہے۔ یہ گم شدہ ہیں کوئی علم نہ ہوا کہ لاولد ہوئے یا نقل مکانی کر کے کہاں گئے آپ کے چھیویں فرزند کا نام قاضی سلاوت ہے وہ بھی غائب ہو گئے۔

قاضی گل محمد ہاشمی آپ سنگڑ میں ہی رہائش پذیر رہے مالی طور پر آسودہ حال تھے۔ زمینیں اور مال مویشی بکثرت تھے۔ کاشتکاری بھی کرتے رہے جید عالم دین اور خوش نویس تھے دینی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق رکھتے تھے درس و تدریس اور امامت کرتے رہے نہایت قوی شکیل اور دراز قد تھے گنگا اور شہسواری میں بہت مہارت حاصل تھی۔ آپ کے ایک ہی فرزند ہوئے جن کا نام قاضی غلام نور تھا۔ آپ نے تقریباً" ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

قاضی غلام نور ہاشمی آپ جلالی طبع تھے۔ دینی علوم میں بہت ماہر تھے متقی اور پرہیزگار تھے تیر اور تلوار چلانے میں آپ کو استاد مانا جاتا رہا گنگا کے ماہر کھلاڑی اور گھوڑ سواری پر بہت دسترس تھی

کاشتکاری امامت نکاح خوانی درس و تدریس کرتے رہے آپ خوش نویس تھے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اسلامی مسائل کی کتب موجود ہیں مہمان نواز اور سخی غرباء پرور تھے۔ آپ کو غصہ آجائے تو قمیض کے بٹن ٹوٹ جاتے تھے اور بخار ہو جاتا تھا۔ آپ کے چار فرزند ہوئے میاں نصرالدین میاں سید نور میاں کرم دین میاں نیک محمد اب ہر ایک کی اولادوں کی تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔

میاں سید نور ہاشمی آپ نہایت بہادر جرات مند صاف گو عابد و زاہد تھے۔ اکثر تہجد نمازوں میں وقت گزارتے تھے۔ سخاوت میں درجہ خاص حاصل رہا امامت درس تدریس نکاح خوانی اور زمینداری کرتے رہے مالی طور پر آسودہ حال تھے قحط کے ایام میں گھر سے لوگوں کو غلہ مفت دے دیتے خوش نویس تھے۔ شکار کا آپ کو بے حد شوق رہا آپ بندوق و تلوار کے مشہور نشانہ باز تھے۔ گتکا کے کھلاڑی تھے۔ تقریباً" ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند ہوئے میاں احمد نور اور میاں فقرالدین جو نہایت نامور گذرے ہیں

میاں احمد نور ہاشمی عربی اور فارسی کے ماہر جید عالم دین تھے۔ آپ کو ضعیف العمری میں لوگ ڈولی میں اٹھا کر سنگڑ کے ایک گاؤں میں لے جاتے اور وہاں چھ ماہ تک رہ کر لوگوں کو تعلیم القران دیتے اور سردی کے ایام میں چھ ماہ تک نشیبی گاؤں میں اٹھا کر لے جاتے درس و تدریس کے ساتھ نکاح خوان اور دیہہ امام بھی رہے آپ کلام الٰہی کے ذریعہ سے بیماروں کا علاج بھی کرتے رہے آپ نے بہت ضعیف العمری میں وفات پائی جب کہ آپ چل پھر نہ سکتے تھے۔ آپ کا جسم سوکھ کر ہڈیاں ہو گیا تھا تب بھی آپ نے اپنے فیض اہلیان سنگڑھ و کیری تک پہنچائے لوگوں کا عقیدت میں یہ حال تھا کہ جب آپ نے انتقال کیا تو ملحقہ گاؤں میں ایک شاگرد کے ہاں قیام پذیر تھے اس خاندان نے آپ کا جسد خاکی ورثاء کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا پھر باہمی رضامندی حاصل کر کے اپنی ہی زمین میں استاد کی آخری آرامگاہ بنائی آپ کے ایک ہی فرزند تھے۔ حضرت سائیں محمد اسمٰعیلؒ آپ حد سے بڑھ کر سخی تھے خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھانا کھلا دیتے تھے۔ آپ جامع کمالات اور درویش صفت انسان تھے۔

حضرت سائیں محمد اسمٰعیل ہاشمی رح کری راولپنڈی

دینی علوم کے علاوہ فارسی کے بہت ماہر تھے دینی کتب کے مطالعہ سے بہت لگاؤ رہا عبادت و ریاضت

میں دن رات محو رہتے تھے ایام جوانی کو پہنچے تو طبیعت سیلانی سی ہو گئی، اور غیر شادی شدہ ہی مری پنڈی کی طرف چلے گئے انگریز کے دور حکومت میں کرگی شہر میں جا کر گوشہ نشیں ہوئے اور پوری عمر مخلوق خدا کی خدمت عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ آپ نے لاولد انتقال کیا آپ کا مزار کرگی شہر میں موجود ہے۔ آپ کے مزار پر سالانہ قرآن خوانی اور عرس کی تقریب ہوتی ہے۔ جس میں دور دراز سے سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے عقیدت مند شریک ہوتے ہیں اور لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ آپ نہایت جلالی طبع فقیر تھے۔ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات رب ذوالجلال فوراً" قبول کر لیتا تھا۔ آپ کے کئی واقعات زبان خاص و عام ہیں اس مزار کی دیکھ بھال پر ان کے ایک عقیدت مند علی بابا کر رہے ہیں جو اس وقت خود ادھیڑ عمری میں ہیں یہاں آپ کی کچھ اراضی بھی موجود ہے۔

میاں فقیر الدین ہاشمی دینی علوم کے ماہر تھے فارسی میں بھی مہارت تھی بوقت ضرورت امامت کے فرائض انجام دیتے رہے اہل محلہ کے بچوں کو درس و تدریس اور قرآنی تعلیم دیتے تھے پسندیدہ مشغلہ زمینداری اور مویشی پالنا تھا صالح خوش خو اور سخی تھے طاقت ور اور بہادر تھے آپ کو لوگ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے ایام قحط و تنگدستی لوگوں کو آٹا دانہ مفت دے دیا کرتے تھے نہایت رحمدل غرباء پرور متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ نے ۶۵ سال کی عمر میں مرض فالج کی وجہ سے وفات پائی ایام بیماری چارپائی پر نمازیں ادا کیں مرض کی شدت سے بول چال بند ہو گئی تھی اور اشاروں سے بات سمجھایا کرتے تھے۔ آپ کے چار فرزند ہوئے میاں محمد کبیر میاں محمد رفیق میاں محمد لطیف میاں فتح محمد

میاں محمد کبیر ہاشمی آپ عربی فارسی کے ماہر تھے اردو بھی لکھ پڑھ لیتے تھے نہایت جلالی طبعیت اور قوی شکیل جوان تھے۔ آپ چار پانچ آدمیوں سے جھگڑے کی صورت میں مار نہ کھاتے تھے روحانی اور جسمانی قوت اس قدر تھی کہ غصہ آنے پر پانچ چھ من وزن اٹھا کر پھینک سکتے تھے۔ گتکا کے ماہر کھلاڑی اور عسکری تربیت رکھتے تھے اس کے باوجود آپ درویش صفت بھی تھے اکثر عبادت و ریاضت میں دن رات محو رہتے عین عالم شباب میں ایک بچی کے والد ہو کر وفات پائی دم درود و تعویذات سے بیماروں کا روحانی علاج کیا کرتے تھے۔

میاں محمد رفیق ہاشمی آپ نہایت حوصلہ جرات کے مالک تھے صاف گوئی میں بے باک تھے دیہی

کمیٹی کے ممبر رہے جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا اردو لکھ پڑھ لیتے تھے اور فارسی کے اچھے ماہر تھے اکثر فارسی کے شعر کہا کرتے تھے آپ نے ہمیشہ صبر و تحمل بردباری سے کام لیا اور بڑے بڑے کٹھن وقت بھی ہمت و استقلال سے گزارے آپ نے مجھے ہمیشہ فارغ رکھا اور قبیلہ کی اصلاح یکجہتی اور تاریخ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ ہدایت دی آپ حاضر دماغ بھی تھے آپ نے بہت بڑی عمر پائی مگر باوجود اس کے ذہنی اور دماغی طور پر بہت ہوش مند تھے آباؤ اجداد کی کئی کہانیاں تاریخ الہاشمی کے لئے آپ نے نوٹ کرائیں آپ کی قوت یادگار پر حیرت آتی تھی اور اپنی لائف ہسٹری ان کی نوک زبان تھی نہایت طاقت ور تھے اور بیکار کبھی نہ بیٹھے اور کہتے کہ ورزش اور سادہ غذا میری تندرستی کی ضامن ہے میانہ قد رنگ گندمی اور شوقین مزاج تھے سواری کے لئے پہلی عمر میں گھوڑا رکھتے تھے مشہور شکاری اور نشانہ باز تھے پہلے دور میں جنگلوں میں شیر زیادہ ہوتے تھے شیر نکل آتا تو لوگ آپ کو بلا لیتے اور ایک ہی فائر سے شیر کو مار ڈالتے آپ تقریباً" ۹ ماہ تک بیمار رہے مگر کہتے تھے کہ میں بالکل ٹھیک ہوں فکر کی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ آپ کی ہمت و حوصلہ قابل داد تھا۔ آپ راضی برضا رہا کرتے تھے جب موت کا وقت قریب آیا تو مجھے پاس بلا کر کہا کلمہ شریف کا ذکر کرو ساتھ ساتھ پڑھتے جا رہے تھے اور پھر کہا اچھا میں جا رہا ہوں اور ہاتھ ہلا کر ساتھ اشارہ بھی کیا اور جان دے گئے آپ نے ۲۸ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ دن پونے دو بجے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اسی شام چھ بجے کفن دفن کا مرحلہ طے پا گیا آپ کی پہلی اولادیں پہلی بیویوں سے انتقال کر گئیں جب آپ کی عمر تقریباً ۸۵ سال کی تھی تو میری پیدائش ہوئی آپ نے تقریباً ۱۲۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور میں ان کا اکلوتا فرزند تھا صوم و صلواۃ کے بہت پابند تھے اور جب بیماری سے نڈھال ہو گئے تو چارپائی پر ایک ہفتہ تک نمازیں ادا کیں آپ اپنی زندگی میں اپنی قرابت داری میں دور دراز تک جاتے رہے اور دور دراز تک کے لوگ آپ کو جانتے تھے آپ اس علاقہ کے نامور ہو گزرے ہیں جرگہ پنچائت میں ہمیشہ بے باکی کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ دے دیتے حق بات منہ پر کہہ دینے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ تاریخ الہاشمی ان ہی کے پرزور اصرار پر میں نے لکھی ہے لیکن اس کے مکمل ہونے سے پہلے وہ خدا کو پیارے ہو گئے۔

میاں محمد الیاس ہاشمی مصنف تاریخ الہاشمی تاریخ پیدائش 25 دسمبر 1950ء تعلیم سے فارغ ہو کر الیکٹرونکس آلات کی مرمت کے لئے اپنی دکان کھولی اور ساتھ ساتھ قبیلہ کے اصلاحی امور پر

توجہ دی حکومت سے لوگوں کے کئی حقوق بحال کروائے اور قبیلہ میں یکجہتی اور خود شناشی کا جذبہ اجاگر کیا پہلے پہل احمد آباد ھل کے بازار میں الیکٹرونکس کی دکان چلائی پھر تبدیلی حالات کے پیش نظر دھیر کوٹ میں دکان لی دیگر قبائل کے حقوق کے لئے بھی جدوجہد جاری رکھی جب قومی تاریخ کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی تو قبیلہ کے کئی نامور افراد اور تعلیم یافتہ بھائیوں سے کہا کہ قبیلہ قریشی الہاشمی کی تاریخ لکھیں مگر سب ہی انکار کر گئے اور مجھے ہی یہ فرض سونپا میں نے عزم کر لیا اور محدود ذرائع آمدنی کے باوجود یہ بیڑہ اٹھالیا جب کہ گذشتہ تین چار سال سے اپنے لڑکے کو ریڈیو ٹی وی انجینئر کا کورس کرانے کے بعد دکان پر مامور کر کے میں فارغ ہوا میرے پانچ فرزند اور دو بیٹیاں ہیں۔ مسعود احمد ہاشمی، محمد عباس ہاشمی، مقصود احمد ہاشمی، منظور احمد ہاشمی، ظفر اقبال ہاشمی

مسعود احمد ہاشمی نے میٹرک سائنس کے بعد دو سالہ ڈپلومہ ریڈیو ٹی وی مکینک کا حاصل کیا اور دھیر کوٹ شہر میں اپنی دکان پر کام کر رہے ہیں جہاں ٹیپ ریڈیو ٹی وی کے علاوہ دیگر الیکٹرونکس آلات کی مرمتی کرتے ہیں۔ شعر و ادب سے بہت لگاؤ ہے پر دماغ باصلاحیت خوش اخلاق نوجوان ہیں باقی زیر تعلیم اور زیر پرورش ہیں میں اپنی قلم سے مکمل اپنے یا بچوں کے حالات زندگی لکھنا گوارا نہیں کرتا اس لئے بہتر ہے کہ چند سطور پر ہی اتفاق کیا جائے۔

میاں محمد لطیف ہاشمی آپ نہایت سخی اور مدبر تھے شکار کا بے حد شوق تھا۔ رائفل ہمیشہ کاندھے سے لگائے رکھتے تھے۔ میانہ طبع کشتی اور گتکا کے ماہر کھلاڑی تھے۔ جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا نہایت ہوشیار اور معاملہ فہم تھے آپ نے دو شادیاں کیں مگر اولاد نرینہ سے محروم رہے، دونوں بیویوں سے چھ دختران ہوئیں جن میں سے ایک میری پہلی زوجہ تھیں جن کے انتقال کے بعد پھر میں نے محمد لطیف ہاشمی کی دوسری لڑکی سے عقد کیا آپ نے تقریبا ۶۵ سال کی عمر پا کر ۱۹۷۱ء میں وفات پائی

میاں فتح محمد ہاشمی دینی تعلیم رکھتے ہیں صوم صلوٰۃ کے پابند رہے اور تمام زندگی پیشہ تجارت اور زمینداری سے وابستہ رہے ایام جوانی نہایت طاقتور اور نامور تھے آپ دو تین سال سے بیمار ہیں اور کسی کام کے قابل نہیں آپ گتکا کے ماہر کھلاڑی تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی کے بطن سے محمد نصیر ہاشمی اور دوسری زوجہ کے بطن سے صابر حسین نامی دو فرزند ہوئے

میاں محمد نصیر ہاشمی آپ دینی علوم میں بہت ماہر ہیں۔ علم التاریخ سے بھی بہت لگاؤ ہے اور تاریخ

میں بہت بڑی مہارت رکھتے ہیں پُرانے دور کی پرائمری تعلیم ہے علوم احادیث وفقہ میں بھی اچھی مہارت حاصل ہے آپ پاکستان میں سول ملازمت کرتے ہیں آپ نے قبیلہ کے اصلاحی امور میں اور جذبہ خود شناسی کو بیدار کرنے میں اہم رول ادا کئے اکثر تاریخی کتب پاکستان کے کتب خانوں سے مجھے مہیا کیں جو تاریخ الہاشمی کی تیاری میں معاون ثابت ہوئیں میاں محمد نصیر ہاشمی ایک سیلانی طبعیت اور درویش صفت دراز قد طاقتور اور ہمت و حوصلہ کے مالک ہیں۔ آپ نے ہر مشکل کا بڑی جرأت وپامردی سے مقابلہ کیا اور ہر آڑے وقت میں میری مدد اور حوصلہ افزائی فرمائی آپ خوش اخلاق و خوش طبع ہیں مہمان نوازی میں درجہ خاص رکھتے ہیں آپ کے دو فرزند محمد نیاز ہاشمی اور نثار احمد ہاشمی ہیں نثار احمد ایف اے کا طالب علم ہے

محمد نیاز ہاشمی نے انڈر میٹرک کے بعد میری سرپرستی میں ریڈیو الیکٹرونکس آلات کی مرمت کا کام سیکھا اور دھیر کوٹ بازار میں اپنی دکان کھول کر عوامی خدمات انجام دے رہے ہیں باجرت خوش اخلاق نوجوان ہیں قبیلہ کے اصلاحی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور ہر آڑے وقت میں ثابت قدمی سے میرے ہمراہ رہے ہیں آپ کے چار فرزند ہیں غلام مصطفیٰ ہاشمی' غلام مجتبیٰ ہاشمی' غلام مرتضیٰ ہاشمی' غلام محسن ہاشمی

قاضی خان گل بن سید احمد خان قریشی (بڈھیار داخلی سنگڑھ تحصیل دھیر کوٹ قاضی خان گل قاضی سید احمد کے فرزند تھے۔ آپ کے ایک ہی فرزند قاضی بازدین ہاشمی ہوئے جو بڈھیار داخلی سنگڑھ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ نے بھی دین اسلام کی شمع کو روشن رکھا آپ نہایت متقی اور پرہیزگار' تہجد گزار اور ماہر فارسی عربی تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے میاں نظام دین اور میاں کرم دین آپ کے بھی دو فرزند ہوئے میں کرم دین جید عالم دین تھے۔ سخاوت اور غرباپروری میں درجہ خاص رکھتے تھے آپ کے دو فرزندوں کے نام یہ ہیں قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی و قاضی حمید اللہ قریشی ہاشمی

قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی (مصنف تاریخ تذکرۃ الہاشمی)

آپ نے اردو تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی فارسی اور اسلامی علوم بھی حاصل کئے آپ بچپن سے ہی بیدار مغز مدبر انسان تھے بوقت ضرورت امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے آپ نے ایام بندوبست

میں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک تحریک چلائی آپ بڑے بہادر اور نامور تھے۔ چنانچہ تاریخ اقوام پونچھ جلد اول و دوم میں مصنف محمد دین فوق آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "مولوی محمد عبداللہ سرکردہ اور قومی لیڈر تصور کئے جاتے ہیں" آپ نے قبیلہ کے تاریخی انساب و حالات کو ایک تاریخ تذکرۃ الہاشمی مرتب سال ۱۹۶۵ء میں لکھ کر محفوظ کیا اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے آپ نہایت دلیر تھے اور ہندو راجہ سے بھی اس کے منہ پر حق بات کہنے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے تھے آپ نے اپنی زندگی کو کار خیر کے کاموں پر موقوف کر رکھا تھا اپنے قبیلہ کی فلاح و بہبود کے علاوہ دیگر مسلمان قبائل کے حقوق کو بھی تحفظ دلوایا اور ناقص اراضی بندوبست پر ایک مقدمہ چلایا جو بعد میں آپ کامیابی سے ہمکنار ہوئے آپ عارضی طور پر نندرائی باغ میں رہائش رکھتے تھے آپ نے وہاں ایک بیوہ سے عقد کیا جو اپنے ہی خاندان سے تھیں اسی وجہ سے آپ نندارائی میں اکثر اوقات رہے دوسرا تحصیل ہیڈ کواٹر قریب ہونے کی وجہ سے آپ کو مقدمات کی پیروی میں سہولت تھی۔ آپ کی ذاتی ملکیت سنگڑھ تحصیل دھیرکوٹ کے علاوہ موضع سنواڑیاں تحصیل مظفر آباد میں بھی تھیں۔ آپ نے تاریخ مرتب کرتے وقت لاہور اور دہلی کی لائبریریوں سے مدد حاصل کی اور بے شمار نایاب تاریخی کتب کو حاصل کر کے اپنی ملکیت میں رکھا جو اولاد خلفاء بنی عباس پر لکھی گئیں تھیں آپ نے نہایت محنت اور لگن سے پورے ملک میں بکھرے ہوئے خاندان بنی ہاشم کے افراد کو تلاش کیا اور ان کے شجرہ جات تاریخ میں شامل کئے جس سے دور حاضر میں بھی استفادہ مل رہا ہے۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نقول شجرہ اب تک قبیلہ کے لوگوں کے پاس محفوظ ہیں ان سے بھی مدد لی گئی ہے۔ آپ نہایت بے باک جید عالم متقی اور پرہیزگار تھے۔ اکثر اوقات تہجد میں گزارتے اور اکثر اوقات روزہ کی حالت میں رہتے تھے محمد دین فوق کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ فوق مرحوم نے اپنی تاریخ اقوام پونچھ کی دونوں جلدوں میں قریشی ھاشمی خاندان کے تاریخی حالات لکھے ہیں آپ دونوں کے درمیان خطوط کا رابطہ بھی رہا جو محفوظ ہے قاضی محمد عبداللہ ھاشمی نے اپنی پوری زندگی اپنے اسلاف کی حفاظت میں صرف کی تاریخ تذکرۃ الہاشمی کو بنیاد رکھ کر تاریخ ہاشمی مرتب کی گئی ہے۔ جس میں گذشتہ ۸۰ سال کے حالات وواقعات کو نو آموز طریقہ سے مرتب کی گیا ہے۔
آپ آخری ایام زندگی نندرائی میں ہی قیام پذیر تھے۔ کہ آپ کو نمونیہ ہو گیا۔ اور دس دن تک بیمار رہے آپ نے ۷۵ سال کی عمر میں مورخہ ۲۱ پوہ ۱۹۹۳ بکرمی میں لاولد انتقال کیا اور نبی سپاری تحصیل باغ

کے قبرستان میں دفنائے گیئے۔ اپنی برادری و قبیلہ کے علاوہ اور لوگ بھی آپ کو اچھے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کا زیادہ حصہ تاریخی کتب خانہ نندرائی میں محفوظ تھا۔ جنگ آزادی کے دوران ہندوؤں نے اس مکان کو نذر آتش کیا جس کی وجہ سے انتہائی نادر ونایاب تاریخی کتب جل گئیں۔ جن میں سے چند کتابیں مٹی کے نیچے دب جانے کی وجہ سے محفوظ رہ گئیں۔

میاں حمید اللہ ہاشمی آپ میاں کرم دین کے بیٹے اور مولوی محمد عبد اللہ ہاشمی کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ بڈھیار داخلی سنگڑھ میں رہائش پذیر تھے نیک صالح عابد وزاہد اور سخی انسان تھے۔ آپ کاشتکاری پر گزر بسر کرتے تھے۔ ملکیتی زمینیں بہت تھیں آپ ماہر زمیندار تھے۔ محلہ کے بچوں کو درس قران دیا کرتے تھے۔ نقل مثل حقیت موضع سنواڑیاں تحصیل و ضلع مظفر آباد مرتب سال ۱۹۸۶ بکرمی پر نوٹ ہے کہ محمد عظیم ولد نظام الدین بحصہ برابر ہمیپائی علاقہ پونچھ نصف دریک حصہ عبد اللہ ولد کرم دین ومحمد سعید محمد شریف محمد نزیر پسران حمید اللہ نابالغان قوم قریشی ہاشمی ساکنان بڈھیار تحصیل باغ علاقہ پونچھ میاں حمید اللہ کے تین فرزند ہوئے محمد سعید محمد شریف اور محمد نذیر۔ اقوام پونچھ جلد دوم صہ ۱۱۷ پر آپ کا ذکر موجود ہے۔

محمد سعید ھاشمی (پنڈی) آپ ایام جوانی کو پہنچے تو راولپنڈی چلے گئے جہاں آپ نے ۵۰۱ ورکشاپ میں اپنی خدمات پیش کیں اور وہاں ہی مستقل رہائش کے بعد میاں محمد عظیم ہاشمی جو مصنف کے داوا کے بھائی تھے۔ کی دختر سے عقد کر لیا گذشتہ دنوں میری مولاقات محمد سعید ہاشمی سے ہوئی آپ اس وقت ضعیف العمر ہیں آپ بڑے معلوماتی اور دلچسپ ہیں درویش طبع کم گو باعزم انسان ہیں آپ کے چار فرزند ہوئے محمد یوسف ہاشمی محمد الیاس ھاشمی محمد مشتاق ھاشمی (مرحوم) امتیاز احمد ہاشمی

محمد یوسف ھاشمی آپ بڑے باجرائت معلوماتی اور تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ اور وکیل کے ساتھ بطور کلرک کام کرتے ہیں ملنسار اور خوش اخلاق ہیں آپ کا ایک فرزند محمد خرم ھاشمی زیر تعلیم ہے۔

محمد الیاس ھاشمی آپ تعلیم وتربیت سے فارغ ہوئے تو ائیر فورس میں بھرتی ہو گئے سات سال تک سروس کے بعد ۱۹۷۱ء کے جنگ میں بنگال میں شہید ہو گئے آپ کے تیسرے بھائی محمد مشتاق ھاشمی جو بطور سیلز مین راول پنڈی میں ہی سول ملازمت کرتے تھے۔ گذشتہ دنوں عین عالم شباب میں وفات پا گئے آپ کے بیٹے کا نام عزم علی ھاشمی ہے جو زیر پرورش ہے ۔۔۔۔۔ میاں محمد سعید ھاشمی کے چوتھے

فرزند۔

امتیاز احمد ھاشمی بی اے کرنے کے بعد محکمہ پولیس میں بھرتی ہو گئے اور بہت جلد اے ایس آئی کے عہدہ سے سات سال بعد ڈسچارج ہوئے یہ خاندان ڈھوک علی اکبر خان راول پنڈی میں رہائش پذیر ہے۔

میاں محمد شریف ھاشمی محمد شریف ھاشمی ایک غیرت مند اور باجرائت انسان تھے۔ خوش اخلاقی اور معاملہ فہمی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ۹ سالہ خدمات فوج میں پیش کیں پھر گھر آکر زمینداری پیشہ سے وابستہ ہوئے قومی تاریخ سے بے حد لگاؤ تھا۔ بڑے باعزم اور میرے رفیق کار کی حیثیت رکھتے تھے۔ تاریخ کے لئے بہت سے حالات وواقعات آپ نے مجھے نوٹ کروائے آپ نے تقریباً ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کا ایک فرزند محمد بشیر ھاشمی ہے جو ۱۵ سالہ فوجی خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہو کر سول کاروبار کرتا ہے۔

ریٹائرڈ حوالدار محمد نذیر ھاشمی آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو اے کے آرمی میں بھرتی ہو گئے ۲۵ سالہ خدمات پیش کیں اور مختلف جنگوں میں داد شجاعت سندات وتمغہ جات حاصل کئے حوالدار کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے چند سال گھر آنے کے بعد وفات پائی نہایت مدبر باجرائت خوش اخلاق اور مہمان نواز تھے۔ آپ کو اپنی قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ رہا اور قبیلہ کے اصلاحی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ کے تین فرزند ہیں جمیل اختر ھاشمی محمد جہانگیر ھاشمی پرویز اختر ہاشمی ہیں۔ محمد جہانگیر پاکستان آرمی میں ہیں

میاں نظام الدین ھاشمی آپ بڑے امیر کبیر تھے۔ اچھے دیندار اور باصلاحیت جامع کمالات کے مالک تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے میاں عطا محمد نے لاولد وفات پائی میاں محمد عظیم کے تین فرزند ہوئے میاں محمد عظیم کے فرزندوں میں سے

میاں سید احمد ھاشمی بڑے نامور اور سخی خدا شناس تھے۔ آپ نے اپنی قومی تاریخ میں بہت اہم رول ادا کئے اور کئی پرانی یادگاریں تاریخ کے لئے نوٹ کرائیں آپ نے قبیلہ کے اصلاحی کاموں میں بھی دلچسپی قائم رکھی آپ نے ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے چھ فرزندوں کا نام حصہ شجرہ میں ملاحظہ ہو۔ ڈوگرہ عہد میں بھی خاندان بااثر اور نامور رہا۔

میاں نصرالدین ھاشمی سیر تحصیل دھیرکوٹ۔ آپ موضع سنگڑھ سے بسلسلہ امامت دور آپراچی

موضع سیسر جا کر مقیم ہوئے آپ متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کا ننھیال موضع پوٹھہ شریف علاقہ پاکستان میں تھا۔ آپ سخاوت اور شجاعت میں بہت نامور تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے میاں بھولو جو لاولد وفات پاگئے۔ اور میاں محمد عظیم ہاشمی ؟

میاں محمد عظیم ھاشمی جنہوں نے ایام جوانی سیسر سے حصول روزگار علاقہ پاکستان کا رخ کیا بعد ازاں آپ نے ڈھوک کھبہ راولپنڈی میں رہائش اختیار کر لی انگریز کے دور میں یہاں آ کر میٹرک کا امتحان پاس کیا اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عربی فارسی اردو انگریزی اور پشتو زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ آپ نے یہاں آ کر برٹش آرمی میں خدمات پیش کی تھیں۔ جنگ آزادی کے وقت ریٹائرڈ ہو کر ۵۰۱ ورکشاپ چکلالہ میں ۳۵ سال کے لگ بھگ سروس کی تھی۔ آپ سے میری ملاقات بارہا ہوئی جس پر ان کے اور میرے درمیان خاندانی تاریخ پر باتیں ہوتی رہیں۔ آپ کے معلوماتی بیان میں نے نقل کر کے محفوظ کر لئے۔ دوران سروس آپ بمبئی ہندوستان میں بھی قیام پذیر رہے سیسر میں آپ کی جو ملکیتی زمین تھی وہ آپ نے اپنی بیٹی کو حبہ کر دی۔ آپ نہایت مدبر اور جرائت مند سخی مہمان نواز تھے۔ آپ کی آخری آرام گاہ ڈھوک کھبہ راولپنڈی کے قبرستان میں ہے آپ کے ایک ہی فرزند محمد عارف ھاشمی ہوئے۔

محمد عارف ھاشمی آپ نے پرانے دور میں مڈل تک تعلیم حاصل کی پھر بطور ڈرائیور کام شروع کیا آپ نے پراچہ خاندان کے ایک معزز گھرانہ سے شادی کی بعد ازاں آپ ڈھوک کھبہ کی بجائے ۱۹۸۰ میں اپنے رشتہ داروں کے قریب مکان بنوا کر رہائش پذیر ہو گئے محلہ وارث خان میں آپ رہائش پذیر ہیں۔ آپ کے پاس اس وقت تین ٹیکسی کاریں اپنی ملکیت ہیں۔ اور ڈرائیور رکھے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۵ سال ہے۔ آپ نہایت دلیر با جرائت غیور مہمان نواز خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں آپ کے چار ہونہار فرزند ہیں محمد واصف ھاشمی چھٹی میں زیر تعلیم ہیں محمد عاطف ھاشمی جماعت دوم میں ہیں۔ محمد بلال ھاشمی محمد عثمان ھاشمی زیر پرورش ہیں۔

میاں کرم دین بن قاضی غلام نور ھاشمی ریڑھ۔ شرقی باغ میاں کرم دین ہاشمی موضع سنگڑھ تحصیل دھیرکوٹ سے آبائی زمانہ میں نقل مکانی کر کے موضع قادر آباد چلے گئے جہاں آپ نے پیر آں والی مسجد میں دس سال تک امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے اور سیری کھتی میں رہائشی قبیلہ ھاشمی

سے شادی بھی کی یہ خاندان تقریباً" اس وقت سے ایک صدی پہلے یہاں آکر آباد ہوا تھا۔ شادی کے بعد آپ بھی موضع سیری میں رہائش پذیر رہے بعد ازاں اپنے رشتہ داروں سے ارادہ ظاہر کیا کہ میں اب واپس سنگڑھ جارہا ہوں اس پر انہوں نے میاں کرم الدین کو روک لیا اور ریڑھ کے مقام پر ایک زمین پر قبضہ کرنے کے بعد میاں کرم دین کو مکان بنوا کر دیا جہاں آپ آباد ہو گئے اور آخری وقت میں جب کہ موت قریب آگئی تو اپنے بیٹوں کو ہدایت و نصیحت کی کہ اگر تم پر کوئی بُرا وقت آئے تو سنگڑھ چلے جانا جہاں تمہارے قرابت دار رہائش پذیر ہیں آپ نے امامت کے ساتھ ساتھ زمینداری پر بھی بہت عبور حاصل کیا تھا۔ آپ مٹی کے ایک تودہ کے نیچے آکر زخمی ہوئے تھے جو کہ بنیاد کھودتے ہوئے واقعہ پیش آیا اور تین دن کے بعد وفات پا گئے آپ نے بعمر ۹۰ سال ۱۹۰۲ء میں اس جہان فانی سے کوچ کیا آپ دراز قد طاقت ور اور مدبّر تھے۔ جذبہ انتقام سے بھرپور باغیرت عربی فارسی کے ماہر لکھاڑی اور خوش نویس تھے۔ شکار گتکا شہسواری آپ کا پسندیدہ مشغلہ رہا سواری کے لئے ہمیشہ گھوڑا رکھتے تھے آپ کے تین فرزند میاں بدر دین میاں شرف دین اور میاں امام دین ہوئے۔

میاں بدر دین ہاشمی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو فارسی کے ماہر تھے۔ علاقہ میں معتبر اور نامور ثالث تھے۔ آپ فریقین کے درمیان جو فیصلہ کرتے ہر دو تہہ دل سے قبول کر لیتے بے باک نڈر اور صاف گو و پرہیزگار اور سخی تھے علاقہ برادری میں برگزیدہ مانے جاتے تھے۔

ریٹائرڈ حوالدار محمد صدیق ہاشمی آپ نے مڈل تعلیم حاصل کی اور جذبہ حب والوطنی کی خاطر ایک عرصہ بعد فوج میں بھرتی ہو کر مختلف جنگوں میں حصّہ لیا اور داد شجاعت پائی دو مرتبہ شدید زخمی بھی ہوئے ایام جنگ گوریلا میں شریک ہو کر دشمن کے ایریا میں بہت بہادری دکھائی ۱۵ سال بعد عمر پوری ہونے کی وجہ سے بعہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے فوج میں نشانہ لگانے کے استاد مانے جاتے تھے۔ پسندیدہ مشغلہ شکار ہے موسم گرما میں کئی روز تک ٹھنڈے جنگلوں کی طرف شکار کی غرض سے نکل جاتے ہیں سول کاروبار اور زمینداری کرتے ہیں قومی تاریخ کا بے حد شوق رکھتے ہیں اپنے نسب نامہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کے بھی نسب نامے آپ کو یاد ہیں۔ آباؤ اجداد کے حالات وواقعات آپ کی نوک زباں ہیں باغ کے اکثر دیہات میں آپ نے میرے ہمراہ سفر کیا اور قبیلہ کے افراد سے تعارف کے بعد ان کے تاریخی حالات وواقعات نوٹ کرائے آپ عباسپور بھی اپنے قبیلہ کے ہاں مجھے ساتھ لے کر گئے دوران

ترتیب تاریخ الہاشمی آپ میری جانی مالی مدد کرتے رہے آپ نہایت غیور دلیر مدبر مہمان نواز ہیں آپ کی عمر اس وقت تقریباً ۵۶ سال ہے۔ آپ کے چھ فرزند ہیں میاں خلیل احمد میاں مختار احمد میاں مشتاق احمد حوالدار سعید احمد میاں سلطان احمد فیض الرحمٰن ھاشمی جن کا بالترتیب اگلی سطور میں ذکر کیا جاتا ہے۔

میاں خلیل احمد ھاشمی مڈل کے بعد سول کاروبار کرتے ہیں آج کل اسلام آباد گیسٹ ہاؤس میں بطور ٹیلی فون آپریٹر کام کرتے ہیں نہایت دلیر ہنس مکھ خوش اخلاق اور مدبر انسان ہیں آپ کے چار فرزند ہیں جب کہ خضر حیات ہاشمی ریڑھ کے دینی دار العلوم میں حفظ قران کا طالب علم ہے۔

قاری مختار احمد ھاشمی آپ قاری القران ہیں خوش اخلاق اور دلیر شخصیت رکھتے ہیں تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن ہیں آپ کا ایک فرزند زاہد مختار ہاشمی زیر پرورش ہے

قاری مشتاق احمد ہاشمی آپ قاری القران ہیں نصف قرآن پاک حفظ بھی کیا ہوا ہے سول کاروبار اور ٹھیکیداری کرتے ہیں نہایت مدبر غیور اور خوش اخلاق ہیں۔

حوالدار سعید احمد ہاشمی میٹرک تعلیم پاکر آرمی میں بھرتی ہوئے دوران سروس کئی کورسز بھی کئے اور ایف اے کا امتحان بھی پاس کیا آپ توپ خانہ سے وابستہ ہیں لائیس حوالدار کے عہدہ پر فائز ہیں اور آپ کو افسران بالا اچھی نگاہوں سے دیکھتے ہیں نہایت دلیر نڈر باجرائت و باکردار نوجوان ہیں حاضر دماغ اور خوش اخلاق ہیں۔

میاں سلطان احمد ہاشمی گورنمنٹ ہائی سکول ریڑھ سے آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ایف اے باغ سے کرنے کے بعد مذید تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں خوش طبع اور شائستہ نوجوان ہیں جب کہ آپ کو شعر و ادب سے بے حد لگاؤ ہے۔ فیض الرحمٰن زیر تعلیم ہیں۔

میاں محمد حنیف ہاشمی آپ لکھے پڑھے اور اچھے دانش مند انسان تھے کوئٹہ کی اسلحہ فیکٹری میں ۱۲

سال تک خدمات انجام دے کر گھر آئے زمینداری اور ٹھیکیداری سے وابستہ تھے۔ ۱۹۸۱ء میں وفات پائی آپ کے دو فرزند ہیں محمد عزیز صابر محمد رشید ہاشمی جو نہایت نڈر خوش اخلاق نوجوان ہیں اور ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

شہید میاں مزمل الدین ہاشمی آپ اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اچھے لکھے پڑھے اور شائستہ انسان تھے نہایت عابد اور مستقل مزاج تھے تحریک آزادی کے آغاز میں ہندو نہتے مسلمانوں پر جبرو تشدد کرتے تھے اس دوران بھاگتے ہوئے چند ہندو آپ کے درپیش آگئے اور آپ سے کہنے لگے کہ ہمارا یہ سامان ڈھلی پہنچادو آپ انکاری ہو گئے جس پر وہ ہندو برہمی ظاہر کرتے ہوئے مکان جلانے پر اتر آئے مگر آپ بدستور انکاری تھے جب ہندو تشدد پر اترے تو آپ نے مدافعت کی اور چند افراد کو زخمی بھی کر دیا جس پر ہندوؤں سے جان بچانا مشکل ہو گئی تو ان ظالموں نے آپ کو گولی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ آپ طاقتور دراز قد تھے حق بات پر ڈٹ جاتے تھے آپ کے ایک ہی فرزند میاں محمد اکبر ہاشمی ہوئے جنہوں نے ابتدائی ایام زندگی تربیلا ڈیم میں بہت عرصہ تک کام کیا نہایت طاقتور مدبّر خوش اخلاق ہیں زمینداری سے بھی اچھا شغف ہے آپ کا ایک ہی فرزند میاں محمد بشیر ہاشمی ہے جو جماعت دہم کا طالب علم اور نہایت دل چسپ اور کم سنی میں ہی اعلیٰ سوچ کا مالک ہے۔

میاں عبدالحکیم ہاشمی آپ میاں بدر دین ہاشمی کے فرزند ہیں۔ آپ کافی عرصہ سے راولپنڈی میں مقیم ہیں اور پیشہ تجارت سے وابستہ ہیں اچھے دیندار خوش اخلاق ہیں آپ کے ایک فرزند عبدالحمید ہاشمی سول ملازمت کرتے ہیں جب کہ باقی زیر تعلیم ہیں ریڑھ کا یہ خاندان علاقہ و برادری میں ایک شریف دیانت دار باوقار ہونے کے ساتھ ساتھ بااثر شمار ہوتا ہے یہ گھرانہ شروع ہی سے علمی رہا ہے اب بھی ان میں علم کا اچھا شوق ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں یہ دوش بدوش پائے جاتے ہیں۔

میاں نیک محمد ہاشمی سنگرٹھ آپ نہایت دیندار پاک باز اور شریف النفس انسان تھے۔ سنگرٹھ میں آپ کو والد نے رقبہ کھیتراں بطور حصّہ دیا دینی خدمات کے ساتھ ساتھ زمینداری بھی کرتے رہے مالی

طور پر آسودہ حال تھے سخاوت میں بڑے مشہور شکار و گتگا کے ماہر کھلاڑی تھے۔ دراز قد اور طاقت ور تھے ۔عمر ۷۴ سال انتقال کیا آپ کے دو فرزندوں کی اولادیں اچھی نامور ہیں میاں بھڈا اور میاں امیرا ہاشمی میاں بھدہ کے ایک ہی فرزند میاں میر احمد ہاشمی ہوئے جو ایک ثالث اور بڑے مشہور انسان تھے۔ آپ کے دو فرزندوں سے اولادوں کا سلسلہ چلا میاں غلام نبی ہاشمی اور میاں حسن دین ہاشمی میاں غلام نبی ہاشمی کے دو فرزند محمد فاضل ہاشمی اور نزیر احمد ہاشمی ہوئے نزیر احمد تعلیم کے بعد پاک آرمی میں شامل ہو کر ملک وطن کی خدمات کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ میاں میر احمد ہاشمی کے دوسرے فرزند **میاں حسن دین ہاشمی** نے پُرانے دور میں مڈل تک تعلیم پائی بڑے باجرئت اور خوش اخلاق ہیں اور قبیلہ کے ہر آڑے وقت میں پیش پیش رہتے ہیں **میاں امیرا ہاشمی** آپ نہایت صاف گو اور درویش طبع انسان ہوئے محنتی اور جفاکش تھے اور ہمیشہ سادہ طرز زندگی پر انحصار کیا سخی اور غرباء پرور تھے طبع حلیم رکھتے تھے۔ تقریبا ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے پانچ فرزند ہوئے میاں یار محمد میاں محمد حسن میاں نور حسین میاں حمید اللہ میاں فیض اللہ میاں یار محمد نے لاولد انتقال کیا جب کہ باقی بھائیوں کی اولادیں چلیں

میاں محمد حسن ہاشمی آپ ایک حلیم طبع محنتی اور صاف گو انسان تھے جنگ آزادی میں برابر شریک رہے متقی اور پرہیز گار اور صاف گو انسان تھے قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے تھے تقریبا" ۶۸ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند میاں رحمت اللہ ہاشمی اور قاری مختار احمد ہاشمی ہوئے میاں رحمت اللہ لاولد اگست ۱۹۹۳ء میں وفات پائے اسلام آباد میں دفنائے گئے

قاری مختار احمد ہاشمی آپ کی اردو تعلیم مڈل ہے نہایت شائستہ نڈر باعزم انسان ہیں۔ آپ قاری القران ہیں۔ جہلم کے دار العوم سے قرآت کے ساتھ ساتھ تقریبا" نصف قرآن حفظ بھی کیا ہوا ہے دینی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق رکھتے ہیں۔ علوم احادیث و فقہ کے بھی ماہر ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا آغاز پاکستان میں سول ملازمت سے کیا پھر آپ سعودیہ چلے گئے جہاں آپ ۱۵ سال سے اپنا کاروبار کر رہے ہیں اس دوران 4/5 مرتبہ فریضہ حج بھی ادا کیا آپ نے اس دوران اپنے قبیلہ کے کئی افراد کو سعودیہ میں برسر روزگار کیا آپ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ذہین خوش گفتار حاضر دماغ خوش اخلاق اور

مہمان نواز ہیں آپ نے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی پیدا کیا اور قبیلہ کے اصلاحی امور پر خاصی توجہ دی حتیٰ کہ مالی مشکلات میں روپیہ پانی کی طرح بہادیا آپ کو اپنی قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ رہا ہے اور اس وقت بھی آپ میری ہر موڑ پر مدد کرتے ہیں آپ میرے ایک رفیق کار بھائی ہیں بڑے مشکل اوقات میں آپ میرے ساتھ رہے اور میری حوصلہ افزائی کا سبب بنے رہے آپ نہایت باجرٔت ہیں آج کل اسلام آباد میں مکان خرید کر رہائش پذیر ہو چکے ہیں اور سعودیہ میں کروبار کرتے ہیں آپ کے پانچ فرزند ہیں جو اسلام آباد میں ہی زیر تعلیم ہیں وقار احمد ہاشمی جو کہ ایف اے کا امتحان دے چکے ہیں۔ باقی حصہ شجرہ میں درج ہے،

میاں فیض اللہ ہاشمی آپ دینی تعلیم کے ساتھ اردو لکھے پڑھے تھے بوقت ضرورت امامت کے فرائض انجام دیتے رہے حق بات منہ پر بے باکی سے کہہ دیتے تھے نہایت نڈر طبع سخت مگر صاف گو تھے حاضر جوابی میں درجہ امتیاز رکھتے تھے آپ نے ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔

میاں نور حسین ہاشمی آپ صاف گو اور حق بات منہ پر کہنے میں عار محسوس نہ کرنے والے تھے قبیلہ کے اجتماعی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے باجرٔت تھے آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہوئے الطاف حسین ہاشمی جو کہ سروے آف پاکستان میں ملازمت کر رہے ہیں الطاف حسین کے تین فرزندوں میں سے اخلاق احمد ہاشمی بھی سروے آف پاکستان میں سروس کر رہے ہیں دوسرے میاں گل حسن ہاشمی ہیں میاں نور حسین کے تیسرے فرزند قاری عبدالحکیم ہاشمی جو قاری القران ہیں اور گاؤں سنگڑ کے علاوہ کراچی میں بھی مقیم ہیں اور امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں

حاجی حمید اللہ ہاشمی پرائمری تعلیم ہے ناظرہ قرآن کی تعلیم بھی رکھتے ہیں جوان ہوئے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے دوران سروس ایران عراق بغداد، مصر اور اٹلی کے شہروں تک گئے جنگ عظیم یورپ میں شریک رہے۔ جنگ آزادی کے وقت وطن واپس آکر آزاد فوج میں بھرتی ہو گئے تقریباً" چھ سال آزاد فوج میں رہے برٹش آرمی کی سروس بھی ملا کر ۱۸ سال کے بعد پنشنر آئے اعلیٰ کارکردگی کے تمغہ جات و سندات حکام اعلیٰ نے عنایت کئے اس کے بعد سروے آف پاکستان مین بھرتی ہو گئے ۱۲ سال تک

سروے آف پاکستان مین خدمات کے بعد پنشنر آگئے آج کل گھر پر رہتے ہیں بوقت ضرورت امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں اچھے دیندار باجرأت شخص ہیں ۱۹۹۳ء میں فریضہ حج بھی ادا کیا متقی و پرہیزگار ہیں آپ کے دو فرزند ہوئے ایک بہار الاسلام اور مزمل حسین ہاشمی مزمل حسین ہاشمی نے انڈر میٹرک کے بعد پاک فوج میں اپنی خدمات پیش کیں اور اس وقت بعہدہ سپاہی حاضر سروس ہیں جب کہ حاجی بہار الاسلام ہاشمی عرصہ ۱۵ سال سے کویت میں اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہین یہ بڑے غیور اور باجرأت نوجوان ہیں اور ہر مشکل دور میں میرے ایک رفیق کار ثابت ہوئے ہیں آپ نے قبیلہ کی ہر موڑ پر جانی مالی مدد کی نہایت سخی نڈر ملنسار شخصیت کے حامل ہیں۔

اولاد قاضی عالم شاہ بن قاضی سید احمد خان

قریشی تراڑ راولاکوٹ' تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم مطبوعہ ۱۹۴۱ء جلد دوم صفحہ نمبر ۱۶ پر لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن عرف پیر مانک شاہؒ سے اس خاندان کا نسبی تعلق ملتا ہے۔ یہ خاندان بہت پھیلا ہوا ہے اور قریشی ہاشمی عباسی کہلاتا ہے کئی موضعات مین ان کی آبادی ہے اور ریکارڈ مال کے کاغذات میں ان کی قوم قریشی درج ہے اس خاندان کے افراد نے مختلف فنون اختیار کئے مگر زراعت کاری مین بھی پیش پیش ہیں۔ محمد دین فوق نے صفحہ ۱۶ پر قاضی سید احمد خان کے صرف دو فرزندوں کا ذکر کیا ہے جو مشہور تھے ایک کی اولادیں سنگڑھ تحصیل دھیرکوٹ میں آباد ہیں جن کا نام قاضی گل محمد خان تھا جب کہ قاضی عالم شاہ سنگڑ سے بسلسلہ پیری مریدی آبا ئی دور میں منگ تھوراڑ چلے گئے جن کے ایک فرزند قاضی گل احمد نامی ہوئے قاضی گل احمد کے تین فرزند کرم بخش خان' بھولا خان اور مراد بخش خان ہوئے کرم بخش خان لاولد ہو گئے بھولا خان کی اولادیں جھنڈالی تحصیل راولاکوٹ میں آباد ہیں مراد بخش خان کی اولادیں تراڑ دیوان جو کہ ڈوگرہ نے آپ کو بطور انعام جاگیر دی تھی میں آباد ہیں اس خاندان کی اسوقت کافی آبادی ہے اور آباؤ اجداد سے یہ خاندان زراعت اور سرکاری ملازمت پر گزر بسر کرتا رہا۔ ان میں عالم دین پہلے بھی تھے۔ اور اس وقت بھی عالم دین لوگ موجود ہیں برٹش آرمی میں رہ کر ان لوگوں نے اپنا ایک نام پیدا کر لیا تھا۔ ان کے کارنامے جنگ آزادی میں بھی بھرپور ہیں اسوقت اس خاندان کے لوگ ہر شعبہ زندگی میں پیش پیش ہیں۔ اور زیادہ تعداد لوگ پاک فوج اور سرکاری ملازمتوں میں ہیں۔ جن کا نہایت مختصر ذکر زیر

قلم لایا جاتا ہے۔

کرنل محمد ذاکر خان قریشی عباسی آپ فضل دین خان کے فرزند ہیں جو اپنی پوری برادری میں سرکردہ اور نامور تھے۔ محمد دین فوق مرحوم نے اقوام پونچھ جلد دوم کے صفحہ نمبر ۱۸ پر آپ کے حالات لکھے ہیں محمد ذاکر خان نے ڈگری کالج راولا کوٹ سے انٹرمیڈیٹ معہ سائنس پاس کیا اور پاکستان آرمی کی اٹلری رجمنٹ میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۶۷ء میں کمیشن پاس کیا ۱۹۷۱ء کے جنگ میں بنگال میں داد شجاعت حاصل کی ۱۹۷۶ء میں کمانڈر اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ سے بی اے کیا اور اس وقت بعہدہ کرنل حاضر سروس ہیں آپ ذہین مدبر شجاع اور باوقار شخصیت کے مالک ہیں آپ کے چار فرزند ہیں۔ حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اسسٹنٹ پروفیسر محمد یعقوب خان قریشی عباسی آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے معاشیات کیا ۱۹۷۸ء میں بطور لیکچرار تقرری ہوئی آپ آج کل ڈگری کالج راولا کوٹ میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ کا ایک فرزند ثاقب یعقوب ہے دراز قد خوش اخلاق مہمان نواز با جرائت اور شکیل جوان ہیں آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی فضل دین خان قریشی ہے۔

تھانیدار محمد اعظم خان قریشی عباسی آپ فضل دین خان کے بڑے فرزند تھے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ پنجاب پولیس میں بھرتی ہو گئے بعد ازاں آپ تھانیدار کے عہدہ پر فائز تھے کہ اچانک دل کا دورہ پڑا اور انتقال کر گئے نہایت مدبر شجاع اور جرائت مند انسان تھے۔

کیپٹن محمد بشیر اختر قریشی عباسی آپ کے والد کا نام بگا خان قریشی تھا۔ جو ۲۶ ایم ٹی میں ڈوگرہ دور میں بھرتی ہوئے اور بعد میں ریزرو آکر راولپنڈی میں رہائش پذیر ہو گئے اور پیشہ تجارت اختیار کر لیا آپ کے دو فرزند ہوئے بشیر اختر خان اور حفیظ اختر خان کیپٹن بشیر اختر خان نے بی۔ ایس۔ سی گورنمنٹ کالج راولپنڈی سے کیا اور پاکستان آرمی میں بھرتی ہو گئے۔ اور انفنٹری رجمنٹ سے کمیشن حاصل کرنے کے بعد بعہدہ کیپٹن حاضر سروس ہیں نہایت شجاع اور مدبر شخصیت ہیں اعلیٰ کارکردگی پر تمغہ جات وسندات سے حکام اعلیٰ نے نوازا ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی حفیظ اختر خان پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ اے انگریزی کے طالب علم ہیں اعلیٰ مقرر ہونے کی وجہ سے ایوارڈ یافتہ ہیں۔

انجینئیر امیر اکبر خان قریشی عباسی آپ فیروز دین خان کے چھوٹے فرزند ہیں میٹرک معہ

سائنس کر لینے کے بعد آپ ادارہ اٹا میکنرجی میں بھرتی ہو گئے آپ نے اس ادارہ میں رہ کر انجینیرنگ کا کورس مکمل کیا۔ ایسو سی ایٹ انجینیرنگ میں عرصہ بیس سال سے ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ کو اعلیٰ کارکردگی کے صلہ میں گولڈ میڈل دیا گیا۔ خوش اخلاق اور مہمان نواز اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

ریٹائرڈ نائب صوبیدار جلال الدین خان قریشی عباسی جس وقت آپ سے میری ملاقات ہوئی تو عمر تقریباً ۷۵ سال تھی۔ ایام بیماری ملاقات پر انہوں نے کئی تاریخی معلومات فراہم کیں آپ جنگ عظیم کے دوران پنجاب رجمنٹ میں بھرتی ہو گئے۔ ۲ سال تک مصر میں رہے۔ ۱۹۱۹ء کی جنگ افغانستان کے علاوہ آپ دوسری جنگوں میں بھی شریک رہے مڈل تعلیم تھی۔ پلٹن میں دفتری کام انجام دیتے رہے۔ نائب صوبیدار ریٹائرڈ آکر محکمہ ڈاک خانہ میں بطور کلرک راولپنڈی میں خدمات سر انجام دیتے رہے۔ آج کل گھر پر بیمار ہیں بعد ازاں معلوم ہوا کہ انتقال کر گئے آپ کے دو فرزند عزیز احمد خان اور افتخار احمد خان ہوئے۔

ریٹائرڈ کیپٹن عزیز احمد خان قریشی عباسی آپ میٹرک کے بعد پاک فوج میں بھرتی ہو گئے دوران سروس ایف اے کیا اور کمیشن کے بعد آپ بعہدہ کیپٹن ملک وملت کی خدمات انجام دیتے رہے اور حال ہی میں آپ کیپٹن کے عہدہ پر ریٹائرڈ ہو چکے ہیں نہایت شجاع قوی اور شکیل جوان ہیں۔

مظفر دین خان قریشی عباسی آپ نہایت مدبر باغیرت اور دیندار شخصیت کے مالک تھے۔ دینی علوم میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے جو راولپنڈی مقیم ہو گئے محمود احمد خان اور نذیر احمد خان

محمود احمد خان قریشی عباسی آپ میٹرک تعلیم پا کر محکمہ عدلیہ میں بطور کلرک ۲۵ سال تک فرائض انجام دے کر ریٹائرڈ ہوئے آپ کے ایک ہونہار فرزند پاکستان ایئر فورس میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں مکمل حالات نہیں مل سکے راولپنڈی میں ہی مقیم ہیں۔

منشی امیر عالم خان قریشی عباسی تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم میں آپ کی تصویر بھی موجود ہے مڈل تک راولاکوٹ سکول سے تعلیم پا کر محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو گئے کچھ عرصہ بعد ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم میں پنجاب رجمنٹ میں بھرتی ہو کر خدمات انجام دی۔ ۱۹۱۹ء کے جنگ افغانستان میں احسن کارکردگی پر سندات و تمغہ جات حاصل کئے ۲۵ روپے نقد انعام حاصل کیا اسی دوران مصر میں دو سال تک ٹھہرے اپنی پلٹن

میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے مسجد اقصیٰ ودیگر کئی مقامات کی زیارتیں کیں رومن اردو کا فسٹ پوزیشن سرٹیفکیٹ بھی حاصل کیا۔ پلٹن میں شرافت دیانت اور شجاعت کی وجہ سے بڑے نامور تھے۔ ۱۸ سال بعد بعہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے گھر آکر زراعت فارم میں بطور کلرک ڈیوٹی دی ۶۵ سال کی عمر میں ۱۹۷۴ء میں وفات پائی نہایت پرہیز گار اور جرأت مند شخصیت کے ساتھ ساتھ قومی تاریخ سے بے حد لگاؤ رکھتے تھے۔ آپ علاقہ برادری میں بڑے نامور تھے۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے لایس نائیک محمد بشیر خان۔ حوالدار محمد نذیر خان، محمد یونس خان محمد رشید خان، الحاج محمد عباس خان، لائنس نائک محمد بشیر خان قریشی عباسی کے پانچ فرزندوں میں سے کیپٹن آفتاب احمد خان اور کیپٹن نیاز احمد خان اس وقت پاکستان آرمی میں دونوں بھائی حاضر سروس ہیں اور ملک وقوم کی خدمت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ریٹائرڈ صوبیدار محمد صدیق خان قریشی بن محمد عالم خان قریشی عباسی آپ نے میٹرک تعلیم پاکر محکمہ تعلیم کو اپنی خدمات پیش کیں۔ ۱۹۴۲ء میں آپ درس وتدریس سے وابستہ تھے۔ اپریل ۱۹۴۳ء میں انڈین آرمی میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۴۷ء کے جنگ آزادی کے وقت آزاد فوج میں شامل ہو گئے کچھ مدت بعد آپ بعہدہ نائب صوبیدار کلرک پنشنر آگئے۔ ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی کے آغاز میں سابقہ فوجیوں نے دیوان کے مقام پر ایک جلسہ منعقد کیا جس میں ہزاروں سول اور فوجی ریٹائرڈ لوگ موجود تھے۔ اس جلسہ میں آپ نے راجہ ہری سنگھ کے خلاف سخت الفاظ میں تقریر کی جس پر آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ پونچھ میں جلد ہی مسلح بغاوت ہو گئی۔ اور آپ کی گرفتاری عمل میں نہ آسکی آپ کو سیاسی بصیرت بھی حاصل ہے۔ ۱۹۵۹ء میں پہلے پہل آپ نے عالم اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی سربراہ پاکستان کو تجویز پیش کی تھی۔ آج کل آپ گھر پر ہیں۔ اور معمر اور سفید ریش ہیں خوش اخلاق ملنسار اور مہمان نواز ہیں تاریخ مرتب کرتے وقت آپنے میری بڑی مدد فرمائی اور تاریخی حالات تراڑ دیوان کے قریشی عباسی خاندان کے اور نئی نسل کے نام شجرہ میں نوٹ کروائے۔

محمد شفیع خان قریشی عباسی آپ ۱۹۴۷ء کے جنگ آزادی میں بعہدہ نائیک شامل رہے فوج سے پنشن ہونے کے بعد لاہور چلے گئے جہاں آپ پولیس میں بھرتی ہو گئے۔ بعہدہ ہیڈ کانسٹیبل پولیس سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد گھر آگئے مشہور گھوڑا سوار بھی ہیں آپ کی پورے گاؤں برادری میں نیک نامی

مشہور ہے۔ آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہے آپ کے ایک بھائی نائیک محمد اشراف خان ۱۹۴۷ء کے جنگ آزادی میں شریک رہے اور اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔

مولوی محمد شریف خان قریشی عباسی آپ لکھے پڑھے اور اسلامی علوم میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ برٹش آرمی میں ۸-۹ سال سروس کے بعد ریٹائرڈ آئے آرمی میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں گاؤں میں امامت کرتے رہے آپ کو اپنی قومی تاریخ سے بے حد لگاؤ تھا۔ اور اچھی معلومات بھی رکھتے تھے۔ آپ نہایت صاف گو حلیم طبع مہمان نواز سخی اور غریب پرور تھے۔ کتاب کی ضخامت کے پیش نظر مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ حصہ شجرہ کی حد تک بالکل مکمل نام درج ہیں ملاحظہ فرمالیں۔

اولاد قاضی بیدم خان قریشی ھاشمی ڈنہ تحصیل مظفر آباد و بیروٹ ملیوٹ قاضی بیدم خان کی چھٹی پشت میں میاں محمد بخش قریشی عرف کلہ خان کا نام آتا ہے۔ آپ بیروٹ ہزارہ سے نقل مکانی کر کے ڈنہ تحصیل مظفر آباد آئے اور قیام پذیر ہوئے اور ڈوگرہ دور میں یہاں زمین حاصل کی اور درجہ اول کھیوٹ دار شمار ہوئے آپ کے فرزند میاں فقردین قریشی ڈوگرہ دور مین معمولی تعلیم کے مالک تھے۔ مگر تجربہ اور ذہنی شعور کی بدولت اس قدر علاقہ میں مقبول ہوئے کہ ہر خاندان میں ان کا چرچا ہونے لگا وہ ملنسار اور فہم و فراست کے لحاظ اس قدر پائے گئے کہ تمام برادریوں کے معاملات نجی میں ان کو بطور مہمان خصوصی شامل کر کے معاملات طے کرائے جاتے۔ ۱۹۴۷ کے وقت آپ نے بڑے اہم رول جنگ آزادی میں ادا کئے آپ کو اس جنگ میں سالار اعظم نامزد کیا گیا۔ آپ نے ۲۲۰ کے لگ بھگ تربیت دے کر جتھے محاذوں پر بھیجے ریٹائرڈ فوجی بھی مقرر کئے جو سول لوگوں کو ٹریننگ دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ علاقہ میں پنچائت کے نظام میں سرپنچ بھی رہے وہ ایک پایہ کے زمیندار بھی تھے۔ اور زمینداری کا بہت شوق تھا۔ سخاوت میں بھی درجہ امتیار رکھتے تھے۔ ۱۹۶۵ میں ایک حادثہ میں وفات پائی آج تک لوگ انہیں بڑے اچھے نام سے یاد کرتے ہیں آپ کے دو فرزند ہیں میر حسین قریشی ھاشمی اور محمد صدیق قریشی ھاشمی

میر حسین قریشی ھاشمی آپ نے فن طبابت میں رہ کر تقریباً ۲۴ سال تک عوام کی خدمت کی اور اچانک سروس چھوڑ کر اپنے علاقہ میں فلاح و بہبود کی تنظیم قائم کی اور لوگوں کی سیاسی اور غیر سیاسی خدمات کا آغاز کیا ۱۹۸۰ کے الیکشن میں ڈنہ کچیلی یونین کونسل کے متفقہ چیئرمین مقرر ہوئے انہوں نے اپنی ذاتی صلاحیتوں کے باعث اس وقت کی حکومت سے اس علاقہ ڈنہ کچیلی کی پسماندگی دور کرنے کے

لئے چھتر تارنگلہ سڑک کو پختہ کرنے کی منظوری لی اور اس علاقہ میں برقیات کی بھی منظوری لی علاوہ عوام کے فلاحی ادارے اے کلاس ہسپتال اور انٹر کالج ڈنہ کا قیام بھی ان ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے بلکہ اس بیلٹ میں پانچ ہائی سکول بھی اس دور ۷۳-۱۹ میں فلاحی ادارہ و یلفئر کمیٹی کی مدد سے حکومت سے منظور کروائے سردار محمد عبدالقیوم خان کا دورہ کروا کر مذکورہ اداروں کی منظوری حاصل کر کے عوام کی ضرورت پوری فرمائی اب بھی آپ سماجی کارکن کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں آپ کے سات فرزند ہیں خالد حسین ظفر اقبال محمد طارق شبیر حسین تنویر حسین۔ حصہ شجرہ میں بہ ترتیب نام ملاحظہ کرلیں۔

محمد صدیق قریشی ہاشمی ڈنہ حال برطانیہ آپ نے ایف اے کیا اور ۱۹۲۲ میں برطانیہ چلے گئے جو ۱۹۹۲ تک متواتر وہاں رہائش پذیر ہیں انہوں نے کراچی کے ایک معزز گھرانہ فاروقی قریشی خاندان سے شادی کی اور بیوی کو بھی برطانیہ لے گئے جہاں آپ نے رہ کر بچوں کی دینی دنیاوی تعلیم کا بندوبست بھی کیا۔ آپ کے دو فرزند ہیں ڈاکٹر زبیر ہاشمی جو برطانیہ سے ایم۔بی۔بی۔ایس۔کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ اور مزید تعلیم جاری رکھے ہوئے ہیں دوسرا لڑکا وقاص صدیق ہے جو اعلیٰ تعلیم کے بعد الیکٹرانک انجینئر کا کورس مکمل کر چکا ہے۔ آپ کی ایک لڑکی جو کہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کے عہدہ پر فائز ہے۔ یہ گھرانہ نہایت ہی دینی بھی ہے۔ دینی علوم میں بھی انہوں نے بہت مہارت حاصل کی ہے اور صوم وصلوت کے پابند ہیں۔

الحاج خالد حسین ھاشمی آپ بی۔ایس۔سی۔ تعلیم پا کر محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو گئے۔ اور بحیثیت سائنس مدرس فرائض انجام دیتے تھے۔ کہ بعد ازاں سروس چھوڑ کر سعودیہ چلے گئے اور وہاں پرائیوٹ ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

ظفر اقبال ھاشمی آپ نے ایف۔اے۔ کے بعد محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر ملازمت اختیار کی آپ ایک شفیق اور اپنے فن میں ماہر استاد ہیں۔

شبیر حسین ھاشمی آپ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پولی ٹیکنیکل کالج لاہور سے ڈپلومہ ہولڈر ہیں۔ وطن واپسی پر محکمہ برقیات میں سب انجینئرنگ کے طور پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔

تنویر حسین ھاشمی آپ ایم۔بی۔بی۔ایس سال چہارم میں زیر تربیت ہیں میڈیکل کالج راولپنڈی

میں تربیت پا رہے ہیں۔ بڑے ذہین اور جرائتمند ہیں۔

ذوالفقار ھاشمی آپ ڈگری کالج مظفر آباد میں بی۔ ایس۔ سی۔ معاشیات کے طالب علم ہیں۔

ساجد حسین ھاشمی گورنمنٹ ڈگری کالج مظفر آباد میں ایف۔ ایس۔ سی کے طالب علم ہیں۔ محمد طارق ہاشمی مڈل کے بعد الیکٹریکل وائرنگ کا کام کرتے ہیں۔

شوکت حسین ھاشمی آپ محمد عزیز ہاشمی کے فرزند ہیں میٹرک معہ سائنس کرنے کے بعد نرسنگ کورس کے لئے ڈنہ ہسپتال میں بطور نرسنگ اسٹنٹ فائز ہو گئے۔ آپ خوش اخلاق ملنسار اور انسان دوست شخصیت کے حامل ہیں۔ آجکل وزنیع کوٹ ڈسپنسری میں بطور ڈسپنسر تعینات ہیں۔

مشتاق احمد ھاشمی نے میٹرک معہ سائنس انٹر کالج ڈنہ سے کیا اور پیرا میڈیکل کالج میرپور سے ایک سالہ کورس مکمل کیا اور محکمہ حفظان صحت میں ملازمت اختیار کر لی۔ اسکے بعد آپ نے جونیئر ڈسپنسر کا کورس پیرامیڈیکل کالج چترپڑی سے مکمل کیا۔ واپسی پر آپ کو بطور جونیئر ڈسپنسر ڈنہ ہسپتال میں تعینات کر لیا گیا آج کل آپ رحیم کوٹ ڈسپنسری میں تعینات ہیں۔

میاں میر عالم ھاشمی آپ اچھے لکھے پڑھے تھے۔ اسلامی علوم میں بھی اچھی مہارت تھی علاقہ برادری میں ایک لیڈر تصور کئے جاتے تھے۔ زمینداری درس وتدریس سے وابستہ رہے آپ کے ایک ہی فرزند شمس الدین نامی ہوئے۔

نائب تحصیلدار شمس الدین ھاشمی آپ تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ مال میں بھرتی ہو گئے نائب تحصیلدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ دوران ملازمت ہی انتقال کر گئے آپ کے تین فرزند ہوئے جو ڈنہ ڈربنگ تحصیل مظفر آباد میں رہائش رکھتے ہیں۔ نزیر حسین ھاشمی ریٹائرڈ مدرس جو نہایت لائق اور نامور استاد رہے۔ بعد ازاں آپ ریٹائرڈ ہو گئے آپ علمی قابلیت میں ایک درجہ خاص رکھتے ہیں علم التاریخ سے گہرا لگاؤ ہے۔ عبدالطیف اور عبدالحمید دونوں بھائی مسقط عمان میں سول ملازمت کرتے ہیں۔

محمد بشیر ھاشمی آپ میاں روشندین ھاشمی کے فرزند ہیں آپ نے ایف۔ ایس۔ سی کے بعد میڈیکل میں کورس مکمل کیا اور فن طبابت کی دکان کھول لی بعد میں آپ ڈنہ سے راولپنڈی جا کر مقیم ہو گئے اور وہاں بھی فن طبابت سے وابستہ ہیں قومی تاریخ سے گہری معلومات اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ ملنسار خوش اخلاق اور نڈر طبع کے مالک ہیں۔

میاں محمد قاسم قریشی عرف کاکا خان بیروٹ ہزارہ میاں محمد قاسم میاں قل خان قریشی عرف کھلو خان کے فرزند تھے۔ آپ کے دوسرے فرزند کا نام عبدالکریم قریشی تھا۔ یہ تقسیم ملک سے پہلے دور برطانیہ میں آرمی میں ملازم تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں شریک رہے اور اعلیٰ کارکردگی کے تمغہ جات اور سندات حکام اعلیٰ نے عنایت کئے۔ آپ بہت بہادر جوانمرد اور باکردار شخصیت رکھتے تھے۔ تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی تو آپ بیروٹ میں آباد تھے۔ میاں محمد قاسم بیروٹ ضلع ہزارہ سے نقل مکانی کے بعد علیوٹ جا کر آباد ہوئے آپ نہایت محنتی مدبر اور سخی انسان تھے۔ آپ ماہر زمیندار اور مالی طور پر خود کفیل تھے۔ تنگ دستی ایام میں اناج لوگوں میں بانٹ دیتے تھے۔ آپ نے تقریباً ۱۰۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ آپ کے سات فرزند ہوئے جن میں سے عبداللطیف قریشی قابل ذکر ہیں آپ معلوماتی اور بیدار مغز شائستہ انسان ہیں یہ سارے بھائی خواندہ ہیں اور اسلامی تعلیمات بھی رکھتے ہیں۔ عبداللطیف قریشی بیروٹ میں آباد ہیں آپ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کرائی جس میں امامت اور درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں جبکہ ان کے ایک بھائی میاں عبدالغنی قریشی کشمیری بازار مری میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ جنگ آزادی کشمیر کے وقت اس جنگ میں شریک رہے اور پونچھ سیکٹر تک بہادری کے جوہر دکھائے آپ کے ایک بھائی محمد مختار قریشی کے ایک فرزند شاہد حسین قریشی ہاشمی میٹرک کے بعد پاکستان آرمی میں سروس کر رہے ہیں شاہد حسین کے بھائی زاہد حسین بھی پاکستان بری فوج میں ہیں میاں محمد قاسم کے ایک فرزند عبدالحمید قریشی کے چھ فرزند ہیں۔ محمد دلپذیر، عبدالجلیل، عبدالرحمٰن، ذاکر حسین، وحید احمد قریشی، ظہور اقبال، عبدالرحمن ہاشمی میٹرک کرنے کے بعد راولپنڈی صدر میں گھڑی سازی کی دکان کرتے ہیں۔

وحید احمد قریشی ہاشمی آپ نے بی۔ اے اقتصادیات میں کیا اور پاکستان ہینڈی کرافٹس میں بطور سیلز اسسٹنٹ سروس کر رہے ہیں۔ دوران سروس ہی آپ نے کمپیوٹر کا کورس مکمل کیا۔ تاریخ سے گہری دل چسپی اور معلومات رکھتے ہیں۔ تاریخ اعوانان کے صفحہ ۵۶۸ پر آپ کا ذکر ہے آپ کو اپنی قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی ظہور اقبال ہاشمی فسٹ ائیر کے بعد راول پنڈی میں آٹو الیکٹریکل کا کورس کر رہے ہیں۔ اس خاندان کے موروث اعلیٰ ساہلیاں نمب سے بیروٹ جا کر آباد ہوئے تھے۔ بعد ازاں کچھ لوگ بیروٹ سے ڈنہ چلے آئے اس خاندان کا نسبی تعلق پیر مانک شاہؒ سے ہے۔

اولاد قاضی جہانداز خان بن عالم زاہد خان کوٹ ترہالہ مظفر آباد قاضی جہانداز خان کے ایک فرزند قاضی جمعاں خان سے ان کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ یہ خاندان گوت کے لحاظ سے جمعیال مشہور ہے۔ جمعیال گوت کے لوگ سیور کالو خواجہ رتنوئیں اور کوٹیڑی قندیل سیسر تحصیل باغ میں بھی آباد ہیں قاضی جمعاں خان کی چوتھی پشت میں قاضی بگا خان ایک بزرگ ہو گزرے ہیں۔ جو کوٹ ترہالہ میں آباد تھے۔ قاضی جماں خان کی ساتوں پشت میں ایک شخص قاضی بڈھا خان ہوئے جو نہایت بہادر اور جنگ جو تھے۔ آپ کی اولادیں اس وقت موضع سیسر میں پائی جاتی ہیں ان کا ذکر اپنے ضمن میں آئے گا۔ میاں بگا خان کے تین فرزند زیر بحث لاتے ہیں۔ جو کوٹ ترہالہ تحصیل مظفر آباد میں آباد ہیں میاں بگو خان میاں خیالی اور میاں محمدی خان میاں بگو خان کی تیسری پشت میں ایک نامور عالم دین شخصیت پیدا ہوئے جن کا اسم گرامی مولوی **مہر دین ھاشمی** تھا۔ آپ پیشہ امامت اور درس و تدریس کے ذریعہ سے لوگوں تک دینی علوم پہنچاتے رہے آپ اپنے علاقہ میں نکاح خوانی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ علوم احادیث وفقہ اور عربی فارسی کے بڑے ماہر عالم تھے۔ درویش صفت اور علاقہ میں معتبر شخصیت رکھتے تھے۔ لوگوں کے معاملات میں صلح صفائی بھی کراتے تھے۔ آپ دراز قد تخی اور طاقت ور تھے۔ زمین داری آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ صاف گوئی میں مشہور تھے۔ اکثر اوقات عبادت خداوندی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کے ہاں دو فرزند ہوئے تقریباً ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی فرزندوں کا اسم گرامی میاں شاکر دین اور محکم دین تھا۔ قبیلہ میں یگانگت کے لئے آپ نے اہم خدمات انجام دیں۔

مولوی شاکر دین ھاشمی آپ نے دینی علوم والد بزرگوار سے پائے جید عالم تھے۔ عربی فارسی احادیث فقہ پر مکمل عبور تھا۔ پیشہ امامت درس و تدریس نکاح خوانی اور زمینداری رہا دراز قد صلح جو مہمان نواز اور درویش صفت تھے۔ لوگوں کو ہمیشہ نماز قائم کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ خود عابد وزاہد تھے۔ اکثر اوقات عبادت و ریاضت میں محو رہتے تھے۔ ہمیشہ امت مسلمہ کو اخوت کا درس دیتے مستقل مزاج اور رحمدل تھے۔ ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کیائی میں رہائش پذیر تھے آپ کے چار فرزند ہوئے مولوی غلام نبی میاں غلام رسول حاجی محمد صدیق مولانا غلام احمد ھاشمی

مولوی غلام نبی ھاشمی کو دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اردو اور فارسی میں مہارت تھی دیمہ امام کے جملہ فرائض انجام دیتے تھے۔ نہایت عابد و متقی اور پرہیز گار تھے۔ دراز قد اور طاقت ور تھے۔ اپنی

قومی تاریخ کے بارے میں آباؤ اجداد سے سنی ہوئی روایات کے علاوہ انساب زبانی یاد تھے۔ جن سے بہت مدد لی گئی تقریباً ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

میاں غلام رسول ہاشمی = آپ کے ایک فرزند منصور احمد ہاشمی ہیں جو ڈنہ انٹر کالج میں ایف ایس سی کر رہے ہیں۔ آپ دیندار متقی اور پرہیز گار انسان ہیں۔ زراعت کاری پر گزر بسر کرتے ہیں۔

حاجی محمد صدیق ہاشمی تعلیم و تربیت کے بعد سول کاروبار اختیار کیا اور سعودیہ چلے گئے حج کی سعادت نصیب ہوئی آپ پورے قبیلہ میں ہر لحاظ سے با اثر انسان تھے۔ اور ثالث کا کردار ادا کرتے تھے۔ باغیرت خوش طبع اور شریف النفس تھے۔ سعودیہ میں کاروبار کے دوران چند ساتھیوں کے ہمراہ جنت البقیع کے قبرستان کے پاس جا کر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ مجھے اس قبرستان میں دفن ہونے کی سعادت نصیب فرما ہفتہ بھی نہ گزرا تھا۔ کہ آپ کا اچانک انتقال ہو گیا۔ وہاں کے ڈاکٹروں نے جنازہ پاکستان بھیجنے سے انکار کر دیا چنانچہ آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ عالی ہمت اور انسان دوست شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے ایک ہی فرزند ہیں۔

انیس احمد ہاشمی آپ نے کھیلی ہائی سکول سے میٹرک کیا اور ریڈیو الیکٹرک کا کورس کیا اور ہنس چوکی بازار میں ذاتی دکان کھول لی آپ الیکٹرک وائرنگ کے ساتھ ساتھ سٹیٹ لائف انشورنش سے بھی وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۹۰ میں اسٹیٹ لائف انشورنس کی فلیڈ فورس سے اعلیٰ کارکردگی کے تین انعامات بھی پائے اور ۱۹۹۲ میں سیلز آفیسر بن گئے گاؤں کوٹ کی بینگ و یلفیر تنظیم کے جنرل سیکٹری ہیں اچھے سماجی کارکن بھی ہیں۔ بااخلاق ملنسار حلیم طبع مہمان نواز اور باصلاحیت شخصیت کے مالک ہیں آپ کا ایک فرزند ہے۔

مولوی غلام احمد ہاشمی پُرانے دور میں مڈل تعلیم پانے کے بعد محکمہ تعلیم میں مدرس بھرتی ہو گئے دینی علوم اپنے گھرانہ سے پائے دوران سروس میٹرک کیا اسی دوران عربی فاضل اور فارسی فاضل کی سندیں حاصل کیں ایف اے بھی کر لیا جبکہ ادیب عالم کی ڈگری بھی حاصل کی آپ خوش گفتار اور پر اثر انسان ہیں شعروادب کے بڑے ماہر ہیں نہایت لائق استاد ہیں آپ کے بڑے نامور شاگردوں نے ترقی کی منزلیں طے کی ہیں۔ ۳۳ سال تک محکمہ تعلیم میں رہ کر درس تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد حال ہی میں ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ خوش طبع حاضر دماغ اور حاضر جواب ہیں علاقہ برادری میں ثالثی کے

کردار انجام دیتے ہیں- اور ھاشمی ینگ مین ایسوسی ایشن کے صدر ہیں- علم تاریخ میں بہت مہارت رکھتے ہیں قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو آپ نے بیدار کیا اس تاریخ کی تکمیل میں آپ کا بہت حصہ ہے- آپ عالی ہمت اور حوصلہ بہترین مقرر معاملہ فہم او زیرک انسان ہیں قبیلہ کو ہمیشہ یکجار کھا امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں آپ کے چار فرزند ہیں خلیق احمد ھاشمی کے حالات درج کئے جاتے ہیں-

خلیق احمد ھاشمی نے ۱۹۸۵ میں سیکنڈ ڈویژن میٹرک معہ سائنس کیا اور ڈنہ انٹر کالج سے سیکنڈ ڈویژن میں ایف ایس سی کیا اور محکمہ تعلیم میں مدرس بھرتی ہو گئے چھ ماہ کی سروس کے بعد افضل پور کالج میں کورس شروع کیا بی ایس سی ڈی کا امتحان تین سال بعد سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا آج کل بطور سینئر سائنس مدرس کوٹ ہائی سکول میں تعینات ہیں قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں- ذہین اور خوش گفتار ہیں شعروادب سے گہرا لگاؤ ہے- آپ شفیق استاد ہیں-

میاں محکم الدین ھاشمی آپ دینی مسائل کے ماہر تھے- شعروادب سے بے حد لگاؤ رہا اقبالیات کے ماہر تھے- طاقت ور پہلوان گتگا کے بہترین کھلاڑی سخاوت میں درجہ امتیاز حاصل تھا- سواری کے لئے گھوڑا رکھتے تھے- زمینداری کے ماہر مہمان نواز حاضر دماغ اور مدبر شخصیت کے حامل تھے- جنگ آزادی میں اہم رول ادا کئے ۱۱۸ سال کی عمر میں وفات پائی آخری ایام زندگی تک صحت مند اور توانا رہے آپ کے تین فرزند ہیں محمد نزیر محمد بشیر محمد اسلم جو کوٹ میں رہائش پذیر ہیں-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

راقم الحروف نے تاریخ اقوام قریشی الہاشمی کا از آغاز تا انتہا مطالعہ کیا مصنف نے جس عرق ریزی اور جانفشانی کا مظاہرہ اس میں کیا ہے یہ بدرجہ اُتم بے عدیل و بے مثال ہے- کتاب تاریخ متعدد ابواب پر مشتمل ہے ہر باب اپنی جامعیت اور خاصیت کے لحاظ سے اوج کمال کو چھوتا ہوا دکھائی دیتا ہے- تاریخ دان کے لئے ضروری امر تو یہ ہے کہ وہ سچائی و صداقت کا دامن اپنے ہاتھ سے کسی طرح بھی چھوڑنے نہ پائے یہ بات اس تاریخ کا طرہ امتیاز ہے- شجرہ ہائے متفرقہ کو شامل کیا گیا ہے جس سے اس کی صداقت کی تصدیق ہوتی ہے- ہر شجرہ میں شامل شدہ افراد کی سوانح حیات کو کمال بلاغت اور فصاحت کا جامعہ پہنایا گیا ہے- جس طرح کوئی ہے اس کی زندگی کو اسی طرح دکھایا گیا ہے جہاں سے کوئی خاندان کسی جائے تعیناتی

پر پایا گیا اسے اسی شجرہ سے منسوب کر کے اعلیٰ درجے کی حقیقت کی عکاسی کی گئی ہے۔بقول شخصے۔

هر که دیدم صاف گفتم مانند آئینه روبرو

مرد آزادم نه دارم خوشامد هیچ کار

ترجمہ: جو دیکھتا ہوں اسے صاف کہتا ہوں جس طرح آئینے میں چہرہ دکھائی دیتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک آزاد منش انسان ہوں اور کسی کی خوشامد پسند نہیں کرتا

اس میں شک و شبہ کی کوئی بات نہیں کہ جب سے ابن آدمؑ نے اس دار فانی پر قدم جمایا اسی وقت سے تاریخ نویسی کا آغاز ہوا ہے۔اس حوالے سے صاف عیاں ہے کہ تاریخ کی کتب کتب ادب سے زیادہ پائی جاتی ہیں۔ مگر اس تاریخ کو مصنف نے جس انداز سے تدوین کیا ہے کہ یہ حسن یہ خوبی آپ کو دیگر کسی تاریخ کی کتاب زینہار ملے گی میں اس تندہی اور جانفشانی پر مصنف کتاب کو داد کا تحفہ دیئے بغیر اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

راقم الحروف غلام احمد ہاشمی منشی فاضل ادیب اور ادیب عربی ایف۔اے ریٹائرڈ مدرس ساکن کوٹ (کیانی) تحصیل و ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر

اولاد میاں محمدی خان ھاشمی کوٹ بگلوٹے

میاں محمدی خان کی چوتھی پشت میں میاں غلام دین عرف جھنڈوایک نامور بزرگ گزرے ہیں جن کے میاں قطب الدین میاں شہاب دین میاں عبداللہ میاں رحمت اللہ چار فرزند ہوئے ان میں سے نامور شخصیات کاذکر کیا جاتا ہے۔

میاں قطب الدین ہاشمی اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ اردو تعلیم پرائمری تھی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ ڈوگرہ ایام میں گاؤں کوٹ کے چوکیدار مقرر ہوئے بڑے بااثر تھے۔ حکام کی نظر میں درجہ خاص رکھتے تھے۔ علاقہ میں بااثر دلیر صاف گو اور ثالث رہے جنگ آزادی میں شریک رہے گتکا کے مشہور کھلاڑی تھے۔ ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی تین فرزند محمد حسین محمد اشرف محمد حیات ہوئے۔

نائیک محمد حسین ھاشمی پُرانے دور میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور بلوچ رجمنٹ میں بھرتی ہو کر ۱۸ سال تک خدمات کے بعد نائیک ریٹائرڈ ہوئے آپ کے چار فرزند ہیں۔

منشی شہاب الدین ھاشمی آپ نے ڈوگرہ عہد میں تعلیم حاصل کی بڑے غیور اور بااثر تھے۔ تمام علاقہ کے لوگ آپ سے تحریر کا کام لیتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ منشی مشہور ہو گئے معتبر ثالث اور صاف گو تھے۔ دراز قد نہایت طاقتور باجرٔت شخصیت تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے سلطان محمد خان اور خان محمد تھے۔

سلطان محمد ھاشمی ڈوگرہ ایام میں پرائمری تک تعلیم پائی اور فوج میں بھرتی ہو کر ۲۵ سال تک خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہوئے اور پیشہ تجارت اختیار کیا مستقل مزاج اور دلیر انسان ہیں محمد مشتاق اور محمد بشیر دو فرزند ہیں محمد مشتاق محکمہ برقیات میں ملازمت کرتے ہیں۔ محمد بشیر حبیب بنک میں بطور ڈرائیور فرائض انجام دے رہے ہیں۔

میاں خان محمد ھاشمی آپ میاں شہاب الدین کے فرزند ہیں سابقہ دور کی پرائمری تعلیم ہے پاکستان فائر بریگیڈ میں ۲۵ سال خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہو کر تہران ایمبیسی میں بطور الیکٹریشن ڈیوٹی دے رہے ہیں نہایت دلیر اور پابند صوم وصلوٰۃ ہیں آپ کے دو فرزند ہیں محمود حسین اور طارق حسین ھاشمی

جو پی-آئی-اے ایجنسی میں ملازمت کرتے ہیں۔

میاں عبداللہ ھاشمی آپ نہایت ہی جامع صفات قوی اور مدبّر تھے۔ ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی محمد سعید اور محمد اسحاق دو فرزند ہوئے۔

میاں رحمت اللہ ھاشمی آپ اچھے دیندار انسان ہیں جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا دراز قد ہمت و حوصلہ کے مالک ہیں اس وقت ضعیف العمری میں ہیں علاقہ و قبیلہ میں بااثر ہیں آپ کے پانچ فرزند ہیں جن میں سے محمد نزیر محمد ارشاد اور عبدالغفور محمد آزاد قابل ذکر ہیں۔

میاں محمد نزیر ھاشمی آپ نے پرانے دور میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور فوج میں چھ سالہ خدمات کے بعد حبیب بینک میں ملازمت اختیار کی راولپنڈی میں .بینک یونین کے جنرل سیکریٹری ہیں مکان بنا کر نیو پھگواڑی پنڈی میں رہائش رکھتے ہیں تاریخ سے بہت لگاؤ ہے اور بڑے معلوماتی بھی ہیں آپ کی دل چسپی قابل داد ہے معاملہ فہم اور چالاک انسان ہیں آپ کے چار فرزند زیر تعلیم وزیر پرورش ہیں۔

لائس نائیک محمد ارشاد ھاشمی آپ پاکستان آرمی میں لائس نائیک کے عہدہ پر فائز ہیں دلیر اور شجاع ہیں اپ کے چھ فرزند زیر تعلیم وزیر پرورش ہیں۔

عبدالغفور ھاشمی میٹرک کے بعد محکمہ تعلیم میں بطور مدرس بھرتی ہو گئے پی ٹی سی کورس بھی کیا اور درس وتدریس سے وابستہ ہیں قبیلہ میں یکجہتی او خودشناسی کا جزبہ پیدا کیا آپ نے دوران سروس ہی لاہور آکسفورڈ میڈیکل سے ایم بی اے - ایس ایس کی ڈگری بھی حاصل کی اور بیماروں کا مفت علاج کرتے ہیں اعلیٰ دماغ اور پُر اثر شخصیت کے حامل ہیں۔

محمد آزاد ہاشمی آپ میاں رحمت اللہ کے فرزند ہیں۔ آپ نے پہلے ایام میں پرائمری تعلیم پائی اور ملٹری اکاؤنٹس میں سروس اختیار کی۔ ابھی تک حاضر سروس ہیں خوش طبع، ملنسار، مستقل مزاج انسان ہیں۔

میاں عبدالعزیز ھاشمی آپ کے والد میاں عقل محمد ھاشمی جو نہایت خوش اخلاق اور مدبّر

شخصیت کے مالک ہیں تاریخ سے گہرا انس و محبت رکھتے ہیں میاں عبدالعزیز ہاشمی نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور اپنی خدمات محکمہ تعلیم کو پیش کیں ایگرو ٹیکنیکل کالج مظفر آباد سے سند حاصل کی ۱۹۸۳ میں آپ کو جونیئر گریڈ ملا اس وقت کچیلی ہائی سکول میں تعینات ہیں بیدار مغز اور خوش اخلاق مہمان نواز ہیں۔ آپ نے تاریخ الہاشمی کے مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کئے آپ کے تین فرزند قیصر اقبال عامر اقبال مظفر اقبال زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

میاں سید نور ھاشمی آپ صاف گو سخت طبع کے ساتھ ساتھ مزاحیہ بھی تھے۔ زراعت کاری سے وابستہ تھے۔ آپ کے تین فرزند عبدالرحمٰن محمد فاروق محمد لطیف ہیں عبدالرحمٰن کے ایک فرزند شوکت حسین میٹرک کے بعد پاکستان آرمی میں بھرتی ہو کر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

میاں امام بخش ھاشمی اپ اپنی زندگی میں باکردار اچھے دیندار رہے زمینداری سے گزر بسر کرتے رہے اس وقت سو سالہ عمر کے باوجود اچھی یادگار کے مالک ہیں۔ ایام جوانی نہایت بہادر اور طاقتور صاف گو رہے طبع ذرا سخت ہے آپ کے دو فرزند ہیں میاں دفتر محمد اور محمد رحیم

میاں دفتر محمد ھاشمی آپ نے سابقہ دور میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ پرائمری تک تعلیم پائی ۱۹۸۸ میں آپ یونین کونسل کچیلی کے ممبر منتخب ہوئے نہایت چالاک حاضر جواب ہیں قومی تاریخ کے ساتھ بہت شوق رکھتے ہیں اپنے قبیلہ میں جذبہ خودشناسی کو بیدار کیا قبیلہ کے اتحاد و تعاون میں بہت اچھا کردار ادا کرتے ہیں آپکے دو فرزند ہیں گلزار احمد ھاشمی اور شکیل احمد ھاشمی گلزار ھاشمی جوکہ میٹرک کے بعد پاکستان آرمی سگنل کور میں بھرتی ہو کر فرائض انجام دے رہے ہیں خوش اخلاق و باجرائت انسان ہیں۔

میاں محمد عالم بن میاں نظام الدین ھاشمی (کوٹ ڈھاریاں)

میاں محمد عالم دینی علوم کے ماہر تھے۔ آپ دیمہ امام بھی رہے سخت مزاج مگر صاف گو سچی بات منہ پر

کہہ دیتے تھے۔ درویش صفت صوم وصلوت کے پابند دراز قد طاقتور اور پہلوانی داؤ پیچ جانتے تھے۔

تقریباً ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند محمد الیاس اور محمد عمران ہیں۔

مولوی محمد الیاس ھاشمی دینی علوم کے ماہر ہیں دیہہ امام اور رجسٹرڈ نکاح خوان ہیں حلیم طبع اور مستقل مزاج اچھے دیندار باکردار شخصیت کے حامل ہیں آپ کے تین فرزند ہیں۔

میاں نور احمد بن میاں فقیر ھاشمی میاں فقیر کے ایک فرزند میاں محمد عظیم سے میاں غلام نبی ھاشمی پیدا ہوئے جو برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر بیرون ملک گئے جہاں آپ نے لاولد انتقال کیا میاں نور احمد نے دہیہ امامت کے فرائض انجام دیئے دینی تعلیمات سے اچھی مہارت تھی۔ نیک سیرت اور متقی تھے۔ بعمر ۸۵ سال انتقال کیا۔ آپ کے ایک فرزند میاں محمد شفیع ہوئے جو نہایت ہی باشعور اور باکردار انسان تھے۔ آپ نے ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند محمد بشیر اور محمد خورشید نے میٹرک کے بعد سروس شروع کر دی۔

اولاد قاضی ہمان خان کوٹ تربالہ

اس خاندان کا نسبی تعلق قاضی ہمان خان بن قاضی عالم زاہد خان سے ہے اس دادا کی اولادیں ساہلیاں مندری اور سیسر میں بھی آباد ہیں جب کہ قاضی ہماں خان کی دسویں پشت میں قاضی مراد بخش خان ہو گزرے ہیں آپ موضع ساہلیاں سے تحصیل مظفر آباد میں داخل ہوئے اور کوٹ تربالہ جا کر قیام پذیر ہو گئے آپ کے دو فرزند میاں بوڑا اور میاں جواہر ہوئے ہیں جن سے اولادوں کا سلسلہ شروع ہوا یہ خاندان نہایت دیندار اور جامع اوصاف وکمالات کا مالک رہا ہے دینی اور خوشحال گھرانہ ہونے کی وجہ سے اس خاندان میں نہایت نیک سخی اور مہمان نواز لوگ گزرے ہیں میاں مراد بخش کی چوتھی پشت میں میاں مندا خلیفہ ہوئے ہیں آپ کے دوسرے بھائی کا اسم گرامی میاں وارث خلیفہ تھا۔ آپکو لوگ خلفائے بنی عباس کی اولاد ہونے اور خلیفہ پیر مانک شاہ کی اولادیں ہونے کی مناسبت سے خلیفہ جی کہہ کر

پکارتے تھے۔ اور اب بھی آپ کا نام بڑی عزت و تعظیم سے لیتے ہیں میاں مندا خلیفہ ھاشمی میاں نیاز محمد کے فرزند تھے۔

میاں مندا خلیفہ ھاشمی آپ جامع اوصاف و کمالات کے مالک تھے۔ اچھے دیندار اور سچے مسلمان تھے۔ مشہور گھوڑا سوار اور گتکا کے ماہر کھلاڑی تھے۔ نہایت دلیر پہلوان دراز قد تھے۔ اور سواری کے لئے ہمیشہ گھوڑا رکھتے تھے۔ زمینیں بہت تھیں مال مویشی بکثرت پالتے اور خود کفیل تھے۔ قحط کے ایام میں لوگوں کی ہمیشہ مدد کرتے اور گھر سے غلہ دے دیتے تھے۔ معتبر اور بااثر علاقہ میں بڑے نامور تھے۔ شکار کے شوقین مشہور نشانہ باز تھے۔ تقریباً ۱۰۳ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ایک ہی فرزند میاں محمد نور ہوئے۔

میاں محمد نور ھاشمی آپ تعلیم القران رکھتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند باعزم اور مستقل مزاج تھے۔ سخاوت میں درجہ امتیاز رکھتے تھے۔ طبع سخت مگر صاف گو اور بااصول تھے۔ اپ نے ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزند میاں محمد ایوب محمد امین اور حاجی عبدالرشید جامع کمالات کے مالک ہیں۔ حاجی عبدالرشید ھاشمی نے سابقہ دور میں پرائمری کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی حاصل کیئے دینی کتب کے مطالعہ کا بیحد شوق رکھتے ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند قبیلہ کے لئے درددل رکھنے والے ہیں قبیلہ میں جذبہ خودشناسی کو بیدار کیا اور جانی مالی قبیلہ کی اصلاح پر توجہ دیتے ہیں۔ قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے۔ آپ بیرون ملک بھی رہے ہیں چار مرتبہ عمرہ ادا کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی حلیم طبع مستقل مزاج اور صابر انسان ہیں آپ نے اپنے آباؤ اجداد اور دیگر افراد قبیلہ کے حالات بھی نوٹ کرائے آپ کے ایک ہی فرزند ہیں خالد محمود ھاشمی جو سول روزگار کرتے ہیں۔

محمد نصیر ھاشمی آپ میاں محمد امین ہاشمی کے فرزند ہیں انڈر میٹرک کے بعد پی ڈبلیو ڈی میں بطور ڈرائیو ملازمت کرتے ہیں۔

محمد اشراف ھاشمی میٹرک کے بعد محکمہ تعلیم میں بھرتی ہوئے اور ایلیمنٹری کالج مظفر آباد سے پی ٹی

سی کورس پاس کیا ابھی تک درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں حلیم طبع خوش اخلاق نوجوان ہیں آپ کا ایک فرزند زیر پرورش ہے جملہ خاندان نہایت محنتی دیندار اور خوش اخلاق ہے۔

خاص کوٹ کا علوی ھاشمی خاندان۔ میاں عمردین ھاشمی

نہایت دیندار متقی اور پرہیز گار دراز قد طاقتور اور بہادر تھے۔ صاف گو باغیرت مہمان نواز غربا پرور تھے۔ آپ نے ضعیف العمری میں وفات پائی آپ کا سلسلہ نسب پیر قطب شاہ سے ملتا ہے آپ کوٹ میں آباد تھے۔ جہاں آپ کے ایک فرزند سے اولادیں چلیں۔ دو فرزندوں نے لاولد انتقال کیا میاں شمس الدین اور میاں کالا لاولد تیسرے میاں مزمل الدین صاحب اولاد ہوئے۔

میاں مزمل الدین ھاشمی آپ کے یک جدی لوگ چکار میں بھی آباد ہیں آپ محنتی جفاکش خوش اخلاق تھے۔ صاف گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ بڑے غیور اور حق بات منہ پر کہہ دیتے تھے۔ آپ نے تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے آٹھ فرزند ہوئے محمد خوشحال ہاشمی محمد سلیم ھاشمی محمد سفیر ھاشمی عبدالعزیز ھاشمی مرزاق احمد ھاشمی خورشید ھاشمی اور نذر محمود ھاشمی مرزاق احمد ھاشمی نے ڈنہ انٹر کالج سے ایف اے کے بعد محکمہ برقیات میں سروس اختیار کی خورشید احمد ھاشمی نے ایف اے کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں بطور کلرک بھرتی ہو کر فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جب کہ نذر محمود ھاشمی نے میٹرک کا امتحان ہائی سکول کوٹ سے پاس کیا اور پیرامیڈیکل کالج میرپور سے ایک سالہ کورس مکمل کیا اور پنجاب میڈیکل فیکلٹی سے جونیئر ڈسپنسر کا تربیتی کورس کر کے محکمہ حفظان صحت کو اپنی خدمات پیش کیں خوش گفتار خوش اخلاق اور اعلیٰ سوچ سمجھ کے مالک ہیں اس خاندان کا ناطہ رشتہ کوٹ میں آباد قریشی عباسی خاندان سے ہوتا ہے۔ کوٹ کا یہ جملہ خاندان ماہر علوم وفنون ہے۔ اور ہر شعبہ زندگی میں دیگر قبائل کے دوش بدوش ترقی کر رہا ہے۔ موضع کوٹ سے ایک نامور بزرگ میاں فضل ناطہ رشتہ کی وجہ سے ایک صدی قبل ہو تھلہ دھیر کوٹ میں جا کر آباد ہو گئے جہاں آپ کی اولادوں کا سلسلہ پایا جاتا

ہے۔ اس خاندان کے یک جدی لوگ خاص کوٹ کے علاوہ دان گلی - پونہ کیری- سہوترا اور کچیلی میں بھی آباد پائے جاتے ہیں۔ ان کے بڑے بزرگ کا اسم گرامی میاں یار محمد تھا۔

میاں فضل ھاشمی (ہو تحلہ تحصیل دھیر کوٹ) آپ نہایت متقی پرہیز گار اور سچے مسلمان تھے نہایت بدبر اور مستقل مزاج جامعہ اوصاف و کمالات کے حامل تھے۔ موضع کوٹ سے ایک صدی قبل نقل مکانی کر کے ہو تحلہ آکر آباد ہو گئے آپ کے ایک ہی فرزند میاں عطرالدین ھاشمی جو بڑے نامور اور ماہر علوم و فنون تھے۔ جن کے دو فرزند میاں نور عالم اور میاں محمد عالم موجود ہیں میاں نور عالم علوی ھاشمی کے چار فرزند ہیں عبدالروف' عبدالغفور' محمد ظہور' عبدالرازق

عبدالرؤف علوی ھاشمی میٹرک تک تعلیم پانے کے بعد پیشہ تجارت سے وابستہ ہو گئے آپ دھیر کوٹ میں دکان کرتے ہیں آپ کلام الٰہی کے ذریعہ سے لوگوں کا علاج معالجہ بھی کرتے ہیں تجارت کے ساتھ ساتھ لوگوں کا علاج کرانے کی غرض سے ایک تانتا لگا رہتا ہے۔ آپ بڑے عظیم اور باکردار ہیں اور اکثر لوگوں کو بیماری سے نجات مل جاتی ہے۔ آپ ایک رحمدل خوش طبع اور ہنس مکھ ہونے کے ساتھ ساتھ انسان دوست پر اثر شخصیت کے مالک ہیں مہمان نوازی اور مشکل میں لوگوں کی مدد کرنے میں اپنی مثال آپ ہیں آپ کے ایک فرزند قمراحمد ھاشمی زیر تعلیم ہیں۔

محمد ظہور ہاشمی ایف اے تک تعلیم پاکر محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر درس و تدریس سے عوام الناس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔

عبدالرازق ہاشمی مڈل تک تعلیم پائی بڑے ہنس مکھ نڈر' ملنسار' خوش اخلاق ہیں۔

محمد عالم علوی ھاشمی ناظرہ تعلیم القران اور لکھے پڑھے ہیں فنون میں بڑے ماہر ہیں عمارتی کاموں میں ٹھیکیداری کرتے ہیں آپ کے دو فرزند زیر تعلیم ہیں آپ کی ایک دختر ایف اے میں زیر تعلیم ہے اور دوسری حافظ القران ہیں جو دکاندار عبدالروف ہاشمی کی زوجہ ہیں زراعت کاری میں بھی ماہر ہیں علم کا بھی اچھا شوق رکھتے ہیں۔

جفاکش اور مزاحیہ طبع کے مالک تھے لگ بھگ سو سال کی عمر میں انتقال کیا آپ کے چار فرزند ہوئے بابو محمد عالم، محمد ہاشم، غلام حسین، اور محمد یاسین

الحاج بابو محمد عالم ہاشمی آپ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد پاکستان آرمی میں بطور کلرک بھرتی ہو گئے۔ پاکستان آرمی نے آپ کو بیرون ملک مسقط بھیجا جہاں آپ کافی عرصہ گزارنے کے بعد ریٹائرڈ ہوئے آج کل مظفر آباد یونیورسٹی کے شعبہ سائنس میں بطور کلرک سروس کر رہے ہیں فوجی سروس کے دوران متعدد بار آپ نے فریضہ حج ادا کیا آپ غیور مدبر باشعور خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں آپ موضع جبراں کی بجائے چھتر کلاس بھروڑہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ جو ضلع مظفر آباد میں واقع ہے۔

حاجی غلام حسین ھاشمی ڈل تک تعلیم پانے کے بعد پاکستان آرمی میں بھرتی ہو گئے۔ ۸-۹ سال تک فوجی خدمات انجام دینے کے بعد ڈسچارج ہوئے اور بیرون ملک عراق چلے گئے جہاں بہ عہدہ فورمین ایک کمپنی میں ملازمت کرتے رہے۔ فریضہ حج بھی ادا کیا آج کل گھر پر ہیں آپ نہایت غیور باشعور اور شائستہ انسان ہیں آپ کے چھ فرزند ہیں خالد بن حسین عبدالخالق بن حیسن اخلاق بن حسین جو میٹرک کے بعد تینوں بھائی آرمی میں بھرتی ہو چکے ہیں آپ کے تین فرزند زیر تعلیم ہیں آپ موضع بھڑوڑہ تحصیل مظفر آباد میں رہائش پذیر ہیں۔

ڈلائس نائیک محمد ھاشم ھاشمی آپ موضع جبراں جھیاٹی میں آباد ہیں آپ پاک فوج میں بھرتی ہو کر ملک و قوم کی خدمات کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مین پھٹنے کی وجہ سے شدید زخمی ہو گئے صحت یابی کے بعد آپ کو پنشن پر ریٹائرڈ کیا گیا۔

محمد یاسین ھاشمی آپ لکھے پڑھے ہیں آپ بھی موضع جبراں میں آباد ہیں تعمیراتی کاموں میں ٹھیکیداری کرتے ہیں خوش اخلاق نیک سیرت اور مہمان نواز ہیں۔

قاضی محمد اسمٰعیل ہاشمی (پدر مستو تحصیل دھیر کوٹ) آپ کے دادا مرحوم کا اسم گرامی قاضی جومدار تھا۔ جنہیں عوام علاقہ پدر مستو موضع ساہلیاں سے دیسہ امامت کے لئے لے گئے آپ پدر مستو میں ہی آباد ہو گئے اور امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ قاضی جومدار کے دو فرزند ہوئے قاضی محمد

بخش اور قاضی صحبت علی جب کہ قاضی محمد بخش کے ایک ہی فرزند مولوی محمد اسمٰعیل ہوئے اور قاضی

صحبت علی کے بھی ایک ہی فرزند قاضی محمد خلیل ہاشمی جو بعد ازاں لندن چلے گئے اور وہاں ہی رہائش پذیر

ہیں اور ملازمت بھی کرتے ہیں مولوی محمد اسمٰعیل دینی علوم میں بہت ماہر تھے۔ احادیث وفقہ اور علوم

صرف ونحو کے علاوہ فارسی کے بہت ماہر اور جید عالم دین تھے۔ آپ خاموش طبع تھے۔ اور بلاوجہ باتیں نہ

کرتے تھے۔ بلکہ ہر وقت ہر حال میں محو عبادت وریاضت رہتے تھے۔ و بمہ امامت اور نکاح خوانی درس

وتدریس سے زندگی بھر وابستہ رہے ضعیف العمری میں وفات پائی آپ کے دو فرزند ہوئے مولوی

عبد الخالق ہاشمی اور مولوی عبد الوہاب ہاشمی

مولوی عبد الخالق ہاشمی آپ بھی جید عالم دین ہیں درس وتدریس اور و بمہ امام ہیں رجسٹرڈ نکاح

خوانی بھی کرتے ہیں اور زمینداری سے بھی وابستہ ہیں نیک سیرت خوش اخلاق مہمان نواز ہیں اس

خاندان کا ذکر "تاریخ اجالے" مصنف اشفاق احمد ہاشمی میں لکھتے ہیں کہ "یہ خاندان قریشی ہاشمی عباسی

ہے"۔

مولوی عبد الوہاب ہاشمی آپ بھی جید عالم دین ہیں ایم اے اسلامیات میں کیا ہوا ہے۔ آپ

پدر مستوہائی سکول میں عربی معلم کے عہدہ پر فائز ہیں نہایت خوش اخلاق اور حلیم طبع انسان ہیں آپ

علاقہ وبراوری میں درجہ خاص رکھتے ہیں اس خاندان کا نسبی تعلق عالم زاہد خان کے فرزند ہمان خان سے

ملتا ہے۔ مہمان نواز اور سخی انسان ہیں۔

قاضی نصیر الدین ہاشمی ساہلیاں ڈھونڈاں آپ کا نسبی تعلق قاضی ہمان خان سے ہے۔

آپ ساہلیاں اور بل سرنگ تحصیل دھیرکوٹ دونوں جگہ رہائش پذیر تھے۔ آپ جید عالم دین تھے۔ علوم

احادیث صرف ونحو اور فقہ کے علاوہ فارسی کے بہت ماہر تھے۔ دار لعلوم دیو بند سے فارغ التحصیل تھے۔

تاریخ اقوام پونچھ جلد اوّل کے صہ نمبر ۶۱۸ پر آپ کا نام موجود ہے جب کہ اس صفحہ پر ایک فہرست میں

اور بھی قریشی ہاشمی کے زمرے میں نام لکھے ہوئے ہیں یہ سب لوگ قریشی ہاشمی خاندان سے نہیں ہیں

ہل سرنگ میں چند گھر قریشی خاندان کے ہیں۔ اور دو تین گھر اعوان ھاشمی خاندان کے ہیں۔ جن کا تعلق رنگلہ کے علوی ھاشمی خاندان سے ہے۔ باقی یہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو کبھی گکھڑ کہلاتے رہے کبھی قریشی اور کبھی اعوان صرف یہ لوگ قریشی خاندان کے رشتہ دار ہیں مگر نسبی طور نہ تو وہ اعوان ہیں اور نہ قریشی عباسی ہونے کا ان کے پاس کوئی مکمل شجرہ ہے۔ رشتہ کی وجہ سے خاندان ذات گوت تبدیل نہیں ہو سکتی۔ جب کہ نسب بدلنا کفر ہے۔ اور یہ لوگ لڑکھڑاتے ہوئے اپنے آپ کو مشکوک بنا چکے ہیں

قاضی نصیرالدین ھاشمی کے دو فرزند ہوئے قاضی محمد آمین ھاشمی اور مولوی محمد نسیم ھاشمی

مولوی محمد نسیم ھاشمی آپ نے دار لعلوم دیو بند سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی آپ ہل سرنگ میں رہائش پذیر ہو کر امامت کے فرائض اور درس تدریس سے وابستہ رہے عربی فارسی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ آپ مشہور حکیم بھی تھے۔ اور غریب لوگوں کو مفت ادویات دیا کرتے تھے۔ عالم پیری میں بھی یاد الہی میں محو رہے۔ روزہ اکثر رکھتے تھے۔ تہجد عبادات میں رات بسر کرتے تھے۔ آپ نے تقریباً ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ نہایت صابر سخی اور مہمان نواز حلیم طبع تھے۔ احمد آباد ہل کی مسجد کے خطیب بھی رہے۔

قاضی محمد امین ھاشمی ساہلیاں' آپ بھی عالم دین ہیں بڑے با جرائت ہیں اور حق بات پر ڈٹ جاتے ہیں آپ کو اپنی قومی تاریخ سے بے حد لگاؤ ہے آپ نے پیشہ امامت وزراعت کاری اختیار کیا آپ اس وقت بھی پیشہ امامت سے وابستہ ہیں۔ نہایت مدبّر خوش اخلاق ہیں۔ آباؤ اجداد کے کئی حالات وواقعات آپ کی نوک زباں ہیں۔ آپ موضع ساہلیاں ڈھونڈاں میں رہائش پذیر ہیں آپ کے دو فرزند ہوئے مولوی عبد الستار ھاشمی جو کہ عالم دین تھے۔ عین عالم شباب میں لاولد انتقال کر گئے۔ مولوی عبد الغفار بھی امامت سے وابستہ ہیں اور حیات ہیں حلیم طبع رکھتے ہیں۔

قاضی منگو ھاشمی آباد نمب ساہلیاں' آپ اپنے جدا مجد عبد الرحمن شاہؒ کے مزار کے قریب رہائش پذیر رہے جہاں اس وقت بھی آپ کی اولادیں رہائش پذیر ہیں جب کہ وقتاً فوقتاً اس مقام سے

مختلف اوقات میں کئی بزرگ جو عالم دین تھے۔ دور دراز علاقوں میں جاکر آباد ہوتے رہے اس خاندان
نے کئی عالم دین مبلغ اور ماہر علوم فنون لوگ پیدا کئے جو ان خوبیوں کی وجہ سے ملک کے طول وعرض پر
بکھر گئے اور یہاں کی آباد قوموں قبیلوں کو علوم وفنون کے فیض بخشے زراعت کاری سب کا متفقہ پیشہ رہا
قاضی منگو کے ایک فرزند میاں نور محمد تھے۔ ان کے چار فرزند ہوئے میاں فقیر میاں صوفی میاں مہرو
میاں بہادر میاں مہرو نے لاولد انتقال کیا۔ میاں بہادر ھاشمی موضع نمب سے نقل مکانی کر کے ٹائیں
تحصیل راولاکوٹ جاکر آباد ہوئے جن کا ذکر اگلے صفحات میں آئے گا۔ میاں فقیر کی اولادیں اس وقت
تک نمب تحصیل دھیرکوٹ میں آباد ہیں میاں صوفی کے تین فرزند میاں پیر بخش میاں محمدی صاحب
اولاد ہوئے جب کہ میاں محمد عالم لاولد انتقال کر گئے۔

میاں پیر بخش ھاشمی دینی علوم کے علاوہ عربی فارسی کے ماہر تھے۔ امامت درس تدریس کرتے
تھے۔ آپ علاقہ میں نکاح خواں بھی تھے۔ تہجد گذار اور پابند شریعت تھے۔ ۱۰۲ سال کی عمر میں وفات پائی
آپ کے تین فرزند ہوئے میاں خدا بخش میاں محمدین اور میاں امام دین

میاں خدا بخش ھاشمی آپ کو حج ادا کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک ایک پیسہ جمع کیا اور ۱۹۱۸ء میں
بحری راستے سے جاکر فریضہ حج ادا کر کے واپس آئے۔ ڈھوک خان پور گکھڑاں ضلع ہزارہ کی مسجد میں
امامت اور درس تدریس سے وابستہ ہو گئے عربی فارسی اور دینی علوم سے بڑی مہارت رکھتے تھے۔ آپ
نہایت ماہر حکیم بھی تھے۔ نہایت سادگی سے زندگی بسر کی ۱۹۳۷ء میں صبح کی نماز کے دوران سجدہ کی حالت
میں روح پرواز کر گئی۔ دراز قد طاقتور خوش اخلاق تھے۔

میاں گل حسین ھاشمی دس سال کا عرصہ برٹش آرمی میں گزارنے کے بعد واپس وطن آکر
جنگ آزادی میں شامل ہوئے بعد ازاں حضرت سائیں محمد اسمٰعیل ھاشمیؒ جو سنگڑھ سے کرمی شہر جاکر
گوشہ نشیں ہوئے تھے۔ ان کے پاس چلے گئے لنگر کے تمام انتظامی امور اور امامت کے فرائض انجام
دیتے رہے سائیں محمد اسمٰعیلؒ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد واپس موضع نمب اپنے گھر چلے آئے اور
ضعیف العمری میں لاولد انتقال کیا۔

ریٹائرڈ حوالدار سلیمان ھاشمی پُرانے دور میں آپ نے اردو پرائمری پاس کیا۔ اور برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر دوران سروس ہی رومن اردو فسٹ پاس کیا ۱۹۴۰ء میں جدہ نہر سویز فلسطین اردن میں رہے مسجد اقصیٰ میں ایک سال تک نمازیں ادا کیں مصر لبنان با لبک راس میں ایک سال تک ٹھہرے مقام خلیلؑ ودیگر مقامات مقدسہ کی زیارتیں کیں ۱۸ سال تک برٹش آرمی میں سروس کی اور حوالدار ریٹائرڈ ہوئے بہادری وشجاعت کی وجہ سے حکام اعلیٰ نے سندات انعامات وتمغہ جات عطا کئے۔ مصر سے جاکر سسلی جزیرہ میں جنگ لڑی وطن آکر پیشہ تجارت تین سال تک کرنے کے بعد ۱۹۴۷ء کی جنگ میں بھرپور حصہ لیا آزادی کے بعد آپ پاکستان آرڈیننس فیکٹری فائر بریگیڈ میں دوبارہ بھرتی ہوئے۔ ۱۸ سال کی خدمات کے بعد ریٹائرڈ آئے بڑے معلوماتی او حاضر دماغ ذہین اور اعلیٰ سوچ سمجھ کے مالک ہیں آپ نے تاریخ میں بہت سے حالات پُرانے درج کروائے جو اپنے آباؤ اجداد سے سن رکھے تھے۔ آپ کے آٹھ فرزند ہیں آپ اس وقت تک تندرست وتوانا ہیں آپ کے ایک فرزند مسرت حسین انڈر میٹرک کے بعد بری فوج میں بھرتی ہو کر فوجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

میاں کالا ھاشمی آپ جوان ہوئے برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے نو سال تک آپ بیرونی ملکوں میں رہے جنگ آزادی کے وقت وطن واپسی پر آزاد فوج میں شامل ہو گئے شجاعت کی وجہ سے تمغہ جات حکام اعلیٰ نے عطا کئے نو سال تک آزاد فوج سے وابستہ رہ کر ریٹائرڈ ہوئے پابند صوم وصلوٰۃ ہیں قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ رکھتے ہیں۔ گذشتہ دنوں وفات پا گئے ہیں آپ کے تین فرزند ہیں نزیر حسین محمد تعظیم اور محمد نصیر نذیر حسین ھاشمی نے پرائمری تک تعلیم پائی بعد ازاں بری فوج میں بھرتی ہو گئے کچھ عرصہ بعد فائر کی دھمک سے کان کے پردے خراب ہو گئے بورڈ پنشنر ریٹائرڈ ہوئے اور نیشنل بنک میں بھرتی ہو کر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جب کہ محمد تعظیم ھاشمی بھی نیشنل بنک میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

میاں محکم الدین ھاشمی آپ جید عالم دین تھے۔ مقامی مسجد میں امامت کے فرائض ونکاح خوانی درس وتدریس انجام دیتے رہے۔ ۱۹۳۱ء میں ۷۱ سال کی عمر میں لاولد انتقال کیا۔ طبع سخت مگر صاف گو تہجد گزار اور سخی تھے۔ بہت عرصہ تک مزار پیر مانک شاہ پر عرس کا اہتمام آپ کی زیر قیادت ہو تا رہا۔

میاں امام الدین ھاشمی آپ جید عالم دین تھے۔ بھائی کی وفات کے بعد گاؤں اور مقامی مسجد میں امامت پر فائز رہے۔ ۱۹۵۴ء میں ۶۹ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہیں محمد رفیق محمد نزیر محمد خلیل ہوئے۔

نائیک محمد رفیق ھاشمی (ریٹائرڈ) پرائمری کے بعد برٹش آرمی میں ۶ سال تک بطور ڈرائیور رہنے کے بعد اے کے فوج میں ڈرائیور بھرتی ہوئے ۱۲ سال کا عرصہ گزار کر بعہدہ نائیک ریٹائرڈ ہوئے پھر محکمہ حفظان صحت آزاد کشمیر میں بطور ڈرائیور ملازمت کی جب کہ اس محکمہ سے بھی پنشن پا کر ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ نہایت ہمدرد اور خوش اخلاق ہیں آپ کے دو فرزند ہیں حاجی محمد اسحاق جو ٹیکسلا جمیل آباد میں رہائش رکھتے ہیں۔ اور عبدالرزاق نمب ھاشمی آباد میں مقیم ہیں۔

حاجی محمد نزیر ھاشمی آپ پرائمری کرنے کے بعد اے کے فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۵ سال کی خدمات انجام دے کر لانس نائیک ریٹائرڈ آئے آپ کے چھوٹے بھائی محمد خلیل ھاشمی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد محکمہ حفظان صحت آزاد کشمیر میں بطور ڈرائیور سروس کر رہے ہیں۔

میاں عبدالکریم ھاشمی آپ علوم دینی فارسی کے بڑے ماہر ہیں دیمہ امام بھی رہے آج کل ضعیف العمر ہیں آباؤ اجداد کے تاریخی حالات آپ کو بہت یاد ہیں جو سلسلہ سینہ بہ سینہ تاریخ کی ایک کڑی ہے۔

ریٹائرڈ حوالدار محمد شفیع ہاشمی آپ میاں محمد اسمٰعیل کے فرزند ہیں پرانے دور میں مڈل پاس کیا اور اے کے فوج میں بھرتی ہوئے بائیس سالہ خدمات کے بعد ریٹائر ہوئے آپ اس وقت بیمار ہیں ذی عقل، خوش اخلاق ہیں قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے۔ آپ نے قبیلہ کی اصلاح پر جانی مالی کام کیا پیر مانک شاہ کے وقت کی مسجد پختہ کرائی اور درس تدریس کا نظام بحال کیا۔

محمد حبیب ھاشمی آپ کے والد کا نام میاں رحمت دین ہے۔ آپ ایام جوانی موضع نمب سے کھنڈا موڑ تحصیل ڈھانگری بالا ضلع میرپور جا کر رہائش اختیار کر چکے ہیں وہاں ہی اولادیں ہیں۔ ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

موضع نمب ھاشمی آباد تحصیل دھیر کوٹ کوہالہ سے چار میل کے فاصلہ پر مناسہ سے ایک سڑک موضع ساہلیاں سیٹر کی طرف جاتی ہے۔ مناسہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر یہ خوبصورت ہموار گاؤں آباد ہے۔ جہاں ہمارے مورث اعلیٰ عبدالرحمن عرف پیر مانک شاہؒ مدفون ہیں یہ علاقہ نیم پہاڑی ہے۔ زیارت کے ارد گرد قریشی الہاشمی قبیلہ جو پیر مانک شاہؒ کی اولادیں ہیں۔ آباد ہیں اچھے دیندار اور باکردار لوگ ہیں یہاں قبرستان کے ساتھ ایک پانی کا وسیع چشمہ بھی ہے۔ اور ساتھ مسجد بھی ہے جو بارہا تعمیراتی عمل سے گزر چکی ہے۔ یہ لوگ اچھے عفو اور در گزر کے مالک ہیں۔ محنت و مزدوری اور زراعت کاری کے ساتھ بیرون ملک میں سول ملازمتیں کرتے ہیں حکومت کے سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں بھی شامل ہیں یہ بستی سڑک سے اوپر پانچ سو گز کے فاصلہ پر آباد ہے۔

چھپڑ ساہلیاں کا ھاشمی خاندان

میاں عنایت اللہ ھاشمی آپ کی علمی قابلیت پرانے دور کی پرائمری اور عربی فارسی تھی۔ ڈوگرہ عہد میں محکمہ کسٹم کے محالدار تھے۔ خوش نویس باثر متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کے دو فرزند اکبر حسین اور گل حسین ہوئے۔

میاں اکبر حسین ھاشمی پرانے دور میں آپ نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی فارسی کے ماہر لکھاڑی خوش نویس اور فارسی شعر پڑھا کرتے تھے۔ پشتو زبان پر بھی عبور رکھتے تھے۔ کراچی میں سول ملازمت کرتے رہے۔ آپ میرے ایک رفیق کار تھے۔ اکثر فارسی کتب سے میں نے ترجمہ آپ ہی سے کرایا تھا۔ بڑے غیور تھے۔ سادہ مزاج خوش اخلاق اور قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے تھے۔ قومی تاریخ سے آپ کو بے حد لگاؤ تھا۔ ۱۹۹۱ء میں بعمر ۶۵ سال لاولد انتقال کیا۔

میاں گل حسین ھاشمی سابقہ دور کی پرائمری دینی علوم کے علاوہ فارسی کے ماہر خوش نویس ہیں۔

کچھ عرصہ تک دیسہ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کا پسندیدہ مشغلہ زراعت کاری ہے۔
اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر ایک مقام تک پہنچایا اس وقت ضعیف العمری میں ہیں۔ مگر دل چسپ با
شعور انسان ہیں آپ کے تین فرزند ہیں جاوید اقبال محمد شعیب محمد عبدالاوھاب عابد

لیکچرر جاوید اقبال قریشی ھاشمی آپ نے میٹرک معہ سائنس فسٹ ڈویژن میں دھیر کوٹ سے
پاس کیا اور دوران سروس حصول علم کی کوشش جاری رکھی بی۔اے۔فسٹ ڈویژن میں کرنے کے بعد
بی ایڈ آزاد کشمیر یونیورسٹی سے فسٹ پوزیشن میں کیا بعد ازاں ایم اے اردو بھی کر چکے ہیں۔ اپنے
مضامین کے ماہر استاد ہیں۔ موضع منگ گرلز کالج میں آج کل تعینات ہیں۔ آپ کے اکثر شاگرد اس
وقت ڈاکٹرز اور انجینئرز کی ڈگریاں حاصل کرنے والے ہیں تاریخ الھاشمی کی ترتیب میں آپ نے اپنی
تعمیری رائے سے مجھے نوازا آپ کو شعروادب سے بھی بے حد لگاؤ ہے۔ آپ مستقل مزاج ہنس مکھ اور
صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔

محمد شعیب ھاشمی آپ نے میٹرک ہائی سکول دھیر کوٹ سے پہلی پوزیشن میں کیا ایف اے اور بے
اے بھی فسٹ ڈویژن میں کیا آج کل ایم اے اردو کی تیاری کر رہے ہیں۔ شعروادب میں بڑے ماہر
ہیں۔ باذوق خوش اخلاق باشعور صوم وصلوٰۃ کے پابند نوجوان ہیں۔

فلائینگ آفیسر محمد عبدالوھاب عابؔد ھاشمی آپ نے میٹرک مع سائینس فسٹ ڈویژن میں
کیا اور دھیر کوٹ کالج میں ایف ایس سی میں داخلہ لیا۔ بعد ازاں پاکستان ائرفورس میں کمیشن حاصل کیا۔
ایف ایس پی اے ایف کالج سرگودھا سے سیکنڈ پوزیشن میں کیا۔ اور پھر ڈی جی پی پائیلٹ آفیسر رسالپور
میں بھی رہے۔ بی ایس سی بھی رسالپور اکیڈمی سے فسٹ پوزیشن میں کیا فطری ذہانت ابتداء ہی سے
انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کر رکھی تھی۔ لہٰذا کسی میدان میں آپ نے شکست نہیں کھائی شعر کہنے میں بھی
درجہ امتیاز رکھتے ہیں۔ ابھی کلام غیر مطبوعہ ہے۔ تحریر و تقریر و مباحثہ میں بھی ایک درجہ رکھتے ہیں خوش
نویس ہیں تخلیقی صلاحیتیں آپ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اسلامی تحریکوں سے بھی بہت دلچسپی ہے۔
صوم وصلوٰۃ کے پابند نہایت شجاع اور دلیر ہیں اسلامی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق ہے۔ آجکل آپ
چکلالہ میں فلائینگ آفیسر تعینات ہیں۔

قاضی عبدالمجید ہاشمی سہریل میرہ تحصیل دھیر کوٹ

قاضی سلیم خان کی ساتویں پشت میں قاضی عبدالمجید ہاشمی ہیں اس خاندان میں پشت بہ پشت امامت چلی آئی ہے۔ چنانچہ آپ دیہہ امام اور رجسٹر نکاح خوآن رہ چکے ہیں آپ میرہ ساہلیاں میں موجودہ رہائش پذیر ہیں۔ سہریل میں بھی جائیداد ہے۔ دینی علوم کے علاوہ پُرانے دور کی پرائمری تعلیم ہے۔ فارسی کے بھی بڑے ماہر ہیں۔ آپ پہلے ایام میں برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے۔ اور دوسری جنگ عظیم میں پوری پلٹن میں داد شجاعت حاصل کر کے امتیاز قائم کیا۔ سندات و تمغہ جات بھی حاصل کئے دینی تعلیم بغداد اور ایران کی درسگاہوں سے بھی حاصل کی فارسی عربی علوم احادیث صرف و نحو و تفاسیر میں بہت ماہر ہیں۔ اور علاقہ ساہلیاں کے ایک نامور عالم کہلاتے ہیں۔ درس و تدریس سے بھی فیض پہنچاتے ہیں۔ اس وقت آپ ضعیف العمر ہیں۔ اور اکثر گھر میں ہی رہتے ہیں۔ عابد متقی نڈر اور برگزیدہ شخصیت کے حامل ہیں آپ کے تین فرزند ہیں عبدالوحید عبدالواجد، عبدالمنیم

حاجی عبدالوحید ھاشمی

میٹرک کے بعد آپ پاکستان آرمی میں بھرتی ہوئے۔ دوران سروس سعودیہ آپ کو بھیجا گیا جہاں فریضہ حج بھی ادا کیا۔ ایم ٹی میں ۱۸ سالہ خدمات کے بعد حوالدار ریٹائرڈ ہوئے جب کہ آپ کے بھائی عبدالمنیم نے مڈل تعلیم پائی اور سول کاروبار کرتے ہیں۔

مولانا قاضی قمرالدین ھاشمی

(شجرہ نویس) سہریل۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام گرامی قاضی حمیداللہ ہاشمی تھا۔ جو جید عالم دین اور عربی فارسی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ سہریل اور ساہلیاں میں آباد تھے۔ قاضی قمرالدین دینی علوم کے بہت ماہر تھے۔ عربی فارسی لکھنا پڑھنا آپ پر ختم تھا۔ آپ بہت خوش نویس تھے۔ اور اردو تعلیم پرائمری تک پائی تھی۔ آباؤ اجداد کے شجرہ جات جو غیر مطبوعہ ہیں آپ نے مرتب کر رکھے تھے۔ جو اس وقت تک بطور یادگار ہیں آپ قاضی محمد عبداللہ ہاشمی مصنف تاریخ تذکرۃ الہاشمی کے رفیق کار اور ہم عصر تھے۔ اس شجرہ نسب سے جو کہ قاضی قمرالدین ہاشمی نے مرتب کیا۔ مجھے بڑی مدد ملی آپ نہایت تاریخ

ساز انسان ہو گزرے ہیں۔ آپ دیسہ امام رجسٹرڈ نکاح خواں اور درس تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے تھے۔ باجرائت وباغیرت اور بااثر جامع صفات کے مالک تھے۔ آپ نے ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی آپ نہایت عابد وصابر بھی تھے۔ آپ کے چار فرزند ہوئے محمد عتیق اور محمد سعید نے لاولد انتقال کیا انور حسین اور سرور حسین زندہ ہیں۔

مولوی انور حسین ھاشمی

آپ دار لعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں اور گوجرانوالہ کی دینی درسگاہ سے سند یافتہ ہیں علاقہ پاکستان میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ریٹائرڈ حوالدار سرور حسین ھاشمی، سیسر سہریل

مڈل تک تعلیم پاکر اے کے سگنل کور میں بھرتی ہوئے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں بھرپور حصہ لے کر داد شجاعت پائی تمغہ جات وسندات سے حکام اعلیٰ نے آپ کو نوازا بعدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے دینی علوم تو ورثہ سے پایا تھا۔ چنانچہ آج کل امامت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کرتے ہیں۔ آپ کی جائیداد یں سیسر کے علاوہ سہریل اور ساہلیاں میں ہیں مستقل مزاج پرہیز گار حلیم طبع کے مالک ہیں آپ کے ایک فرزند محمد جمیل ھاشمی ہیں۔ جو میٹرک معہ سائنس اعلیٰ نمبروں کے ساتھ پاس کرنے کے بعد دھیر کوٹ کالج ایف۔ ایس۔ سی میں بحیثیت طالب علم داخل ہوئے بعد ازاں آپ پاکستان بحریہ میں بھرتی ہو کر آج کل کراچی میں زیر تربیت ہیں۔

مولانا قاضی احمد دین ھاشمی

آپ قاضی حمید اللہ کے تیسرے فرزند تھے۔ دینی علوم میں مہارت پائی یہ خاندان پشت ہا پشت سے امامت کے فرائض انجام دیتا رہا اور گاؤں ساہلیاں کے موضعات کی دینی علوم کی ضرورت کو پورا کیا۔ آپ ماہر عالم دین اور فارسی دان تھے۔ امامت اور نکاح خوانی سے وابستہ رہے نیک سیرت صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ ۴۸ سال کی عمر میں اس جہاں فانی سے کوچ کیا آپ کے ایک فرزند مولوی

عبد الرحیم ھاشمی ہیں۔ جو جامع کمالات واوصاف ہیں اور زراعت کاری کے ساتھ ساتھ امامت بھی کرتے ہیں۔ آپ ملنسار خوش اخلاق ہیں آپ موضع سہریل میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ خاندان ساہلیاں ڈھونڈاں کے کئی موضعات میں آباد ہے۔ ساہلیاں گاؤں بہت وسیع ہے۔ اور محلے مختلف ناموں پر مشہور ہیں۔

میاں بہادر ھاشمی ٹائیں تحصیل راولاکوٹ

آپ کے والد کا نام میاں نور محمد تھا۔ آپ ساہلیاں ڈھونڈاں ھاشمی آباد نمب سے ایام آپ راجی میانہ موڑہ بھک تحصیل راولاکوٹ جاکر آباد ہوئے آپ سیلانی طبع اور درویش صفت انسان تھے۔ یہاں آکر آپ نے ایک زمین آباد کی جو بعد ازاں آپ کی اولادوں کے نام منتقل ہو گئی۔ دینی خدمات کو اہم فریضہ جان کر آپ نے یہاں ہی زندگی گزار دی اور یہاں کے ہی ہو کر رہ گئے۔ آپ کے ایک فرزند میاں محمد روشن ہوئے جن سے اولادوں کا سلسلہ اس وقت چند موضعات تک پھیل چکا ہے۔

میاں میر محمد ھاشمی

آپ کے ایک ہی فرزند جن کا نام میاں کالو ہے پیدا ہوئے۔ جو بوقت ضرورت امامت کے فرائض بخوبی انجام دیتے تھے۔ ایک وقت میں اس علاقہ میں قحط پڑا تو آپ مری کی طرف نکل گئے بعد ازاں تریٹ جاکر قیام پذیر ہوئے نوے سال کی عمر میں انتقال کیا 67-12-16 آپ کے ایک فرزند میاں محمد حسین ہاشمی ہوئے آپ تین سال کی عمر میں تریٹ والد کے ہمراہ آئے آپ کی تربیت تریٹ میں ہوئی۔ جوان ہوئے تو برٹش آرمی میں سات سال تک سروس کی۔ اردو' انگلش زبانوں کے ماہر تھے۔ آپ جرمن کے قیدی بھی رہے۔ اس دوران کئی بیرونی ممالک میں ٹھہرے۔ فوج سے واپسی پر سول کاروبار اختیار کیئے۔ آپ کے ایک فرزند محمد رمضان ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں یہ جوان ہوئے تو والد کو وطن واپسی پر مجبور کر کے آبائی گاؤں آگئے۔ مکان تعمیر کر کے دوبارہ رہائش اختیار کرلی بعد ازاں آپ نے ۲۹ جون ۱۹۸۵ء میں بعمر ۸۶ سال انتقال کیا۔

محمد رمضان ہاشمی

۱۹۶۰ء تریٹ میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم وہاں ہی پائی۔ جوان ہوئے تو سلیمان ہاشمی نمب والوں کو

لے کر آبائی گاؤں آئے۔ اور خاندان والوں سے کہا کہ میں والدین کو لے کر وطن آنا چاہتا ہوں اس پر وہ سب خوش ہوئے آپ ہمشیرگان اور والد کو لے کر گاؤں واپس آ گئے۔ تعمیر مکان کے بعد آپ نے سول کاروبار شروع کیا۔ قبیلہ کے اصلاحی امور اور یکجہتی پر بہت زور دیتے ہیں۔ آپ ایک سماجی کارکن ہیں۔ نہایت بیدار ذہن، غیرتمند اور جامعہ اوصاف و کمالات کے مالک ہیں۔ میرے ہمراہ انہوں نے تاریخ مرتب کرتے وقت کئے دیہات تک سفر کیا۔

سپاہی محمد فاروق شہید قریشی ہاشمی آپ ملک و قوم کے لئے درددل رکھتے تھے جوان ہو کر اپنے قبیلہ کے لوگوں کی آپ کو تلاش رہتی تھی۔ آپ پاکستان بری فوج کے انجیرینگ میں بھرتی ہوئے۔ دس سال بعد آپ گلگت روڈ پر ایک حادثہ میں جان دے گئے آپ پل آپریٹر تھے۔ آپ کا جسد خاکی نکراں بانڈی لا کر دفن کیا گیا آپ کے ایک فرزند ہیں۔

سپاہی عبدالمجید ہاشمی مڈل تعلیم پا کر فوج میں بھرتی ہو گئے۔ گذشتہ ۶/۵ سال سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مکھن خان ہاشمی آپ نہایت دلیر اور طاقتور باغیرت انسان ہیں۔ ۱۹۶۵ء کے جنگ میں چاند ٹیکری محاذ پر فوجی سپاہیوں کی خدمات انجام دیتے رہے۔ قبیلہ کے لئے درددل رکھتے ہیں اور ہمیشہ تعمیری فلاحی کاموں کو ترجیح دیتے ہیں۔ قبیلہ میں اتحاد و تعاون پر کوشاں رہتے ہیں برادری میں بااثر اور نامور ہیں۔ تاریخ کی ترتیب کے وقت ۳/ ۴ دن آپ بھی میرے ہمراہ ٹائیں کے مختلف موضعات تک ساتھ رہے۔ آپ علاقہ کے مشہور شخصیت ہیں۔ آپ کے ایک فرزند **محمد رزیق ہاشمی** میٹرک کرنے کے بعد بری فوج میں شامل ہو کر ای۔ ایم۔ ای کور میں چھ سال سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

میاں محمد شفیع ھاشمی

آپ ایام قحط سالی آبائی گاؤں سے نقل مکانی کر کے ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی آ کر آباد ہوئے سول کاروبار کرتے تھے۔ ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ایک فرزند الحاج عبدالرؤف ھاشمی ہوئے۔ آپ نے مڈل تک تعلیم ٹینچ بھاٹہ سکول سے پائی۔ پھر آپ بیرون ملک سعودیہ چلے گئے۔ جہاں چار سال تک سول ملازمت کے دوران تین مرتبہ فریضہ حج ادا کیا ٹینچ بھاٹہ میں مکان بھی بنوایا اور سول کاروبار کرتے ہیں۔ آپ کے ایک فرزند محمد افراز ھاشمی مڈل پاس کرنے کے بعد موٹر مکینک کا کام کرتے ہیں۔

میاں عبدالکریم ھاشمی

(بھارہ کہو) آپ اپنے آبائی گاؤں ٹائیں سے بھارہ کہو میں جا کر آباد ہوئے نہایت مدبر دیندار اور غیور طبع تھے۔ ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ایک ہی فرزند عبدالقیوم ھاشمی ہیں جو بیرون ملک سول ملازمت کرتے ہیں اور بھارہ کہو میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ آپ کے چار فرزند زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

میاں زرداد ھاشمی

(مندری تحصیل دھیر کوٹ) آپ نہایت غیور با اثر شخصیت عابد و زاہد تھے۔ ضعیف العمری میں بڑے مشکل ادوار میں بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند سخی اور مہمان نواز تھے۔ تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ۱۹۹۳ء میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہیں۔ محمد بشیر احمد ہاشمی محمد نزیر احمد ہاشمی محمد رفیق ھاشمی

محمد بشیر احمد ھاشمی

آپ کی تعلیم میٹرک ہے دینی و تاریخی کتب کا بہت مطالعہ کرتے ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ نہایت غیور اور بے باک ہیں مشکل ترین دور میں بھی ثابت قدم رہتے ہیں۔ آپ نے سالہا سال مندری اور سیسر کے قبیلہ کی اصلاح پر بہت کام کیا آپ میرے رفیق کار رہے آپ نہایت ہوشیار موقع شناس حاضر جواب و حاضر دماغ ہیں جامع کمالات و صفات کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں آپ کی ہمت کے صلہ میں فتح و نصرت سے ہمکنار کیا۔

محمد رفیق ھاشمی

آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی بعد ازاں بولان کاسٹنگ لمیٹڈ کراچی میں بھرتی ہو گئے اس ادارہ میں بطور انجینئر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔

مولانا محمد عبداللہ ھاشمی

آپ مندری تحصیل دھیر کوٹ میں آباد تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام میاں منگو ہاشمی تھا۔ آپ نے

ابتدائی تعلیم کے بعد گڑھی شریف کے دار لعلوم میں چودہ سال تک دینی علوم حاصل کئے اردو میں پرائمری کیا تھا۔ نہایت خوش نویس تھے۔ جید عالم دین بااثر بارُعب باغیرت لیڈر شخصیت کے مالک تھے۔ قبیلہ کی یک جہتی اور اصلاح پر بہت توجہ دیتے تھے۔ آپ کے ایک فرزند محمد یوسف نامی ہوئے۔

شہید محمد یوسف ھاشمی

آپ نے پرائمری تک تعلیم پائی دینی علوم والد سے حاصل کئے جوان ہوئے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے۔ لائنس نائیک ریٹائرڈ آکر آزاد فوج میں شامل ہو گئے اور جنگ آزادی ۱۹۴۷ء میں وہ بہادری دکھائی کہ دشمن کے چھکے چھڑادیئے آپ اسی دوران پیلی محاذ پر داد شجاعت دکھاتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے آزاد فوج کی طرف سے آپ کو تمغہ جات سندات عطا کیں گئیں آور اپ کے اہل خانہ کی کفالت کے لئے پنشن بھی جاری کردی گئی آپ کے چار فرزندوں میں سے مولوی محمد حنیف ھاشمی قابل ذکر ہیں جو اردو پرائمری اور دینی علوم حاصل کرنے کے بعد درس وتدریس اور امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت نڈر دلیر اور خوش اخلاق ہیں قبیلائی یکجہتی میں اچھے کردار کے مالک ہیں۔

میاں رحمت اللہ ھاشمی ڈھوک ہاشمیہ کھیران تحصیل دھیرکوٹ

آپ موضع ساہلیاں سے آپ اجی دور میں بوساطت رشتہ وامامت کھیران آکر آباد ہوئے آپ کا نسبی تعلق قاضی ہمان خان سے ملتا ہے۔ آپ نے یہاں ایک رقبہ آباد کر کے رہائش اختیار کرلی۔ آپ نے میاں فیض محمد ھاشمی کی اولادوں سے شادی کی تھی۔ میاں رحمت اللہ ھاشمی کا شجرہ نسب تاریخ القبائل الانساب اکبریہ میں بھی درج ہے۔ آپ کے والد کا نام میاں صالح محمد تھا۔ اور دادا کا نام میاں محمدی خان تھا۔ آپ نے یہاں آباد ہونے کے بعد مقامی مسجد میں درس وتدریس اور امامت کے فرائض انجام دیئے آپ بے نمازوں سے بہت نفرت کرتے تھے۔ اور ہمیشہ انہیں نماز پڑھنے کی تلقین کرتے جھوٹے اور دغا باز انسانوں کے جانی دشمن تھے۔ صاف گو سخت طبع تھے۔ حق بات پر جان دینے کو آمادہ ہو جاتے تھے۔ ۲۷ سال کی عمر میں وفات پائی تین فرزند ہوئے فیروز الدین علم الدین عالم دین

میاں فیروز الدین ھاشمی

اسلامی علوم میں اچھی مہارت تھی۔ مدبّر شخصیت کے مالک تھے۔ جنگ آزادی میں بھرپور تعاون کیا کوہالہ دھیر کوٹ روڈ پر کام بھی کرتے رہے۔ آپ نے پیشہ امامت تو نہ کیا۔ مگر بوقت ضرورت امامت کے جملہ فرائض انجام دینے کے اہل تھے۔ ماہر زمیندار اور خوش اخلاق تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے میاں رکندین ہاشمی اور محمد طاہر ھاشمی

میاں رکن دین ھاشمی

آپ نے ۱۹۶۵ء کے جنگ میں مسلمان سپاہیوں کے ہمراہ اسلحہ وراشن لائن آف کنٹرول تک پہنچا کر ملکی خدمات کا فریضہ انجام دیا نہایت دلیر اور خوش خوانسان ہیں قبیلائی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ آپ جامع کمالات کے مالک ہیں۔ سول کاروبار ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

محمد طاہر ہاشمی آپ اکرام سوپ فیکٹری میں ملازمت کرتے تھے۔ کام کے دوران کیمیکل آپ کی آنکھوں پر پڑا جس سے بینائی زائل ہو گئی۔

میاں علمدین ہاشمی آپ نے ڈوگرہ عہد میں پرائمری تعلیم پائی۔ دینی علوم بھی حاصل تھے آپ اپنے علاقہ میں بڑے نامور اور بااثر تھے ثالثی کے کردار ادا کرتے اور لوگوں کے اختلافات نمٹانے میں بہت مشہور تھے۔ دیہی کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔ امامت درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ ۱۹۶۵ء کے جنگ میں کافر پہاڑ پر فوجی خدمات انجام دیں۔ ماہر زمیندار' پابند شریعت تھے تہجد میں اکثر اوقات مصروف رہتے تھے دراز قد طاقتور صاف گو تھے۔ آپ کے پاس ایک کتاب شجرہ بھی محفوظ تھا جس سے مدد لی گئی۔ آپ سے میری بارہا ملاقات ہوئی اور مفید مشورے اور معلومات حاصل کیں۔ آپ نے ۶۸ سال کی عمر میں انتقال کیا پانچ فرزند ہوئے۔

مولوی محمد لطیف ہاشمی پرانے دور کی پرائمری تعلیم ہے دینی علوم میں بھی ماہر ہیں۔ ابتدائی ایام جنگ آزادی سردار محمد عبدالقیوم خان کے دست راست بن کر نیلا بٹ سے تحریک آزادی کا آغاز ہوا تو آپ دوش بدوش تھے اور جھتہ کے ہمراہ باغ تک گئے۔ اسی دوران نوجوان نسل کوہاڑی گہل کیمپ میں فوجی

تربیت دی گئی- جس میں آپ شامل تھے تربیت سے فارغ ہوئے تو کافر پہاڑ پر آپ کو مورچہ زن کیا گیا اڑھائی ماہ تک جنگ لڑی جنگ بندی کے بعد ڈسچارج آئے- آپ درس و تدریس زمینداری اور نکاح خوانی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے- آپ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے نامور کارکن ہیں- ۱۹۷۱ء کے جنگ میں بھی آپ نے فوجی خدمات بہم پہنچائیں آپ نے قبیلہ کی یکجہتی اور اصلاح پر بہت کام کیئے- آپ جامعہ اوصاف اور مدبر سفید ریش شخصیت کے حامل ہیں- متقی و پرہیزگار ہیں آپ کے چار فرزند ہوئے- تسکین حسین شوقؔ حافظ شوال احمد شمعون احمد شوید احمد

تسکین حسین شوقؔ میٹرک کے بعد سول کاروبار سے وابستہ ہوئے اصلاحی تنظیموں کے سرگرم رکن رہے- قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار اور حقوق کی پاسداری کی آپ بہت وفادار بیدار مغز اور جامعہ صفات کے مالک تھے ایام جوانی کو پہنچے تو انتقال کر گئے جس سے پورے قبیلہ کو آپ کی جوانمرگی پر شدید دکھ ہوا- آپ نئی نسل کے رہنما کی صورت میں ابھرے تھے- مگر تھوڑے دنوں بعد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے آپ کے دوسرے بھائی **حافظ شوال احمد ہاشمی** ہیں آپ نے ملتان کے ایک دینی دارالعلوم میں داخلہ لیا اور چند سال بعد دھیرکوٹ کے دارالعلوم میں داخل ہوئے تین سال بعد ضیاء العلوم سٹلایٹ ٹاؤن راولپنڈی مین داخلہ لیا جہاں حفظ قرآن کے بعد علوم احادیث و فقہہ علم صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی اور بی اے کی بھی تیاری کر رہے ہیں- آپ کے پاس دینی درس گاؤں کی سندات موجود ہیں آپ پرہیزگار اور جید عالم دین خوش اخلاق ہیں-

محمد یاسین ہاشمی

آپ نے تراڑ دیوان کی قریشی عباسی برادری جو پیر مانک شاہ کی اولاد سے ہیں سے شادی کی تھی- آپ کے ایک ہی فرزند عاشق حسین ہاشمی پیدا ہوئے تو عین عالم شباب میں آپ کا انتقال ہو گیا-

عاشق حسین ھاشمی

یتیم ہوئے تو کچھ عرصہ کے بعد ننھیال میں تراڑ دیوان جا کر پڑھتے رہے بی اے کرنے کے بعد آپ فارغ ہیں باذوق ذی شعور جامع اوصاف نوجوان ہیں- تنظیموں کے سرگرم رکن رہے- آج کل راول

پنڈی میں ٹیوشن پڑھاتے ہیں۔

میاں محمد شفیع ھاشمی

آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو محکمہ انکم ٹیکس میں بھرتی ہو گئے اور راول پنڈی میں اپنا مکان بنا کر رہائش پذیر ہیں ذی شعور ذی عقل اور بااثر متقی اور پرہیزگار ہیں آپکی تعلیمی قابلیت پرانے دور کی مڈل ہے تاریخ سے بے حد لگاؤ ہے۔ آپ نے دوران طباعت تاریخ اخراجات پورے کرنے کا یقین دلایا۔

قاضی بڈہا خان ھاشمی ڈھوک ہاشمیہ تحصیل دھیر کوٹ

قاضی عالم زاہد خان کے فرزند قاضی جہانداز خان سے آپ کا نسبی تعلق ملتا ہے۔ اس خاندان کے مشہور وبزرگ قاضی جمعاں خان ہو گزرے ہیں۔ گذشتہ صفحات میں ضمناً ذکر آچکا ہے۔ قاضی بڈھا خان بڑے جنگ جو تھے۔ اور وقتاً فوقتاً ان سے لڑائیاں جھگڑے ہوا کرتے تھے۔ آپ موضع کوٹ سے نقل مکانی کر کے کھیران جا کر آباد ہو گئے جہاں آپ کی اولادیں موجود ہیں آپ نے کھیران آکر بھی بے باکی اور دلیری سے زندگی گزاری اور بہت سی اراضی پر آپ راجی دور میں قبضہ جمالیا آپ مشہور شکاری تھے۔ تلوار چلانے میں بہت ماہر اور گتکا کے نامور کھلاڑی تھے۔ نہایت دیندار اور پابند شریعت تھے۔ آپ کے چار فرزندوں سے دو کی اولادیں ہوئیں میاں یار محمد اور میاں شاہ محمد میاں یار محمد کے چار فرزندوں میں سے میاں سخی محمد میاں سلطانہ اور میاں سید نور صاحب اولاد تھے۔

شہید میاں سلطانہ ھاشمی

آپ دینی علوم اور عربی فارسی کے ماہر تھے۔ ایام جوانی برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر بیرونی ممالک میں رہے جنگ عظیم کے خاتمہ پر وطن واپس آکر امامت کے فرائض انجام دیئے اور فوج میں بھی اپنی پلٹن میں امامت کرتے تھے۔ پھر آپ دہلی گئے جہاں ہندو مسلم فسادات میں جام شہادت نوش کیا اور وہاں ہی دفن ہوئے آپ کے ایک ہی فرزند جو ایام بچپن میں یتیم ہو گئے۔ میاں صاحبدین نامی تھے۔

میاں صاحبدین ہاشمی

آپ والدہ کے عقد ثانی کی صورت میں ناڑا کوٹ چلے گئے جہاں آپ کا ننھیال بھی تھا۔ وہاں آپ نے دینی علوم و تربیت پانے کے بعد آزاد فوج میں حصّہ لیا۔ ریٹائرڈ ہوئے تو ننھیال والوں نے آپ کو ہاڑوٹہ کے مقام پر زمین دے دی۔ اور آپ وہاں رہائش پذیر ہو کر امامت درس و تدریس کرتے رہے آپ بے باکی کے ساتھ حق بات منہ پر کہہ دیتے تھے۔ ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزندوں کا نام حصّہ شجرہ جات میں درج ہیں۔

میاں سید نور ہاشمی

آپ دراز قد نہایت طاقتور اور قوی جوان تھے۔ پیشہ زمینداری سے گزر بسر کرتے تھے۔ ۴۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند ہوئے میاں عالم دین ہاشمی اور اور میاں فتح عالم ہاشمی ہوئے۔

میاں عالم الدین ہاشمی

تعلیم القران ناظرہ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور محنتی انسان تھے۔ ارود تھوڑا لکھ پڑھ لیتے تھے۔ آپ نے سنگڑھ سے سیمر جانے والے ہاشمی خاندان کے میاں نصرالدین کی پوتی سے شادی کی جو میاں محمد عظیم ہاشمی کی دختر ہیں۔ آپ سول کاروبار اور زرعت کاری سے گزر بسر کرتے تھے۔ طبع حلیم اور صاف گو نیک سیرت پابند صوم صلوٰۃ تھے۔ ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ہاں چھ فرزند ہوئے محمد اسحٰق ہاشمی محمد صابر ہاشمی۔ افضال حسین فضل حسین شمشاد حسین رخسار احمد

محمد اسحاق ہاشمی آپ معمولی لکھے پڑھے ہیں مگر نہایت شائستہ باجرائت اور غیرت مند ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں سات آٹھ ماہ تک فوجی خدمات انجام دیں آپ پنڈی میں سول کاروبار کرتے تھے۔ اور لیبر یونین کے صدر رہے۔ آپ نے قبلیہ میں جذبہ خودشناسی کو بیدار کیا۔ اور قبیلائی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ نہایت ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ آباؤاجداد کی تاریخی کہانیاں آپ کو یاد ہیں۔ آپ میرے ایک

رفیق کار ہیں۔

محمد صابر ھاشمی پڑھ لکھ لیتے ہیں۔ قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں۔ محنتی اور جفاکش انسان ہیں نہایت غیور اور نڈر بھی ہیں پہلی عمر راول پنڈی میں ایک کمپنی میں سروس کرتے رہے آج کل اپنے علاقہ میں سول کاروبار ہی کرتے ہیں۔

فضل حسین ھاشمی آپ ابو ظہبی میں چار سال تک سول ملازمت کرتے رہے وطن واپسی کے بعد راول پنڈی میں ٹھیکیداری کرتے ہیں۔ نہایت غیور اور بے باک مہمان نواز جر تمند نوجوان ہیں۔ آپ کا ایک فرزند محمد عرفان ہاشمی زیر تعلیم ہے۔

شمشاد حسین ھاشمی ابتدائی تعلیم کے بعد راولپنڈی کے فیض الاسلام میں داخلہ لیا میٹرک معہ سائنس پہلی پوزیشن میں کیا ایف اے گارڈن کالج سے پاس کیا اور پاکستان بری فوج میں بطور کلرک بھرتی ہو کر چار سال تک خدمات انجام دیں بعد ازاں آپ مستعفی ہو گئے، آج کل مشہور روزنامہ "خبریں" میں بطور کمپیوٹر آپریٹر کام کر رہے ہیں نہایت غیور ذی شعور اور ملنسار انسان ہیں۔ قبیلہ میں خود شناسی کا جذبہ بیدار کیا قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے۔ آپ راقم کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

حاجی افضال حسین ہاشمی آپ نے پرائمری کے بعد سول کاروبار اختیار کیا اور بعد ازاں سعودیہ چلے گئے جہاں فریضہ حج بھی ادا کیا وطن واپسی پر آپ نے تعمیراتی کاموں میں ٹھیکیداری اختیار کر لی نہایت خوش اخلاق مدبر غیور ہونے کے ساتھ ساتھ سخی مہمان نواز اور جامع کملات کے مالک ہیں۔ قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں اور ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

رخسار احمد ہاشمی پرائمری تک تعلیم پائی اور سول کاروبار کرتے ہیں صوم وصلواۃ کے پابند اور تبلیغی جماعت کے کارکن ہیں تاریخ مرتب کرتے وقت آپ کئی دیہات میں میرے ساتھ گئے خوش اخلاق اور دلیر انسان ہیں۔

میاں شاہ محمد ہاشمی کے ایک ہی فرزند میاں صالح محمد ہاشمی بڑے نامور اور برگذیدہ شخصیت ہو گذرے ہیں آپ کے بھی ایک ہی فرزند محمد شریف ہوئے۔

میاں محمد شریف قریشی الہاشمی اپ ۱۹۴۷ء کے جنگ آزادی کے وقت جوان تھے۔ آپ نے باقاعدہ فوجی تربیت کے بعد جنگ آزادی میں شرکت کی آپ کی بہادری نے دشمن کے دانت کھٹے کردیئے اس دوران دشمن کی فوج نے آپ پر گولی چلائی جو آپ کی ٹانگ میں لگی اور شدید زخمی ہو گئے ملک کی آزادی پر آپ واپس گھر آگئے کیونکہ آپ بہت جنگ جو اور غیرت مند تھے کسی کی غلط بات سننے پر تیار نہ تھے جس کی وجہ سے اکثر لڑائی جھگڑا ہو جاتا تھا۔ آپ صاف گو اور سخت مزاج ہیں جذبہ انتقام سے بھی لبریز ہیں قبیلہ میں بڑے نامور اور غیور ہیں۔ آپ حق بات پر جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے آپ کے کئی واقعات موجود ہیں قومی تاریخ سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور آباؤ اجداد کی کہانیاں قصے آپ کو یاد ہیں آپ نے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا۔ آپ کے پانچ فرزندوں میں سے **قاری محمد اشراف ہاشمی** قابل ذکر ہیں۔ آپ نے مختلف دینی درسگاہوں سے دینی تعلیم حاصل کی قاری القران کی سند رکھتے ہیں اور آج کل گاؤں ڈھیر سکندر آباد کی دینی درسگاہ میں بچوں کو تعلیم القران دے رہے ہیں۔ امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ صوم و صلواۃ کے پابند نہایت غیور صاف گو اور قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں۔ جامع کمالات کے مالک ہیں۔ نہایت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں آپ شعلہ بیان مقرر ہیں۔

محمد موسیٰ خان ہاشمی آپ نہایت غیور مدبر اور معاملہ فہم انسان ہیں مشکل اوقات میں بھی ثابت قدم رہتے ہیں۔ نہایت جرٲت مند اور بے باک ہیں ہمیشہ قبیلہ میں یکجہتی اور تعاون کی فضا برقرار رکھتے ہیں۔ خوش اخلاق ملنسار اور سخت طبع ہیں۔ آپ سول کاروبار کرتے ہیں زمینداری میں بھی آپ کو درجہ خاص حاصل ہے۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں حصہ شجر میں نام درج ہیں۔

محمد سائیں ہاشمی آپ کی اردو تعلیم پرائمری ہے آپ سول کاروبا. اور زراعت کاری پر گزارہ

کرتے ہیں قبیلہ میں اچھے نامور ہمدرد مہمان نواز اور خوش اخلاق ہیں۔ آپ مستقل مزاج ہیں۔ مشکل اوقات میں ثابت قدمی ہی فتح کا ذریعہ مانتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند زیر پرورش و زیر تعلیم ہیں۔

محمد یعقوب عرف عبداللہ آپ کی اردو تعلیم پرائمری ہے شکار کا بہت سوق رکھتے ہیں۔ طبعیت کے ذرا سخت مگر صاف گو ہیں خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ آپ ٹھیکیداری و زمینداری سے وابستہ ہیں۔

حسن محمد ہاشمی آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ ٹھیکیداری و ذراعت کاری سے وابستہ ہیں طبعیت کے سخت ہیں صاف گوئی میں بے باک قبیلہ و معاشرہ کے اصلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں خوش اخلاق ہیں شعروادب سے گہرا لگاؤ ہے۔ آپ خوش نویس بھی ہیں۔

بنی پساری تحصیل باغ کا قریشی الہاشمی خاندان

قاضی عیسیٰ خان بن جوگا خان کی پانچویں پشت میں مہناں خان بن نیک محمد ہو گزرے ہیں۔ آپ کے تین فرزند صوبہ خان محمد علی خان علم الدین خان ہوئے کہا جاتا ہے کہ میاں نیک محمد چڑالہ ہاروڑ تحصیل دہیر کوٹ کے راستہ سے آپ راجی دور میں نقل مکانی کے بعد بنی پساری آکر آباد ہوئے آپ عالم دین تھے۔ بہت جلد اس علاقہ میں اثر قائم کیا آپ کی اولادیں اس وقت تک بنی پساری میں آباد ہیں اس خاندان ہاشمی عباسی کا ذکر تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم میں موجود ہے۔ آپ کی اولادوں سے میاں شرف الدین ایک بڑے نامور بزرگ تھے جن کے ایک فرزند جو ایام جنگ آزادی میں جام شہادت نوش کر گئے آپ کے دو فرزند اور بھی ہوئے مقبول حسین اور رضیامین ہاشمی نے لاولد انتقال کیا۔ مقبول حسین خان بڑے دلیر معاملہ فہم مدبّر غیرت مند اور نامور شخصیت کے مالک ہیں جو ٹھیکیداری کرتے ہیں۔ کافی عرصہ تک سعودیہ میں بھی سول سروس کی اور فریضہ حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ تاریخ سے اچھی معلومات ہے آپ کے چار فرزند تعلیم القران و احادیث و فقہہ کے بھی بہت ماہر ہیں۔ حصّہ شجرہ میں نام درج ہیں۔ میاں شرف دین خان کے بڑے فرزند شہید اوّل سلیمان ہاشمی کے حالات زندگی لکھے جاتے ہیں۔

شہید سلیمان خان ہاشمی آپ جوان ہوئے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے کچھ عرصہ بعد چھٹی پر گھر آئے تو تحریک آزادی زور پکڑ رہی تھی۔ آپ نے بھی لوگوں میں جذبہ آزادی کو بیدار کرنے کی غرض سے جلسے جلوسوں میں شرکت کی آپ کے چھوٹے بھائی ٹھیکیدار مقبول حسین خان کو گرفتار کرنے ان کے گھر بنی پساری آئے سلیمان خان نے کہا کہ مجھے اپنے چھوٹے بھائی کا کوئی پتہ نہیں کہ کہاں ہے اس پر ڈوگرہ سپاہی مشتعل ہوگئے آپ نے مدافعت کی کوشش کی تو ڈوگرہ سپاہیوں نے آپ کو گرفتار کر لیا اور باغ تھانہ کی طرف لے کر چل دیئے۔ راستہ میں سپاہی آپ کو ہندوستان کے حق میں نعرہ لگانے پر مجبور کرنے لگے آپ انکار تھے اور گرمجوشی سے ان سے باتیں کرنے لگے اور پاکستان اور اسلام کے حق میں نعرہ لگایا اس پر ان ظالموں نے آپ کو گولی کا نشانہ بنایا اور آپ شہید ہوگئے۔ پھر ڈوگرہ سپاہیوں نے اکھٹے ہو کر بنی پساری کے قریشی قبیلہ کے گھروں کو نذر آتش بھی کیا کہتے ہیں ہیں کہ آپ پر پہلی گولی چلی جو کہ تحصیل باغ میں پہلی شہادت تھی آپ نے لاولد شہادت پائی۔ آپ بہت دلیر نڈر اور دراز قد شہ زور تھے اس واقعہ کے بعد بنی پساری کے تمام لوگوں نے تحریک آزادی کو زیادہ زور بخشا

میاں عطا محمد ہاشمی آپ بوقت ضرورت امامت کے فرائض بخوبی انجام دیتے تھے۔ برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے کئی بیرونی ممالک کا سفر کیا۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں شامل رہے۔ بعد ازاں وطن واپس آکر زمینداری سے وابستہ رہے تقریباً" ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند ہوئے عالمشیر خان اور عبدل حسین خان

میاں عالم شیر ہاشمی آپ خواندہ ہیں۔ ۱۹۴۱ء میں برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے چھ سال بعد جنگ آزادی کے وقت ریٹائرڈ آکر جنگ آزادی میں شامل ہوگئے آپ کو بچپن سے ہی شکار کا بہت شوق تھا۔ آپ ماہر نشانہ باز ہیں قاضی محمد عبداللہ کی آخری آرام گاہ بھی اسی گاؤں میں ہے۔ آپ میاں عالم شیر قریشی ہاشمی قاضی محمد عبداللہ ہاشمی کے ہم عصر ہیں کئی پرانی باتیں آپ سے میں نے تاریخ میں نوٹ کیں۔ آپ مہمان نواز سخی اور مدبر انسان ہیں۔ اکہتر سال کی عمر میں ہیں صحت قابل رشک ہے۔ گھریلو کام اپنے

ہاتھ سے کرتے ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں

الحاج عبدالحسین ہاشمی آپ خواندہ ہیں اچھے دیندار اور بااثر ہیں پُرانے دور میں پرائمری تک تعلیم پائی اور پھر فوج میں بھرتی ہو گئے دس سالہ فوجی خدمات کے بعد ڈسچارج آئے اور پھر سعودیہ چلے گئے جہاں پانچ سال سے سول ملازمت کرتے ہیں دو مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ غیرت مند اور مدبر باوقار شخصیت رکھتے ہیں۔

کلرک عبدالحمید ہاشمی آپ کے والد کا نام میاں وزیر محمد ہے جو قاضی محمد علی خان کی اولادوں سے ہیں۔ آپ میٹرک سے فارغ ہونے کے بعد محکمہ عدلیہ آزاد کشمیر سب جج درجہ اوّل باغ کے بطور کلرک ٹائپسٹ فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ایک بھائی

محمد ناہید ہاشمی جو میٹرک کرنے کے بعد تین سال تک سی ایم ایچ باغ میں اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے اس کے بعد پیرامیڈیکل کالج سے دو سالہ کورس پاس کیا اور سی ایم ایچ باغ میں اس وقت بعہدہ نرسنگ اسسٹینٹ انسانی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ خوش گفتار و باکردار ہیں۔

محمد اکبر ہاشمی پرائمری تک تعلیم پائی دینی علوم بھی حاصل کئے اور درس قرآن دیتے رہے بعد ازاں برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر ۱۲ سال کا عرصہ گزارا داد شجاعت میں تمغہ و انعام حاصل کیا اس وقت ۸۰ سالہ عمر میں گھر پر ہیں

خادم حسین ہاشمی آپ نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور انگریزی فوج میں شامل ہو گئے دوران سروس ٹوکیو، بصرہ، بغداد، جاوا، ہانگ کانگ و دیگر کئی ممالک میں رہے۔ ۱۹۴۷ء میں ریٹائرڈ آکر آزاد فوج میں شامل ہو گئے۔ جنگ بندی کے بعد فارغ ہو کر اسلحہ خانہ واہ فیکٹری میں ۱۵ سالہ خدمات انجام دیں کام کے دوران بارود کا شعلہ آپ کی آنکھوں میں پڑ گیا جس سے قدرے بینائی کمزور ہو گئی۔ ریٹائرڈ ہو کر آئے

تو دو سال تک باغ سی ایم ایچ میں نرسنگ کی خدمات انجام دیں آپ بہت معلوماتی اور جرات مند ہیں آپ کے چار فرزند ہیں بعد ازاں معلوم ہوا کہ وفات پا چکے ہیں۔

محمد عارف ہاشمی سابقہ دور میں پرائمری تک تعلیم پائی پھر آپ تربیلہ ڈیم میں بحیثیت فورمین خدمات انجام دیتے رہے واپسی پر باغ شہر میں کچہری روڈ پر کامران فوٹوسٹیٹ کی دکان شروع کی باشعور اور جرأت مند انسان ہیں۔

(نوٹ) میاں نیک محمد خان کی اولاد میں میاں بوڑا خان ایک بزرگ ہوئے ہیں جن کی اولادیں موضع کیاٹ باغ میں آباد ہیں اور میان عبداللہ خان کی اولادیں بنی پساری میں آباد ہیں۔

محمد فاضل ہاشمی آپ کے والد کا نام میاں غلام محمد خان ہے۔ مڈل تک تعلیم پانے کے بعد بری فوج میں بھرتی ہو گئے جہاں سترہ سال تک آپ نے ای ایم ای میں خدمات انجام دیں وادی لیپہ کی جھڑپ میں داد شجاعت پائی بعہدہ لانس نائیک ریٹائرڈ آئے۔ موضع کیاٹ میں آباد ہیں۔

اولاد قاضی نصراللہ خان بن جوگا خان موضع نکر ٹنگیٹ تحصیل باغ

قاضی نصراللہ خان کی پانچویں پشت میں برجو خان نامی شخص ہو گزرے ہیں جن کے تین فرزند میاں غلام دین لاولد فتح نور خان اور صوبہ خان ہوئے جن کی اولادیں نکر کوٹھیاں ٹنگیٹ اور بنی پساری میں آباد ہیں نامور شخصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

میاں سلطان محمد ہاشمی آپ بڑے باوقار باشعور اور ہردل عزیز انسان تھے۔ آپ قاضی محمد عبداللہ ہاشمی کے ہم خیال تھے اور ہر طور تاریخ مرتب کرتے ہوئے انہیں مدد پہنچائی باجرات و مدبر ہونے کے ساتھ ساتھ سخی اور مہمان نواز بھی تھے آپ نے بیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند ہوئے محمد یوسف اور محمد گلزار

شہید محمد یوسف ہاشمی آپ خواندہ تھے دینی علوم میں اچھی مہارت تھی۔ آپ جنگ آزادی کے وقت فوج میں بھرتی ہوئے اور پونچھ محاذ پر وہ بہادری دکھائی سینکڑوں ہندؤں کو واصل جہنم کیا اور ان کے حوصلے پست کردیئے بعد میں آپ کو گولی لگ گئی جس کی وجہ سے آپ نے جام شہادت نوش کیا اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ آپ ایام بچپن سے ہی جرأت مند اور بہادر تھے۔ آخر آپ نے وطن کی آزادی پر جان نثار کردی۔ آپ ۲۵ سال کی عمر میں لاولد شہید ہوئے۔

میاں طالع محمد ہاشمی آپ صوم صلواۃ کے پابند ہیں۔ تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں تندرست و توانا ہیں جنگ آزادی کی وقت گھر سے کھانا لے کر مجاہدوں کو مورچوں تک پہچاتے رہے ماہر زمیندار ہیں۔ زمینیں عام ہیں اور غلہ وافر مقدار میں آج بھی پیدا کر لیتے ہیں۔ آپ پُرانی معلومات کا مجموعہ ہیں اپنے پورے خاندان اور مورثان کے حالات و واقعات نوٹ کرائے اس خاندان کا ذکر تاریخ اقوام پونچھ میں (جلد دوم) میں درج ہے۔ آپ سخی مہمان نواز اور حلیم طبع ہیں۔ آپ کے ایک ہی فرزد حاجی محمد نامی ہیں۔

الحاج حاجی محمد ہاشمی ایف اے کرنے کے بعد آپ حصول روزگار کے لئے سعودیہ چلے گئے وہاں تین سال تک سول روزگار کرتے رہے دو مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اسی دوران بی اے بھی کرلیا وطن واپسی پر محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو گئے اس وقت آپ کو ٹیڑہ مست خان کے سکول میں درس و تدریس سے وابستہ قومی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حلیم طبع شائستہ باوقار اور خوش اخلاق ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں۔

دائرہ جگلڑی کا قریشی ہاشمی خاندان

قاضی نصراللہ خان کی پانچویں پشت میں فیروز خان کا اسم گرامی آتا ہے جن کی اولادیں دائرہ جگلڑی تحصیل باغ میں آباد ہیں۔ آپ کے دو فرزند عبدالحمید اور عبدالرحمن ہوئے عبدالحمید ہاشمی کے تین فرزند ہیں محمد

حیات ہاشمی نے ایف اے تک تعلیم پاکر اپنی خدمات محکمہ تعلیم کو پیش کردیں حاضر سروس ہیں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

میاں عطا محمد ہاشمی (نندرائی تحصیل باغ) آپ کے والد کا نام قاضی ناصر خان ہے جو قاضی عیسٰی خان کی آٹھویں پشت میں آتے ہیں۔ میاں عطا محمد اور میاں امام دین خان نندرائی میں آباد تھے۔ اور آپ کی اولادیں بھی یہاں آباد ہیں۔ میاں عطا محمد عالم دین تھے امامت درس و تدریس اور زمینداری کرتے تھے ان دونوں بھائیوں کی اولادوں سے مشہور شخصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حاجی محمد کریم ہاشمی آپ نے پرانے دور میں مڈل تک تعلیم حاصل کی دینی علوم میں احادیث کے بھی اچھے ماہر ہیں۔ آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کا بہت شوق تھا۔ ۱۹۸۱ء میں فریضہ حج بھی ادا کیا بوقت ضرورت امامت کے جملہ فرائض انجام دیتے ہیں اور بچوں کو درس قرآن بھی دیتے ہیں۔ متقی پرہیز گار اور مدبر انسان ہیں جنگ آزادی کے وقت اے کے فوج میں بھرتی ہوئے اور پونچھ محاذ پر داد شجاعت تمغہ حاصل کیا بہادری شجاعت اور قابلیت کی وجہ سے حکام نے جلد آپ کو حوالدار کے عہدہ پر فائز کر دیا اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ریٹائرڈ ہوئے قبیلہ میں آپ برگزیدہ شخصیت ہیں۔ آپ کو آباؤاجداد کی تاریخی روایات کافی زبانی یاد ہیں آپ کے دو فرزند حاجی احمد حسین ہاشمی جو عرصہ ۱۵ سال سے سعودیہ میں سول ملازمت کر رہے ہیں اور دوسرے محمد نذیر ہاشمی ہیں۔

محمد اعظم ہاشمی آپ کے والد کا نام محمد حلیم ہاشمی ہے آپ کی تعلیمی قابلیت میٹرک ہے سول کاروبار کرتے ہیں۔ نہایت غیرت مند اور باجرأت نوجوان ہیں۔ مختلف موضعات تک میرے ہمراہ رہے اور افراد قبیلہ کے گھروں تک پہنچایا اور حالات نوٹ کیے۔ آپ کاروبار کے سلسلہ میں سعودیہ بھی گئے۔

گاؤں نندرائی یہ گاؤں سدھن گلی روڈ پر تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قدرتی مناظر سے آراستہ اور سرسبز علاقہ ہے یہاں ہی اس خاندان کے گھر آباد ہیں مرحوم تایا صاحب قاضی محمد عبداللہ ہاشمی

نے یہاں کی ایک بیوہ خاتون سے عقد کیا تھا جس کی وجہ سے آپ یہاں عارضی طور پر رہائش رکھتے تھے کیونکہ تحصیل ہیڈ کواٹر بھی باغ تھا۔ آپ کے یہاں اکثر مقدمات درج تھے جن کی پیروی یہاں سے ہو کر بخوبی انجام دی جا سکتی تھی۔

قاضی جموں ہاشمی مدنی محلّہ چمن کوٹ

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قاضی جموں قاضی سید احمد کے فرزند تھے اور حصہ شجرہ میں ان کی اولادوں کے تفصیل سے نام درج ہیں۔ آپ سنگڑھ سے چمنکوٹ جا کر آباد ہوئے یہ آپ ابتدائی وقتوں کا واقعہ ہے۔ آپ دینی خدمات سرانجام دیتے رہے آپ کے ایک فرزند میاں نیک محمد سے اولادوں کا سلسلہ چلا جو اس وقت چمن کوٹ اور کنیاٹی تحصیل دہیر کوٹ میں آباد ہیں میاں نیک محمد کے تین فرزند تھے۔ میاں بخشو میاں نور دین میاں بہلو خان میاں بہلو کی اولادیں ہل سرنگ میں ہیں اور میاں نور دین اور میاں بخشو کی اولادیں چمن کوٹ وغیرہ میں آباد ہیں اب ان میں سے نامور لوگوں کا ذکر درج کیا جاتا ہے۔

میاں بدر دین ہاشمی آپ کے والد کا نام میاں مہر بخش تھا جو عین عالم شباب میں وفات پا گئے بدر دین حافظ سلیمان صاحب بٹھاروی کے بڑے لائق شاگرد تھے عربی علوم کے ساتھ ساتھ فارسی کے بھی بہت ماہر تھے۔ آپ امامت درس و تدریس سے دینی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۷ فروری ۱۹۶۵ء میں بعمر ۷۰ سال انتقال کر گئے۔ آپ کے فرزندوں میں سے قابل ذکر شخصیات کے حالات درج ہیں میاں عبد المجید ہاشمی بڑے نیک صفات انسان ہیں آپ کے بڑے فرزند **قاری عبد الوحید ہاشمی** ہیں آپ کی تاریخ پیدائش ۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء ہے۔ پرائمری مکمل کی اور گیارہ سال کی عمر میں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں داخل ہوئے اس درس گاہ سے ڈیڑھ سال میں حفظ قرآن کے بعد جامعہ حنفیہ انوار العلوم راولپنڈی سے تجوید اور قرات کی سند ۱۹۷۶ء میں حاصل کی اور تین سال تک درس نظامی کی کتب مدرسہ عربیہ اسلامیہ اسلام آباد میں پڑھتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں حصول روزگار کے لئے الصویرا بغداد چلے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں وطن واپس آ کر مظفر آباد کے انسٹی ٹیوٹ سے ایک سالہ الیکٹریشن کا ڈپلومہ حاصل کیا پھر کوٹلی دہیر کوٹ

میں گورنمنٹ تجوید القران مظفر آباد کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم القران میں درس و تدریس شروع کیا۔ ۱۹۸۸ء میں تجوید القران ٹرسٹ کے حکام کے مشورہ سے محکمہ اوقاف کے تربیتی کورس میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۸۹ء میں میرپور بورڈ سے میٹرک کی سند حاصل کی آج کل آپ مدرسہ انوار العلوم مدنی مسجد دہیر کوٹ میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی ادھوری تعلیم مکمل کرنے میں مصروف ہیں جو کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان بورڈ سے وابستہ ہے۔ آپ بی اے کے مساوی کورس میں اس وقت زیر تعلیم ہیں آپ باصلاحیت پختہ عزم کے مالک خدا شناس متقی اور پرہیز گار نوجوان ہیں تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے۔ آپ نے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا اور تاریخ الہاشمی میں اپنے خاندان کے حالات بڑی لگن سے نوٹ کروائے۔ آپ میرے ایک رفیق کار ہیں تاریخ لکھنے میں آپ نے مجھے ہمیشہ اپنی قیمتی آراء سے استفادہ پہنچایا آپ کا ایک فرزند عبد القادر ہاشمی زیر پرورش ہے۔ آپ کے ایک بھائی زبیر احمد ہاشمی بڑے باجرأت باکردار انسان ہیں۔ ٹھیکیداری کرتے ہیں اصلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں جن کا ایک فرزند بدر اسلام زیر پرورش ہے۔

شبیر احمد تبسم آپ کے والد کا نام عبد المجید ہاشمی ہے مارچ ۱۹۶۹ء میں پیدا ہوئے جماعت نہم تک چمن کوٹ ہائی سکول میں داخل رہے۔ میٹرک ہائی سکول مٹور کہوٹہ راول پنڈی بورڈ سے کیا۔ ۱۹۸۵ء میں دہیر کوٹ کالج سے ایف اے کیا۔ ۱۹۸۸ء میں مظفر آباد یونیورسٹی سے بی اے کیا اور پاکستان اسٹیٹ لائف انشورنس میں بطور سیلز ریپ کام شروع کیا اعلی کارکردگی کی بدولت جلد ہی سیلز آفیسر بن گئے۔ گذشتہ ایک سال سے سیلز منیجر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ باخلاق سلیقہ شعار اور انسان دوست ہیں۔ محب وطن اور قبیلہ کے لئے درددل رکھتے ہیں۔

ریٹائرڈ لائیس نائیک محمد سفیر ہاشمی

سابقہ دور میں پرائمری تعلیم پائی اور فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۷۱ء کے جنگ میں واہگہ سیکٹر پر داد شجاعت پائی ۱۵ سالہ خدمات کے بعد بعہدہ لائیس نائیک ریٹائرڈ ہوئے خوش اخلاق حلیم طبع ہیں۔

مولانا قاری بشیر احمد ہاشمی

آپ میاں بدر دین ہاشمی کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش یکم نومبر ۱۹۵۵ء ہے۔ پرائمری کے بعد جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم سے حفظ مکمل کیا اور درس نظامی کی پڑھائی شروع کر دی اور تجوید قرات کی سند بھی حاصل کر لی چند وجوہات کی بناء تعلیمی سلسہ چھوڑ کر بانسرہ گلی مری میں درس و تدریس سے منسلک ہو گئے بعد ازاں کراچی چلے گئے۔ جہاں سٹیل ملز میں ایک مسجد کے خطیب رہے۔ چند سال بعد کراچی سے مثور تحصیل کہوٹہ کی ایک مسجد میں خطیب مقرر ہو کر دینی خدمات انجام دیتے رہے اور اسی دوران پنڈی بورڈ سے میٹرک کی سند لی اور پھر مدرسہ جامعہ سراجیہ نظامیہ راولپنڈی سے درس نظامی کی تکمیل کی ۱۹۸۸ء میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام اسی مدرسہ سے شہادۃ العالمیہ مساوی ایم اے عربی ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا اور سند فراغت حاصل کی اور موصوف مثور ہائی سکول میں بطور عربی معلم تعینات ہو گئے۔ بعد ازاں آپ کا تقرر اوسیاہ ہائی سکول مری میں بطور عربی معلم ہوا جہاں معلم کے فرائض کے ساتھ ساتھ کشمیری بازار کی جامعہ مسجد کے خطیب بھی ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں سرکاری طور پر آپ کو فریضہ حج کی ادائیگی کا موقعہ ملا اس وقت موصوف راولپنڈی کے ایک کالج سے وابستہ فن طباعت کا کورس کر رہے ہیں اور آخری سال کے طالب علم ہیں۔ آپ ملنسار خوش گفتار مہمان نواز اور جید عالم دین ہیں۔ آپ کو قومی تاریخ کا بھی بے حد ذوق ہے اور علم تاریخ سے بڑے ماہر ہیں موصوف نے تاریخ الہاشمی کا مسودہ بغور چیک کیا اور میری اصلاح فرمائی قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا۔ آپ ملک و قوم کے لئے ایک درد دل رکھتے ہیں آپ اس وقت اوسیاہ ہائی سکول مری میں تعینات ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔

میاں نور احمد ھاشمی

آپ پابند شریعت اور سچے مسلمان تھے۔ سول کاروبار اور تجارت کرتے تھے۔ بڑے بااثر اور خوش اخلاق شخصیت رکھتے تھے۔ آپ کے تین فرزند ہوئے محمد اسمٰعیل صوفی محمد نزیر حاجی خلیل احمد

میاں محمد اسمٰعیل ھاشمی آپ نے ڈوگر ایام میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی اچھے دیندار تھے۔ شعروادب سے بہت لگاؤ تھا۔ بااثر منصف مزاج ہنس مکھ اور مزاحیہ بھی تھے۔ ۱۹۸۰ء میں ۶۱ سال کی عمر میں وفات پائی دو فرزند قادر بخش اور محمد اسحاق ہوئے۔

الحاج قادر بخش ھاشمی

مڈل تک تعلیم پاکر ۸/۷ سالہ فوجی خدمات کے بعد ڈسچارج ہو گئے ۱۹۷۱ء کی جنگ میں ہیڈ سلیمانکی سیکٹر میں داد شجاعت حاصل کی وطن آئے تو ڈرائیونگ سے وابستہ ہو کر سعودیہ چلے گئے ۶/۵ سالہ عرصہ سعودیہ میں گزارہ چار مرتبہ حج بھی ادا کئے والی بال اور دیگر کھیلوں کا شوق رکھتے تھے۔ آج کل دہیر کوٹ میں تجارت سے وابستہ ہیں۔ تاریخ سے بھی گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کے چار فرزند زیر تعلیم وزیر پرورش ہیں۔

صوفی محمد نزیر ھاشمی

دینی علوم حافظ سلیمان بٹھاروی ؒ سے حاصل کئے ایام زندگی ڈرائیونگ سے وابستہ رہے نہایت دلیر اور خوش اخلاق ہیں آپ کے چار فرزند ہیں جمیل احمد عظمت اللہ عبدالشکور عبدالمتین

سپاہی جمیل احمد ھاشمی

آپ میٹرک کرنے کے بعد آزاد کشمیر رینجرز پولیس میں بھرتی ہو کر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی عظمت اللہ ھاشمی تعلیم یافتہ خوش اخلاق نوجوان ہیں آج کل اسلام اباد میں سرکاری ملازمت کر رہے ہیں۔ جب کہ عبدالشکور ھاشمی پاکستان بری فوج میں بطور کلرک خدمات انجام دے رہے ہیں۔

الحاج خلیل احمد ھاشمی

آپ تعلیم یافتہ ہیں۔ تبلیغی جماعت کے سرکردہ رکن ہیں نہایت دیندار علوم احادیث میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ فن طبابت سے گہرا لگاؤ ہے۔ اور چمن کوٹ بازار میں ذاتی میڈیکل سٹور رکھا ہوا ہے۔ خوش اخلاق ملن سار اور خوش گفتار ہیں آپ کے دو فرزند عنایت اللہ ھاشمی اور عبدالجلیل ھاشمی ہیں عنایت اللہ نے میٹرک معہ سائنس کرنے کے بعد مظفر آباد انسٹی ٹیوٹ سے ریڈیو ٹی وی کا ایک سالہ ڈپلومہ حاصل کیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ الحاج خلیل احمد ہاشمی ۱۹۹۴ء میں وفات پا گئے۔

میاں عقل محمد ھاشمی

آپ لکھے پڑھے تھے دینی علوم میں اچھی مہارت رکھتے تھے امامت کے فرائض بھی انجام دیئے طاقت ور مدّبر خوش طبع تھے آپ کے دو فرزند میاں سخی محمد جو لاولد ہو گئے اور دوسرے میاں محمد یوسف ہوئے۔

اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ ڈوگرہ دور میں پرائمری تک تعلیم پائی نیک سیرت پابند صوم وصلوٰۃ اور محنتی انسان ہیں آپ کے تین فرزند ہوئے۔

صوفی خادم حسین ھاشمی نے میٹرک کے ساتھ ساتھ دینی تعلیمات بھی حاصل کیں علوم احادیث وفقہ سے دلچسپی رکھتے اور ہمیشہ اسلامی کتب کے مطالعہ میں محو رہتے ہیں بوقت ضرورت امامت کے فرائض بخوبی انجام دیتے ہیں آپ سول کاروبار کرتے ہیں اور پنڈی میں رہائش پذیر ہیں آپ کے ایک فرزند عنایت الرحمٰن زیر تعلیم ہیں۔

میاں نور محمد ھاشمی

اپ نے ڈوگرہ عہد میں پرائمری تعلیم پائی اسلامی علوم سے بھی اچھی واقفیت رکھتے ہیں ضعیف العمر اور سفید پوش ہیں اباؤ اجداد کے حالات زندگی بھی ذہن نشین ہیں متقی اور پرہیزگار ہیں تقریباً" ۷۶ سال کی عمر ہے آپ کے چار فرزند ہوئے محمد گلزار' ولدار احمد' محمد گلفراز' محمد الفراز

الحاج محمد گلزار ھاشمی

پرائمری کے بعد ۶ سال تک لاہور میں ملازمت کے بعد حصول روزگار کی خاطر ۱۹۷۸ء میں سعودیہ چلے گئے۔ ۴ مرتبہ فریضہ حج ادا کیا تاحال سعودیہ میں ہیں۔ خوش اخلاق ملنسار اور مہمان نواز شخصیت کے مالک ہیں۔

حوالدار ولدار احمد ھاشمی

پہلی عمر میں لاہور میں چار سال تک سول ملازمت کی' بعد ازاں ۱۹۷۴ء میں پاک آرمی میں بھرتی ہو گئے حکام اعلیٰ نے اچھی قابلیت اور ذہانت اور بہتر کارکردگی کے صلہ میں پانچ تمغہ جات عطا کئے اس وقت حوالدار کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اور جلد نائب صوبیدار ترقی پانے والے ہیں۔ نہایت ذہین مدبر بااثر اعلیٰ گفتار وکردار کے مالک ہیں۔ قومی تاریخ سے گہری دلچسپی ہے اور تاریخی معلومات کا ذخیرہ ہیں آپ

نے اپنی قیمتی آراء سے تاریخ الہاشمی مرتب کرتے ہوئے مجھے نوازا قبیلہ کی اصلاح کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ اپ کاایک فرزند ابراراحمد ھاشمی ہے۔

محمد گلفراز ھاشمی

پرائمری تک تعلیم پائی اسلامی علوم میں ماہر ہیں تبلیغی جماعت کے اچھے ورکر اور پابند شریعت ہیں امریکن کالج اسلام اباد میں بطور ڈرائیور ملازمت کر رہے ہیں بوقت ضرورت امامت کے فرائض بخوبی انجام دیتے ہیں۔ ملنسار خوش طبع اور معاملہ فہم اور مہمان نواز ہیں۔

میاں گل محمد ھاشمی

ناظرہ قران کی تعلیم پائی صوم وصلواۃ کے پابند ہیں اور مخلص انسان ہیں آپکے دو فرزند عبدالغفور اور عبدالرؤف ہوئے جو اچھے محنتی دیندار اور بااخلاق ہیں۔ صوفی عبدالغفور ھاشمی ۱۹۷۸ء میں سعودیہ چلے گئے کچھ عرصہ بعد الصویرا بغداد گئے جہاں مقامات مقدسہ کی زیارتیں کیں آثار قدیمہ اور خلافت عباسیہ بغداد کے کھنڈرات کابھی مشاہدہ کیامسجد الخلفاء بھی دیکھی آپ نے کئی حالات آثار قدیمہ کے حوالے سے مجھے بتائے آپ کو علم تاریخ سے بھی گہرالگاؤ ہے آج کل گھر پر ہیں سول کاروبار اور ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

میاں رحمت دین ھاشمی

آپ موضع جھلاٹ ہمنکوٹ میں آباد تھے۔ نہایت متقی اور پرہیز گار ونیک سیرت تھے۔ تحریک آزادی کے وقت عورتوں بچوں کو دریا عبور کراکر کوہمری ہزارہ میں پناہ دلوائی علاقہ برادری میں برگزیدہ شخصیت تھے۔ آپ کے دو فرزند محمد اعظم خان اور محمد صادق خان ہیں محمد صادق ٹھیکیداری کرتے ہیں خوش اخلاق نوجوان ہیں

حاجی محمد اعظم ھاشمی

آپ خواندہ ہیں نہایت غیور اور آزاد طبع کے مالک ہیں آپ نے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا غیرت مند باوقار باعزم نوجوان ہیں۔ ۸/۷ سال سے سعودیہ میں سول کاروبار کر رہے ہیں۔ قومی تاریخ سے بہت دلچسپی ہے آپ کے ایک ہی فرزند محمد فارس ھاشمی ہیں۔

میاں رکن دین ھاشمی

مذہبی تعلیمات رکھتے تھے۔ بوقت ضرورت امامت کے فرائض بخوبی انجام دیتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ ایام جوانی برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے ۱۹۴۷ء میں ریٹائرڈ آ کر پونچھ محاذ پر بہادری کے جوہر دکھائے جنگ بندی کے بعد واپس گھر آگئے آپ نے ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی محمد اشرف اور محمد اسلم دو فرزند ہوئے محمد اشرف ۲ سال تک سعودیہ میں سول ملازمت کرتے رہے فریضہ حج بھی ادا کیا وطن واپسی پر راولپنڈی میں سول کاروبار کرتے ہیں۔

چڑالہ تحصیل دھیرکوٹ کا قریشی ہاشمی خاندان

قاضی کھلو خان عرف لماں دادا بن قاضی جھنڈو خان قریشی

آپ تقریباً دو سو سال پہلے موضع ساہلیاں سے آ کر چڑالہ تحصیل دھیرکوٹ میں رہائش پذیر ہوئے آپ کے ایک فرزند موضع پاڑاٹ تحصیل راولاکوٹ جا کر آباد ہو گئے ان ہی کی اولاد سے ایک بزرگ ہمہ موہڑا چلے گئے تھے۔ جہاں ان کی اولادیں موجود ہیں کھلو خان کا صفاتی نام لماں دادا پڑنے کی وجہ سے آپ کی اولادوں کو لوگ اکثر لمیال کہتے ہیں داڑیالی میں بھی ان کی اولادیں آباد ہیں آپ دراز قد نہایت طاقتور تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کا نام لماں دادا مشہور ہو گیا آپ جید عالم دین تھے۔ اسلامی علوم میں خاصی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی وعظ و تبلیغ سے کئی ہندو دائرہ اسلام میں بھی آئے آپ کے صفاتی نام کی وجہ سے محکمہ مال کے کاغذات میں لماں ناموڑا لکھا گیا ہے۔ گویا آپ کے صفاتی نام نے اصل نام سے بڑھ کر شہرت پائی آپ متقی اور پرہیزگار شہ زور تھے۔ درس و تدریس و امامت بھی کرتے رہے۔ آپ عسکری تربیت رکھتے تھے۔ گتکا کے مشہور کھلاڑی اور تلوار مارنے کے ماہر تھے۔ آپ نے چڑالہ آ کر بہت سی زمینیں قبضہ میں لا کر قابل کاشت بنائیں آپ کی اولادیں چڑالہ تیلاں ناڑاکوٹ اور رقبہ آروٹی میں آباد ہیں آپ کی اولادوں کا سلسلہ کہل راولاکوٹ تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے میاں نیلو خاں اور میاں دین محمد خان نیلو خان کی اولادیں چڑالہ کے متذکرہ موضعات میں بکثرت آباد ہیں جن کا ذکر اپنے اپنے ضمن میں ہو گا اس خاندان کے لوگ ڈھوک کھبہ راولپنڈی میں بھی دو چار گھرانے آباد ہیں۔

میاں نیلو خان قریشی

آپ چڑالہ میں آباد تھے جید عالم دین تھے۔ بااثر دیسہ امام کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ماہر زمیندار

عسکری تربیت اور گتکا کے مشہور کھلاڑی تھے۔ آپ کے زیر قبضہ زمین تقریباً ۳۰۰ کنال تھی بہادر غریب پرور طاقتور اور پہلوانی صفات رکھتے تھے۔ تقریباً ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہوئے میاں عمر علی میاں محمد نور میاں فیض محمد ان میں سے نامور حضرات کا ذکر درج کیا جاتا ہے۔

منشی محمد قاسم ہاشمی

بن فضل محمد آپ نے ڈوگرہ عہد میں پرائمری اردو اور عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی جب جوان ہوئے تو راولپنڈی چلے گئے اور انگریزی عہد میں سیکورٹی میں بھرتی ہو گئے خداداد ذہانت کو بروئے کار لا کر سیکورٹی انسپکٹر کے عہدہ تک پہنچے بعد ازاں آپ ریٹائرڈ ہوئے ڈھوک کھبہ کے بجائے دوران سروس ڈھوک کشمیریاں میں زمین خرید کر مکان بنوایا اور رہائش پذیر ہو گئے آپ خوش نویس اور بااثر تھے جس کی وجہ سے عوام نے آپ کو لوکل کونسل کا چیئرمین چن لیا آپ اچھے سماجی کارکن بھی تھے۔ آپ قصبہ میں ایک معتبر کی حیثیت رکھتے تھے۔ مہمان نواز ار ہر دل عزیز تھے۔ ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور ڈھوک کھبہ کے قبرستان میں دفن ہوئے آپ کے ایک ہی فرزند محمد یونس ہوئے۔

محمد یونس ھاشمی

آپ اپنے قصبہ میں ایک سماجی کارکن کی حیثیت سے ابھرے تجارت اور ٹھیکیداری پر گزر بسر کرتے رہے۔ لوکل کونسل کے ممبر بھی اپنے قصبہ میں رہ چکے ہیں نہایت دیانتدار باعزم اور مستقل مزاج ہیں آپ کے تین فرزند اشتیاق احمد ھاشمی ایم اے میں اور افتخار احمد ھاشمی ایف اے میں اور ابرار احمد ھاشمی میٹرک میں زیر تعلیم ہیں۔

میاں محمد شفیع ھاشمی

ڈوگرہ دور میں پرائمری تعلیم پائی خوش نویس تھے۔ بھائی کے ہمراہ آپ بھی پنڈی چلے گئے اور انگریزی دور میں کنٹین کا ٹھیکہ لیا ڈھوک کھبہ میں زمین خرید کر مکان بنوایا اور رہائش اختیار کر لی جامع کمالات کے مالک تھے۔ تقریباً ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور ڈھوک کھبہ میں دفن ہوئے آپ کے ایک ہی فرزند محمد صدیق ھاشمی ہوئے جو میٹرک کے بعد پیشہ تجارت و ٹھیکیداری سے منسلک ہو گئے خوش نویس اور جامع اوصاف انسان ہیں آپ کے ایک ہی فرزند منیر آصف ھاشمی ہیں جو بی۔ ایس - سی۔ کے بعد

مختلف کورسز سے گزر کر محکمہ حفظان صحت میں اپنی خدمات عوام الناس تک پہنچا رہے ہیں۔ جرأتمند ذہین اور خوش اخلاق نوجوان ہیں۔

میاں محمد حسین ھاشمی

آپ نے ڈوگرہ عہد میں دہیر کوٹ سکول سے مڈل پاس کیا دینی علوم میں بھی اچھی مہارت اور لگاؤ ہے ڈوگرہ عہد میں محکمہ تعلیم میں بھرتی ہوئے اور پرائمری مدرس سے درس وتدریس شروع کی ملک آزاد ہونے کے بعد بھی محکمہ تعلیم میں رہ کر قوم کی تعلیمی ضرورت پوری کرتے رہے ۱۹۶۷ءمیں محکمہ تعلیم سے ریٹائرڈ آئے اس وقت ۸۰ سال کی عمر میں ہیں پرانی تاریخی یادگاروں کا ذخیرہ ہیں آپ نے اپنی یادداشت کے مطابق بہت سارے حالات واقعات نوٹ کروائے آپ پابند صوم وصلوٰۃ اور صادق خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں آپ کے دو فرزند محمد رشید ھاشمی اور محمد شریف ہاشمی ہیں۔

میاں محمد اسمٰعیل ھاشمی

بن فضل محمد ھاشمی نے ڈوگرہ عہد میں پرائمری تعلیم پائی اور پاکستان میں تجارت وٹھیکیداری سے منسلک رہے ۱۹۴۷ء کے وقت گھر آئے اور جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا محاذ پر ہی تھے۔ کہ آپ بیمار ہو گئے یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند محمد سلیم اور محمد سعید سے اولادوں کا سلسلہ چلا۔

میاں محمد نورؒ بن میاں نیلو خان ھاشمی

میان نیلو خان کے چار فرزند ہوئے میاں عمر علی میاں محمد نور فقیر جو گہل تحصیل راولاکوٹ چلے گئے میاں فیض محمد میاں محمد نور گلہ چڑالہ میں آباد ہوئے میاں محمد نور ھاشمی صاف گو دیندار شخصیت رکھتے تھے۔ حق بات منہ پر بے باکی سے کہہ دیتے تھے۔ پابند صوم صلوٰۃ تھے گتکا کے کھلاڑی بڑے نامور سخی زراعت پر گزر بسر رہا آسودہ حال تھے۔ تقریبا ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی پانچ فرزند ہوئے غلام محمد سخی محمد ولی محمد محمد قاسم نور عالم

میاں سخی محمد ھاشمی

دینی علوم میں ماہر متقی وپرہیزگار اور حلیم طبع تھے۔ عین عالم شباب میں انتقال کیا آپ کے ہاں ایک ہی دختر حلیمہ بیگم تھی جو مصنف کی نانی تھیں۔

میاں عالم دین ھاشمی

آپ صاحب علم دیندار تہجد گزار تھے۔ بلا جھجک حق بات منہ پر کہنے والے سخاوت میں یکتا تھے۔ ۱۲ ربیع الاوّل کی رات مطابق ۱۹۶۱ء نوافل کا اہتمام کیا دوران عبادت تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کی رہائش رقبہ کاٹھواڑ میں تھی ایام جنگ آزادی رضاکارانہ طور پر رائفل مرمتی کا کام کیا کاٹھواڑ میں مسجد تعمیر کروائی ملکیتی اراضی ٹنگیاں نی ھلاں کاٹھواڑ گلہ چڑالہ میں ہے۔ آپ کے چھ فرزند ہوئے۔

میاں محمد نزیر ھاشمی

آپ گلہ چڑالہ میں رہائش پذیر ہیں پُرانے دور میں پرائمری تعلیم پائی اسلامی علوم احادیث وتفاسیر اور فقہ میں مہارت حاصل ہے تبلیغی جماعت کے اہم رکن ہیں وعظ و تبلیغ سے لوگوں کو نماز کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ بوقت ضرورت امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ زمینداری وباغبانی پسندیدہ مشغلہ ہے قبیلہ میں اتحاد کے لیئے اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اور قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کرتے ہیں۔ تاریخ سے گہری دل چسپی ہے۔ تحریک آزادی کے وقت نیلابٹ سے باغ تک جتھہ کے ہمراہ رہے اور تحریک آزادی میں شامل ہو کر اہم رول ادا کیئے ۱۹۷۱ء کے جنگ کے دوران ہاڑی گہل کیمپ سے فوجی تربیت بھی حاصل کی آپ کے پانچ فرزند ہیں الحاج فیض احمد جو عرصہ سے سعودیہ میں کاروبار کرتے ہیں دوسرے حاجی اخلاق احمد یہ بھی سعودیہ میں سول کاروبار کرتے ہیں۔ تیسرے افتخار احمد ہیں چوتھے شہادت احمد اور پانچویں اسرار احمد تفصیل شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ جب کے افتخار احمد پاکستان افواج میں بطور ملٹری ڈرائیور سروس کر رہے ہیں۔

حاجی محمد لطیف ھاشمی ناڑاکوٹ

سابقہ دور میں پرائمری تعلیم پائی آپ اسلحہ کے ماہر کاری گر ہیں رائفلیں خود تیار کرتے ہیں حکومت سے منظور شدہ ہیں اسلامی علوم میں اچھی مہارت رکھتے ہیں قومی تاریخ کا بے حد تجسس ہے ۱۹۹۳ء میں آپ نے فریضہ حج بھی ادا کیا خوش گفتار بااخلاق اور مستقل مزاج شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ کے چھ فرزند ہیں۔ حافظ زاہد حسین ہاشمی ناڑاکوٹ کے ایک رقبہ نڑکی مسجد میں امامت کے فرائض اور قران پاک کی تعلیم بچوں کو دے رہے ہیں۔ میاں محمد لطیف کے چھوٹے بھائی محمد یوسف ھاشمی کے تین فرزند ہیں شوکت حسین ھاشمی پاکستان سٹیٹ لائف کارپوریشن میں بطور سیلز آفیسرز کام کر رہے ہیں۔ جب کہ

دوسرے
مشتاق احمد ھاشمی ہیں جب کہ تیسرے امتیاز احمد ھاشمی گاؤں بیس بگلہ کی دینی درس گاہ میں داخل ہیں اور نصف قران کریم حفظ کر چکے ہیں پڑھائی میں لائق اور خوش گفتار ہیں۔

میاں ولی محمد ھاشمی بن محمد نور ہاشمی

آپ بہت بے باک باغیرت اور جرائت مند و دیندار تھے۔ آپ نے ہندو تحصیلدار کی بیگار انجام دینے سے انکار کیا تو وہ برہمی دکھانے لگا۔ آپ اس سے لڑپڑے اور تحصیلدار کو مارا اپنا قبیلہ میں معتبر اور نامور تھے۔ جذبہ انتقام سے لبریز سخت طبع تھے۔ حق بات کہنے میں بے باک تھے۔ ۱۱۲ سال کی عمر میں انتقال کیا آپ کے چار فرزند ہوئے میاں نجم الدین میاں اکبر دین میاں روشن دیں میاں عزیز الدین

میاں نجم الدین ھاشمی

صاحب علم اور دیندار شخصیت تھے۔ دینی علوم سے گہرا لگاؤ رہا پابند صوم و صلوٰۃ وصادق تھے۔ حق بات کے اظہار میں ہمیشہ بے باک رہے اور صاف ستھری شخصیت پائی اوائل عمری میں خاندان کی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک برٹش فرم میں ملازم رہے بحیثیت منشی کام کرتے رہے۔ تحریک پاکستان کے وقت جوان تھے۔ اور تحریک پاکستان میں عملی طور پر حصہ لیا ۷۵ برس تک زندہ رہے آپ کے دو فرزند ہوئے محمد روشن و محمد عبدالحمید

حاجی محمد روشن ھاشمی

ابتدائی تعلیم کے بعد پاکستان بری فوج میں سپاہی بھرتی ہوئے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھرپور حصہ لیا اور دوران جنگ گولی لگنے سے شدید زخمی ہوئے بلکہ بائیں ٹانگ سے جزوی طور پر معذور ہو گئے بعد ازاں ریٹائرمنٹ کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ رہے تجارت بھی کی بیشتر مدت بیرون ملک ملازمت بھی کی آج کل بھی سعودیہ میں ملازمت کرتے ہیں۔ بلند حوصلہ اور فیاض شخصیت کے حامل ہیں موصوف کے چار فرزند ہیں۔

محمد عبدالحمید ھاشمی ایریا منیجر ضلع باغ

الموسوم ایم اے حمید میاں نجم الدین کے فرزند ہیں ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول چڑالہ سے حاصل کی حصول تعلیم کے دوران خداداد صلاحیت اور ذہانت کے باعث امتیازی حیثیت کے حامل رہے میٹرک کرنے کے بعد انٹرمیڈیٹ کالج دہیر کوٹ میں سائنس کی تعلیم کے حصول کے لئے داخلہ لیا ایف ایس سی

پری انجینئرنگ پاس کر لیا بعد ازاں سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان سے منسلک ہو گئے۔ مسلسل محنت اور خداداد صلاحیتوں کیوجہ سے سیلز آفیسر کے عہدہ پر ترقی پائی سیلز آفیسر کی حیثیت سے بیمہ زندگی کے ذریعہ خاندانوں کو معاشی تحفظ بہم پہنچانے کے لئے باصلاحیت اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنی آرگنائزیشن سے منسلک کیا موصوف کی اعلیٰ کارکردگی کے پیش نظر آپ کو سیلز منیجر کے عہدہ پر فائز کیا گیا بعد ازاں آپ ایریا منیجر بن کر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موصوف نے شادی ضلع باغ کی ایک مہذب تعلیم یافتہ دیندار خواجہ فیملی سے کی آج کل موصوف باغ میں بحیثیت ایریا منیجر پیشہ ورانہ فرائض انجام دے رہے ہیں۔ موصوف کو اپنی قومی تاریخ کا بے حد تجس ہے آپ ہمیشہ میری حوصلہ افزائی فرماتے اور بہتر تجاویز سے نوازتے رہے۔

میاں نور عالم ھاشمی گلہ چڑالہ

آپ دراز قد نہایت طاقتور اور پہلوان تھے تعلیم القران سے بہرہ مند تھے۔ گتکا کے ماہر کھلاڑی پابند شریعت پرہیز گار سخی اور مہمان نواز تھے۔ سواری کے لئے ہمیشہ گھوڑا رکھتے تھے۔ بے بس انسانوں کی ہمیشہ مدد کرتے رہے۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۶ء میں ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے چار فرزند ہوئے اکبر حسین، نذیر احمد، نذر محمد، خلیل عرف بابو

صوفی اکبر حسین ھاشمی

آپ کی مڈل تعلیم ہے قران واحادیث میں بھی مہارت حاصل ہے۔ بوقت ضرورت امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ تعلیم سے فارغ ہوئے تو انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ آف پاکستان میں بھرتی ہو گئے۔ پانچ سال بعد اس محکمہ کو خیر آباد کہہ کر فوج میں بھرتی ہوئے وہاں سے ۵ سال بعد گھریلو مجبوریوں کے پیش نظر مستعفی ہوئے بعد ازاں مسلم کمرشل بینک میں سروس اختیار کر لی اور ۱۹ سال سے مسلم کمرشل بینک کی مختلف شاخوں میں سروس کر رہے ہیں۔ زمینداری کا بہت شوق رکھتے ہیں۔ آپ نے قبیلہ کے افراد کو جھنجھوڑ کر خواب غفلت سے بیدار کیا اور یک جہتی اتحاد وتعاون اور خود شناسی کا جذبہ بیدار کیا قبیلہ کی تاریخ مرتب کرتے وقت آپ نے میری بہت جانی مالی مدد فرمائی اور مختلف علاقوں تک وقت نکال کر ساتھ جاتے رہے قومی تاریخ سے آپ کو بہت دلچسپی ہے۔ آپ نے اپنے علاقہ میں بسنے والے ہم قبیلہ افراد کے حالات وواقعات بھی نوٹ کرائے آپ صاف گو بے باک خوش گفتار وکردار وجامع صفات کے مالک

ہیں۔ آپ کے دو فرزند لیاقت حسین ھاشمی و محمد آصف ھاشمی ہیں۔

نذیر احمد ھاشمی

آپ مسلم کمرشل بینک میں ملازمت کرتے ہیں۔ نڈر مستقل مزاج اور نہایت باشعور انسان ہیں۔

سپاہی نذر محمد ھاشمی

جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں شریک رہ کر داد شجاعت حاصل کی پندرہ سال بعد ریٹائرڈ ہوئے آپ نہایت بے باک مستقل مزاج اور خوش اخلاق ہیں۔

شہید محمد خلیل ھاشمی عرف بابو

مڈل کے بعد بڑے بھائیوں نے آپ کو مزید تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا مگر آپ نے جواب دیا کہ میں جلد فوج میں بھرتی ہو کر ملک و قوم کی خدمت کرنا چاہتا ہوں چنانچہ آپ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ایک سال ہی ٹریننگ میں گذارا کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ شروع ہو گئی تو آپ کی یونٹ بنگال چلی گئی جہاں دوران جنگ آپ نے بہت بہادری دکھائی اور جام شہادت نوش کیا بہت شکیل قوی جوان تھے۔ ۱۸ سال کی عمر میں شہید ہوئے اور بنگال میں ہی دفن ہوئے۔ آپ کی اس جوانمرگی پر تمام علاقہ میں سوگ منایا گیا۔ کیوں کہ آپ ایسے اخلاق کے مالک تھے کہ لوگوں میں مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔

محمد بشیر ھاشمی

آپ کے والد کا نام میاں حسن دین تھا۔ جو پاکستان ایئر فورس میں اپنی خدمات کے فرائض سرانجام دینے کے بعد ریٹائرڈ ہوئے اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی محمد بشیر ھاشمی بری فوج میں ۱۵ سال تک خدمات انجام دے کر ریٹائرڈ ہوئے۔

میاں محمد دین بن قاضی کھلو خان ھاشمی پڑاٹ راولاکوٹ

میاں محمد دین ایک نامور عالم دین تھے۔ آپ چڑالہ سے نقل مکانی کر کے پڑاٹ تحصیل راولاکوٹ جاکر قیام پذیر ہوئے جہاں زراعت کاری کے ساتھ ساتھ امامت اور درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آپ کے دو فرزند میاں مستو اور میاں یار محمد ہوئے میاں مستو کے ایک فرزند

میاں دینہ ھاشمی

تھے جو دینی علوم کے ماہر تھے۔ درس و تدریس اور امامت سے وابستہ رہے عین عالم شباب میں وفات

پائی اور ایک ہی فرزند

میاں محمد زمان ھاشمی ہوئے

جو ایام بچپن ہی یتیم ہو گئے تھے۔ اتنے میں والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا ۵ سال کا بچہ میاں سخی محمد ھاشمی جو قاضی نصر اللہ خان کی اولاد سے تھے۔ نے زیر پرورش لے لیا جوان ہوئے تو تعلیم و تربیت کے بعد میاں سخی محمد ھاشمی نے انہیں اپنی دامادی میں لے کر ایک زمین اور مکان کا قبضہ دے دیا۔ آپ ہمہ موڑہ میں رہائش پذیر ہو گئے آپ پابند شریعت تہجد گزار اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے نہایت شہ زور بے باک سخی اور جامع اوصاف کے مالک تھے۔ آپ نے ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند محمد عارف خان اور محمد ارشاد خان ہوئے۔

محمد عارف خان ھاشمی

آپ نے باغ ہائی سکول سے میٹرک کیا تعلیم سے فراغت پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ رہے اسوقت کیمیکل فیکٹری لاہور میں بطور سٹور آفیسر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ پابند صوم صلوٰۃ متقی و پرہیز گار مستقل مزاج باصلاحیت اور مہمان نواز ہیں۔ راقم اس دوران آپ کے گھر گیا آپ کی مہمان نوازی نے مجھے بہت سرور بخشا کہ آج تک یاد ہے۔

آپ مثالی مہمان نواز ہیں بڑے باوقار اور خوش اخلاق بھی ہیں آپ نے اس دوران بہت سا پرانا تاریخی مواد بھی فراہم کیا۔ جس سے بڑی مدد ملی آپ ایک جامع اوصاف اور مدبّر مستقل مزاج شخصیت رکھتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں عامر محمود' ناصر محمود' خرم شہزاد

عامر محمود ھاشمی

عامر محمود ھاشمی میٹرک کرنے کے بعد لاہور میں الیکٹرانکس انسٹی ٹیوٹ میں تین سالہ ریڈیو ٹی وی کورس کر رہے ہیں۔

ناصر محمود ھاشمی

آپ آئی کام سیکنڈ ایئر سکالر کالج آف کامرس لاہور میں زیر تعلیم ہیں

خرم شہزاد ھاشمی

خرم شہزاد ھاشمی مڈل میں زیر تعلیم ہیں۔

محمد ارشاد خان قریشی ھاشمی

میٹرک کرنے کے بعد حصول روزگار کیلئے لاہور چلے گئے۔ جہاں آپ واپڈا آڈٹ ڈیپارٹمنٹ میں بطور کلرک بھرتی ہوئے اور سلسلہ تعلیم کو بھی جاری رکھا۔ ایم اے اسلامیات کر لینے کے بعد آپ اس وقت گریڈ ۱۶ میں بطور اسسٹنٹ آڈٹ آفیسر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ خوش نویس اور ماہر کھلاڑی ہیں میرے ہم خیال اور مشکل وقت میں حوصلہ دینے والے ہیں تاریخ الھاشمی مرتب کرتے وقت آپ نے لاہو میں میری بہت مدد فرمائی اور کئی تاریخی لائبریریوں کے ساتھ رابطہ کرایا آپ کے جو احسانات مجھ پر رہے ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کو قومی تاریخ سے بہت لگاؤ ہے اور علم تاریخ میں بہت مہارت رکھتے ہیں۔ یہ دونوں بھائی علاقہ برادری میں اچھے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ زیادہ تر لاہور ہی میں رہتے ہیں۔ آپ کی خداداد ذہانت و قابلیت قابل رشک ہے آپ کے ایک فرزند علی جبار ہاشمی زیر پرورش ہیں۔

ریٹائرڈ صوبیدار محمد یعقوب خان ھاشمی

آپ کے والد کا اسم گرامی طالع محمد خان ہے آپ مڈل کے بعد اے۔ کے فوج میں بھرتی ہوئے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں بھرپور حصہ لیا اور تمغہ جات بھی ملے صوبیدار کے عہدہ سے ریٹائرڈ آکر لاہور چلے گئے جہاں ٹیکسٹائل ملز میں بطور سیکورٹی آفیسر ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے ان کے علاوہ داڑیالی۔ چھپر' میرہ' پڑاٹ تحصیل راولاکوٹ میں بہت بڑا خاندان آباد ہے۔ مگر تاریخ کی ضخامت بڑھ جانے کے خوف سے صرف شجرہ میں مکمل نام درج کئے جاتے ہیں۔

حافظ سلیمان خان بن عالم زاہد خان قریشی الھاشمی تحصیل راولاکوٹ

آپ تقریباً تین صدی قبل موضع سالہلیاں نمب ھاشمی آباد سے بسلسلہ اسلامی خدمات چک دھمنی جا کر آباد ہوئے تھے۔ حافظ القران ماہر علوم تفاسیر و احادیث تھے۔ آپ نے چک دھمنی میں رہ کر دور دراز علاقوں تک دینی علوم کی شمع کو تقویت دی آپ کی اولادیں اس وقت چک دھمنی ماترا چڑہان اور چک چھرٹھ میں آباد ہیں اس خاندان کے اکثر افراد برٹش آرمی اور پاک آرمی میں سروس کرتے رہے ہیں۔ اور مختلف سرکاری و غیر سرکاری ملازمتوں میں مصروف ہیں اور کافی تعداد میں بیرونی ممالک میں اپنی محنت سے ملک کی معاشی حالت کو سدھارنے میں سرگرم عمل ہیں۔ اس خاندان کے نامور لوگوں

کا مختصر اور جامع نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔ ماہر علوم و فنون اور آباؤ اجداد کی طرح عرب روایات کے مطابق نہایت بہادر اور جرائت مند اور غیرت مند ہیں اس خاندان کے ایک نامور بزرگ میاں غلام خان قریشی چک دھمنی سے چڑہان جاکر آباد ہوئے جن کے ایک فرزند میاں فتح نور عرف موسیٰ خان جن کا ذکر تاریخ اقوام پونچھ کی جلد دوم میں ہو چکا ہے۔

میاں فتح نور عرف موسیٰ خان قریشی ہاشمی چڑھان تحصیل راولاکوٹ

آباؤ اجداد کی طرح اچھے دیندار اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ کو اپنی قومی تاریخ سے بے حد لگاؤ رہا اور تایا صاحب قاضی محمد عبداللہ ھاشمیؒ کو دوران مرتب تاریخ تذکرۃ الہاشمی بڑی مدد اور تعاون فرمایا آپ دونوں ہم عصر ہم خیال اور ایک دوسرے کے بہت ہمدرد تھے۔ ان دونوں کے باہمی غمی شادی کے تعلقات بھی باوجود دوری کے بحال رہے آپ نہایت دلیر نڈر باعزم وباکردار برگزیدہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے میاں محمد حسین اور میاں عبدل الحسین میاں عبدل حسین ھاشمی نے عین عالم شباب میں انتقال کیا جن کے دو فرزند محمد آصف اور محمد یوسف ھاشمی ہوئے محمد آصف نے میٹرک تک تعلیم پائی جب کہ محمد یوسف نے ایف۔ ایس۔ سی۔ سے ۸۱۲ نمبر لے کر فسٹ پوزیشن حاصل کی خوش اخلاق نوجوان ہیں۔

میاں محمد حسین قریشی ھاشمی

آپ نے ڈوگرہ عہد میں تعلیم القران کے ساتھ ساتھ مڈل تک تعلیم پائی اور مختلف شعبۂ زندگی سے وابستہ رہے بعد ازاں پیشہ تجارت اختیار کیا آپ قرابت داروں کی بہت حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ اور قرابت داروں کے ہمیشہ متلاشی رہے۔ ماہر زمیندار بھی تھے حق بات کہتے اور حق بات پسند کرتے مستقل مزاج غیور طبع تھے۔ آپ کو اپنے اباؤ اجداد کے حالات زندگی پر بہت عبور رہا اور بغداد اور مصر سے آزاد کشمیر تک کے اباؤ اجداد کے حالات جانتے تھے آپ نے تاریخ میں ایسی یادیں محفوظ کرائیں اہل محلہ کے بچوں کو درس قرآن بھی دیا کرتے تھے۔ آپ ـــ میری ہر مشکل وقت میں حوصلہ افزائی کے علاوہ مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر بخشے اور ہر کٹھن وقت میں مجھے حوصلہ دیا کرتے تھے اور جرٔت و جوانمردی سے ان کٹھن مراحل پر سے گذرنے کے لئے ڈھارس بندھائی آپ نے عرائض نویس کا کام بھی کیا قانونی مشورے بھی دیا کرتے تھے اور میرے بڑے لڑکے مسعود احمد ہاشمی کو اپنے ہاں رکھ کر

چھ سال تک اپنے بچوں کے ہمراہ سکول میں پڑھائی پر مامور رکھا۔ آپ نے ۱۹۹۰ء میں تقریباً" ۵۰ سال کی عمر میں دل کا دورہ پڑھنے سے انتقال کیا۔ آپ کے پاس قاضی محمد عبداللہ ہاشمی کا لکھا ہوا نقل شجرہ بھی محفوظ ہے جو اولاد خلفائے بنی عباس قبیلہ قریشی ہاشمی کا ہے۔ آپ کے سات فرزند ہوئے محمد انور، محمد اسلم، محمد فاضل، محمد فاروق، محمد مسعود، مقصود احمد اور محمود احمد۔

منشی محمد انور ہاشمی

میٹرک کے بعد راولاکوٹ عدالت میں ایک وکیل کے ہمراہ بطور کلرک کام شروع کر دیا آپ کو اپنے حلقہ یونین کونسل میں بطور لوکل کونسل بھی مقرر کیا گیا تھا آپ ایک سماجی کارکن بھی ہیں۔ آپ سے میری پہلی ملاقات ۱۹۷۹ء میں عدالت میں ہوئی جس سے اس خاندان کا عملی تعارف ہوا آپ مستقل مزاج اور مدبّر اور جامعہ کمالات انسان ہیں۔ آپ نے بھی میرا ہر میدان میں ساتھ دیا۔ آپ کے پانچ فرزند جو زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

الحاج محمد اسلم قریشی ہاشمی میٹرک تک تعلیم پا کر حصول روزگار کے لئے سعودیہ چلے گئے جہاں کمپنی میں مشین اپریٹر رہے۔ ۱۲ سال تک سعودیہ میں رہے چار مرتبہ حج ادا کئے وطن واپسی پر راولاکوٹ کچہری میں فوٹو سٹیٹ اور سٹیشنری کی دوکان کھولی تقریباً" ۲ سال بعد رات کے وقت دل کا دورہ پڑنے سے اچانک انتقال کر گئے۔ ابھی آپ عین عالم شباب میں تھے۔ بڑے بااخلاق اور مدبّر انسان تھے قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے تھے۔ دو فرزندوں کے نام صفحہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں

حاجی محمد فاضل ہاشمی قریشی

میٹرک کے بعد محکمہ عدلیہ میں بطور کلرک بھرتی ہوئے خداداد قابلیت اور ذہانت کے مالک ہیں۔ دوران سروس ہی بی اے، ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں اور راولاکوٹ عدالت میں بطور سٹینو گرافر سیشن کورٹ ڈیوٹی دیتے رہے ہیں اس دوران آپ نے فریضہ حج بھی ادا کیا۔ بعدازاں سپرنٹینڈنٹ سیشن کورٹ اور آجکل ریڈر آف ہائیکورٹ فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے فرزند کا نام محمد طیب ہاشمی ہے۔ آپ چڑہان سے والدین کی وفات سے پہلے چک چھہڑ میں زمین خریدنے کے بعد مکان بنوا کر رہائش پذیر ہو چکے ہیں۔ آپ نہایت خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔ لوگوں کی عدالتی معاملات میں بہت مدد کرتے ہیں۔ آپ کی بہت ہمدردیاں اس تاریخ کو زندہ کرنے میں میرے ساتھ رہی ہیں۔ آپ

کے اردگرد لوگوں کا ایک ہجوم دن بھر لگا رہتا ہے۔ آپ بے لوث غریبوں کی خدمت کرتے ہیں۔

محمد فاروق ہاشمی

ایف ایس سی کے بعد آپ محکمہ تعلیم میں بحیثیت سائنس معلم بھرتی ہو کر درس و تدریس کر رہے ہیں۔

محمد مسعود ہاشمی قریشی

میٹرک کے بعد محکمہ عدلیہ میں بطور کلرک خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بااخلاق اور انسان دوست شخصیت کے مالک ہیں۔

مقصود احمد ہاشمی

میٹرک کے بعد سول کاروبار الیکٹرانکس کا شروع کیا **محمود احمد ہاشمی** بی ایس سی پری انجیرنگ میں زیر تعلیم ہیں نہایت ذہین و فطین ہیں

میاں پیر بخش قریشی ساکن مانترار اولاکوٹ

موضع چڑہان کے قریب ہی مانترا گاؤں آباد ہے یہاں بھی حافظ سلیمان قریشی کی اولادیں آباد ہیں۔ قاضی رزق اللہ خان کے دو فرزند تھے میاں تاج محمد خان اور راجولی خان ——— میاں راجولی خان کی اولادوں کا ذکر گذشتہ سطور میں آچکا ہے جو چڑھان میں آباد ہیں۔ میاں تاج محمد خان کی اولادیں مانترا آکر آباد ہو گئیں۔ غالباً" تاج محمد خان د ھمنی سے مانترا تشریف لائے تھے۔ میاں تاج محمد خان کے دو فرزند ہوئے سرور خان لاولد ہو گئے اور میاں پیر بخش خان کے چار فرزندوں کے نام یہ ہیں۔ محمد زمان خان، علی محمد خان، حسن محمد خان، محمد افضل خان

محمد زمان خان قریشی ہاشمی

آپ خواندہ تھے۔ برٹش آرمی میں خدمات کے بعد گھر قیام کیا علاقہ برادری میں ایک نامور اور معتبر کا درجہ پایا۔ مولوی محمد عبداللہ ہاشمی کے ہمخیال اور ہم سفر رہے۔ نہایت مدبّر شخصیت پائی آپ سے میری ملاقات ایام بیماری میں ہوئی کئی تاریخی واقعات نوٹ کئے بڑے معلوماتی تھے ڈوگرہ ایام میں اپنے حقوق کے حصول کے لئے ایک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور کامیاب ہوئے آپ بارُعب انسان تھے ضعیف العمری میں وفات پائی آپ کے سات فرزند ہوئے محمد گلزار خان محمد عزیز خان، حاجی محمد اعظم خان محمد محمد گلزار خان نے تو پاک فوج میں بھرتی ہو کر ملک و قوم کی خدمات کا فریضہ انجام دیا اعلیٰ کارکردگی پر سندات تمغہ

جات حاصل کئے ریٹائرڈ ہو کر گھر آئے اور جلد ہی وفات پائی آپ کے تین فرزندوں میں سے لیکچر محمد پرویز
ھاشمی قابل ذکر ہیں۔ ابتدائی تعلیم مہری فرمان شاہ کے ہائی سکول سے حاصل کی ایف۔ ایس۔ سی۔ ایم
اے او کالج لاہور سے بی۔ ایس ے سی اصغر مال کالج راولپنڈی سے کیا ایم۔ ایس۔ سی۔ (باٹنی) گومل
یونیورسٹی گولڈ میڈلسٹ ڈیرہ اسمٰعیل خان سے کیا موجودہ وقت میں بطور لیکچرر گونمنٹ کالج لیہ میں حاضر
سروس ہیں نہایت مہذب اور ہمدرد قوم ہیں تاریخ سے گہری دل چسپی اور معلومات ہے تاریخ الہاشمی کا
ابتدائی مسودہ آپ نے چیک کر کے میری اصلاح فرمائی۔

محمد گلزار ہاشمی

تعلیمافتہ تھے جوان ہوئے توپاک فوج میں بھرتی ہو کر ملک و قوم کی خدمات کا فریضہ انجام دیا۔ اعلیٰ کارکردگی
پر تمغہ جات و سندات حاصل کیں۔ ریٹائرڈ ہو کر گھر آئے اور جلد ہی وفات پائی۔ آپ کے تین
فرزندوں میں سے **محمد پرویز ہاشمی** قابل ذکر ہیں ابتدائی تعلیم موہری فرمان شاہ سے حاصل کی۔ ایف
ایس سی، ایم اے او کالج لاہور سے بی ایس سی اصغر مال کالج راولپنڈی سے کیا۔ ایم ایس سی (باٹنی) گومل
یونیورسٹی گولڈ میڈلسٹ ڈیرہ اسمٰعیل خان سے کیا اور بطور لیکچرر کچھ عرصہ تک فرائض انجام دیئے۔
نہایت مہذب اور ہمدرد قوم ہیں تاریخ سے گہری دلچسپی اور معلومات ہے مسودہ تاریخ الہاشمی اپ نے
چیک کر کے میری اصلاح فرمائی۔ بعدازاں محکمہ تعلیم سے مستعفی ہو کر بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر واپڈا لاہور
میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محمد مشکور ھاشمی

آپ محمد گلزار ھاشمی مرحوم کے فرزند ہیں۔ تعلیم سے فارغ ہو کر محکمہ عدلیہ میں ملازمت کر رہے ہیں۔

محمد عزیز قریشی ھاشمی

تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ مسلم کمرشل بینک میں بطور ڈرائیور ڈیوٹی دیتے رہے دوران سروس ہی
وفات پائی نہایت ملنسار خوش طبع انسان تھے۔ آپ کے ایک فرزند سپاہی محمد مسعود ھاشمی مڈل کے بعد
فوج میں بھرتی ہوئے دوران ڈیوٹی سندھ کے مقام پر انتقال کیا اور لاش وطن لا کر ورثاء کے سپرد کی گئی۔
آپ کے دوسرے فرزند محمد مقصود ھاشمی میٹرک کے بعد مسلم کمرشل بینک میں سروس کر رہے ہیں۔
آپ کے باقی فرزندوں کے نام حصہ شجرہ میں ملاحظہ ہوں۔

حاجی محمد اعظم قریشی ھاشمی

آپ بیرون ملک میں سات سال تک سول ملازمت کرتے رہے جہاں فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی خوش اخلاق انسان ہیں۔ آپکے ایک فرزند محمد اصغر ھاشمی بی اے کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ محمد صغیر ھاشمی تعلیم سے فارغ ہو کر اے کے آرمی میں سروس کر رہے ہیں۔ آپ کے تیسرے فرزند سپاہی محمد زاہد ہاشمی میٹرک کرنے کے بعد آرمی سگنل کور میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے چوتھے فرزند سپاہی محمد شاہد ہاشمی بھی میٹرک کرنے کے بعد آرمی میں سگنل کور میں شامل ہو گئے۔

حاجی محمد عظیم ھاشمی

آپ کافی عرصہ تک سعودیہ میں سول ملازمت کرتے رہے آپ کے ایک فرزند سپاہی محمد خورشید ہاشمی ایف اے کرنے کے بعد آزاد کشمیر پولیس میں بھرتی ہو گئے۔

حاجی محمد انور ھاشمی

بیرون ملک ملازمت کرتے رہے اسی دوران فریضہ حج بھی ادا کیا ملنسار اور خوش اخلاق ہیں آپکے بڑے فرزند حافظ آصف ھاشمی جو حافظ قران ہیں اور میٹرک بھی کیا ہوا ہے۔ آپ پاکستان آرمی میں بھرتی ہو کر قومی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

الحاج محمد سرور ضیا قریشی ھاشمی

آپ نے ایم اے اردو کیا اور تعلیم سے فارغ ہو کر مسلم کمرشل بینک میں آفیسر انچارج کے عہدہ سے ۸ سالہ خدمات کے بعد مستعفی ہو کر ایم ایم خان اوورسیز میں بطور منیجر کام کرتے رہے بعد ازاں سعودیہ چلے گئے جہاں اکاؤنٹس کے عہدہ پر فائز ہیں۔ ۵ مرتبہ حج بھی ادا کئے نہایت مدبر پر اسرار خوش طبع مہذب شخصیت پائی ہے۔ تاریخ الہاشمی کی ترتیب میں آپ نے میری ہر قدم حوصلہ افزائی فرمائی تاریخ کے بڑے ماہر اور ہمدرد قبیلہ ہیں آج کل بھی آپ سعودیہ میں ہیں۔ اور بطور اکاؤنٹنٹ فوڈ کمپنی سعودیہ دمام میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ایک فرزند بلال ضیا ھاشمی زیر پرورش ہیں۔

محمد افضل خان قریشی ھاشمی

آپ میاں پیر بخش خان کے فرزند ہیں تعلیم سے فارغ ہو کر برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے۔ دوران سروس ئی

بیرونی ممالک میں قیام کیا آرمی میں آپ بحیثیت ڈرائیور وائیر لیس آپریٹر اور ٹینک آپریٹر خدمات انجام دیتے رہے تحریک آزادی میں بھرپور حصّہ لیا ریٹائرمنٹ کے بعد سول ڈرائیونگ و تجارت سے منسلک رہے نہایت مدبّر بااثر غیور اور نڈر شخصیت کے مالک تھے۔ کئی تاریخی حالات آپ نے بھی نوٹ کروائے تھے۔ بعد ازاں آپ ۱۹۹۳ئمیں وفات پا گئے آپ کے چھ فرزند ہیں محمد بشیر خان حاجی محمد محمود خان حاجی محمد زبیر خان ڈاکٹر محمد شوکت ' محمد لیاقت خالد محمود

ڈاکٹر محمد شوکت ھاشمی قریشی

میٹرک معہ سائنس موہری فرمان شاہ ہائی سکول سے پاس کیا ایف۔ ایس۔ سی۔ گورنمنٹ کالج راولاکوٹ سے کیا پھر یونیورسٹی آف ایگری کلچر فیصل آباد سے ڈاکٹر آف ویٹرنری میڈیسن ڈی۔ وی۔ ایم۔ کی ڈگری حاصل کی حال ویٹرنری آفیسر ہیلتھ راولاکوٹ میں تعینات ہیں تاریخ مرتب کرنے کے دوران آپ نے میری جانی مالی مدد کی اور ہر طور تعاون کیا خوش اخلاق باوقار مہذب ہیں آپ نے شادی نندرائی باغ کے ایک مہذب خاندان ھاشمی سے کی جو سکول مدرس ہیں۔

محمد لیاقت ھاشمی

ایف۔ اے۔ تک تعلیم پا کر محکمہ تعلیم آزاد کشمیر میں بھرتی ہو گئے۔ ڈرائنگ کے بڑے ماہر خوش نویس اور آرٹسٹ ہیں شعر و ادب سے بھی لگاؤ ہے۔ آپ نہایت باجرائت اور باکردار انسان ہیں۔ موہری فرمان شاہ ہائی سکول میں آج کل مامور ہیں۔

حاجی خضر حیات ھاشمی

آپ میٹرک کے بعد فوج میں بھرتی ہوئے چھ سالہ فوجی خدمات کے بعد ڈسچارج ہوئے اور سعودیہ چلے گئے عالی حمت و حوصلہ کے مالک ہیں۔

الحاج محمد اشرف ھاشمی

میٹرک کے بعد ایئر فورس میں بھرتی ہوئے چودہ سالہ خدمات کے بعد ریٹائرڈ آ کر کافی عرصہ تک سعودیہ میں رہے جہاں متعدد بار فریضہ حج بھی ادا کیا آج کل لاہور میں سول ملازمت کرتے ہیں۔

محمد افسر خان ھاشمی

میٹرک کرنے کے بعد پاک فوج میں بھرتی ہوئے ۱۹۷۱ء کے جنگ میں جنگی قیدی بھی رہے بعدہ صوبیدار

ریٹائرڈ آئے پھر پنجاب پولیس میں شامل ہو گئے- جہاں آپ بہ عہدہ انسپکٹر پولیس خدمات انجام دے کر ریٹائرڈ ہوئے یہ خاندان ہر شعبہ زندگی میں شامل ہے- بااثر خوش اخلاق جرائت مند اور مدبر ہیں- ان کا ناطہ رشتہ تراڑ دیوان خاص باغ اور چڑالہ تحصیل کوٹ کے رہائشی قبیلہ قریشی ہاشمی سے ہے- مالی طور پر بھی آسودہ حال ہیں- قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں- اور ہمیشہ قبیلہ کی یک جہتی پر زور دیتے ہیں- قبیلہ کے اصلاحی کاموں میں دور دراز تک توجہ دیتے ہیں- دینی تعلیم کا بھی اچھا شوق رکھتے ہیں-

اولاد قاضی سید محمد قریشی ریڑھ وسیری کتھی تحصیل باغ

آپ کا نسبی تعلق قاضی نصراللہ خان بن قاضی جوگا خان سے ہے- قاضی نصراللہ خان کی پانچویں پشت میں آپ کا اسم گرامی آتا ہے- آپ کے والد کا نام قاضی شرف الدین قریشی تھا- جو راولی تحصیل باغ کے رہائشی تھے- آپ راجی کے دور میں ملدیال قبیلہ کے بااثر افراد آپ کو راولی سے سیری کتھی لائے اور ذمہ امامت کے فرائض تفویض فرمائے- آپ جید عالم دین اور بزرگ شخصیت کے مالک تھے- یہاں کے رہائشی معتبران نے آپ کو ساٹھ ستر کنال اراضی کا بھی قبضہ دے دیا- اور آپ مکان بنوا کر رہائش پذیر ہو گئے- اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی کہ مانترا راولا کوٹ کے ہاشمی خاندان سے شادی بھی کروائی آپ نے وفات تک دینی فرائض انجام دے کر تین نامور شاگردوں کو تین مقامات میں مسجدیں تعمیر کروا کر امامت و درس تدریس کے فرائض سونپے جس سے طالب علموں کو دور دراز جانے سے چھٹکارا مل گیا- آپ کو اس علاقہ میں ایک پیرو مرشد مانا جاتا رہا لوگ آپ کی بڑی عزت واحترام کرتے تھے- آپ نے ضعیف العمری میں وفات پائی نہایت متقی وپرہیزگار سخی غربا پرور نیک سیرت شخصیت پائی آپ کے چھ فرزند ہوئے میاں نور عالم لاولد حاجی میر عالم' میاں شیر عالم میاں فضل عالم لاولد' مولوی محمد اسمٰعیل' مولانا محمد عالم لاولد

حاجی میر عالم ھاشمی

جو والد کی وفات کے بعد امامت پر فائز ہوئے آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ گوشہ نشینی عبادت وریاضت میں گزارا ہے- آپ کو حج ادا کرنے کا بہت شوق تھا- پیسہ پیسہ کئی سالوں تک جمع کیا اور فریضہ حج ادا کیا کچھ مدت بعد جب مالی حالات بہتر ہو گئے تو دونوں میاں بیوی نے ایک ساتھ فریضہ حج ادا کیا عمر سو سال سے بڑھ چکی تھی- مگر بغیر عینک کے تلاوت کرتے ہیں- آپ درویش صفت انسان ہیں علاقہ کے لوگ

آپ کو ایک پیرومرشد تصور کرتے ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں الحاج حافظ محمد حنیف میاں محمد اسلم، ریٹائرڈ حوالدار ابراہیم، میاں محمد رفیق آپ خواندہ ہیں اچھے دیندار ہیں دوران جنگ آزادی فوج میں شامل ہو گئے آٹھ سالہ فوجی خدمات کے بعد ڈسچارج ہو کر سول سروس کر رہے ہیں۔ آپ کے تین فرزندوں میں سے قابل ذکر بعد ازاں معلوم ہوا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔ جبکہ حاجی میر عالم ہاشمی بھی انتقال کر چکے ہیں،

لیفٹیننٹ محمود احمد ہاشمی

آپ نے ایف۔ ایس۔ سی۔ کے بعد فوج میں بھرتی ہو کر کمیشن حاصل کیا کمیشن سے فارغ ہو کر آرمی میں بعہدہ لیفٹیننٹ فائز قوم وملک کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جرائت مند وباکردار ہیں آپ کے تین بیٹے زیر تعلیم ہیں۔

ریٹائرڈ حوالدار مولوی محمد ابراہیم ہاشمی

مڈل کے بعد فوج میں شامل ہوئے جنگوں جھڑپوں میں داد شجاعت پائی اور ۲۱ سال بعد بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ آکر امامت سے وابستہ ہیں کیونکہ اب آپ کے والد الحاج میر عالم امامت کے فرائض سرانجام نہیں دے سکتے آپ دیسہ امام نکاح خواں اور زکواۃ کمیٹی کے ممبر ہیں۔ سیری کھتی کے علاوہ ریڑہ میں بھی رہائش رکھتے ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں۔

الحاج حافظ محمد حنیف ہاشمی

آپ نے میٹرک تعلیم پائی اور لاہور کے دینی دارالعلوم اشرفیہ سے حفظ قرآن کیا اس کے بعد آپ نے احادیث فقہ صرف و نحو کو کراچی کے دارالعلوم امجدیہ سے حاصل کیا اور مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد سعودی عرب کے ایک دینی پریس میں سروس حاصل کی آٹھ مرتبہ فریضہ حج ادا کیا اور والدین کو بھی حج کرایا۔ حلیم طبع، متقی عالم فاضل خوش اخلاق بے باک انسان ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔

میاں شیر عالم

کے چار فرزند ہوئے نصراللہ، رحمت اللہ، حبیب اللہ، احمد علی

نصراللہ ہاشمی

کے ایک فرزند نے میٹرک کے بعد فوجی ملازمت اختیار کی نام محمد سلیم ہاشمی ہے

میاں احمد علی ہاشمی

آپ نے مڈل تعلیم پا کر پاکستان ریلوے میں اپنی خدمات پیش کیں اور دوران سروس لاہور مقیم ہوئے اور لاہور سے شادی بھی کر لی مکمل حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

مولوی محمد اسمٰعیل بن قاضی سید محمد ہاشمی

ابتدائی علوم گھرانہ سے حاصل کیے تین سال تک سوہاوہ دہیر کوٹ میں دینی علوم پڑھتے رہے گولڑہ شریف میں سات سال تک دینی علوم پائے اور دہلی چلے گئے جہاں اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلویؒ کے دار العلوم سے فارغ التحصیل ہوئے علم سے فارغ ہوئے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے دوران سروس بیرونی ممالک قیام کیا جنگ عظیم دوئم میں چار سالہ جنگی قیدی بھی رہے۔ دوران سروس آپ امامت وعظ و نصیحت سے دین کی تبلیغ بھی فرماتے رہے۔ آپ ۱۹۴۴ء میں ریٹائرڈ ہوئے ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی میں مجاہد اول سردار محمد عبد القیوم خان کے ایک رفیق کار رہے مجاہد اول نے آپ کو ایک جنگی جتھہ کا سالار نامزد کیا۔ آپ نہایت دانشمند بھی ہیں۔ جنگ آزادی سے فراغت پر گھر آئے اور دین کی خدمت کا وقت نکالا۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۸۰ء تک مسلسل پیشہ امامت درس و تدریس سے وابستہ رہے آپ نے سیری کھتی کی مقامی مسجد میں فرائض انجام دیئے۔ آپ نے بعد ازاں علاقہ باڑی کوٹ اور گاؤں ڈھلانہ کی مساجد تعمیر کروا کر اپنے دو شاگردوں کو وہاں امامت درس و تدریس پر مامور کیا اور ان دو مساجد کی قیادت آپ کے سپرد رہی فتاویٰ لے کر نماز جمعہ کا اہتمام بھی کر دیا اس دوران آپ کے کئی شاگرد عالم دین بن کر اپنے اپنے حلقوں کی مساجد میں فرائض امامت انجام دے رہے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں آپ صبر وال افضل پور کی جامع مسجد میں خطیب کے فرائض پر مامور کیے گئے۔ مسلسل ۸ سال تک افضل پور ضلع میرپور میں خطیب کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ ـــ متوسط القامت حمیت دینی سے مالا مال باخلاق نرم خو عفو و درگذر طبع رکھتے ہیں۔ تاریخ کا بہت شوق ہے اور کئی پرانی یادگاریں آپ سے میں نے نقل کیں آپ بغداد، عراق مصر بھی رہے وہاں کی سب باتیں مجھے بتائیں آپ کے دو فرزند قاضی عبد الغفور اور عبد المجید ہیں۔

قاضی عبد الغفور ہاشمی

پرائمری باڑی کوٹ سے کی مذہبی تعلیمات گھرانہ سے حاصل ہوئیں۔ مڈل کا امتحان ریڑھ سے دور میٹرک باغ ہائی سکول سے کیا۔ ایف اے ڈگری کالج راولاکوٹ سے کیا اور محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو گئے۔ دوران

سروس ۱۹۷۵ء میں گریجویشن کیا۔ ۱۹۷۷ء میں افضل پور میرپور کالج سے بی ایڈ کی ڈگری امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔ بی ایڈ کرنے کے بعد ریڑھ ہائی سکول میں سینئر گریڈ پر تعینات رہے اور ایم اے علوم اسلامیہ کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی اس وقت آپ اٹھارہویں گریڈ میں تعینات ہائر سیکنڈری اسکول ریڑھ میں ہیں۔ نیک اوصاف نیک سیرت مہمان نواز، شائستہ نہایت شفیق استاد ہیں۔ آپ سیری کھتی اور ریڑھ میں بھی رہائش پذیر ہیں۔ تاریخ الہاشمی کا مسودہ آپ نے بغور پڑھا اور اپنی آراء سے نواز کر اسے درست تصدیق کیا آپ نے دور دراز تک اپنے قبیلہ سے رابطہ بھی پیدا کیا۔ آپ تبلیغی جماعت کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے دینی فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

قاضی عبدالمجید ھاشمی

میٹرک کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں بطور مدرس بھرتی ہوئے مختلف سکولوں میں ڈیوٹی دینے کے بعد ہائر سیکنڈری سکول ریڑھ میں خدمات انجام دے رہے ہیں دوران سروس ایف اے کر چکے ہیں۔ اور حصول تک کوشاں ہیں۔ ملنسار خوش اخلاق ہیں دور دراز علاقوں تک اپنے قبیلہ میں ربط کے لئے کام کرتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن ہیں اسی طرح آپ دینی خدمات بھی بدستور انجام دے رہے ہیں۔ سیری کے علاوہ ریڑھ میں بھی رہائش رکھتے ہیں۔ یہ خاندان علاقہ برادری میں بااثر اور قابل احترام مانا جاتا ہے۔ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سرگرم عمل ہے۔

میاں فضل دین عرف فضلو کنیائی تحصیل دھیر کوٹ

آپ ناظرہ قران کی تعلیم رکھتے تھے متقی و پرہیز گار تھے۔ چمن کوٹ سے نقل مکانی کے بعد چیپائی میں قیام کیا بعد ازاں بڈیار آ گئے۔ آپکے ایک فرزند ہوئے میاں کالا خان ہاشمی آپ نہایت غیور قبیلہ و برادری میں نامور سخی مہمان نواز تھے حق بات پر ڈٹ جاتے تھے۔ قومی تاریخ سے بے حد لگاؤ رہا۔ راقم کی ہر وقت جانی مالی خدمت کرتے رہے۔ مزاجیہ نیک طبع رکھتے تھے۔ آپ کنیائی میں آباد تھے۔ بعمر ۶۵ سال ۱۹۹۱ء میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند ہوئے محمد موسیٰ خان جو پاکستان میں ایک کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں۔ نہایت خوش اخلاق ملنسار اور قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں۔ دوسرے کا نام محمد حبیب ہاشمی ہے جو نہایت ملنسار معاملہ فہم خوش اخلاق انسان ہیں۔ آپ سروے آف پاکستان میں سروس کر رہے ہیں۔ آپ کے بڑے فرزند عبدالحمید ہاشمی ساتویں جماعت میں زیر تعلیم ہیں۔ اس خاندان کا نسبی تعلق

قاضی جموں ہاشمی سے ملتا ہے۔ جن کی اولادیں اکثریت میں چمن کوٹ میں آباد ہیں۔

میاں محمد اہاشمی سنگڑھ تحصیل دہیر کوٹ

آپ کے دادا کا نام میاں بخشو تھا۔ جو مندری سے سنگڑھ آکر آباد ہوئے اور والد کا نام میاں غلام محمد تھا۔ آپ نہایت نیک اور صالح انسان تھے۔ آپ نے شادی سنگڑھ کے قبیلہ ھاشمی سے کی آپ ماہر زمیندار تھے۔ اور ملکیتی زمین کافی تھی۔ آپ کے دو فرزند ہوئے میاں علی محمد ھاشمی اور میاں کلی محمد ہاشمی ــــــــ میاں کلی محمد نے لاولد انتقال کیا اور میاں علی محمد ھاشمی کے ایک فرزند محمد رشید ہوئے میاں علی محمد نیک سیرت اچھے دیندار اور خوش اخلاق تھے۔ زراعت کاری اور سول کاروبار پر گذر بسر کرتے تھے۔ نہایت محنتی سخی اور مہمان نواز تھے۔

میاں محمد رشید ھاشمی

آپ نہایت ہی دلیر غیرت مند نڈر ہونے کے ساتھ ساتھ حاضر دماغ اور معاملہ فہم انسان ہیں آپ کو ہر لحاظ سے قبیلہ میں درجہ امتیاز حاصل ہے۔ قبیلہ کے اصلاحی کاموں اور یکجہتی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ آپ نے تاریخ الہاشمی کی تکمیل کے لئے بہت قربانیاں پیش کیں اور اپنی قومی تاریخ سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں آپ میرے رفیق کار ہیں آپ کو قبیلہ میں ایک معتبر کی حیثیت بھی حاصل ہے اور ثالثی امور پر بھی خدمات انجام دیتے ہیں سول کاروبار اور زمینداری کرتے ہیں آپ کے چار فرزند ہیں محمد فرید ہاشمی محمد اعجاز ہاشمی، شمشاد حیسن ہاشمی، محمد فراز ہاشمی

حاجی محمد فرید ہاشمی

آپ نے پرائمری تعلیم حاصل کی سول کاروبار اور ٹھیکیداری سے وابستہ ہو گئے بعد ازاں قاری مختار احمد ہاشمی کے تعاون سے سعودیہ جاکر سول کاروبار اختیار کیا جہاں ۸/۷ سال سے کاروبار کر رہے ہیں نہایت مدبر امن پسند اور صلح جو مستقل مزاج ہیں اعلیٰ کردار کی وجہ سے نوجوانوں میں درجہ امتیاز رکھتے ہیں آپ نے دوران مرتب تاریخ میری مالی مدد فرمائی جس کا میں بہت شکر گذار ہوں اسی دوران آپ نے فریضہ حج بھی ادا کیا آپ کا ایک فرزند جاوید ہاشمی زیر تعلیم ہے اعجاز احمد ہاشمی میٹرک کے بعد پاکستان میں سول ملازمت کرتے ہیں نہایت خوش اخلاق ملنسار نوجوان ہیں شمشاد حسین ہاشمی نے میٹرک کے بعد لاہور ہائی کورٹ میں ایک وکیل کے ساتھ بطور سول کلرک ملازمت اختیار کی اسی دوران ایف اے بھی کر لیا محمد

فراز ھاشمی میٹرک کر چکے ہیں اسی خاندان کا نسبی تعلق قاضی ہمان خان قریشی سے ملتا ہے۔

میاں مناں ہاشمی آڑہ چمن کوٹ

آپ میاں بخشو کے بھائی تھے جن کی اولادوں کا ذکر اوپر گذر چکا ہے میاں مناں بھی مندری تحصیل دھیر کوٹ سے آپراجی دور میں چمن کوٹ میں آکر آباد ہوئے آپ کے ایک فرزند میاں مندا ہاشمی کے دو فرزندوں میاں غلام محمد ہاشمی اور میاں کرم دین ہاشمی سے اولادوں کا سلسلہ چلا میاں کرم دین ہاشمی اسلامی علوم میں اچھے ماہر تھے گاؤں مین دینی و اسلامی تقاضوں کو پورا کرتے رہے اچھے دیندار، متقی و پرہیزگار تھے آپ کے تین فرزند ہوئے میاں عقل دین ہاشمی، میاں شرف دین ہاشمی، صوفی محمد صدیق ہاشمی، میاں عقل دین لکھے پڑھے نیک سیرت، متقی و پرہیزگار اور مہمان نواز ہیں۔ آپ نے ڈوگرہ دور میں ایم۔پی پولیس میں سات سال تک سروس کی دوران سروس ہندوستان کے اکثر علاقوں میں قیام رہا۔ آپ بوقت ضرورت امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ صاف ستھری شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں محمد فاضل ہاشمی جو ایف اے کے بعد ٹائپ رائٹر مکینک کا کورس کر رہے ہیں دوسرے محمد صابر ہاشمی میٹرک کے بعد چمن کوٹ ہائی سکول کی ذیلی برانچ حمید آباد میں اعزازی طور پر درس و تدریس کرتے ہیں۔ میاں کرم دین کے چھوٹے فرزند صوفی محمد صدیق ہاشمی نے راولپنڈی بورڈ سے میٹرک کیا تھا۔ آپ اچھے دیندار نیک سیرت، متقی و پرہیزگار تھے۔ بوقت ضرورت امامت کے فرائض بخوبی انجام دیتے تھے۔ تاریخ سے اچھی معلومات رکھتے تھے اسلامی کتب کے مطالعہ کا اچھا ذوق تھا۔ آپ راولپنڈی میں تجارت و ٹھیکیداری سے وابستہ رہے۔ ۴۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند زیر تعلیم ہیں۔

قاضی بھاول عرف بہلو خان ہل سرنگ

آپ کا نسبی تعلق قاضی جموں قریشی آف چمن کوٹ سے ملتا ہے۔ میاں بھاول ہاشمی چمن کوٹ سے ہل سرنگ چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے۔ آپ کی اولادوں سے میاں محمد حسین ہاشمی، میاں فیروز دین ہاشمی، میاں سلیمان ہاشمی اور میاں دین محمد ہاشمی [illegible] شخصیات ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر تاریخ اقوام پونچھ جلد اوّل صفحہ ۶۱۷ میں آچکا ہے۔ [illegible] سلیمان ہاشمی کے دو [illegible]رزند عبدالغفور ہاشمی اور محمد یونس ہاشمی ہیں عبدالغفور ہاشمی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور اسلام آباد میں محکمہ ا[illegible]سٹیبلشمنٹ میں بطور سیکشن آفیسر ہیں۔ آپ کے ایک فرزند محمد جلیل ہاشمی نے ایئر فورس میں کمیشن حاصل کیا۔ لفٹیننٹ فضائیہ کا تربیتی کورس جاری تھا کہ

میڈیکل ان فٹ ہونے کی وجہ سے ریٹائرڈ ہوئے اور سول کاروبار اختیار کر لیا۔

محمد یونس قریشی ہاشمی

آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور اسلام آباد میں محکمہ انٹیلیجنس میں بعہدہ ڈی۔ایس۔پی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ دونوں بھائی ہل سرنگ کے علاوہ اسلام آباد میں بھی مستقل رہائش رکھتے ہیں اعلیٰ سوچ و کردار کے مالک ہیں مہمان نوازی و خوش اخلاقی میں درجہ امتیاز رکھتے ہیں پابند صوم و صلواۃ و نیک سیرت رکھتے ہیں۔

تحصیل عباسپور کے نامور قریشی ہاشمی خاندان

عبدالرحمٰن پیر مانک شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی دسویں پشت میں قاضی بیر خان کی اولادوں سے قاضی خیر محمد جو حافظ القران بھی تھے۔ آپ درویش و سیلانی طبعیت کے مالک تھے۔ آپ نے کشف میں دیکھا کہ ایک بزرگ آپ کو پولس عباسپور بلا رہے ہیں اور بار بار خوابوں میں بھی یہی واقعہ دیکھا تو آپ کو ایک کشش سی محسوس ہونے لگی۔ گیارہوں صدی ہجری میں آپ براستہ باغ گل پور چلے گئے۔ پھر آپ کو مطلوبہ جگہ کی نشانی بذریعہ خواب کی گئی اور آپ پولس پہنچ گئے اب آپ نے یہاں آکر ایک رقبہ ویرانہ کو قابل رہائش و کاشت بنایا اور مکان تعمیر کیا جب مسجد کی ضرورت محسوس کی تو احساس ہوا کہ خوبصورت جگہ پر آپ مکان تعمیر کر چکے تھے پھر مکان کو اکھاڑ کر یہاں مسجد بنائی پاس ہی پانی کا بہت وسیع چشمہ بھی ہے۔ چنانچہ یہاں تین نامور شخصیات کے مزار موجود ہیں۔ خواب میں آنے والے بزرگوں کا نام پیر بودلا شاہ غازی تھا ان کی ایک بہن مائی سیادی کا مزار بھی ہے۔ زراعت کاری کے ساتھ ساتھ دور دراز علاقوں تک وعظ و تبلیغ کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد قاضی خیر محمد قریشی ایک فقیر پیرو مرشد کہلانے لگے آپ کی اولادیں اس وقت کئی موضعات تک پھیلی ہوئی دار الامتحان میں سرگرم عمل ہیں۔ آپ کے سات فرزند ہوئے ایک فرزند سائیں گوڈری مجذوب جو درویش تھے لاولد انتقال کر گئے باقی جو صاحب اولاد ہوئے ان کے اسماء یہ ہیں قاضی مراد، قاضی نظام دین، قاضی مان جی، قاضی شاہ گل، قاضی جموں، قاضی فضل دین یہ سارے بھائی مذہبی لحاظ سے برگزیدہ شخصیات مانے جاتے تھے۔ تبلیغ اسلام، درس و تدریس، امامت سے

دینی خدمات بہم پہنچائیں۔ اب ان سب کی اولادوں میں سے صرف نامور شخصیات کاذکر درج کیا جاتا ہے کیونکہ کتاب کی ضخامت بڑھنے کا بہت خدشہ ہے اور کئی بھائیوں نے تاریخ کو مختصر کرنے کی رائے دی ہے۔

میاں مستانہ بن قاضی غلام علی قریشی ہاشمی

آپ پونچھ شہر میں ملازمت اختیار کیے ہوئے تھے کہ تحریک آزادی نے زور پکڑا آپ نے فوج میں بھرتی ہو کر جنگ لڑی ملک آزاد ہونے کے بعد گھر آگئے اور سول کاروبار و زراعت پیشہ اختیار کر لیا بعد ازاں آپ نے لاولد وفات پائی۔

محمد یونس قریشی ہاشمی

میٹرک کے بعد بری فوج میں بھرتی ہوئے ابھی تک حاضر سروس ہیں

عبدالکریم ہاشمی

مڈل تعلیم پا کر پاکستان آرمی میں بھرتی ہوئے بہ عہدہ نائیک ریٹائرڈ آکر حصول روزگار کے سلسلہ میں سعودیہ چلے گئے۔ حلیم طبع خوش اخلاق ملنسار اور باجرئت شخصیت کے مالک ہیں۔

میاں جمعہ قریشی

سرو قامت چاک و چوبند اور دیوہیکل جسم کا مالک قریش قبیلہ کا یہ عظیم سپوت نہایت غیور باہمت و باجرئت ہونے کے علاوہ طاقت کے بے تاج بادشاہ تھے۔ حق بات پر ڈٹ جانے والے ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی چار فرزند ہوئے محمد دین' دین محمد' شہاب دین اور محمد اشرف۔

محمد صادق قریشی ہاشمی

آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد بری فوج میں شمولیت اختیار کی دوران سروس اردو' انگریزی میں بی اے کر لیا۔ آپ نے مختلف جنگوں میں کارہائے نمایاں پر تمغہ جات اور سندات حاصل کیں خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔ اب نائب صوبیدار ریٹائرڈ آچکے ہیں۔ الہ آباد' ویسٹرج راولپنڈی میں مستقل رہائش رکھتے ہیں۔

قاضی الٰہی بخش قریشی

آپ اسلامی علوم میں اچھی مہارت رکھتے تھے گتکا کے مشہور کھلاڑی تھے۔ اچھے دین دار' عابد و زاہد و

مہمان نواز تھے۔ دراز قد باہمت' اعلیٰ کردار و طاقت ور تھے۔ پیشہ زمین داری سے وابستہ رہے۔ مالی طور پر مستحکم اور حلیم طبع تھے وفات بعمر ۷۰ سال پائی۔ آپ کے تین فرزند ہوئے۔ میاں ولی قریشی عرف بلو' محبت علی قریشی میاں کاکا قریشی

میاں ولی محمد عرف بلو قریشی

آپ اسلامی علوم رکھتے تھے۔ اچھے دین دار متقی و پرہیز گار' گتکا کے ماہر کھلاڑی تھے۔ نہایت طاقتور مہمان نواز اور حلیم طبع تھے۔ زمین داری سے وابستہ رہے آپ کے تین فرزند ہوئے میاں صاحب دین اور میاں جلال دین یہ دونوں ہی لاولد انتقال کر گئے۔ اور تیسرے میاں رکن دین کافی عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ (میاں رکندین لاپتہ نے تقریبا" ۴۵ سال کے بعد وطن واپس آکر عدالت میں دعویٰ دائر کیا کہ میں رکندین ہوں میرے حقوق مالکانہ بحال کیے جائیں۔ یہ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ فریقین میں بحث و تمحیص ہو رہی ہے۔ مدعلیم کا بیان ہے کہ یہ شخص رکندین نہیں تاحال مقدمہ سب جج صاحب عباسپور کی عدالت میں زیر سمات ہے۔ راقم کی اس شخص سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی کے راقم اس کے بارے میں کوئی رائے دے لہٰذا عدالت کا فیصلہ ہی قابل قبول اور قابل قدر ہے۔ کیونکہ عدالت نے فریقین سے دستاویزی ثبوت اور گوہان طلب کر رکھے ہیں۔)

محمد صدیق قریشی ہاشمی

آپ ایف ایس سی کر لینے کے بعد ٹی وی کارپوریشن لاہور میں بطور ڈیزائن انجینئر سروس کر رہے ہیں اور لاہور میں مستقل رہائش رکھتے ہیں۔ غیور و بے باک انسان ہیں۔

میاں شہاب الدین قریشی ہاشمی

دینی علوم میں بڑے ماہر تھے۔ والد کی طرح پہلوانی داؤ پیچ کے استاد مانے گئے گتکا کے مشہور کھلاڑی' تلوار چلانے میں ماہر تھے وزن اٹھانا اور گولہ پھینکنا آپ پر ختم تھا۔ ۱۹۴۷ء کی جنگ میں فوج میں بھرتی ہو کر میدان میں وہ جوہر دکھائے کہ دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے چھ سال تک فوجی خدمات انجام دے کر ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے تین فرزند ہیں محمد جمیل' محمد شیر خان' عبدالرحمٰن ہیں۔

محمد جمیل قریشی ہاشمی

آپ نے میٹرک تعلیم پائی اور لاہور ٹی وی کارپوریشن میں شعبہ ڈیزائن سیکشن کو اپنی خدمات پیش کیں اور لاہور میں مستقل رہائش اختیار کی۔

میاں دین محمد قریشی ہاشمی

مذہبی تعلیمات پائیں۔ پابند صوم و صلواۃ رہے طبع حلیم اور نیک سیرت پائی مہمان نوازی اور سخاوت میں درجہ امتیاز پایا بارُعب اور طاقتور تھے زراعت کاری کرتے تھے بعمر ۴۸ سال انتقال کیا۔ آپ کے تین فرزند ہوئے محمد ایوب، محمد یعقوب، محمد یوسف

محمد ایوب قریشی ہاشمی

آپ پولس کے علاوہ مظفر آباد میں مستقل رہائش رکھتے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۲ جنوری ۱۹۴۱ء بمقام پولس تحصیل عباسپور میٹرک تعلیم ہائی سکول عباس پور سے مکمل کی حصول روزگار کے لئے مظفر آباد آئے اور محکمہ زراعت میں بھرتی ہوئے۔ آج کل اسی محکمہ میں باعزت عہدہ پر فائز ہیں اسی دوران آپ نے اپر چھتر میں مستقل رہائش اختیار کر لی خوش اخلاق، پابند شریعت، اچھے مہمان نواز بھی ہیں قابل داد ہمت و حوصلہ کے مالک ہیں پارٹ ٹائم درس و تدریس بھی کرتے ہیں ملک و قوم کے ہمدرد ہیں آپ کو اپنے قبیلہ کی تاریخ سے بے حد انس ہے اور معلومات کا مجموعہ بھی ہیں۔ آپ نے تاریخ الہاشمی کے مسودہ کو بغور مطالعہ کے بعد اپنی قیمتی آراء سے نوازا آپ جامع صفات و باکردار انسان ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں مرتضیٰ ایوب قریشی، مصطفیٰ ایوب، آصف ایوب، عارف ایوب، سرفراز ایوب

مرتضیٰ ایوب قریشی ہاشمی

آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲ جنوری ۱۹۶۹ء ہے مقام پیدائش چھتر مظفر آباد، میٹرک کا امتحان چھتر دومیل ہائی سکول سے پاس کیا۔ آپ نے ناظرہ قران کے علاوہ اپنے ایک مایہ ناز استاد قاری شبیر احمد قریشی کی زیر نگرانی دینی کتب کا مطالعہ بھی کیا بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں آپ نے سرکاری ملازمت محکمہ امور حیوانات میں بطور کلرک اختیار کی دوران ملازمت تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھ کر بی اے کر لیا اور ملازمت میں ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے اب بطور سٹینو گرافر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ملک و ملت کے علاوہ اپنے قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں۔ اور ان کی کامیابی و کامرانی کے لئے (کوشاں) رہے ہیں۔ شعر و ادب سے بے حد لگاؤ ہے۔ تاریخ الہاشمی کے بنیادی مسودہ کو پڑھنے کے بعد اپنی قیمتی آراء سے بھی نوازا۔ آپ کو

علم تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے اور آباؤ اجداد کی تاریخ الخلفاء راقم کو بطور تحفہ پیش کی۔ دیگر کئی تاریخی کتب آپ کے زیر مطالعہ ہیں جن سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ خوش گفتار، حلیم طبع، نیک سیرت باصلاحیت و باکردار نوجوان ہیں۔

مصطفیٰ ایوب قریشی

۱۶ نومبر ۱۹۷۲ء میں مظفر آباد کے مقام پر پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم ہائی سکول چھتر دو میل سے مکمل کی میٹرک کرنے کے بعد آپ نے گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ مظفر آباد سے فریج اور اے سی کا ایک سالہ کورس پاس کیا اور پرائیوٹ طور پر اس کام کا عملی تجربہ شروع کر دیا اور بعد ازاں اس کام کو اپناتے ہوئے شہر میں ایک دکان کھول لی اب وہ باقاعدہ طور پر ورکشاپ کے مالک ہیں نہایت مخلص اور قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں۔ خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔

آصف ایوب قریشی

تاریخ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۳ء کو بمقام مظفر آباد میں پیدا ہوئے گورنمنٹ ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد گورنمنٹ ڈگری کالج میں بی اے کے طالبعلم ہیں مذہبی شوق و ذوق سے سرشار ہیں خوش اخلاق و خوش گفتار ہیں

عارف ایوب قریشی ہاشمی

۱۲ جون ۱۹۷۷ء کو مظفر آباد میں پیدا ہوئے میٹرک معہ سائنس کر لیا اور مزید تعلیمی سرگرمیاں جاری و ساری رکھی ہوئی ہیں خوش اخلاق باادب و مہذب ہیں

سرفراز ایوب قریشی ہاشمی

گورنمنٹ ہائی سکول چھتر دو میل میں جماعت نہم کے طالب علم ہیں پورا گھرانہ دیندار مہذب نیک سیرت اور مہمان نوازی میں درجہ امتیاز رکھتا ہے خوش اخلاقی مثالی پائی ہے۔

محمد یعقوب قریشی ہاشمی

سابقہ دور میں پرائمری تعلیم پا کر فوج میں بھرتی ہوئے ملک و ملت کی خدمات انجام دیں بعہدہ نائیک ریٹائرڈ ہوئے ۱۹۷۱ء کے جنگ میں پونچھ محاذ پر رہے اور وادی لیپہ کی جھڑپ میں بھی شریک رہے بہادر و خوش طبع ہیں۔

میاں فضل دین قریشی ہاشمی

نہایت دیندار و عابد تھے جنگ و امن میں قوم و ملک کے لئے اہم کارنامے انجام دیئے دلیر' نڈر اور بہادر تھے معتبر ہونے کیوجہ سے "بنگالیہ" کے لقب سے مشہور تھے ماہر زراعت کار اور سخاوت میں درجہ امتیاز حاصل رہا تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند محمد اعظم و محمد عظیم ہوئے۔

حاجی محمد اعظم قریشی ہاشمی

ڈوگرہ ایام میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی اچھے دیندار و باکردار ہیں ٹھیکیداری کرتے رہے سعودیہ میں بھی چار سال تک سول کاروبار کئے فریضہ حج بھی ادا کیا آج کل گھر پر ہیں مختلف جنگوں جھڑپوں میں شامل ہو کر بہادری دکھا چکے ہیں۔ بااصول اور مہمان نواز ہیں پولس کے علاوہ عباس پور شہر میں بھی مستقل رہائش ہے۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ محمد رفیق' محمد لطیف' محمد سفیر ہاشمی ہیں۔

میاں محمد عظیم قریشی ہاشمی

ڈوگرہ ایام اردو پرائمری کیا۔ مذہبی علوم میں اچھا ذوق رکھتے ہیں متقی و پرہیزگار و باکردار ہیں۔ آپ مجاہد فورس سے بھی وابستہ رہے آپ کی بہادری و جنگی خدمات سے خوش ہو کر بطور داد مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان نے ایک سند عطا فرمائی آپ نے ہمیشہ قبیلہ میں اتحاد و تعاون کے لئے جدوجہد کی آپ کو علاقہ برادری میں معتبر کی حیثیت حاصل ہے۔ نیک سیرت مہمان نواز و خوش اخلاق ہیں آپ کے چار فرزند ہیں حاجی محمد شریف ولدآر' محمد رشید' محمد کاشف' ندیم اقبال

الحاج محمد شریف ولدآر

آپ نے میٹرک کرنے کے بعد سول روزگار اختیار کیا اور بعد ازاں آپ سعودیہ چلے گئے آپ تقریباً پندرہ سال سے سعودیہ میں سول سروس کر رہے ہیں۔ اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی بسلسلہ روزگار مدد و تعاون سے سعودیہ لے گئے۔ آپ خوش اخلاق' ملنسار اور نہایت مدبّر شخصیت کے مالک ہیں مہمان نوازی اور سخاوت میں بڑے نامور ہیں۔ ابھی تک آپ سعودیہ ہی میں ملازمت کر رہے ہیں۔ متعدد بار فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

محمد کاشف ہاشمی

آپ بی اے کر چکے ہیں نہایت لائق خوش اخلاق' باعزم نوجوان ہیں۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کے خواہاں

ہیں- اصلاحی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں-

میاں محبت علی قریشی ہاشمی

مذہبی علوم میں ماہر تھے بہترین زراعت کار نہایت دیندار عابد و زاہد ہونے کے ساتھ ساتھ مہمان نواز اور سخی تھے طاقت میں اپنی مثال آپ گتکا پہلوانی میں مشہور خوش اخلاق و طبع حلیم پائی آپ کے دو فرزند میاں اللہ دین اور میاں سلطان محمد ہوئے

میاں اللہ دین قریشی ہاشمی

مذہبی علوم میں جید عالم جامع مسجد پولس میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے درس و تدریس سے بھی وابستہ رہے زراعت کاری میں پیش پیش رہے- ضعیف العمری کی وجہ سے گھر پر قیام پذیر ہیں قومی تاریخ سے لگاؤ و انتہائی محبت کی وجہ سے سینہ بہ سینہ اپنے آباؤ اجداد کے کئی کارنامے آپ کو یاد ہیں آپ سے بہت معلومات حاصل کر کے محفوظ کی گئی ہیں آپ کو اپنا شجرہ نسب زبانی یاد ہے ملک و قوم کے لئے بھی درد دل کے مالک ہیں- نہایت دیندار عابد و زاہد ہیں ایک ہی فرزند محمد یونس قریشی ہوئے جو ایام بچپن ہی وفات پاگئے آپ لااولاد ہیں خوش گفتار حاضر دماغ اور پختہ یادگار کے مالک ہیں چیدہ چیدہ آباؤ اجداد کے حالات بغداد و مصر سے آزاد کشمیر تک کے سناتے ہیں اور اپنے والد اور داداو کے حوالے سے بیان کرتے ہیں-

میاں سلطان محمد قریشی ہاشمی

مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ مڈل تک تعلیم پائی اور پیشہ تجارت اختیار کیا ماہر زمیندار ہیں زمینیں زرخیز ہیں غلہ کافی مہیا ہو جاتا ہے آپ نہایت خوش طبع حاضر دماغ نیک سیرت پرہیز گار اور جامع صفات رکھتے ہیں تاریخ سے اچھا لگاؤ اور دلچسپی ہے قوم و ملک کے لئے درد دل رکھتے ہیں آپ کے تین فرزند محمد شبیر محمد کبیر، محمد سفیر ہیں

حوالدار محمد شبیر ہاشمی

میٹرک کرنے کے بعد بری فوج میں بطور کلرک بھرتی ہوئے ابھی تک خدمات انجام دے رہے ہیں- بہ عہدہ حوالدر فائز ہیں- خوش اخلاق مہذب پابند صوم و صلواۃ باصلاحیت ہیں تاریخ الہاشمی کی تکمیل کے لئے بہت شوق رکھتے ہیں-

محمد کبیر قریشی ہاشمی

۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کو میاں سلطان محمد ہاشمی سکنہ پولس کے گھر پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم گھرانہ سے ہی پائی مڈل سکول تروٹی سے پاس کیا۔ میٹرک سے بی اے تک ڈگری کالج عباسپور سے کیا اب بی اے کر چکے ہیں آپ سماجی کارکن اور سلجھے ہوئے طالب علم راہنما ہیں۔ محدود ذرائع آمدنی کے باوجود اصلاحی و فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں آپ نے موضعات پولس تروٹی کنولی، لہاسری منگ (موہڑہ سیداں) کے قبیلہ قریشی ہاشمی میں ذہنی بیداری خودشناسی اتحاد و تعاون پیدا کیا۔ فلاح و بہبود کے لئے آپ ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ قبیلہ کے لوگ بھی آپ کے ان کارناموں کو سراہتے ہیں آپ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے سرگرم رکن بھی ہیں۔ شائستہ حاضر دماغ و حاضر جواب خوش اخلاق اور مدبّر شخصیت کے مالک ہیں تاریخ الہاشمی کی ترتیب کی وقت مصنف کو بذریعہ خطوط وہ حالات ارسال کئے جو میں اپنے دورہ عباسپور کے وقت مکمل نہ کر سکا تھا۔ بعد ازاں آپ میرے ہاں آئے اور اپنی موجودگی میں حالات نوٹ کرائے آپ میرے رفیق کار اور ہم خیال ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر منزل پر پہنچنے کی ہمت و توفیق دے۔

مولانا محمد سفیر ہاشمی

ابتدائی دینی تعلیم گھرانہ سے پائی اور میٹرک پاس کرنے کے بعد ازاں دینی علوم مکمل کرنے کی غرض سے درس نظامی کی پڑھائی شروع کی بڑی محنت و لگن سے آپ پڑھ رہے ہیں انشاء اللہ جلد عالم فاضل کی ڈگری حاصل کر لیں گے مذہبی جذبہ سے سرشار ہیں ملنسار اور ہمدرد خوش طبع شخصیت کے مالک ہیں۔

بابو عبداللطیف ولد میاں عالم دین قریشی ہاشمی

آپ مڈل تعلیم پاکر آرمی میں بھرتی ہوئے اور ۱۵ سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ ہوئے۔ اور پیشہ تجارت سے وابستہ ہو گئے

حوالدار محمد سخی بن میاں عالم دین قریشی ہاشمی

میٹرک تعلیم کے بعد بری فوج میں ملازمت اختیار کی بعہدہ حوالدار حاضر سروس ہیں

محمد اعظم ہاشمی و محمد عظیم ہاشمی

پسران میاں عالم دین ہاشمی ان دونوں بھائیوں نے مڈل کے بعد آرمی سروس اختیار کی اور حاضر سروس ہیں

میاں کاکا قریشی

مذہبی تعلیمات میں اچھی مہارت رکھتے تھے دراز قد طاقت ور اور دلیر و پہلوان تھے وزن اٹھانا گولہ پھینکنا اور کشتی میں استاد مانے جاتے تھے گتکا اور تلوار کے ماہر کھلاڑی شاعر عابد و زاہد تھے درویش صفت بھی تھے آپ کے تین فرزند محمد بشیر، محمد نذیر و عبدالعزیز ہوئے۔

الحاج عبدالعزیز ہاشمی قریشی

آپ ۱۹۶۳ء میں جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر مجاہد فورس میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء میں گوریلا جنگ میں حصہ لیا بعد ازاں مجاہد فورس سے مستعفی آکر تجارت اختیار کی کچھ عرصہ بعد بحرین چلے گئے اور سول ملازمت حاصل کی اس دوران ہندوستان کا ایک ہندو آپ کی وعظ و نصیحت سے مسلمان ہوا۔ آپ نے اسے قرآن کی تعلیم دی اور ارکان اسلام سے واقف کیا جس نے ہندوستان واپسی پر اپنے اہل خانہ کو بھی مشرف بہ اسلام کیا اور دینی تعلیم دی آپ دو سال کے بعد گھر آئے اور بعد میں مدینہ منورہ چلے گئے جہاں آپ چودہ سال سے اپنا کاروبار کر رہے ہیں اور کئی دیگر افراد کو بھی مدینہ منورہ بسلسلہ روزگار لے گئے ہیں جس سے ملک و خاندان میں معاشی خوشحالی پیدا ہوئی سات مرتبہ فریضہ حج کی سعادت نصیب ہوئی علاقہ و برادری میں نامور ہیں آپ کے چار فرزندوں میں سے قاری محمد الیاس ہاشمی نے میٹرک اور قاری القران کی سند حاصل کی جب کہ فیاض ہاشمی آپ کے دوسرے فرزند میٹرک کے بعد محکمہ پولس میں بھرتی ہو گئے تفصیل اسماء حصہ شجرہ میں ملاحظہ کریں۔ آپ خوش اخلاق ملنسار اور مہمان نواز نیک سیرت شخصیت کے مالک ہیں۔

ریٹائرڈ حوالدار محمد بشیر ہاشمی

مڈل تعلیم پاکر آرمی میں بھرتی ہوئے اعلیٰ گنر ہونے کے صلہ میں حکام اعلیٰ نے تمغہ جات و سندات سے نوازا۔ ۱۹۷۱ء کے جنگ میں ہندو افواج کے منہ موڑ دیئے۔ آپ بہت بہادر اور جرأت مند ہیں۔ ۲۱ سالہ خدمات میں بعہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہو کر تجارت اختیار کرلی۔ آپ کے ایک فرزند محمد اشفاق ہاشمی تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر فوج میں بحیثیت کلرک ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ کے دوسرے فرزند محمد ممتاز پاکستان آرمی میں سروس کر رہے ہیں۔

حاجی محمد نزیر ہاشمی

مڈل تعلیم پائی اسلامی تعلیمات بھی حاصل کی جامعہ مسجد پولس میں امامت درس و تدریس کے فرائض

انجام دے رہے ہیں- اہل محلہ آپ کے وعظ و تبلیغ سے نماز باجماعت کے پابند ہیں- آپ تجارت و زمینداری کرتے ہیں- حج کا بہت شوق رکھتے تھے حج بھی ادا کر آئے ہیں- ایک دفعہ ہندوؤں نے گولہ باری سے گاؤں پولس خالی کرادیا مگر آپ مسجد سے پانچ وقت سپیکر پر آذان دیتے رہے جس پر ہندو فوجیوں کو بہت تعجب ہوا کہ گاؤں تمام خالی ہے مگر آذان ہوتی ہے نہ تو کوئی آتے جاتے نظر آتا ہے کیا انسان ہے یا کوئی فرشتہ جو بدستور آذان دیئے جارہا ہے- آپ نہایت نڈر جرأت منداور خوش طبع رکھتے ہیں- آپ کے تین فرزند ہیں خورشید ہاشمی جو تعلیم کے بعد لاہور میں انجینئرنگ کا کورس کررہے ہیں- حاجی محمد نذیر ہاشمی نے ہمیشہ جنگوں جھڑپوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور مسلمان فوج کے دوش بدوش کارہائے نمایاں انجام دیئے جذبہ حب الوطنی اور مذہبی سے جذبہ سے سرشار ہیں مہمان نوازی میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں-

میاں احسان الحق ہاشمی قریشی عرف چھانا

آپ ایک جامع اوصاف بزرگ تھے ان کے ایک ہی فرزند میاں اللہ دتہ قریشی جو لگ بھگ سو سال کی عمر میں حیات ہیں آپ اس عمر میں بھی بیکار بیٹھنا گوارا نہیں کرتے اور صحت و تندرستی کا معیار ورزش اور سادہ غذا بتاتے ہیں آپ پرانی یادوں کا مجموعہ ہیں دس بارہ پشت تک شجرہ زبانی یاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس ملک میں آنے کے حوالے بھی بتاتے ہیں ہیں آپ سے ملاقات کرنے گھر پر گیا اور بتایا کہ تاریخ الہاشمی مرتب کررہا ہوں آپ بہت خوش ہوئے اور کامیابی کی دعا فرمائی اور کہا کہ تاریخ نہایت ضروری ہے آج کے نوجوان غفلت برتتے ہیں- انساب کو محفوظ رکھنا واحد ذریعہ تاریخ ہی ہو سکتا ہے تاکہ آنے والی نسلوں کو تعارف و پہچان کے ساتھ ساتھ آباؤ اجداد کی زندگیوں کے نشیب و فراز سے بھی روشناس رہیں آپ کے دو فرزند ہیں میاں فیض محمد ہاشمی محمد عزیز ہاشمی سپاہی **محمد عزیز ہاشمی** پرائمری مکمل کر کے آرمی میں بھرتی ہو کر خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائرڈ ہوئے اور زمینداری و سول کاروبار اختیار کر لئے آپ کے پانچ فرزندوں میں سے بہتر ہے کہ سرفراز شہید کا ذکر کیا جائے- **شہید سرفراز ہاشمی** تیرہ سال کی عمر اور ساتویں جماعت کے طالب علم تھے ۲۵ جون ۱۹۹۱ء کے دن گھر سے نکلے اور مکان کے سامنے کھیت میں کھڑے تھے کہ ایک ہندو فوجی نے اچانک مورچہ سے گولیاں چلائیں ایک گولی آپ کی ٹانگ

میں لگی باقی مکان کے درو دیوار پر لگی آپ کی ٹانگ سے خون بہنا شروع ہو گیا عباسپور ہسپتال میں پہنچائے گئے ہسپتال کے عملہ نے ابتدائی طبی امداد کے بعد راولاکوٹ ہسپتال پہنچانے کو کہا مگر راستہ میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہی دم توڑ گئے آخر وقت تک ورثاء کو محسوس نہ ہونے دیا اور کہا کہ میں ٹھیک ہوں اس جواں سال بچے کی پُرسوز شہادت پر گاؤں پولس کے پتھروں نے بھی آنسو بہائے **قاضی عمر بخش قریشی ہاشمی رقبہ تروٹی** آپ شہر پونچھ کے ایک گاؤں ہاڑی بڈھا سے آئے تھے جو قبیلہ قریشی ہاشمی عباسی سے اپنا نکاس ظاہر کرتے تھے۔ آپ راجی دور میں پونچھ شہر کے قریبی گاؤں کنویاں آکر قیام پذیر رہے پھر چند سالوں کے بعد گاؤں تروٹی عباسپور میں آکر مستقل رہائش اختیار کر لی مکمل شجرہ دستیاب نہیں ہوا۔ آپ ایک جید عالم دین اور پرہیز گار انسان تھے۔ آپ کے ہاں ایک ہی فرزند ہوئے جن کا نام میاں اللہ دتہ قریشی ہاشمی تھا۔ جو عالم دین و پرہیز گار و نیک سیرت انسان تھے جن کے دو فرزند میاں محمد حسین قریشی اور میاں محمد دین قریشی ہوئے میاں محمد حسین قریشی علمی دولت سے مالا مال ہیں عابد و زاہد نیک سیرت اور شریف النفس انسان ہیں زمینداری و سول کاروبار پر گذر بسر ہے۔ آپ کے تین فرزند محمد عزیز محمد مجید' محمد حمید ہیں۔ **نائب صوبیدار محمد عزیز قریشی ہاشمی** آپ نے اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ میٹرک کیا اور اے کے فوج میں بھرتی ہوئے اس وقت نائب صوبیدار حاضر سروس ہیں آپ کے دوسرے بھائی محمد مجید قریشی ہاشمی اس وقت ایم اے عربی فائنل میں ہیں اور بطور عربی معلم تروٹی۔ ہائی سکول میں درس و تدریس کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں آپ ہونہار خوش طبع باصلاحیت نوجوان ہیں تیسرے بھائی محمد حمید قریشی ہاشمی میٹرک کر لینے کے بعد حصول روزگار کے لئے پاکستان کی طرف نکلے جہاں سنجوال اسلحہ فیکٹری ضلع اٹک میں ملازمت کر رہے ہیں۔ **میاں محمد دین قریشی** ولد میاں اللہ دتہ قریشی آپ صرف دینی تعلیم رکھتے ہیں اور زراعت کاری کرتے ہیں آپ کے دو فرزند محمد صدیق محمد مسعود ہیں محمد صدیق ہاشمی مڈل کے بعد آرمی میں بھرتی ہوئے حاضر سروس ہیں۔ محمد مسعود ہاشمی مڈل کے بعد مجاہد فورس میں خدمات انجام دے رہے ہین اس خاندان کا کہنا ہے کہ ہم نسب کے لحاظ سے قریشی عباسی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہندوستان میں ہاڑی بڈھا گاؤں میں کافی قبیلہ آباد ہے وہاں شجرہ نسب محفوظ ہے۔ جو ہم بعد میں منگوا دیں گے ویسے عادات و خصائل ان کے ملتے جلتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خاندان ہم میں سے ہی ہے۔

میاں فضل دین قریشی ولد قاضی محمد علی قریشی ہاشمی آپ نہایت متقی، عابد و زاہد تھے موضع تروٹی میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے تین فرزند ہوئے امام دین، کالا خان، صاحب دین میاں امام دین ہاشمی کے دو فرزند محمد فیض، محمد رفیق ہاشمی جو تروٹی کے بجائے گاؤں کنولی میں آباد ہو گئے۔ **میاں کالا خان ہاشمی** آپ نہایت دین دار اور شریف النفس ہیں۔ آپ کے ایک ہی فرزند حوالدار محمد سید ہاشمی ہیں جو تعلیم سے فراغت پر جذبہ حب الوطنی کو پایہ تکمیل پہنچانے کی غرض سے مجاہد فورس میں بھرتی ہو گئے اور بعہدہ حوالدار خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ بہت بہادر انسان ہیں آپ نے ۱۹۹۱ء میں گونتریاں محاذ پر ہونے والی جھڑپ میں شجاعت کے اعلیٰ کارنامے دکھائے اور داد شجاعت حاصل کی دوران جھڑپ دشمن کے ایریا سے مسلمان شہیدوں کی لاشیں بھی باہر نکال لائے۔ **حافظ سخی محمد ہاشمی** آپ کے والد کا نام میں صاحب دین قریشی ہے آپ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو تروٹی گاؤں میں پیدا ہوئے مڈل تک تعلیم حالیہ ڈگری کالج عباسپور سے حاصل کی اور دینی علوم کے حصول کے لئے گولڑہ شریف چلے گئے جہاں حفظ القران کیا مزید حصول علم کی عرض سے فیصل آباد کے دار العلوم جامعہ قادریہ رضویہ میں داخلہ لیا جہاں سات سال تک درس نظامی کی تعلیم پائی اور ساتھ ہی تجوید کی سند بھی حاصل کی اور بحثیت قاری گورنمنٹ ہائی سکول پلنگی میں تعینات ہو کر خدمات دینی شروع کیں بعد ازاں مختلف سکولز میں تعین رہے تبلیغ دین کے سلسلہ میں لحہ بہ لحہ کوشاں رہتے ہیں کلام الہٰی اور تعویذات کے ذریعہ ضرورت مندوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ایک پیرو بزرگ کی حد تک شمار ہوتے ہیں علاقہ و برادری میں آپ کو ایک عزت حاصل ہے آپ کے چھ فرزندوں میں سے بڑے فرزند محمد رشید ہاشمی میٹرک کے بعد آرمی میں اس وقت حاضر سروس ہیں۔ **محمد نذیر قریشی ہاشمی رقبہ تروٹی** آپ مڈل تعلیم پا کر آرمی میں بھرتی ہوئے اس دوران تین جنگوں میں حصہ لیا ۱۹۶۵ء میں چکوٹھی کے مقام پر اور ۱۹۷۲ء کی جھڑپ میں لیپہ کے مقام پر اور ۱۹۷۱ء میں پونچھ سیکٹر پر داد شجاعت حاصل کی اور دشمن کو پسپا کیا لیپہ کی جھڑپ میں بے حد شجاعت سے لڑے بعد ازاں ریٹائرڈ ہو گئے قبیلہ برادری کی فلاح و بہبود میں بھی بڑے اہم رول ادا کرتے ہیں نہایت بہادر اور غیور ہیں۔ **محمد صدیق ہاشمی** آپ کے ایک فرزند محمد بشیر ہاشمی مڈل کے بعد پاکستان آرمی میں بھرتی ہو کر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ **نائیک محمد شریف قریشی ہاشمی** آپ مڈل کے بعد آرمی میں بھرتی ہوئے ۱۸ سال بعد نائیک ریٹائرڈ آئے اور جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر

دوبارہ مجاہد فورس میں ابھی تک حاضر سروس ہیں پہلی سروس کے دوران ۱۹۷۱ کی جنگ میں وادی لیپہ کی جھڑپ میں شامل رہے اور ۱۹۹۱ء میں کھوٹہ باغ بمقام گونتریاں محاذ پر ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کیا اور داد شجاعت پائی نڈر دیانت دار اور متقی انسان ہیں۔ **محمد قدیر ہاشمی** آپ تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۵ سالہ فوجی خدمات انجام دے کر ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ **حوالدار محمد لطیف ہاشمی** مڈل کے بعد مجاہد فورس میں بعہدہ حوالدار فائز ہیں **حوالدار مکھن دین ہاشمی** مڈل تعلیم پا کر اس وقت پاکستان آرمی میں بعہدہ حوالدار فائز ہیں **محمد خلیل ہاشمی** میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں سروس کر رہے ہیں ان کے علاوہ اور بھی کئی لوگ رقبہ تروٹی میں آباد ہیں جن کے نام حصہ شجرہ میں موجود ہیں۔

لہاسری منگ موہڑہ سیداں کا قریشی خاندان

قاضی خیر محمد کے ایک فرزند قاضی فضل دین تھے جن کے دو فرزند ہوئے میاں فقیر محمد قریشی جن کی اولادیں پولس میں ہیں اور میاں دین محمد قریشی کی اولادیں لہاسری منگ میں آباد ہیں لہاسری منگ کے اس قبیلہ کے نامور بزرگ قاضی فضل دین قریشی ہو گزرے ہیں جو مشہور عالم دین اور اپنے وقت کے بزرگ مانے گئے آپ ہمیشہ دین کے لئے کام کرتے تھے وعظ و نصیحت سے مسلمانوں کو صوم و صلواۃ کا پابند بنایا آپ قاضی قمر علی شاہ صاحب سوپناگ والوں کے ہم عصر تھے اور پانچوں وقت کی مسجد میں آپ آذان دیا کرتے تھے چند ہندوؤں نے مشہور کیا کہ فضل دین کی آواز پر اثر اور سُریلی ہے جو اثر رکھتی ہے اسے آذان دیتے ہوئے قتل کیا جائے چنانچہ ایک دن دوران آذان ہندوؤں نے آپ پر گولی چلادی لیکن آپ آذان مکمل کرنے تک جگہ سے ہلے بھی نہ تھے اور بال بال محفوظ رہے آپ بلند پایہ عالم اور خوف خدا رکھنے والے متقی و پرہیز گار تھے۔

میاں امام دین قریشی ہاشمی

والد کی طرح آپ بھی جید عالم دین اور بزرگ شخصیت تھے والد کی وفات کے بعد امامت کے فرائض آپ نے سنبھالے درس و تدریس نکاح خوانی بھی کرتے تھے اکثر اوقات نماز پنج گانہ نوافل، تہجد میں مصروف رہتے تھے آپ کے چار فرزند ہوئے ہاشم دین، حسن دین، محمد دین، عالم دین آخر ذکر نے لاولد

انتقال کیا۔

صوفی ہاشم دین قریشی ہاشمی

آپ ایک دیندار صالح انسان تھے آپ کے ایک فرزند مولوی محمد شفیع ہاشمی ہوئے جو موڑہ سیداں لہاسری منگ میں دیسہ امامت کے جملہ فرائض انجام دیتے ہیں چھاترہ لہاسری منگ اور سوپناگ کے رجسٹرڈ نکاح خواں ہیں۔ آپ میں سادگی نرمی اور ملنساری بدرجہ اتم موجود ہیں علاقہ و برادری میں آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور برگزیدہ شخصیت مانے جاتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہوئے بڑے فرزند نائب صوبیدار محمد عارف ہاشمی جو میٹرک کر کے آرمی میں بھرتی ہوئے اس وقت نائب صوبیدار کے عہدہ پر فائز ہیں دوسرے محمد سعید ہاشمی ایف اے کے بعد راولپنڈی میں ملازمت کرتے ہیں تیسرے محمد مسعود ہاشمی جو بی اے کر چکے ہیں۔ حصول اسلامی علوم کی پیاس رکھتے ہیں رحمدل نرم خو صاف گو صاف دل انسان ہیں۔

میاں محمد دین بن امام دین ہاشمی

آپ ایک قابل قدر انسان تھے سخاوت و خوش اخلاقی میں درجہ امتیاز حاصل تھا آپ کے ایک ہی فرزند محمد صدیق ہاشمی ہیں جو ایم اے اسلامیات کرنے کے بعد راولپنڈی میں ملازمت کر رہے ہیں ملک و قوم کے لئے درد دل رکھتے ہیں مذہبی علوم میں ماہر اور عبادت گذار ہیں اور راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں یہ خاندان کافی تعداد میں لہاسری منگ اور موہڑہ سیداں میں آباد ہے جن کے نام حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں

محمد یوسف قریشی ہاشمی کنولی آپ ۲۰ جنوری ۱۹۶۲ء کو کنولی میں میاں فیض محمد ہاشمی کے گھر پیدا ہوئے میٹرک ڈگری کالج عباسپور سے کیا اور پولی ٹریڈ کالج اسلام آباد میں داخلہ لے کر الیکٹریشن کا کورس مکمل کیا اور اسی ادارہ میں سروس اختیار کرلی پانچ سال بعد چند مجبوریوں کے باعث گھر آئے اور الیکٹرک وائرنگ کا لائیسنس لے کر پرائیویٹ وائرنگ کا کام شروع کیا۔ ۱۹۸۶ء میں محکمہ حفظان صحت میں بطور الیکٹریش بھرتی ہو کر عباسپور ادارہ میں خدمات شروع کی آپ سماجی کارکن ہیں قبیلہ میں اتحاد و تعاون کا جذبہ بیدار کیا اور اصلاحی امور میں پیش پیش رہتے ہیں تاریخ الہاشمی کی ترتیب کے وقت آپ نے محمد کبیر قریشی کے ہمراہ رہ کر حالات نوٹ کر کے ارسال کئے

عبد المجید ہاشمی پرائمری تعلیم ہے۔ اچھے دیندار اور صالح ہیں سول کاروبار اور زراعت کاری کرتے

پر دماغ اور باصلاحیت نوجوان ہیں قبیلہ ملک و قوم کے لئے درد دل رکھتے ہیں برادری کے اصلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

حبیب الرحمٰن ہاشمی

میٹرک کرنے کے بعد فوج میں بھرتی ہو کر ملی خدمات انجام دے رہے ہیں جب کہ آپ کے بھائی محمد امین ہاشمی مجاہد فورس میں سروس کر رہے ہیں۔

خاندان ہاشمی آف عباسپور کا تاریخی پس منظر

پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحدی جھڑپوں کے علاوہ تین بڑی جنگیں ہوئیں۔ ۱۹۴۷ء ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں عباسپور کے رہائشی خاندان بنو ہاشم کو شدید مشکلات اٹھانا پڑیں۔ ۱۹۴۷ء میں یہ خاندان ہجرت کر کے باغ جا کر اقامت گذیں رہا جب کہ بچے عورتیں بوڑھے وہاں مقیم تھے اور نوجوان جنگ میں شریک رہے اس خاندان کی اراضیات بالکل بارڈر لائن کے قریب ہیں سامنے ایک فرلانگ پر ہندو افواج مورچہ زن ہیں اور پچھلی طرف اسلامی فوج مورچہ زن ہے اور گاؤں پولس دونوں فوجوں کے درمیانی علاقہ میں ہے یہاں آل جموں و کشمیر میں مسلم کانفرنس کی حکومت نے بہت تعمیرو ترقی کی ہے سڑک پانی، بجلی، مسجد، سکول، ہائی سکول و گرلز سکول اور جملہ شہریوں کی ضروریات کو پورا کیا گیا یہ لوگ بھی بڑے دلیر ہیں اور میں کہتا ہوں صحیح مرد مجاد ہیں دینی نکتہ نظر سے نہایت اسلامی اور پابند صوم و صلوٰۃ و شریعت ہیں۔ علاقہ بہت زرخیز ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق غلہ زمینوں سے حاصل کر لیتے ہیں یہ جگہ نیم پہاڑی ہے عباسپور شہر سے پولس تقریباً" تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے گاؤں کنولی اور چھاترہ شہر کے قریب ہیں اس خاندان میں سرفہرست میاں سلطان محمد ہاشمی میاں عالم دین ہاشمی، میاں حسن محمد ہاشمی، میاں فیض محمد ہاشمی، میاں لال دین ہاشمی، میاں فقیر محمد ہاشمی، مولانا محمد بشیر ہاشمی نامور ہیں یوں تو سارا ہی خاندان اچھی سیرت و کردار کا مالک ہے لیکن ان میں میاں سلطان محمد ہاشمی قبیلہ کے مایہ ناز لیڈر شخصیت ہیں کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے خدشہ کی وجہ سے بالکل مختصر کیا گیا ہے تفصیل مکمل شجرہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

خاندان بنوہاشم کے نام ایک پیغام

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے' کارواں بنتا گیا
(اقبال)

تاریخ کا مطالعہ ہمارے لئے باعث ترقی ہے کیونکہ ہم عروج سے زوال کی طرف آئے ہیں اپنے اباؤ اجداد کی خامیوں' خوبیوں کا مطالعہ ہی ہمیں زندگی کے نشیب و فراز کا پتہ دیتا ہے تاریخ یکجہتی' و تعارف کے لئے مشعل راہ ہے بحوالہ احادیث و قرآن بھی ہمیں درس دیا گیا ہے کہ اپنے اپنے انساب کو محفوظ رکھنا اور سیکھنا ضروری ہے وہ قبیلہ ترقی نہیں کر سکتا جس کی تاریخ گم ہو جائے۔ تاریخ بنیادی حقوق کے زمرے میں آتی ہے بنیادی حقوق کے بغیر انسان اپنی شخصیت کو اجاگر نہیں کر سکتا لہٰذا اس خاندان کے ہر فرد کو اس تاریخ کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے تاریخ الہاشمی بے شمار مستند تاریخوں کا مجموعہ ہے اس میں کئی دینی حوالے بھی موجود ہیں علاوہ ازیں جب یہ تاریخ مرتب ہو رہی تھی میں نے اپنی بساط کے مطابق مصنف کو تاریخی حوالے فراہم کئے بے شک یہ تاریخ حقائق پر مبنی ہے۔

اسلام علیکم

محمد کبیر قریشی الہاشمی (بی۔اے) ساکنہ پولس تحصیل عباس پور ضلع پونچھ آزاد کشمیر

اولاد قاضی فیض محمد قریشی ہاشمی کھیران سیسر

اس خاندان کا نسبی تعلق قبیلہ قریشی ہاشمی سے ہے' جو کہ ان میں آباؤ اجداد سے روایت چلی آ رہی ہے ناطہ رشتہ بھی قریشی خاندان سے ہی ہو تا رہا ہے کہا جاتا ہے کہ اس خاندان کے ایک بزرگ قاضی فیض

محمد ہاشمی کے تین بھائی اور بھی تھے یہ چاروں بھائی ارجہ سہوتہ کے مقام پر آباد تھے جب کہ ایک بھائی آپراجی دور میں سہوتہ سے نقل مکانی کر کے دریائے جہلم کے اس پار نمب رومال جا کر آباد ہوئے جہاں آپ کی اولادیں ابھی تک آباد ہیں قاضی فیض محمد کے ایک بھائی کی اولادیں سہوتہ میں قیام پذیر ہیں قاضی فیض محمد بھی آپراجی دور میں سہوتہ سے نقل مکانی کے بعد سیسر کھیران چلے آئے اور بعد ازاں یہاں ہی رہائش اختیار کر لی آپ کی اولادوں میں سے کچھ لوگ سیریاں باڑیاں میں بھی آباد ہیں اس خاندان کے زیر قصبہ تقریباً ۳۰۰ کنال اراضی ہے آپ کے چار فرزند ہوئے میاں ولی محمد' میاں محمو' میاں سید محمد اور میاں غلام دین

میاں غلام دین قریشی ہاشمی

آپ تعلیم یافتہ تھے قرآن و احادیث سے بھی مہارت رکھتے تھے ایام جوانی آپ نے ٹھیکیداری شروع کی اور سالگراں سے کوہالہ تک سڑک آپ کی زیر نگرانی مکمل ہوئی آپ گورنمنٹ کنٹریکٹر تھے بعد ازاں جنگلات کی چرائی پر بھی ٹھیکیداری کرتے رہے آپ مالی طور پر نہایت مستحکم تھے۔ اردو کے ساتھ ساتھ فارسی تعلیمات بھی رکھتے تھے نہایت دیندار پابند صوم و صلواۃ نیک سیرت اور فرمانبردار شخصیت کے مالک تھے آپ کے تین فرزند ہوئے میاں امیر الدین جو لاولد ہوئے میاں احمد نور منشی محمد خلیل

منشی محمد خلیل قریشی ہاشمی

آپ کی تعلیم پرائمری اردو عربی فارسی تھی ٹھیکیدار کے ساتھ بطور منشی کام کرتے رہے یہ ڈوگرہ عہد کا ذکر ہے آپ سیسر کھیران کے نمبردار بھی رہے آپ غیور جرأت مند معاملہ فہم بے باک تھے۔ قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے تھے شعر و شاعری سے گہرا لگاؤ تھا۔ آپ ادبی شخصیت کے ساتھ ساتھ خوش طبع خوش اخلاق تھے۔ ۶۵ سال کی عمر پا کر ۱۹۶۲ء میں لاولد وفات پائی۔

میاں احمد نور ہاشمی

آپ نہایت نیک سیرت اور خوش طبع تھے ناظرہ قرآن کی تعلیم رکھتے تھے اردو بھی لکھ پڑھ لیتے تھے اچھے دیندار اور پابند صوم و صلواۃ تھے اور مہمان نواز بھی۔ آپ کا گذر بسر زراعت کاری پر رہا۔ آپ نے تقریباً" ۸۵ سال کی عمر میں ۱۹۷۶ء میں وفات پائی آپ کے چار فرزند ہوئے میاں محمد کالا' میاں محمد

سعید، میاں محمد کبیر و میاں محمد عزیز

میاں محمد کالا ہاشمی قریشی

ناظرہ قرآن کی تعلیم رکھتے ہیں خواندہ ہیں بوقت ضرورت امامت کے فرائض انجام دے سکتے ہیں عمر کا کافی حصہ راولپنڈی میں سول ملازمت کرتے رہے پابند صوم و صلواۃ متقی پرہیزگار اور خوش اخلاقی کے ساتھ ساتھ نہایت ملنسار اور مہمان نواز ہیں تقریباً ۶۲ سال کی عمر میں حیات ہیں آپ کے چار فرزند محمد اورنگزیب، محمد عرفان، محمد عمران اور محمد رضوان ہیں

محمد اورنگزیب قریشی ہاشمی

آپ کی تاریخ پیدائش ۱۹۶۹ء ہے۔ آپ نے ایف اے تک تعلیم پائی اور محکمہ تعلیم میں بطور مدرس بھرتی ہو گئے شعروادب کے بڑے ماہر ہیں آپ کو شعروادب و اسلامی تاریخی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق ہے اور اکثر اوقات لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں اردو زبان کے ماہر ہیں۔ اپنے علاقہ کے بچوں کو مقامی مسجد میں درس قرآن دیتے ہیں آپ خوش نویس ہیں۔ آپ میرے ایک عظیم رفیق کار ہیں آپ کی ذہانت بے مثال ہے۔ آپ اصلاحی تنظیموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں آپ تنظیم اصلاح نوجوانان کھیران کے بانی ہیں ملک و قوم کے لئے اچھے خیالات رکھتے ہیں تاریخ سے گہرا لگاؤ اور علم رکھتے ہیں نہایت غیور، بے باک، خوش اخلاق اور ملنسار مہمان نواز ہیں۔

محمد عرفان ہاشمی

میٹرک تک تعلیم پانے کے بعد سول کاروبار کرتے ہیں نہایت مہذب شائستہ اور خوش طبع شخصیت کے مالک ہیں شعروادب سے گہرا لگاؤ ہے۔

محمد عمران ہاشمی آپ نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی نہایت دلیر خوددار جرأت مند خوش طبع و خوش اخلاق نوجوان ہیں۔

محمد سعید ہاشمی

آپ ناظرہ قران کی تعلیم رکھتے ہیں اردو بھی لکھ پڑھ لیتے ہیں پابند صوم و صلواۃ، حلیم طبع خوش اخلاق ہیں پنڈی میں مقیم ہیں اور ٹھیکیداری کرتے ہیں مہمان نوازی اور سخاوت میں درجہ خاص رکھتے ہیں

میاں محمد کبیر ہاشمی

آپ لکھے پڑھے ہیں ناظرہ قرآن بھی پڑھا ہے پابند صوم و صلواۃ ہیں حلیم طبع خوش اخلاق ہیں۔ آباؤ اجداد کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے ہیں آپ نے حالات و واقعات بھی لکھوائے ہیں آپ کے چھ فرزند ہیں ایک فرزند شمریز ہاشمی بی اے میں زیر تعلیم ہیں گلزیب ہاشمی ٹھیکیداری کرتے ہیں باقی بچے مختلف درجات میں زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

میاں سید محمد قریشی ہاشمی

آپ دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اردو لکھ پڑھ لیتے تھے زراعت کاری پر گزر بسر تھا اور ماہر زمیندار تھے نیک سیرت پابند شریعت سخی اور مہمان نواز تھے۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ میاں فتح دین میاں قمر دین میان نواب دین۔ میاں علم دین' میاں شمس دین نے لاولد وفات پائی میاں نواب دین کے ایک فرزند محمد صدیق لاولد ہوئے میاں علم دین کے ایک فرزند میاں محمد رحیم جو لاولد ہیں اور زندہ ہیں۔

میاں محمد رحیم ہاشمی قریشی

آپ لکھے پڑھے ہیں اور انگریزی بھی لکھ پڑھ لیتے ہیں ایام جوانی برٹش آرمی میں سروس مکمل کر کے ریٹائرڈ ہوئے دوران سروس بیرونی ممالک میں رہے ریٹائرمنٹ کے بعد محکمہ سول سپلائی میں بھرتی ہوئے یہاں بھی آپ نے سول سروس مکمل کی۔ ۱۹۷۱ء کے جنگ کے وقت اپنی خدمات مجاہد فورس کو پیش کیں چار سالہ خدمات کے بعد بوجہ بیماری ڈسچارج ہوئے ابھی تک بیمار ہیں ایام زندگی نہایت فراخدل اور قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں نہایت غریب پرور اور سخاوت میں درجہ خاص رکھتے ہیں۔

میاں فتح دین قریشی ہاشمی آپ لکھے پڑھے تھے ناظرہ قرآن کی تعلیم بھی رکھتے تھے۔ پابند شریعت سخی مہمان نواز نیک طبع اور خوش اخلاق تھے۔ ذریعہ معاش زراعت کاری تھا۔ تقریباً ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ایک ہی فرزند میاں عبدالرحیم قریشی ہاشمی ہوئے آپ قبیلہ کے لئے اچھے درد دل رکھتے ہیں فلاحی و اصلاحی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں سول کاروبار اور زمینداری کرتے ہیں نیک سیرت خوش اخلاق خوش طبع ہیں مہمان نوازی میں آپ کو درجہ خاص حاصل ہے۔ آپ کے چار فرزند ہوئے محمد یونس' محمد امین' محمد نصیر' محمد گلفراز بڑے تین بھائی درمیانہ درجہ کے تعلیم یافتہ ہیں زمینداری اور سول کاروبار کرتے ہیں نہایت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں اصلاحی کاموں

میں بہتر دلچسپی رکھتے ہیں اچھے جرأت مند اور غیور نوجوان ہیں جب کہ آپ کے چھوٹے بھائی محمد گلفراز ہاشمی نے میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ انور العلوم دہیر کوٹ میں ایک سال تک اسلامی تعلیمات بھی حاصل کیں۔

یہ خاندان نہایت محنتی جرأت مند باعزم اور باکردار لوگ ہیں فلاحی و اجتماعی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ قبیلہ و برادری کے لئے اچھے خیالات رکھتے ہیں دینی و دنیاوی تعلیمات میں بھی نسبتاً اچھا شوق رکھتے ہیں نہایت ہی نیک سیرت ہیں اور اچھے فکر و کردار کے مالک ہیں۔

میاں خواج محمد قریشی ہاشمی سیسر کھیران

آپ کے والد بزرگوار قاضی عبداللہ بڑے نامور اور مشہور تھے اور گاؤں چھلیری میں آباد تھے میاں خواج محمد پھلیری سے بسلسلہ امامت سیسر آئے آپ اسلامی علوم میں بہتر معلومات رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے سیسر کی مقامی مسجد میں امامت و درس تدریس کا فریضہ انجام دیا آپ کے نام اور لقب کی وجہ سے آپ کے رہائشی رقبہ کا نام میانہ لوپاڑا مشہور ہو کر درج ریکارڈ مال ہے۔ دوران امامت ثواب حاصل کرنے کی غرض سے وضو کے لئے پانی خود مسجد میں لاکر بھرتے تھے۔ آپ نہایت ہی صاف گو صاف دل اور طبع کے ذرا سخت تھے آپ نے ضعیف العمری میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہوئے۔ میاں محمد علی، میاں علی محمد، میاں روشن علی

میاں محمد علی قریشی ہاشمی

اپ نیم کھیران میں آباد ہو گئے اور آپ کی اولادیں وہاں ہی آباد ہیں زمینداری امامت اور درس و تدریس کرتے رہے پابند صوم و صلواۃ تھے آپ صاف گو ذرا سخت طبع غرباء پرور دراز قد نہایت طاقتور اور مہمان نواز تھے۔ ۱۱۴ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے چار فرزند ہوئے میاں غلام محمد، میاں پیر بخش، میاں کرماں میاں محمد و میاں محمد و ---> اسلامی تعلیمات سے اچھی مہارت رکھتے تھے آپ سیسر سے نقل مکانی کے بعد میرۂ مشتبہ مظفر آباد جاکر قیام پذیر ہوئے آپ دراز قدر طاقتور گتکا کے کھلاڑی اور مشہور پہلوان تھے۔ ۱۲۱ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزندوں میں سے میاں

فضل نے لاولد انتقال کیا اور میاں محمد حسین صاحب اولاد ہوئے۔ آپ کے دو فرزندوں سے میاں علی اکبر اور میاں قطب الدین سے اولادیں چلیں جو میرہ مشتبہ میں آباد ہیں۔

میاں علی محمد قریشی ہاشمی

آپ دینی علوم میں ماہر تھے زمینداری کے ساتھ ساتھ امامت اور درس و تدریس سے منسلک رہے سخت طبع مگر صاف گو رحمدل غریب پرور اور سخی تھے قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے تھے پابند صوم و صلواۃ تھے تقریب ۱۰۲ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزندوں میں سے میاں نصرالاولد وفات پاگئے دوسرے میاں سطردین سے اولاد کا سلسلہ چلا۔

میاں سطردین قریشی ہاشمی

آپ اپنے آبائی مقام میانہ لوپاڑا میں آباد رہے اسلامی علوم گھرانہ سے پائے بوقت ضرورت امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے نہایت طاقت ور سخی متقی و پرہیزگار' میانہ قد صاف گو حلیم طبع اور نیک سیرت تھے زمینداری کے بڑے ماہر تھے محلہ کے بچوں کو اپنے گھر میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ آپ نے ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی تین فرزند ہوئے میاں قائم الدین' میاں نظام الدین' اور میاں علم الدین

میاں قائم الدین قریشی ہاشمی

آپ اسلامی تعلیمات رکھتے ہیں آپ کا گذر بسر سول کاروبار کے ساتھ زمینداری پر رہا آج کل ضعیف العمری میں ہیں اچھے عابد و زاہد اور پابند شریعت ہیں سخاوت مہمان نوازی اور خوش اخلاقی میں درجہ امتیاز رکھتے ہیں نیک سیرت اور خوش طبع ہیں آپ کے چار فرزند ہیں محمد خوشحال ہاشمی' عبدالرشید ہاشمی' محمد ارشاد ہاشمی عین الحیات ہاشمی

محمد خوشحال ہاشمی

آپ ۱۹۶۵ء کے دوران جنگ فوج میں بھرتی ہوئے اور تین سالہ خدمات کے بعد ڈسچارج ہوئے۔ ۱۹۷۱ء کے جنگ کے وقت آپ کو دوبارہ فوج میں طلب کیا گیا آپ کو بنگال بھیجا گیا جہاں آپ نے نہایت بہادری اور جرأت مندی دکھا کر دیانتداری کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا اور دو سال تک جنگی قیدی بھی رہے۔ آج کل گھر پہ ہیں زمینداری اور سول کاروبار کرتے ہیں اچھے دیندار صاف گو بے باک و

ملنسار اور مستقل مزاج شریف طبع کے مالک ہیں آپ کے تین فرزند ہیں۔

عبدالرشید قریشی ہاشمی

آپ کی پرائمری تعلیم ہے دینی علوم میں بھی اچھی مہارت ہے آپ سول کاروبار و ٹھیکیداری کرتے ہیں نوجوانوں میں بااثر اور قبیلہ کی اصلاحی تحریکوں میں پیش پیش رہتے ہیں آپ نے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی بیدار کیا اپنی قومی تاریخ سے بے حد معلومات و لگاؤ ہے ہمیشہ قبیلہ کی یکجہتی و تعاون پر زور دیتے ہیں آپ تحمل مزاج معاملہ فہم ہونے کے ساتھ ساتھ خوش طبع اور خوش اخلاق ملنسار ہیں حق بات بے باکی سے منہ پر کہہ دیتے ہیں۔ آپ کے چار فرزندوں میں سے محمد پرویز میٹرک تک تعلیم پا کر سول کاروبار کرتے ہیں باقی زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

محمد ارشاد قریشی ہاشمی

آپ لکھے پڑھے ہیں سول کاروبار' زمینداری پر گزر بسر کرتے ہیں آپ والدین کے اچھے خدمتگار سخاوت میں بہتر، حلیم طبع، خوش اخلاق اور ملنسار ہیں آپ کے چار فرزند زیر تعلیم اور زیر پرورش ہیں۔

عین الحیات قریشی ہاشمی

مڈل تک تعلیم حاصل کی ہے دینی علوم میں اچھی معلومات رکھتے ہیں آپ پابند صوم و صلواۃ و پرہیزگار ہیں خوش طبع ہیں تبلیغی جماعت کے رکن ہیں سول کاروبار کرتے ہیں اور قبیلہ کی یکجہتی و تعاون اور اصلاحی امور پر خصوصی توجہ دیتے ہیں قومی تاریخ سے بے حد دلچسپی ہے نہایت نڈر انسان ہیں آپ کا ایک فرزند زیر پرورش ہے۔

میاں نظام الدین قریشی ہاشمی

تعلیم القران رکھتے ہیں صوم و صلواۃ کے پابند ہیں دوران جنگ آزادی آپ نے شامل ہو کر اپنی خدمات پیش کیں ۳ سالہ خدمات کے بعد بوجہ بیماری ڈسچارج ہو گئے۔ سول کاروبار اور زمینداری ذریعہ معاش ہے آپ اس وقت تقریباً ۷۲ سال کی عمر میں حیات ہیں۔ آپ نے آباؤ اجداد کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی اور آپ کی وساطت سے لکھا گیا آپ کو ۸ پشت تک شجرہ بھی زبانی یاد ہے آپ سخی صاف گو اور مستقل مزاج ہیں آپ کے ایک فرزند محمد رفیق نامی تھے جو دس سال کی عمر میں وفات

پا گئے۔

میاں علم الدین قریشی ہاشمی

ناظرہ قرآن کی تعلیم ہے خواندہ ہیں سول کاروبار اور زمینداری کرتے ہیں طبعیت نرم سخی اور خوش اخلاق ہیں آپ کے چار فرزند ہیں خوشی محمد ہاشمی، محمد کبیر ہاشمی، محمد بشر ہاشمی، د محمد نیاز ہاشمی خوشی محمد ہاشمی جو سول کاروبار اور زمینداری سے وابستہ ہیں نہایت خوش اخلاق ملنسار اور اچھے دیندار ہیں۔

کنیاٹ کھیران سیسر کا قریشی ہاشمی خاندان تحصیل دھیر کوٹ ضلع باغ

میاں باج محمد قریشی ہاشمی

آپ کا آبائی گاؤں آ ٹھمقام تھا۔ آپ کے والد بزرگوار میاں فیض محمد قریشی تھے۔ ڈوگرہ ایام کے وقت میں آپ آ ٹھمقام سے نقل مکانی کے بعد موضع سیسر کنیاٹ میں آکر رہائش پذیر ہوئے اس خاندان کے یک جدی لوگ آٹھمقام کے علاوہ قاضیاں ناپجا تحصیل مظفر آباد وبکوٹ شریف تحصیل ایبٹ آباد کے پیر صاحب ہیں اس قبیلہ میں قابل ذکر محمد خوشحال قریشی نامی ایک بزرگ ہوئے ہیں جو دینی تعلیمات میں بہت ماہر تھے۔ ابتدائی ایام زندگی ۱۹۶۵ء میں فوج میں بھرتی ہو کر قوم و ملک کی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ ۱۹۸۰ء میں بعہدہ نائیک ریٹائرڈ آئے دوران سروس بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ حکام اعلیٰ نے خوش ہو کر آپ کو تمغہ ستارہ جرأت اور دو تمغہ جنگ عنایت کیے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد راولپنڈی میں ایک مسجد کے خطیب کے فرائض انجام دیتے رہے اسی دوران آپ راولپنڈی مین ہی بیمار پڑ گئے یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی۔ ۱۹۹۳ء میں وفات پا گئے آپ عابد و زاہد اور سچے مسلمان تھے دین اسلام سے حد درجہ کی محبت رکھتے تھے۔ آپ حلیم طبع نیک خو اور نیک سیرت تھے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے اس خاندان کا مکمل شجرہ قاضیاں ناپجاں میں باقی قبیلہ کے پاس محفوظ ہے آپ کے دو فرزندوں کے نام محمد اصغر علی جو میٹرک کے بعد سول کاروبار کرتے ہیں چھوٹے رفاقت حسین میٹرک میں زیر تعلیم ہیں۔

میاں فیض محمد قریشی ہاشمی

آپ موضع سنگولہ تحصیل باغ میں آباد تھے کہتے ہیں کہ آپ کا نسبی تعلق قبیلہ قریش سے ملتا ہے آپ

کے تین فرزند ہوئے۔ میاں محمد اکبر، میاں محمد مکھن لاولد میاں وارث ناڑاکوٹ چلے آئے یہ ایام آپ ابی کا واقعہ ہے میاں محمد اکبر سنگولہ سے ہاڑی گہل کے ایک گاؤں کوٹھیاں آکر آباد ہوئے آپ کی اولادیں وہاں آباد ہیں آپ کے ایک فرزند محمد اسمٰعیل نامی سے اولادوں کا سلسلہ چلا میاں محمد وارث ناڑاکوٹ آئے اور پیشہ امامت درس و تدریس اختیار کیا آپ عمر کے آخری حصہ میں موضع سیسر موڑہ آکر رہائش پذیر ہوئے اور ضعیف العمری میں وفات پائی آپ کے دو فرزندوں میں سے میر حسین لاولد ہوئے اور میاں نیک محمد سے اولادیں چلی ہیں میاں نیک محمد کے دو فرزند میاں فیض عالم لاولد اور میاں محمد عالم ہوئے۔ آپ نیک سیرت تھے دینی تعلیم رکھتے تھے۔ محلہ کے بچوں کو درس قرآن گھر میں دیتے رہے اچھے دیندار اور پابند صوم و صلواۃ تھے زراعت کاری پر گذر بسر تھا ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہوئے میان روشن دین ہاشمی میاں علم دین میاں حسن دین۔

میاں روشن دین قریشی ہاشمی

آپ لکھے پڑھے تھے ناظرہ قرآن کی تعلیم رکھتے تھے ایام جوانی برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے اور بعہدہ حوالدار ۱۹۴۶ میں ریٹائرڈ ہوئے۔ دوران سروس آپ کئی بیرونی ممالک میں قیام پذیر رہے جنگ، آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ سخت طبع اور حق گوئی میں بے باک تھے۔ آپ نے ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے دو فرزند اسمدین اور محمد رفیق ہوئے۔

میاں محمد رفیق قریشی ھاشمی ناظرہ قران کے ساتھ ساتھ پرائمری تعلیم رکھتے ہیں۔ آپ شعبہ ٹرانسپورٹ سے منسلک رہے آج کل ٹھیکیداری سے وابستہ ہیں۔ خوش طبع خوش اخلاق ہیں آپ کے تین فرزند ہیں۔ نزاکت حسین، ساجد اقبال، طالب حسین ہیں

میاں اسمدین قریشی ہاشمی آپ لکھے پڑھے ہیں۔ شعبہ ٹرانسپورٹ سے منسلک ہیں زراعت کاری بھی کرتے ہیں خوش اخلاق، صاف گو ہیں۔ آپ کے دو فرزند زاہد حسین اور طاہر اقبال ہیں۔

میاں علم الدین قریشی ھاشمی ناظرہ قران کی تعلیم رکھتے تھے۔ زمینداری اور سول کاروبار کرتے تھے۔ خوش اخلاق حلیم طبع پابند صوم و صلوۃ تھے۔ جنگ آزادی میں خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ بچوں کو گھر میں تعلیم قران دیتے تھے۔ مال مویشی پالنے کا بہت شوق تھا۔ تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ایک ہی فرزند **میاں شاہ محمد قریشی ھاشمی** ناظرہ قران کے ساتھ ساتھ پرائمری تعلیم رکھتے

ہیں۔ سول کاروبار ٹھیکیداری و زمینداری کرتے ہیں۔ خوش اخلاق حلیم طبع و خوش مزاج ہیں آپ کے پانچ فرزند ہیں جو مختلف درجات میں زیر تعلیم ہیں جب کہ زبیر حسین انوار العلوم دہیر کوٹ میں حفظ قران کر رہے ہیں۔ **میاں حسن دین ہاشمی قریشی** ناظرہ قران کی تعلیم رکھتے تھے۔ سول کاروبار و زراعت کاری پر گزر بسر تھا۔ پابند صوم و صلواۃ اور صاف گو خوش طبع تھے۔ تقریباً ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی اپ کے دو فرزند عبدالخالق و ریاست حسین جو کہ سول کاروبار و زمینداری کرتے ہیں بحوالہ شاہ محمد ولد میاں علم دین بحوالہ محمد رفیق ولد روشندین۔ ساکن سیسر کھیران

اولاد پیر رسمت شاہ عرف رہسی شاہ ؒ 7

رہسیال قریشی ھاشمی عباسی خاندان مری و آزاد کشمیر

آپ عبدالرحمٰن پیر مانک شاہؒ کے چھوٹے برادر حقیقی تھے۔ ایام بچپن میں والد نے آپ دونوں کو حصول علم کے لئے والدہ سمیت مصر لے جا کر چھوڑا چنانچہ آپ دونوں نے مصر میں رہ کر مصر کی بڑی بڑی دینی درس گاؤں سے دینی علوم حاصل کئے آپ کے والد محترم خلیفہ قائم بامراللہ نے کابل میں اپنی زیر قیادت دینی درسگاہ کا اہتمام کیا تھا۔ جہاں انہوں نے مکمل تیس سال کا عرصہ گزارا بوقت ضرورت آپ کو مصر بلا کر عہدہ خلافت پر فائز کیا گیا۔ آپ ۱۴۵۰ عیسوی کو مصر کے خلیفہ منتخب ہوئے اور ۱۴۵۵ عیسوی تک مصر کے خلیفہ رہے پھر آپ کو معزول کر کے اسکندریہ میں نظر بند کیا گیا نظر بندی کی حالت ہی میں آپ نے وفات پائی آپ عبدالرحمٰن و رسمت شاہ دونوں بھائی والد کی وفات کے بعد والدہ کو ہمراہ لے کر کابل آگئے اور مکمل سترہ سال تک کابل کشمیر دہلی اور سندھ تک تبلیغ اسلام کا کام کرتے رہے۔ جب آپ دہلی میں تبلیغ کی غرض سے گئے تو بہلول لودھی حکمران تھا۔ جو نہایت ہی عباسیوں اور علماء و مشائخ کا قدر دان تھا۔ آپ نے سات سال تک دہلی میں اپنی وعظ و تبلیغ کے اثر سے سینکڑوں کی تعداد میں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا ہندوستان و کابل میں سترہ سال کا عرصہ گزار کر آپ براستہ کشمیر تقریباً ''۱۴۷۷ میں دونوں بھائی بڑے شان و شوکت کے ساتھ ایک قافلہ کی قیادت کرتے ہوئے (چند کوٹ حالیہ چمن کوٹ ضلع باغ تحصیل دہیر کوٹ پہنچے قافلہ میں جو لوگ تھے۔ وہ آپ کے بڑے عقیدت مند تھے۔ عبدالرحمٰن دوران سفر بیمار ہو گئے اور یہاں کچھ دنوں تک قیام کرنا چاہا قافلہ میں شامل لوگوں کو کہا کہ جو شخص واپس

اپنے گھر جانا چاہتا ہے بے شک چلا جائے اور خود یہاں خیمہ لگا کر قیام پذیر ہو گئے۔ پیر مانک شاہ بھی بڑے عالم وفاضل تھے۔ رہسی دادا رہسیال نامی جگہ میں قیام پذیر رہے آپ کے نام کی مناسبت سے یہ جگہ بعد ازاں کاغذات مال میں رہسیال درج ہے۔ چنانچہ آپ چند سال یہاں قیام کے بعد دریائے جہلم کے اس پار پوٹھہ شریف چلے گئے اور سلسلہ وعظ و تبلیغ وپیری مریدی درس وتدریس جاری کیا گذشتہ اوراق میں ان ہر دو بزرگان کے حالات زندگی تفصیل سے درج ہیں۔ آپ کے ایک فرزند قاضی روپ خان سے اولادوں کا سلسلہ چلا چنانچہ پشت در پشت اس خاندان نے بھی عالم دین اور ماہر علوم وفنون لوگ پیدا کئے اس وقت اس خاندان کے لوگ جو رہسیال قریشی کہلاتے ہیں۔ مری تا راولپنڈی اکثریت میں اور چیدہ چیدہ تقریباً" پورے پاکستان میں پھیل چکے ہیں۔ اس خاندان کی ایک شاخ ڈنہ کچیلی تحصیل وضلع مظفر آباد آزاد کشمیر میں بھی رہائش پذیر ہے تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم میں مورخ منشی محمد دین فوق نے بھی اس مری کے آباد خاندان کا ذکر ضمناً" کیا ہے رہسیال قریشی حاشمی خاندان کا آبائی مرکز پوٹھہ شریف کو ہی بیان کرتے ہیں۔ کیوں کہ یہاں سے نقل مکانی کرنے والے بزرگوں کی اولادیں نقل در نقل مکانی کر چکی ہیں۔ پیر رستم شاہ المعروف رہسی شاہؒ کی آٹھویں پشت میں ایک بزرگ قاضی عبداللہ خان کا اسم گرامی آتا ہے۔ جو بڑے باثر متقی وپرہیز گار شخص تھے۔ آپ کے ایک ہی فرزند --- خان کُلی خان قریشی ہیں۔ یہ تقریباً ۱۷۵۰ء کا دور ہے۔ جو اپنے آباؤ اجداد کی طرح نہایت ہی دیندار سخی اور شریف النفس انسان تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند عطا کئے قاضی شاہ ولی خان قاضی باغولی خان قاضی متولی خان قاضی متولی خان کے دو فرزند ہوئے قاضی رکندین خان اور قاضی شرف الدین خان یہ تقریباً ۱۸۲۵ کا ذکر ہے۔ شرف الدین خان پوٹھہ شریف سے نقل مکانی کر کے موضع سیری تحصیل مری میں جا کر آباد ہوئے جب کہ رکندین خان پوٹھہ میں ہی آباد رہے جہاں آج تک ان کی اولادیں ہیں شرف الدین خان کے چار فرزند ہوئے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں میاں فضلدین خان مولوی فضل حسین خان میاں سلیمان خان اور میاں کالو خان یہ چاروں بھائی ایام کمسنی ہی میں یتیم ہو گئے۔ ان کی والدہ محترمہ نہایت ہی صابر ودیندار تھیں اور باجرائت حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ چنانچہ محترمہ نے باجرائت سب مصائب کا مقابلہ کیا اور اپنے فرزندوں کو اعلیٰ تعلیم وتربیت اور پرورش بہم پہنچائی یہ چاروں بھائی جب جوان ہوئے تو نہایت ہی بے باک اور معاملہ فہم ثابت ہوئے حق بات پر ڈٹ جاتے تو

اکثر دیگر قبائل سے لڑائیاں ہو جاتیں۔ یہ ان کے ابتدائی دور کی ایک آزمائش ہی تھی وہ جانتے تھے۔ کہ اگر ظلم کرنا گناہ ہے تو ظلم سہنا اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔ بعد ازاں لوگوں کو آپ ؐ عقیدت ہوتی گئی آپ چاروں بھائیوں کی اسلامی تعلیمات میں اچھی مہارت کا نتیجہ تھا۔ گاؤں علاقہ میں یہ گھرانہ علمی وادبی مانا گیا ہے اور علاقہ گاؤں کے بچے بچیاں اس گھرانہ سے اسلامی تعلیمات سے روشناس ہونے لگے اس دور میں دینی درسگاؤں کا عام طور پر احیاء نہ ہوا تھا۔ اور نہ قرآن پڑھانے پر یہ بزرگ کوئی معاوضہ طلب کرتے تھے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کو فروغ دینا وہ اپنی آخرت کی نجات تصوز کرتے تھے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے اب ہر ایک بزرگ کے حالات زندگی الگ الگ لکھے جاتے ہیں۔

میاں فضلدین خان قریشی آپ بہ ترجمہ قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم احادیث و فقہ پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ آپ کے زیر مطالعہ قرآن حکیم شاہ عبد القادر محدث دہلوی کا نسخہ تھا۔ بعض اوقات اپنی تحقیق حواشی کا اضافہ بھی کرتے تھے آپ کے زیر مطالعہ علم حکمت فارسی پنجابی اور اردو کی کئی تاریخی کتابیں اور قرآن حکیم کے کئی نسخے تھے جو کہ ۱۹۸۵ء میں گھر کو آگ لگنے کی وجہ سے ضائع ہو گئے۔ آپ علم الحکمت میں بھی مہارت رکھتے تھے اور لوگوں کا مفت علاج معالجہ کرتے تھے یہ خاندان پیر صاحب بکوٹی کا بے حد عقیدت مند رہا اور حویلیاں کے پیر صاحب سے بھی آپ کی بڑی عقیدت اور ساتھ رہا میاں فضلدین خان بہت سخی اور مہمان نواز تھے۔ چنانچہ موسم گرما میں پیر صاحب اپنے کئی مریدوں کے ہمراہ مری آتے تو آپ کے گھر میں کئی ہفتوں تک قیام کرتے طعام و قیام کا بندوبست آپ بڑی خوشی سے کرتے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ عنایت کر رکھا تھا۔ آپ نے اپنے گھر میں درس قرآن کا انتظام کر رکھا تھا لڑکوں کو خود اسلامی تعلیمات دیتے تھے اور لڑکیوں کو آپ کی زوجہ محترمہ درس دیا کرتیں آپ کی زوجہ محترمہ بھی عالم فاضل خاتون تھیں اس وقت اس علاقہ کے ۶۵/۷۰ سالہ عمر کے مرد و خواتین جو آپ کے شاگرد زندہ ہیں نہایت ہی ادب و احترام سے اپنے استادوں کو یاد کرتے ہیں۔ ۱۹ویں صدی کے آغاز میں یہ خاندان گاؤں کے بجائے شہروں کی طرف نکلنا شروع ہوا اور ٹھیکہ داری شروع کی۔ چنانچہ میاں فضل دین خان نے مری میں پہلے گریڈ اسٹیشن کلڈنہ کا ٹھیکہ لے کر تعمیر کروایا آپ بسلسلہ ٹھیکیداری کچھ عرصہ تک رزمک فرنٹیئر میں بھی رہے۔ آپ نہایت دیندار مستقل مزاج بہادر اور سخاوت میں درجہ امتیاز رکھتے تھے۔ آپ کے ہمعصر لوگ آج تک آپ کو نیک نامی کے ساتھ یاد کرتے

ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہوئے میاں محمد اسحاق میاں عبدالغفور، میاں عبدالعزیز

میاں محمد اسحاق قریشی آپ مری میں دوکانداری کرتے تھے اور پوری عمر مری سے ہی وابستہ رہے آپ دینی علوم کے حوالے سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ گورنمنٹ ہائی سکول مری میں عربی کے معلم قاضی غلام جیلانی آف چکوال سے آپ کو والہانہ عقیدت اور ساتھ تھا علامہ قاضی غلام جیلانی کی وساطت سے ہی آپ پیر مہر علی شاہؒ کے دست بیعت ہوئے اور ان کے مریدان خاص میں شمار ہوتے تھے میاں محمد اسحاق کو شعرو شاعری سے بے حد لگاؤ تھا اور علامہ اقبال کے کلام کا بیشتر حصہ انہیں زبانی یاد تھا قصہ گوئی اور بات سے بات نکالنے کا فن اس حد تک تھا کہ گھنٹوں تک اسلامی مسائل تاریخ اور مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہتے تھے مذہبی شغف اس حد تک تھا کہ اپنے تینوں فرزندوں کو کمسنی کے ایام میں علامہ غلام جیلانی آف چکوال کے دارالعلوم میں حفظ قرآن حکیم کی غرض سے داخل کرا دیا جہاں سے آپ کے تینوں فرزندوں نے بہت چھوٹی چھوٹی عمروں میں حفظ القرآن کی سندیں حاصل کر لیں۔ آپ عمر کے آخری حصہ میں پنڈی اسلام آباد میں قیام پذیر رہے اور یہاں ہی وفات پائی اور اسلام آباد کے قبرستان میں دفن ہوئے آپ نے اپنے پیچھے بہت سارے معتقدین کو چھوڑا اور لسکو ٹھار سے خاص طور پر اور مری کے دوسرے علاقوں سے عام طور پر بہت سارے بچوں کو تعلیم و تربیت کے لئے مختلف سکولوں اور مدرسوں میں داخلہ دلوایا اور ان کی ہر وقت حفاظت کی۔ آپ کو رفاع عامہ کے کاموں میں حد درجہ دلچسپی رہی بلا امتیاز اپنا پرایا جانی مالی قربانی دیتے رہے ۵۰ سال قبل گاؤں کے بچوں کے لئے آپ نے اپنے گھر میں تعلیم القرآن کا جو انتظام کیا تھا۔ ماشاء اللہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔ آپ خوش اخلاق دراز قد اور بارُعب شخصیت کے مالک تھے آپ کے تین فرزند ہوئے۔ حافظ عبدالخالق، حافظ عبدالمالک، حافظ عبدالرزاق۔

میاں کالو خان قریشی ھاشمی آپ دوسرے بھائیوں کی طرح جامع اوصاف اور باکمال کردار کے مالک بہادر اور جرائت مند شخصیت رکھتے تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ پوٹھہ شریف کے قریشی ھاشمی خاندان کے چشم و چراغ منشی پردین قریشی کی دختر تھیں۔ جو نہایت ہی نیک سیرت اور مذہبی خاتون تھیں۔ انتہائی نامصائب حالات میں بھی ایمان واعتقاد کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتی تھیں۔ قران واحادیث وفقہ پر مکمل عبور کے ساتھ ساتھ شفیق اور ماہر معلمہ بھی تھیں۔ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اس انداز سے کی کہ

قرونِ اولیٰ کی مسلمان عورتوں کی یاد تازہ کر دی گھر میں روزانہ قران خوانی کا اہتمام ہوتا تھا۔ جس میں گاؤں کے بچے بھی پڑھتے تھے۔علاوہ گھرانہ کے افراد کا کجا نماز کا نہ پڑھنا بلکہ قضا نماز پڑھنے کی نوبت بھی نہ آتی تھی۔ آپ کے چھوٹے فرزند مٹھا خان جو ملک و ملت سے بہت وفاداری رکھتے تھے اور جذبہ جہاد سے سرشار تھے جب کشمیر میں جنگ آزادی کا آغاز ہوا تو والدہ محترمہ سے مشورہ لے کر گھر سے سامان فروخت کیا اور ایک رائفل خرید کر جنگ آزادی کشمیر میں شامل ہو گئے۔ مٹھا خان نے عین عالم شباب میں وفات پائی بیٹے کی جوانمرگی پر ان خاتون نے حضرت ابن زبیرؓ کی والدہ کی یاد تازہ کر دی۔ کالو خان قریشی نے ۱۹۷۰ء میں وفات پائی آپ کے چار فرزندوں میں سے حافظ نور الٰہی قریشی بھی ہیں جو قرآن کریم کے حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ باجرأت متقی و پرہیزگار ملنسار خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں آپ کے ایک فرزند شاہد ہاشمی ہیں آپ کے دوسرے بھائی مہتاب الدین قریشی ہیں اور تیسرے غلام مصطفیٰ قریشی ہیں مٹھا خان قریشی کے ایک ہی فرزند محمد مقصود قریشی ہیں یہ خاندان ہر لحاظ سے دینی اور سخاوت و مہمان نوازی میں بڑا نامور ہے۔ نڈر اور باکردار ہیں یہ لوگ پنڈی و اسلام آباد میں اپنے مکانات و جائیدادیں حاصل کر کے رہائش پذیر ہیں اور کاروبار سے وابستہ ہیں۔ آبائی گاؤں سے بھی منسلک ہیں۔

میاں سلیمان خان قریشی ھاشمی آپ بھائیوں میں تیسرے نمبر پر تھے۔ بارعب دراز قد خوش اخلاق خوش گفتار اوصاف پائے اپنے وقت میں مری میں تجارت و ٹھیکیداری سے منسلک رہے خاندان کے دوسرے افراد کی طرح سیری اور لسکوٹھا سے بھی مکمل رابطہ رہا یہ چاروں بھائی سیری کے بجائے لسکوٹھار میں آباد ہوئے جب یہ بھائی کاروبار سے فراغت کے بعد مری سے گاؤں واپس آتے تو پڑوس کے تمام لوگ آپ سے ملنے آپ کے گھر میں جمع ہو جاتے رات کے نصف حصہ تک دینی مسائل پر باتیں کرتے اور پنجابی شعر و شاعری کی محفلیں سجاتے کیوں کہ ان بھائیوں کا شمار علاقہ کے معتبران میں ہوتا تھا۔ سلیمان خان کی عدم موجودگی میں علاقہ برادری کا جرگہ یا فیصلہ نامکمل تصور ہوتا تھا۔ آپ بڑے پیچیدہ مسائل کو اپنی خداداد ذہانت و جرائت اور صاف گوئی سے منٹوں میں حل کر دیتے تھے۔ اور عوام الناس بھی آپ کے فیصلہ پر اتفاق کر لیتے تھے۔ آپ بلالحاظ برادری و خاندان غلط بات کو غلط کہہ دیتے تھے۔ آپ صاف گو اور نڈر خوش اخلاق تھے۔ اچھے کردار و گفتار کے ساتھ متقی پرہیزگار اور سخاوت میں ایک درجہ خاص رکھتے تھے۔ آپ نے ۱۹۴۸ء میں وفات پائی آپ کے دو فرزند ہوئے میاں محمد حسین قریشی

اور میاں عبدالرزاق قریشی جو مسلم ٹاؤن راولپنڈی میں آباد ہیں مکمل نام شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی فضل حسین قریشی ھاشمی آپ اسلامی تعلیمات میں بڑے ماہر تھے۔ آپ سے لوگوں کو والہانہ اعتقاد تھا۔ اور اب بھی آپ ہر دلعزیز تھے۔ متقی و پرہیز گار اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے لاولد انتقال کیا۔

الحاج حافظ عبدالخالق قریشی آپ نے ایام بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا متعدد بار فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں اور آپ کا شمار مولانا مودودیؒ کے خاص مصاحبوں میں ہوتا ہے۔ آپ عمر کا بیشتر حصہ سعودیہ اور انگلینڈ میں گذرا کراچی میں رہائش ہے اور انگلینڈ کی شہریت بھی رکھتے ہیں اور اسلام آباد میں بھی کوٹھی ہے۔ آپ نہایت مدبر وقت کے قدردان اور خوش اخلاق پابند صوم و صلوۃ انسان ہیں سخی اور مہمان نوازی میں بھی ایک درجہ خاص رکھتے ہیں۔

حافظ عبدالمالک قریشی ھاشمی آپ نے بھی بچپن ہی میں قران پاک حفظ کر لیا تھا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ اور حبیب بینک میں بطور سینئر افسر ہیں۔ آج کل حبیب بینک ٹریننگ سنٹر اسلام آباد کے پرنسپل کے فرائض انجام دے رہے ہیں حافظ القران ہونے کے ساتھ ساتھ قران پاک کے اچھے مدرس بھی ہیں۔ آپ نے مولانا مودودیؒ کی تعلیمات سے بہت اثر لیا ہے۔ اور پیر صاحب گولڑہ شریف سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ خوش طبع نیک سیرت اور باکردار شخصیت کے مالک ہیں آپ کے چار فرزند ہیں اسد ھاشمی، امجد ھاشمی، ارشد ھاشمی، راشد ھاشمی **حافظ عبدالرزاق قریشی ھاشمی** آپ نے بھی ایام بچپن ہی میں قران پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ یہ پورا خاندان پابند صوم و صلوٰۃ مہمان نواز اور غُربا پرور ہے آپ نہایت خوش اخلاق ملنسار حلیم طبع انسان ہیں۔ اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن میں سینئر افسر ہیں اور ڈسٹرکٹ منیجر ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں خالد محمود ہاشمی تیمور ھاشمی آپ گاؤں کے علاوہ اسلام آباد میں بھی رہائش رکھتے ہیں۔ **میاں عبدالغفور قریشی ھاشمی** آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں اور گھرانہ سے حاصل کی اور فوج میں بھرتی ہو گئے دوسری جنگ عظیم سے لے کر ۱۹۶۵ء کی جنگ تک آپ نے فوجی خدمات سرانجام دیں دوران سروس توپ خانہ کی چھوٹی بڑی گنوں کے ماہرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی احسن کارکردگی سے خوش ہو کر فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان نے آپ کو دو مربعے زمین بطور انعام عطا کی آج کل سندھ میرپور متھیلو میں اپنے علاقہ کے نمبردار ہیں

آپ اپنے گاؤں اور علاقہ مری کی سیاسی سماجی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ آپ نڈر اور ان تھک شخصیت کے مالک ہیں بہت بڑی مخالفتوں کے باوجود اپنے علاقہ کی تقریباً" چودہ میل سڑک پہلے اپنی مدد آپ کے تحت بنوائی پھر اس سڑک کو گورنمنٹ سے مکمل کروایا آپ ہر کام کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں چین کی سانس نہیں لیتے۔ آپ بڑی سے بڑی مشکل اور کٹھن حالات میں بھی گھبرانے سے بالکل ناواقف ہیں آپ کو اپنی قومی تاریخ سے بے حد لگاؤ ہے آپنے اباؤ اجداد کی بیشتر کہانیاں اور سوانعمریاں آپ کو ذہن نشین ہیں۔ بڑے نامور بے داز ذہن مستقل مزاج اور خوش اخلاق ہیں دوسروں کے آرام وراحت کی خاطر اپنی جان پر کھیلنے والے ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں اور سچے مسلمان ہیں۔ اس وقت ۷۲ سال کی عمر میں بھی جوانوں جیسی صحت اور جذبہ رکھتے ہیں۔ غربا پرور اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں۔ لسکو ٹھار مری کے علاوہ پنڈی اور اسلام آباد میں بھی قیام رکھتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ عبدالحمید قریشی محمد زرین قریشی اور آفتاب قریشی **عبدالحمید قریشی ھاشمی** آپ تعلیم و تربیت کے بعد پیشہ تجارت و ٹھیکیداری سے وابستہ رہے آج کل آپ ٹرنسپورٹر ہیں اچھے جرائت مند اور بہادر انسان ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں اچھی مہارت ہے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں گاؤں کے علاوہ پنڈی میں بھی سکونت رکھتے ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں عبدالوحید قریشی بابر حمید قریشی طاہر حمید قریشی محمد نواز ھاشمی محمد اعجاز ھاشمی جب کے بڑے فرزند عبدالوحید ھاشمی تعلیم و تربیت کے بعد پاکستان ایئر فورس میں بھرتی ہو کر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ **ریٹائرڈ ونگ کمانڈر محمد زرین قریشی ھاشمی**
آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی سکول سے حاصل کی اسلامی تعلیمات گھرانہ سے پائیں پرائمری تک اپنی اعلیٰ قابلیت کی وجہ سے وظیفہ حاصل کرتے رہے آٹھویں تا دسویں میں اپنے سکول سے پہلی پوزیشن حاصل کی ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان گورنمنٹ کالج مری سے پاس کیا کالج کے طلباء میں ایک بانی اور کالج یونین کے جنرل سکریٹری رہے تعلیم سے فارغ ہو کر سروے آف پاکستان میں بھرتی ہو گئے۔ دوران ٹرننگ ہی ۱۹۶۶ء میں آپ پاکستان ایئر فورس میں فلائنگ کے لئے منتخب ہو گئے۔ خداداد ذہانت اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پاکستان ایئر فورس میں بطور ایئر ٹریفک کنٹرول منتخب ہو گئے اس کے علاوہ اسکواڈرن کے مختلف مدارج میں آپ نے اپنی خدمات پیش کیں پاکستان ایئر فورس اکیڈمی میں بطور انسٹکٹر بھی فرائض انجام دیئے۔ احسن کارکردگی کی وجہ سے انعامات کے علاوہ ستارہ حرب اور تمغہ جنگ بھی حاصل

کیا۔ ۱۹۸۷ء میں آپ نے ریٹائرڈ ہو کر سول کاروبار شروع کیا۔ فریضہ حج اور متعدد بار عمرہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ سیاسی طور پر جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے اسلامک فرنٹ کے ٹکٹ پر ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں علاقہ مری سے بھرپور حصہ لیا آپ سماجی کارکن ہیں اور رفاہ عامہ کے کاموں میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں عامر اویس ہاشمی حاشر اویس ھاشمی حارث اویس ہاشمی آپ کے فرزند مختلف درجات میں زیر تعلیم ہیں تینوں بچے بڑے مہذب خوش اخلاق۔ ذہین ہیں خصوصاً" مہمان نوازی میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں۔ آپ اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ آپ نہائت متقی اور پرہیز گار ہیں پابند صوم وصلوٰۃ غرباپرور خوش اُخلاق اور خوش گفتار ہیں۔ ہر دلعزیز اور مہمان نواز ہیں ایک درجہ خاص کے مالک ہیں علم التاریخ میں بڑے ماہر ہیں اور قبیلہ کے علاوہ پوری انسانیت کے لئے ایک درددل رکھتے ہیں۔ آپ نے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بھی بڑی حد تک بیدار کیا تاریخ واسلامی کتب کے مطالعہ" بے حد شوق ہے۔ آپ کے پاس ایک پُرانا نقل شجرہ بھی محفوظ ہے جو اباؤ اجداد سے آپ کو ورثہ میں ملا اس شجرہ نسب سے بھی بہت مدد لی گئی ہے۔ آزاد کشمیر کے علاوہ مری تا راولپنڈی میں آباد قبیلہ قریشی الہاشی کے حوالہ جات اس شجرہ نسب میں محفوظ ہیں۔ جو کہ عبدالرحمن شاہ ذرسمت شاہ کی اولادیں ہیں اور اپنے اپنے مورثان اعلیٰ کے صفاتی ناموں کی مناسبت سے رہسیال ومانکال کہلاتے ہیں۔ بنو ہاشم کی یہ تینوں شاخیں ماحول کی مناسبت سے اثر لیتے ہوئے کہیں کہیں لفظ (خان) اپنے ناموں کے ساتھ لکھ یا پکار لیتے ہیں۔ یہ لفظ (خان) ہم اپنے ناموں کے ساتھ عام طور پر نہیں لکھتے۔

آفتاب قریشی ہاشمی آپ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پیشہ تجارت سے وابستہ ہو گئے۔ اس وقت آبپارہ اسلام آباد میں ایک ورکشاپ کے مالک ہیں۔ اس کے علاوہ ایکسپورٹ امپورٹ سے بھی منسلک ہیں آپ خیابان راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔ نہایت ہی ملنسار خوش اخلاق وخوش گفتار ہونے کے ساتھ ساتھ مہمان نواز بھی ہیں قومی تاریخ کے بارے میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور تاریخ الہاشمی کے مکمل ہونے کا آپ کو شدت سے انتظار ہے آپ میرے نہایت ہی رفیق کاروں میں سے ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں۔ جو زیر تعلیم وزیر پرورش ہیں۔ عمران حاشمی نعمان حاشمی وقاص حاشمی ارسلان حاشمی

میاں عبدالعزیز قریشی ہاشمی

آپ بھائیوں میں تیسرے نمبر پر ہیں اور گذشتہ ۵۰ سال سے مری میں کاروبار سے منسلک ہیں اسلامی

تعلیمات گھرانہ سے حاصل کی اردو تعلیم بھی رکھتے ہیں اچھے کردار و گفتار اور اعلیٰ سوچ کے مالک ہیں اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھ کر مجبوروں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا اپنا شعار سمجھتے ہیں مہمان نوازی اور غرباپروری کی عادات اپنی والدہ ماجدہ سے انہیں ورثہ میں ملی ہیں نرم گفتاری کی وجہ سے پتھر دل انسانوں کے دلوں کو بھی موم کر دیتے ہیں۔ آپ کے چھ فرزند ہیں محمد زکری قریشی، ظفر محمود ہاشمی، ظفر عقاب ہاشمی، طارق محمود ہاشمی، عابد حسین ہاشمی، خالد محمود ہاشمی

محمد زکری قریشی ہاشمی

آپ تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں پیشہ درس و تدریس سے منسلک ہیں۔ غرباپروری اور ملنساری ورثہ میں ملی ہے۔ اپنے علاقے میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تعلیمی مدرسے جن کے ساتھ منسلک رہے انمٹ نقوش چھوڑ گئے آپ جامع صفات متقی و پرہیزگار اور صوم و صلواۃ کے پابند ہیں۔ خطابت میں بڑے بڑے مجموں کو محصور کر دیتے ہیں۔ آپ نہایت شفیق استاد ہیں۔ آپ کے ایک بھائی ظفر عقاب ہاشمی پاکستان نیوی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بقیہ نام تفصیل کے ساتھ حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اولاد قاضی بیر خان بن ہمان خان قریشی ہاشمی باںڈی تحصیل مری

قاضی بیر خان کا نسبی تعلق پیر رسمت شاہ" سے ملتا ہے۔ بیر خان کی آٹھویں پشت میں میاں زمان و میاں فضل دین دو بھائی ہوئے ہیں ان کے دادا میاں ڈھیرو خان پوٹھ شریف سے کاہیاہ آکر آباد ہوئے پھر ان کی اولادیں باںڈی میں آباد ہو گئیں۔ میاں محمد زمان قریشی ایک شریف النفس اور نیک سیرت انسان تھے ان کے ایک ہی فرزند میاں محمد شفیع قریشی پنڈی میں مقیم ہیں اور میاں فضل دین قریشی باںڈی میں ہی مقیم رہے۔ میاں فضل دین قریشی پرہیزگار میانہ طبع صاف گو بااصول انسان تھے سخاوت میں بھی بہتر رہے آپ نے تقریباً" ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے چھ فرزند ہوئے جن میں سے محمد روشن قریشی نے لاولد وفات پائی حاجی محمد شریف محمد فیروز، محمد الٰہی، کرم الٰہی کریم الٰہی صاحب اولاد ہوئے۔

حاجی محمد شریف قریشی ہاشمی

آپ نہایت متقی و پرہیزگار اور سخاوت میں درجہ امتیاز رکھتے ہیں۔ گاؤں و برادری میں ثالث کا درجہ

حاصل ہے بانڈی گاؤں کے علاوہ ڈھوک کالا خان راولپنڈی میں بھی رہائش رکھتے ہیں آپ کے تین فرزند ہیں بنیامین ہاشمی، گل زرین ہاشمی، محمد مبین ہاشمی

محمد الٰہی قریشی ہاشمی

انگریزی دور میں چھٹی تک تعلیم حاصل کی اور برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے تقسیم پاکستان کے وقت پاکستان آرمی میں بھرتی ہو کر ۲۵ سال تک قوم و ملک کی خدمات انجام دیں۔ ریٹائرڈ ہو کر راولپنڈی ڈھوک کالا خان میں مقیم ہو گئے اور سول کاروبار اختیار کر لیا آپ کے ایک فرزند حمید ہاشمی ہیں۔

کرم الٰہی قریشی ہاشمی

آپ کی سابقہ دور کی پرائمری تعلیم ہے دینی علوم میں بھی بہتر معلومات رکھتے ہیں چار سال تک بحرین میں سول ملازمت کی اور وطن واپسی پر ڈھوک کالا خان راولپنڈی میں قیام پذیر ہو گئے ان تینوں بھائیوں کی زمینیں وغیرہ بانڈی مری میں بھی ہیں

کریم الٰہی قریشی ہاشمی

ناظرہ قرآن کے علاوہ خواندہ ہیں صوم و صلواۃ کے پابند نہایت ملنسار اور خوش اخلاقی میں بے مثال ہیں قومی تاریخی سے بہت دل چسپی اور معلومات رکھتے ہیں آباؤ اجداد کے کئی قصے سینہ بہ سینہ تاریخ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں آپ کو شجرہ نسب زبانی یاد ہے۔ آپ کے تین فرزند ہیں عابد حسین ہاشمی، راشد حسین ہاشمی، ارشد حسین ہاشمی، جب کہ عابد حسین ہاشمی پانچ سال سے ابو ظہبی میں ملازمت کر رہے ہیں۔

اولاد میاں کرم بخش قریشی ہاشمی بانڈی مری

پیر رسمت شاہ المعروف رہی دادا کی بارہویں پشت میں میاں کرم بخش خان کا نام آتا ہے جو یو۔ سوئی میں آباد تھے آپ کا جس وقت انتقال ہوا تو آپ کے دو فرزند تھے جو ایام بچپن ہی میں یتیم ہو گئے جن کی ہمشیرگان بانڈی میں شادی شدہ تھیں وہ اپنے چھوٹے یتیم بھائیوں کو اپنے ہاں لے آئیں چنانچہ پرورش د

تربیت کے بعد یہ دونوں بھائی بانڈی میں ہی مقیم ہو گئے آپ کے اسماء گرامی میاں قاسم علی اور میاں شرف علی تھے ان دونوں نامور بزرگان کی اولادیں موضع بانڈی تحصیل مری میں آباد ہیں اور ملکیتی اراضیات پر قابض ہیں جب کہ اس خاندان سے کئی افراد اسلام آباد اور راولپنڈی میں بھی مقیم ہو چکے ہیں یہ خاندان نہایت شریف النفس باکردار و بااثر ہے۔ بانڈی گاؤں روات سے تقریباً تین کلومیٹر نیچے پہاڑی کے دامن میں آباد ہے اب ہر ایک بزرگ کی اولاد کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے۔

میاں قاسم علی قریشی ہاشمی

آپ تعلیم القران ناظرہ رکھتے تھے صوم و صلواۃ کے پابند اور سچے مسلمان تھے سخی حلیم طبع اور میانہ قد تھا۔ ٹنگی والی مسجد آپ نے تعمیر کروائی۔ اور خود بھی کام کیا بانڈی میں بھی مسجد تعمیر کی اور کسی سے خود کوئی معاوضہ نہیں لیا آپ بااثر تھے اور آج تک نیک نامی کے ساتھ یاد کئے جاتے ہیں تقریباً ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہوئے میاں عبدل، میاں سمندر اور میں سلطان محمد

میاں عبدل قریشی ہاشمی

اردو تعلیم سابقہ دور میں پرائمری پائی اسلامی علوم میں بھی اچھی مہارت تھی دیندار صوم و صلواۃ کے پابند رہے ایم ای ایس میں ۳۵ سال تک ملازمت کی صاف گو میانہ طبع خوش اخلاق مہمان نواز اور بااثر رہے علاقہ و برادری میں بڑی شہرت پائی جامع اوصاف اللہ تعالیٰ نے عنایت کر رکھے تھے۔ تقریباً ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے تین فرزند ہوئے محمد گلزار نے لاولد انتقال کیا محمد خالق اور محمد عبارت صاحب اولاد ہیں۔

ٹھیکیدار محمد خالق قریشی ہاشمی

مڈل تک تعلیم پائی اسلامی علوم میں بھی اچھی معلومات رکھتے تھے۔ آپ ٹھیکیداری کرتے رہے صاف گو بااصول اور بااثر شخصیت رکھتے تھے۔ تقریباً ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے پانچ فرزند ہوئے حاجی محمد نصیر ہاشمی، محمد قدیر ہاشمی محمد خلیل ہاشمی محمد فرید ہاشمی محمد ذکیر ہاشمی جن میں سے تین برسر روزگار ہیں اور دو زیر تعلیم ہیں۔

کونسلر الحاج محمد عبارت قریشی ہاشمی

آپ نے پرانے دور میں پرائمری تعلیم پائی اچھے دیندار اور پابند شریعت ہیں آپ نے لیبیاء اور سعودیہ

میں ۹ سال تک سول ملازمت کی ٦ مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ۱۹۹۱ء کے بلدیاتی الیکشن میں آپ یونین کونسل رواٹ کے کونسلر منتخب ہو کر عوام علاقہ کے مسائل حل کرا رہے ہیں۔ آپ بہترین سماجی کارکن ہیں بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے عوام میں مقبولیت حاصل کر لی ہے اس وقت آپ علاقہ کے فلاحی کاموں میں شب و روز مشغول رہتے ہیں اور بھرپور طور پر اس میدان میں کامیابی سے ہمکنار ہو رہے ہیں۔ آپ مستقل مزاج صاف گو مہمان نواز اور سخاوت میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں۔ تاریخ الہاشمی کی ترتیب کے سلسلہ میں میری آپ سے ملاقات ہوئی آپ نے بزرگوں کے حالات لکھوائے اور بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ ہماری قومی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔ آپ نے ہر طور تعاون کیا اور آئندہ تعاون کے لئے حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ بڑے مدبر انسان ہیں۔ فلاحی کاموں میں خود ہاتھ سے بھی کام شروع کر دیتے ہیں۔ حکومت کے ہر محکمہ کو آپ نے اپنے مسائل سے آگاہ کر رکھا ہے اور حکومت بھی بہتر تعاون کر رہی ہے آپ کے دو فرزند ہیں محمد صدیر ہاشمی جو مڈل کے بعد سول کاروبار کرتے ہیں دوسرے محمد بصیر ہاشمی زیر تعلیم ہیں۔

میاں سمندر خان قریشی ہاشمی

آپ نے انگریزی دور میں پرائمری تعلیم مکمل کی دینی علوم تو اس خاندان کو ورثہ میں ملے ہیں۔ پابند صوم و صلوٰۃ مہمان نواز اور غریب پرور تھے۔ انگریزی دور میں ایم ای ایس میں ملازمت اختیار کی اور ۳۵ سالہ خدمات کے بعد گھر واپس آئے آپ خودار باغیرت علاقہ و برادری میں، بااثر و نامور تھے میانہ قد حلیم طبع خوش اخلاق جامع کمالات رکھتے تھے۔ تقریباً" ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ پانچ فرزند ہوئے حاجی محمد رمضان، الحاج محمد اسحاق، محمد حنیف، محمد ربان، الحاج محمد ارشاد اب ہر ایک کے الگ الگ حالات زندگی مختصر لکھے جا رہے ہیں۔

حاجی محمد رمضان قریشی ہاشمی

انگریزی دور میں چھٹی تک تعلیم حاصل کی اسلامی تعلیمات سے بھی روشناس ہیں۔ تعلیم و تربیت کے بعد ای ایم ای میں بھرتی ہو کر ۳۳ سالہ خدمات انجام دے کر ریٹائرڈ ہوئے۔ علاقہ و برادری میں بااثر و نامور ہیں۔ قبیلہ میں اتحاد اور خود شناسی کا جذبہ پیدا کیا نہایت غیرت مند دلیر اور باکردار اور بااصول ہیں تاریخ الہاشمی کی ترتیب کے دوران آپ سے ملاقات پر جہاں مجھے خوشی ہوئی آپ نے بھی بڑے قدر و منزلت

کی نگاہ سے مجھے دیکھا اور کہا کہ اس خاندان کو تاریخ کی اشد ضرورت تھی آپ علم تاریخ کے بھی ماہر ہیں اور آباؤ اجداد سے سنی ہوئی تاریخی روایات کا مجموعہ ہیں۔ آپ کو اپنا شجرہ نسب زبانی یاد ہے۔ آپ نے اپنی یادگار اور سینہ بہ سینہ تاریخ کے حوالہ سے اپنے بزرگان کے حالات زندگی لکھوائے۔ آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کا بے حد شوق تھا جو اللہ تعالٰی نے پورا فرمایا آپ یونین کونسل روات کے کسان سیٹ کے ممبر بھی ہیں۔ صوم و صلواۃ کے پابند مہمان نواز اور سخی انسان ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ محمد پرویز' مختار احمد' محمد تاج آپ اس وقت تقریباً" ۷۲ سال کی عمر میں ہیں صحت مند و توانا ہیں۔

الحاج محمد پرویز ہاشمی

مڈل کے بعد کنسٹریکشن کمپنی میں سول ملازمت اختیار کی بعد ازاں سعودیہ چلے گئے جہاں ۱۲ سال سے فورمین کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس دوران آپ مختلف ممالک میں رہے۔ چھ مرتبہ فریضہ حج ادا کیا حلیم طبع' سخی' مہمان نواز اور پابند شریعت ہیں۔ آپ کا ایک فرزند محسن رضا ہاشمی ہے۔

مختار احمد قریشی ہاشمی

میٹرک تک تعلیم ہے۔ اسلامی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق رکھتے ہیں۔ آپ نے دس سال کا عرصہ افریقہ اور لیبیاء میں سول سروسز میں گزارا ہے۔ وطن آکر سنی بنک کے مقام پر کامران فلیٹ کے منیجر کی حیثیت سے ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ تاریخ سے آپ کو ناقابل بیان حد تک دلچسپی ہے۔ تاریخ کی ترتیب کے دوران مری کے مختلف موضعات تک آپ نے خود خرچ اخراجات برداشت کیا اور وقت نکال کر میرے ہمراہ رہے آپ میرے نہایت ہی رفیق کار اور معاون ہیں۔ آپ جامع صفات کے مالک ہیں مہمان نوازی میں درجہ امتیاز حاصل ہے آپ نے ہر طرح سے میرا تعاون کیا اور آئندہ تعاون کا یقین دلایا ہے۔ آپ کے ایک فرزند گوہر شہزاد ہاشمی زیر پرورش ہیں۔

الحاج محمد تاج قریشی ہاشمی

میٹرک تعلیم پائی اور سول کاروبار سے منسلک ہو گئے بعد ازاں سعودی عرب چلے گئے۔ جہاں ایک کمپنی میں عرصہ ۱۲ سال سے بحیثیت انجینئر فرائض انجام دے رہے ہیں۔ تین مرتبہ حج بھی ادا کیا متقی و پرہیز گار' ملنسار اور خوش طبع ہیں۔

محمد حنیف قریشی ہاشمی

آپ کی اردو تعلیم پرائمری تھی آپ نیک نام اور شریف النفس انسان تھے قبیلہ کی فلاح و بہبود کی غرض سے اہم رول ادا کرتے رہے۔ آپ نے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس میں پندرہ سال تک خدمات انجام دیں بہت نڈر اور جامع اوصاف کے مالک تھے بعمر پچاس سال اگست ۱۹۷۱ء کو وفات پائی ایک ہی فرزند محمد سفیر قریشی ہیں جو بیرون ملک میں بھی اور اندرون ملک بطور الیکٹریشن خدمات انجام دے رہے ہیں۔

الحاج محمد ارشاد قریشی ہاشمی آپ انڈر میٹرک تعلیم رکھتے ہیں تعلیم سے فارغ ہو کر آٹو الیکٹریشن کا کورس مکمل کیا اور چار سال تک ذاتی کاروبار کرتے رہے۔ ۱۹۷۴ء میں لیبیا چلے گئے۔ جہاں دو سال تک آٹو الیکٹریشن کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۷ء میں سعودیہ گئے اور ایک کمپنی میں بطور الیکٹریشن ۱۹۸۶ء تک خدمات انجام دیں اس دوران پانچ مرتبہ حج کئے اور اہلیہ محترمہ کو بھی حج کروایا پھر ۱۹۹۱ء میں سعودیہ گئے اور چند مجبوریوں کی وجہ سے ایک سال بعد وطن واپس آگئے آپ ٹینچ بھٹہ راولپنڈی اقبال کالونی میں مکان بنوا کر رہائش پذیر ہیں۔ آپ کے فرزند عامر ارشاد قریشی ہیں جو فسٹ ائیر کے طالب علم تھے اور حادثہ میں زخمی ہو گئے ابھی گھر پر ہیں اور خوش اخلاق ہیں موصوف نیک نام میانہ طبع اور مہمان نواز شخصیت کے مالک ہیں۔

رہسیال قریشی ہاشمی سہر بگلہ مری

۲ جولائی ۱۹۲۴ء بمطابق ۲۸ ذیعقد ۱۳۴۲ھ کو قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی سکنہ سنگرٹھ تحصیل باغ نے میاں الف دین قریشی ہاشمی سکنہ سہر بگلہ تحصیل مری کو ایک نقل شجرہ نسب اولاد خلفائے بنی عباس قریشی الہاشمی بحروف اردو دستخط سے جاری فرمایا جو میاں صابر ہاشمی ولد میاں الف دین ہاشمی سکنہ سہر بگلہ کے پاس محفوظ پایا گیا ہے میں نے اس نقل شجرہ کا بغور مطالعہ کیا اور استفادہ حاصل کیا میاں خیر محمد عرف خیرو کے بارے میں سردار نور الہٰی خان نے بھی اپنی تصنیف "تاریخ مری" میں شجرہ کے علاوہ ایک نوٹ میں لکھا ہے کہ دادا میاں خیرو کی اولادیں سہر بگلہ اور بھن چلاورہ میں آباد ہیں' میاں خیرو کے ایک فرزند

ٹھیکیدار محمد گلزار قریشی

میاں فوجدار ہاشمی تھے جن کے ایک فرزند میاں روشن علی کو زیر بحث لاتے ہیں۔

میاں روشن علی قریشی ہاشمی

آپ موضع بھن میں آباد تھے غیور، دلیر اور خودار انسان تھے جذبہ انتقام بھی رکھتے تھے دینی علوم میں اچھی مہارت دیندار اور پابند صوم وصلواۃ تھے۔ اردو بھی لکھ پڑھ لیتے تھے۔ پہلوانی داؤ پیچ وکشتی کے ماہر تھے طاقتور دراز قد، سخی شخصیت پائی تھی آپ کے تین فرزند ہیں۔ میاں حیات علی، میاں فقیر، میاں پیر بخش

میاں حیات علی قریشی ہاشمی

آپ غیور مدبّر، معتبر اور بہادر تھے۔ آپ نے گاؤں بھن میں بہت زمین خریدی تھی خواندہ تھے دینی علوم میں بھی بہت ماہر تھے۔ آپ نے تقریباً" سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے میاں منگی، میاں عبدالخالق، میاں عبدالغفور جب کہ میاں فقیر محمد اور محمد اسمٰعیل نے لاولد انتقال کیا۔ عبدالغفور ہاشمی کے دو فرزند محمد رفیق ہاشمی اور محمد حسین ہاشمی جو کراچی مقیم ہو چکے ہیں۔ عبدالخالق ہاشمی کے ایک فرزند حاجی شفاعت ہیں۔ آپ بھن میں رہائش پذیر تھے۔ پابند شریعت تھے سول کاروبار اور زراعت کاری سے وابستہ تھے۔ نہایت بہادر غیور سخت طبع انسان تھے۔ صاف گوئی اور بے باکی میں درجہ امتیاز رکھتے تھے۔ آپ نے تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

انجینئر حاجی محمد شفاعت ہاشمی

آپ نے میٹرک تعلیم پا کر کافی عرصہ تک سعودیہ میں کاروبار کیا وطن واپسی پر واہ فیکٹری میں بطور انجینئر ڈیوٹی دی اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں دوران سروس شکریال راولپنڈی میں مکان بنوایا اور مستقل رہائش قائم کر لی۔

سائیں کالو قریشی ہاشمی

آپ دینی تعلیمات کے بڑے ماہر تھے فقیر و درویش تھے اکثر اوقات شغل مراقبہ عبادات الٰہی میں محو رہتے تھے دینی مسائل میں بڑے ماہر، جابر اور بزرگ شخصیت پائی تھی۔ آپ نے علاقہ بھن کے ہندوؤں کو

سودی کاروبار سے روکا ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

منگی خان قریشی ہاشمی

ناظرہ قرآن، متقی و پرہیزگار پابند صوم و صلواۃ تھے جوانی کے ایام میں ہانگ کانگ چلے گئے جہاں سول ملازمت کے بعد وطن واپسی پر راولپنڈی میں رہائش اختیار کر لی۔ باغیرت، خودار، زمانہ شناس تھے تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ریٹائرڈ حوالدار عبدالغفور ہاشمی قریشی

آپ نے سابقہ دور میں مڈل تعلیم پاکر بری فوج کو اپنی خدمات پیش کر دیں۔ بعہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے۔ ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند جو کراچی میں مقیم ہیں اور ذاتی کاروبار کرتے ہیں۔ محمد رفیق اور محمد حسین نامی ہیں۔

میاں فقیر قریشی ہاشمی

آپ نے اسلامی تعلیمات پائیں اچھے دیندار اور سخاوت میں درجہ امتیاز رکھتے تھے۔ آپ نے سہر بگلہ میں زمین خرید کر مستقل رہائش اختیار کی۔ سخت طبع نڈر غیور انسان تھے۔ تقریباً ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے پانچ فرزندوں میں سے میاں علم دین، میاں لقمان، میاں محمد الٰہی نے لاولد انتقال کیا میاں الف دین، میاں محمد سلیمان صاحب اولاد ہوئے۔

میاں الف دین قریشی ہاشمی

سابقہ دور میں پرائمری تعلیم پائی دینی علوم میں جید عالم دین کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کے علمی دوست محمد سعید صاحب تھے جو دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ آپ پی ڈبلیو ڈی، ایم ای ایس اور محکمہ جنگلات سے منسلک رہے محکمہ جنگلات میں ٹھیکیدار تھے سخت طبع نڈر، صاف گو، تھے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا اپنی قومی تاریخ اور شجرہ سے بے حد لگاؤ رہا جس کی وجہ سے آپ مولوی محمد عبداللہ قریشی سے ایک نقل شجرہ باغ سے جا کر لائے آپ پیر صاحب فقیر اللہ بکوٹی کے مرید تھے جامع اوصاف اللہ تعالیٰ نے عنایت کر رکھے تھے۔ تقریباً ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کے تین فرزند ہوئے۔ محمد زمان لاولد، محمد گلزار اور محمد صابر۔

پُرانے دور میں اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ پرائمری تعلیم پائی- نہایت لائق انسان ہیں- انگریزی پر مکمل عبور رکھتے ہیں- گورنمنٹ کنٹریکٹر ہیں- راولپنڈی میں مستقل رہائش رکھتے ہیں- تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں ہیں- آپؒ کے ایک ہی فرزند طاہر یٰسین ہاشمی ہیں جو میٹرک کرنے کے بعد امریکہ میں دس سال سے ایک کمپنی میں سیلزمین ہیں-

حافظ عبدالرؤف قریشی

حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ میٹرک تک تعلیم پائی- انگریزی کے بڑے ماہر تھے دینی علوم احادیث و فقہ کے بھی بڑے ماہر ہیں- گورنمنٹ کنٹریکٹر رہے- صوم و صلواۃ کے پابند سخاوت میں نامور سخت طبع صاف گو بااصول اور جذبہ انتقام سے لبریز تھے- تقریباً ۴۰ سال کی عمر میں وفات پائی ایک فرزند محمد اختر ہاشمی ہوئے جو سول کاروبار کرتے ہیں-

میاں محمد صابر قریشی ہاشمی

پُرانے دور کی پرائمری تعلیم ہے تاریخ سے گہرا لگاؤ اور دلچسپی رکھتے ہیں بڑے معلوماتی انسان ہیں- اچھے دیندار نیک سیرت مہمان نواز ہیں- زمینداری اور سول کام کرتے ہیں- تقریباً ۶۷ سال کی عمر میں ہیں آپ کے تین فرزند غلام شبیر ہاشمی' غلام صغیر ہاشمی' غلام تنویر ہاشمی ہیں- حاجی غلام شبیر ہاشمی میٹرک تعلیم ہے- سعودیہ میں چھ سال سے سول ملازمت کر رہے ہیں- خوش اخلاق و مہمان نواز ہیں-

میاں عالمدین قریشی ہاشمی

پرائمری تعلیم تھی نہایت طاقتور اور پہلوان تھے- عسکری تربیت اور گتکا کے ماہر کھلاڑی تھے- خوش نویس لائق و نامور انسان تھے- محکمہ جنگلات میں فارسٹر رہے- دلیر اور خوددار تھے- ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی- آپ کے ایک ہی فرزند مٹھو خان نے لاولد انتقال کیا-

محمد سلیمان قریشی ہاشمی

اسلامی علوم کے علاوہ اردو کے ماہر تھے- خوش گفتار تھے- آپ سے پڑھنے لوگ دور دراز سے آیا کرتے تھے- فنون کے بھی بہت ماہر تھے- طبع سخت مگر صاف گو- ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی- پانچ فرزند ہوئے- جن میں سے محمد اسحٰق ہاشمی نے مڈل تعلیم پائی- اسلامی کتب کے مطالعہ کا بے حد شوق رکھتے ہیں- تبلیغی جماعت کے اہم رکن ہیں- آپ کے پانچ فرزند ہیں- محمد اشفاق ہاشمی' محمد اتفاق ہاشمی' محمد ظہور

ہاشمی، محمد صالح ہاشمی، محمد اقبال ہاشمی پسران محمد اسحاق ۔

رہسیال قریشی ڈنہ کچیلی تحصیل مظفر آباد

پیر رسمت شاہؒ کی گیارہویں پشت میں قاضی داتا خان بن بیر خان کی اولاد میں سے ایک جید عالم دین اور بزرگ شخصیت قاضی دیندار قریشی کا نام آتا ہے۔ آپ نہایت سیلانی طبع رکھتے تھے۔ پوٹھہ شریف کو خیر باد کہہ کر ڈنہ آکر آباد ہوئے اور یہاں دین اسلام کی خدمات کے فرائض انجام دیئے کہا جاتا ہے کہ آپ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت بہادر پہلوان اور عسکری تربیت رکھتے تھے یہاں اکر آپ راجی دور میں بہت بڑے رقبہ کو زیر قصبہ کر لیا اور لوگوں کی مدد اور اعانت کے ساتھ ساتھ مکان بھی تعمیر کروالیا۔ آپ کے ایک ہی فرزند میاں خدا بخش قریشی کے پانچ فرزندوں سے اس خاندان کا وجود قائم ہوا جن کے اسماء یہ ہیں میاں عمردین، میاں غلام دین، میاں فقیر محمد، میاں پیر بخش، میاں نور محمد، میاں عمردین کے ایک ہی فرزند ہوئے۔

میاں قادر دین قریشی ہاشمی

آپ خواندہ تھے ایام زندگی ٹھیکیداری کرتے رہے اپنے فن اور دیانت کی وجہ سے بہت شہرت پائی۔ زمینداری سے بھی گہرا لگاؤ رہا صاف گو نیک سیرت تھے علاقہ برادری میں ایک معتبر مانے جاتے تھے۔ مہمان نوازی، غرباپروری میں بھی مشہور ہوئے حق بات پر ہمیشہ ڈٹ جاتے تھے دراز قد، طاقتور، عوام الناس میں ہردل عزیز تھے۔ تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیئے۔ ۱۹۷۵ء میں تقریباً ۷۱ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ تین فرزند ہوئے محمد فیروز، محمد اشرف، محمد یعقوب۔ محمد فیروز ہاشمی کے ایک ہونہار فرزند امجد حسین ہاشمی جو بی ایس ایڈ کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں سینئر سائنس مدرس بھرتی ہو کر درس و تدرس کی خدمات بہم پہنچا رہے ہیں۔ محمد فیروز ہاشمی کے باقی فرزندوں کے نام حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

محمد اشرف قریشی ہاشمی

۱۹۵۴ء میں میٹرک معہ سائنس کرنے کے بعد فن طباعت میں تربیتی کورس کے لئے راولپنڈی سی ایم ایچ چلے گئے۔ تربیتی کورس مکمل کرنے کے بعد محکمہ حفظان صحت آزاد کشمیر کو اپنی خدمات پیش کیں۔ اس دوران آپ آزاد کشمیر کے مختلف اضلاع کے ہسپتالوں میں تعینات رہ کر خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ

کی ذہنی صلاحیتوں اور فن میں مہارت کی وجہ سے افسران بالا اور عوام الناس بہت خوش تھے تیس سالہ سروس کے بعد آپ ہیڈ ڈسپنسر ریٹائرڈ ہوئے اور ڈنہ سہوتر آکر اپنا کلینک کھولا جہاں لوگوں کا ایک ہجوم لگا رہتا ہے۔ آپ کی مہارت اور خداداد ذہانت کی وجہ سے دور دراز سے مریض آپ کے پاس آتے ہیں۔ آپ نے اپنے قبیلہ میں جذبہ خودشناسی کو بیدار کیا اور بے لوث قبیلہ کی فلاح و بہبود کی محکمہ حفظان صحت میں کئی نوجوان آپ کی وجہ سے تربیت پاکر بھرتی ہوئے۔ آپ اس وقت علاقہ و برادری میں بڑے نامور ہیں۔ سخاوت' دیانتداری و ایمان داری' مہمان نوازی میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں۔ آپ کی ایک دختر ایف اے کے بعد محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ آپ کو قومی تاریخ سے گہرا انس ہے۔ آپ نے ہمیشہ میری جانی و مالی مدد کی ہے۔ اور ہر مشکل کے وقت میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ قبیلہ میں یکجہتی و فلاحی امور پر خاصی توجہ دیتے ہیں۔ آپ میرے رفیق کار اور محسن ہیں نوجوان نسل کو ہمیشہ پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ دُکھی انسانیت کی خدمت کی ہے۔ آپ نے اپنے محلہ میں اپنی زیر قیادت ایک مسجد بھی تعمیر کروائی ہے۔ اچھے دیندار' باکردار' پابند صوم و صلواۃ ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں۔ عنصر ہاشمی' اعجاز احمد ہاشمی' سجاد احمد ہاشمی' ذکاء احمد ہاشمی جب کہ اعجاز احمد ہاشمی ایف ایس سی کے بعد بسلسلہ سول سروس سعودیہ چلے گئے اور سلسلہ تعلیم کو بھی جارے رکھے ہوئے ہیں بڑے غیور نوجوان ہیں۔

الحاج محمد یعقوب ہاشمی

آپ نے مڈل کرنے کے بعد سول ملازمت اختیار کی بعدازاں سعودیہ چلے گئے۔ جہاں عرصہ چودہ پندرہ سال سے ایک کمپنی میں سروس کر رہے ہیں۔ آپ بڑے خوش اخلاق' مہذب اور دیندار ملنسار اور سخاوت میں نامور ہیں۔ متعدد بار فریضہ حج بھی ادا کیا ہے۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ امتیاز احمد ساغر' اشتیاق احمد ہاشمی' وقاص احمد ہاشمی

لیکچرر عبدالقیوم ہاشمی انجنئر

آپ میاں کالو کے فرزند ہیں جو نہایت دیندار اور شریف النفس اور سفید پوش محنتی بزرگ ہیں۔ عبدالقیوم ہاشمی نے میٹرک معہ سائنس پاس کیا اور گجرات کے ٹیکنیکل کالج سے انجیرنگ کا ڈپلومہ حاصل کیا اور لاہور کے ایک کالج سے انجیزنگ کا تربیتی کورس پاس کیا اور کوئٹہ کے ٹیکنیکل ادارے میں بطور

انجینئر لیکچرر فائز ہیں۔ ذہین، مدبر اور صوم و صلواۃ کے پابند خوش طبع و خوش اخلاق ہیں۔

خورشید انور ہاشمی قریشی

آپ میاں کالو ہاشمی کے فرزند ہیں میٹرک معہ سائنس کیا اور محکمہ صحت میں نرسنگ بھرتی ہوئے چار سال بعد استعفیٰ دیا اور سروے آف پاکستان میں بھرتی ہو کر سروے ٹیم کے ہمراہ سعودیہ چلے گئے۔

میاں فضل الدین بن پیر بخش ہاشمی

آپ اچھے دیندار اور سچے مسلمان تھے۔ آپ گاؤں چڑالہ جو ڈنہ میں ہے میں آباد ہوئے اس گاؤں میں مسجد تعمیر کرائی آپ عوام الناس کے علاوہ حکام اعلیٰ تک اچھی شہرت رکھتے تھے۔ آپ نے ڈوگرہ ایام میں ممبر کلاس سے مظفر آباد تک ٹانگہ سروس چلا رکھی تھی مشہور گھوڑا سوار گتکا کے کھلاڑی عسکری تربیت رکھتے تھے علاقہ برادی میں ہر لحاظ باا‌ثر معتبر تھے۔ سواری کے لئے گھوڑا رکھتے تھے۔ تقریباً ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے دوسرے بھائی میاں سید اکبر ہاشمی ہوئے۔ اچھے دیندار تھے دونوں بھائیوں نے مل کر مسجد تعمیر کروائی اور درس و تدریس کا انتظام کیا۔ آپ کے دو فرزند محمد روشن اور محمد رحمٰن ہوئے۔ اشفاق احمد ہاشمی میٹرک معہ سائنس ڈنہ سے ایف ایس سی ڈگری کالج مظفر آباد سے کر چکے ہیں۔ خوش اخلاق ہیں مکمل تفصیل حصہ شجرہ میں ملاحظہ ہو ۔

رہسیال قریشی ہاشمی موضع غوث آباد اپر دیول تحصیل مری

میاں فقیر محمد قریشی ہاشمی

پیر رسمت شاہ المعروف رہسی دادا کی چودھویں پشت میں میاں فقیر محمد قریشی ہاشمی کا نام آتا ہے۔ آپ موضع ملوٹ تحصیل کوہ مری میں میاں مہندو خان قریشی ہاشمی کے گھر میں پیدا ہوئے جب آپ جوان ہوئے تو آپ مال مویشی بکثرت پالا کرتے تھے سیلانی طبیعت رکھتے تھے۔ آپ موضع ملوٹ سے نقل مکانی کر کے سیل کھیتر تحصیل کوہ مری چلے گئے جہاں چند سالوں تک قیام پذیر رہنے کے بعد آپ کی اہلیہ وفات پا گئیں اور آپ موضع سیل کھیتر سے نقل مکانی کرتے ہوئے اپر دیول محلہ غوث آباد آگئے۔ جہاں دھنیال خاندان کے ایک معزز گھرانہ سے آپ نے شادی کر لی اور یہاں ہی آباد ہو گئے آپ نہایت غیور طبع اور دیندار شخصیت کے مالک تھے سواری کے لئے ہمیشہ گھوڑا رکھتے تھے۔ آپ کی دوسری زوجہ کے

بطن سے پانچ فرزند ہوئے جن کی اولادیں اس وقت متذکرہ گاؤں میں آباد ہیں۔ دینی و دنیاوی تعلیمات کا اس خاندان میں نسبتاً" اچھا شوق رہا ہے اور اکثریت میں بیرونی ممالک میں سروسز کرتے ہیں۔ اچھے دیندار بااخلاق اور مہمان نوازی میں بڑے نامور ہیں۔ مالی طور پر بھی مستحکم ہیں آپ کے پانچ فرزندوں کے اسماء یہ ہیں میاں عبداللہ حاجی عبدل میاں محمد کریم میاں محمد شریف حاجی کالا خان اوّلاً لذکر میاں عبداللہ کے چار فرزندوں میں سے چھوٹے فرزند جن کی تاریخ پیدائش ۱۹۲۵ء ہے کا نام محمد منشی ہے جو اپنے آپ کو فخریہ طور پر رہسیال کہلاتے ہیں اپنی قومی تاریخ سے نہ صرف دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ آباؤ اجداد کی تاریخ کو بخوبی جانتے ہیں راقم الحروف نے آپ سے سوال کیا کہ یہ نو دس پشت تک شجرہ آپ کو کس نے یاد کرایا تو آپ نے کہا کہ میری والدہ محترمہ جو دھنیال خاندان سے تھیں یہ شجرہ انہوں نے مجھے زبانی یاد کرایا تھا بلکہ دھنیال خاندان کا شجرہ بھی مجھے زبانی یاد ہے جو کہ میرے ننھیال والے ہیں۔ چنانچہ موصوف نے تاریخی حوالہ جات بھی نوٹ کروائے اور اپنا شجرہ بھی پڑھ کر سنایا جب کہ یہ شجرہ نسب پہلے سے سابقہ تاریخ میں میرے پاس محفوظ ہے اور حرف بحرف درست پا کر میں نے اس شجرہ کو مکمل کر کے تاریخ ہذا میں درج کیا ہے۔ محمد منشی رہسیال آپ بارعب' نہایت مدبّر اور مہمان نواز اور مستقل مزاج شخصیت رکھتے ہیں۔ آباؤاجداد اور موروث اعلیٰ کے حالات زندگی آپ کو سینہ بہ سینہ تاریخ کے حوالہ سے یاد ہیں آپ اچھی سوچ و فکر اور کردار کے مالک ہیں۔

اسی خاندان کے ایک فرد عبدالرزاق قریشی ہاشمی جو اپنے آپ کو رہسیال قریشی خاندان سے کہلاتے ہیں اور اپنے مورثان کے حالات زندگی دہلی کشمیر و کابل یعنی دوران تبلیغ اسلام کے وقت کے بتاتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے موروث اعلیٰ نے جب جمنکوٹ سے نقل مکانی کی تو دیول آکر آباد ہوئے تھے جب کہ چند افراد کا کہنا ہے کہ ہمارے موروث اعلیٰ پہلے پہل پوٹھہ شریف آئے تھے لہٰذا سو فیصد راقم الحروف نہیں کہہ سکتا کہ رہسی دادا دیول آکر آباد ہوئے یا کہ پوٹھہ شریف میں لیکن رہسیال خاندان کے اکثر قبائل جو نقل مکانی کر کے مختلف موضعات تک جاتے رہے ان کا بیان ہے کہ ہمارا آبائی مرکز پوٹھہ شریف ہے ابھی تک یہ معاملہ تحقیق طلب ہے جب کہ گذشتہ صفحات پر راقم نے بقول بعض افراد رہسی دادا کا جمنکوٹ سے نقل مکانی کے بعد پوٹھہ شریف دوسرا مسکن لکھا ہے مگر اختلاف رائے کی وجہ سے معاملہ شک و شبہ میں پڑ گیا ہے موضع غوث آباد کے قریشی خاندان کے مکمل اسماء حصہ دوم شجرہ نسب میں تفصیلاً" ملاحظہ فرمائیں۔

محمد اورنگزیب ہاشمی کے خیالات

کسی قوم یا قبیلہ کی ترقی اور اس کے افراد میں خود اعتمادی پیدا کرنے میں اس کا ماضی اور اپنے ماضی کے بارے میں اس قوم کے جذبات اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر کوئی قوم اپنے ماضی سے متنفر ہو تو اس کا مستقبل بھی مخدوش ہوتا ہے اور وہ قوم اگر اپنے شاندار روایات سے آگاہ ہو تو ان کے اندر خود اعتمادی اور بلند حوصلگی بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے اور یہی وہ جذبہ ہے جو قوم کی ترقی کا موجب بنتا ہے علم التاریخ ماضی کا آئینہ اور مستقبل کا راہنما ہے۔ قومی تعمیر کے لئے اس علم کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے کوئی بھی پڑھا لکھا آدمی ناواقف نہیں ہے۔ بالخصوص ایک ایسی قوم کی تاریخ جو بلندی سے پستی کیطرف آئی ہو اس کے لئے تاریخ کا ہونا اور علم التاریخ کا جاننا اور بھی ضروری ہے کسی بھی قوم کی ترقی یا تنزلی کے اسباب ہوتے ہیں اگر کسی قوم نے ترقی کی ہے تو اسباب کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ جو اس کی ترقی کا باعث ہوئے ہوں اور اگر کوئی قوم ترقی سے تنزلی کی طرف آئی ہو تو بھی ان اسباب کا جاننا ضروری ہے جو اس قوم کی تنزلی کا سبب بنے ہوں اسلاف کے کردار اور عظمت کا پیمانہ، علم التاریخ ہے اس لئے اپنے اسلاف کے کردار اور عظمت سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے۔

جناب محترم مصنف نے قوم کی عرصہ سے بنجر زمین کو سیراب کرنے کے لئے دور دراز دشوار گزار پہاڑوں اور چٹانوں سے خالص نہر کھود کر ہمارے پاس بہا کر لائے ہیں۔ قوم کے لئے اس طول و عرض کی جوئے شیر کو کھود کر لانا بڑے جان جوکھوں کا کام ہے موجودہ دور میں اتنی محنت و کاوش ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ نے بلاشبہ اپنے لہو کی کھاد دے کر اور اشکوں سے مٹی سینچ کر اگلی رُت کی فکر کی ہے اور محنت صبحوں و شاموں کی تاریخ الہاشمی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے آپ جن سنگلاخ راہوں پر چلے یہ راہ طویل بھی ہے اور کٹھن بھی لیکن راہ عشق کے قدموں میں نہ لغزش آئی اور نہ تھکن آپ کا ظرف کتنا وسیع ہے سمندروں کی تہہ میں طوفانوں کی رستاخیز لیکن سطح پر سکون راقم کو مصنف کے بہت قریب رہنے کا موقع ملا ہے میں نے نہایت ہی مدبر، کم گو، سخی اور مہمان نواز پایا ہے۔ جناب مصنف کے اہل خانہ کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے میرے خیال میں مصنف جن مراحل سے گزرے ہیں ان میں اگر آپ کی اہلیہ محترمہ کی دردمندی اور جان سوزی شامل نہ ہوتی تو یقیناً" یہ بڑا کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکتا بے شک آپ کے جملہ اہل خانہ کی خدمات کا حصہ تاریخ الہاشمی میں موجود ہے۔

والسلام — محمد اورنگزیب ہاشمی

قاضی پندو خان قریشی خواجہ رتنوئیں

آپ موضع خواجہ رتنوئیں میں آباد تھے آپکو ایک ولی اللہ میاں شیخ حلیم نے موضع سالہلیاں نمب سے یہاں لاکر آباد کیا۔ اور آپ کو دینی خدمات کا فریضہ تفویض کیا گیا آپ ماہر زراعت کار بھی تھے چنانچہ بہت سی اراضی آپ کے زیر قبضہ رہی۔ آپ مالی طور پر مستحکم تھے دراز قد نہایت طاقتور اور سخی انسان تھے۔ آپ شکار اور گتکا کے ماہر کھلاڑی تھے گویا ہر لحاظ سے آپ اس علاقہ کے نامور شخصیت ہو گذرے ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہوئے ہیں۔ قاضی محمد عارف خانؒ اور قاضی حسین خان

قاضی محمد حسین قریشی

آپ رتنوئیں تحصیل باغ میں ہی آباد رہے زمینداری سے منسلک رہے اسلامی علوم گھرانہ سے ہی پائے تھے۔ آپ نیک سیرت پابند صوم و صلواۃ سخی اور غرباء پرور ثابت ہوئے آپ کے دو فرزند گل محمد اور ماڑا خان ہوئے۔

حافظ گل محمد قریشی ہاشمی

آپ حافظ القران تھے جملہ اسلامی علوم میں بڑے ماہر تھے۔ آپ امامت اور درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے زراعت کاری سے بھی وابستہ رہے آپ رتنویں کے بجائے موضع سیور کالو خان میں آباد ہو گئے نہایت طاقتور اور بہادر تھے صاف گوئی میں بیباک جرتمند اور طبع سخت کے مالک تھے شکار کے بہت شوقین تھے آپ کے دو فرزندوں کو زیر بحث لاتے ہیں قاضی ناصر خان اور قاضی رانجھا خان

قاضی رانجھا خان قریشی ہاشمی

آپ نے دینی علوم میں ناظرہ قران کی تعلیم حاصل کی پرہیز گار پابند صوم و صلوۃ غریبوں مسکینوں کی ہمیشہ پرورش کی سخاوت اور مہمان نوازی میں بڑے مشہور تھے مالی طور پر بڑے امیر تھے۔ ملدیال قبیلہ کے سرداروں نے آپ کو ایک جاگیر بطور انعام دی تھی جو آپ نے قبول کرتے ہوئے انہیں واپس کردی تھی کیونکہ آپ کے زیر قبضہ وافر مقدار میں زمین موجود تھی درویشانہ صفات کے مالک تھے شکار اور نشانہ لگانے میں بڑے ماہر تھے۔ نہایت طاقتور اور دراز قد تھے شکار کا سامان ہمیشہ ساتھ لے کر گھر سے نکلتے تھے۔ علاقہ و برادری میں بھی اچھے نامور تھے آپ کے ایک ہی فرزند **میاں کالو خان قریشی ہاشمی** ہوئے آپ ایام بچپن ہی یتیم ہو گئے تھے ایک دفعہ ملک میں سخت قحط پڑا لوگ بھوکے تھے اور درختوں

کے پتے بھی کھانے پر مجبور ہو گئے۔ آپ کے پاس گھر میں کافی غلہ موجود تھا ان ایام میں آپ نے وہ غلہ لوگوں میں مفت تقسیم کر دیا آپ مال مویشی بھی بکثرت پالتے رہے اور زمینداری کے بھی بہت ماہر گذرے ہیں اور اپنی شب و روز کی محنت سے دودھ گوشت اور وافر مقدار میں غلہ وغیرہ حاصل کر لیتے تھے۔ آپ کی اراضیات و چراگاہیں مملوکہ تھیں آپ کے ایک ہی فرزند عمرالدین ہوئے

میاں عمرالدین قریشی ہاشمی

آپ موہڑہ شریف کے پیر صاحب محمد قاسم کے مریدان خاص میں سے تھے۔ اسلامی علوم میں اچھی مہارت پائی متقی و پرہیزگار تھے اکثر اوقات نوافل و تہجد میں محو رہا کرتے تھے۔ آپ درویشانہ صفات کے ساتھ ساتھ زراعت کاری کے بڑے ماہر تھے گاؤں و علاقہ کے لوگ آپ سے زراعت کاری کے بارے میں مشورے لیا کرتے تھے سخاوت میں آباؤ اجداد کی مثال کو قائم رکھا ایام تنگدستی و فاقہ کشی گھر میں فالتو پڑا ہوا غلہ لوگوں میں مفت بانٹ دیتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی نیک نامی اور شہرت دور دراز تک مشہور تھی۔ ایک دفعہ پیر صاحب سوہاوہ شریف اور پیر صاحب بکوٹی میاں فقیر اللہ باغ کی جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی غرض سے تشریف لائے آپ دونوں بزرگان کے ہمراہ کثیر تعداد مریدین کی بھی تھی میاں عمر الدین قریشی نے ان سب حضرات کو کھانے کی دعوت دی جس میں باقی اخراجات کے علاوہ صرف چاول چھ من خرچ ہوئے۔ گندم مکئی چاول سبزیاں خود کاشت کرتے تھے باغبانی اور مویشی پالنے سے بھی گہرا لگاؤ رہا۔ آپ دراز قد نہائت طاقتور اور باوقار کردار کے حامل تھے۔ آپ نے بانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے چار فرزند ہوئے۔ سلطان محمد، فضلدین لاولد ر قمدین اور جمعاں

میاں سلطان محمد قریشی ہاشمی

آپ ناظرہ قرآن کی تعلیم رکھتے تھے سادہ اور نیک طبع و نیک سیرت کے مالک تھے گویا ایک درویش صفت انسان تھے۔ پابند صوم و صلواۃ اور بہ شرع انسان تھے۔ ایام زندگی زمینداری پر گذر بسر کیا تقریباً" پچاس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے ہاں ایک ہی فرزند میاں عالمدین ہوئے جو لاولد انتقال کر گئے۔

میاں ر قمدین قریشی ہاشمی

آپ صرف اسلامی تعلیمات رکھتے تھے بااخلاق اور عوام الناس میں ہردلعزیز تھے زمینداری ذریعہ معاش رہا۔ تقریباً" اڑتالیس سال کی عمر میں وفات پا گئے آپ کے ایک ہی فرزند ہوئے جن کا اسم گرامی میاں محمد

عزیز قریشی تھا جو اچھے دیندار اور خوش طبع انسان تھے۔ پیر صاحب موہڑوی شریف کے مرید تھے اردو تعلیم پرائمری تھی۔ آپ دو فرزندوں کے باپ ہوئے اور عین عالم شباب میں وفات پائی نامی حصہ شجرہ میں درج ہیں'

میاں جمعاں قریشی ہاشمی

آپ اسلامی تعلیمات رکھتے تھے ہٹیاں بالا تحصیل وضع مظفر آباد کے پیر صاحب کے مرید تھے متقی پرہیزگار اور سخاوت میں علاقہ برادری میں آباؤ اجداد کی طرح بڑے مشہور تھے شکار کھیلنے کے بہت شوقین تھے زراعت کاری میں بھی اچھی مہارت تھی غلط بات کبھی تسلیم نہ کرتے تھے۔ خواہ جان ہی کیوں نہ چلی جائے پہلوانی داؤ پیچ کے علاوہ نہایت بہادر اور جنگجو تھے لیکن حق گوئی میں بیباک تھے۔ سخاوت میں بھی بہت بہتر رہے آپ نے جنگ آزادی میں بھی بھرپور انداز سے اپنی خدمات پیش کیں۔ ۱۹۶۵ء کے جنگ میں حاجی پیر محاذ پر اپنی خدمات پیش کیں' آپ نے گیارہ مئی ۱۹۷۳ء کو بعمر ۶۵ سال وفات پائی آپ کے تین فرزند ہوئے محمد حسین نزیر حسین و خادم حسین مجذوب

الحاج محمد حسین قریشی ہاشمی

اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ پرائمری تعلیم پائی عرصہ پندرہ سال تک اپنے ملک میں ہی ٹھیکداری سے وابستہ رہے۔ زمینداری کے بھی ماہر ہیں۔ آپ سیور کالوخان میں آباد ہیں جو موسم بہار میں بڑی پُر رونق اور دلفریب جگہ ہے صبح کی فضائیں پرکشش اور پھولوں کی خوشبوؤں سے معطر اور پرندوں کی مختلف آوازیں دل موہ لیتی ہیں آپ کی یہ جگہ بہت خوبصورت ہے آپ کے پاس زمینیں بھی کافی ہیں' آپ ۱۹۷۹ء میں حصول روزگار کے سلسلہ میں سعودیہ چلے گئے اور دو سال تک سعودیہ میں سول روزگار کیا دو مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کا موقعہ بھی ملا۔ دو سال بعد وطن واپسی پر سول روزگار ٹھیکیداری اور زمینداری کرتے ہیں آپ آٹھ سال تک اپنے علاقہ کے زکواۃ کمیٹی کے چیرمین بھی رہ چکے ہیں آپ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے کارکن ہیں علاقہ برادری میں اچھے بااثر ہیں علاقہ کی تعمیر و ترقی کے کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ آپ بااخلاق' مہمان نواز اور ملنسار ہیں صاف گو اور طبع کے قدرے سخت ہیں۔ حق بات پر ڈٹ جانا آباؤاجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ آپ کے دو فرزند ہیں محمد مقصود حسین ہاشمی' طاہر حسین ہاشمی اول الذکر نے باغ کالج سے حال ہی میں بی اے کا امتحان پاس کیا اور ثانی الذکر موضع ڈھل

قاضیاں کے سکول میں میٹرک کے طالب علم ہیں۔ دونوں نہایت ہی ملنسار اور خوش اخلاق نوجوان ہیں۔

حاجی نذیر حسین قریشی ہاشمی

آپ نے میٹرک تعلیم پائی اور آزاد فوج میں بھرتی ہو گئے چار سالہ فوجی خدمات کے بعد ڈسچارج ہوئے اور سول کاروبار سے منسلک ہو گئے چنانچہ کچھ عرصہ بعد آپ حصول روزگار کی خاطر سعودیہ چلے گئے جہاں تقریباً" آٹھ سال سے سول ملازمت کر رہے ہیں۔ میانہ طبع خوش اخلاق، ملنسار اور مدبر شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں جو زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

میاں محمد بخش قریشی عرف مہناں

آپ ایام بچپن یتیم ہو گئے تھے۔ والدہ کے عقد ثانی کی صورت میں والدہ کے ہمراہ موضع جسکولہ چناری چلے گئے تھے، جب جوان ہوئے تو تیس کنال زمین خرید کر جسکولہ میں ہی آباد ہو گئے۔ آپ نیک طبع اور سادہ مزاج تھے۔ سیور کالو خان میں آپ کی جائیداد تھی جس پر بعد میں آپ کی اولادوں نے رہائش اختیار کر کے زیر کاشت لائی۔ آپ نے ستر سال کی عمر میں انتقال کیا اور جسکولہ کے قبرستان میں دفنائے گئے۔ قاضی پہندو خان جن کا نسبی تعلق قاضی جہانداد خان سے پیر مانک شاہؒ تک پہنچتا ہے قاضی پہندو خان کی اور بھی اولادیں ہیں جو بقول سری آویڑہ خواجہ رتنوئیں مالدرہ کوٹیڑی قندیل وغیرہ میں آباد ہیں جن کے پرانے ۸۰ سالہ شجرے میرے پاس محفوظ ہیں اس خاندان کے دو افراد نے مجھے تاریخی حالات و واقعات لکھوانے سے بے بسی کا اظہار کیا کیونکہ ان کی معلومات بہت کم تھیں اور غلطیوں کا خدشہ تھا چنانچہ ان مواضعات کے افراد سے ملاقات کی میں نے بہت کوشش کی مگر ناکام رہا الحاج محمد حسین قریشی نے جو معلومات فراہم کیں ان کے مطابق اس خاندان کے لوگ مندرجہ ذیل مواضعات میں ان ناموں کے آباد ہیں میاں گل محمد قریشی کی اولادوں سے موضع سری آویڑہ میں میاں عالمدین نامی بزرگ کے دو فرزند محمد رفیق قریشی اور محمد لطیف قریشی کی اولادیں آباد ہیں مالدرہ میں صوبہ خان نامی بزرگ کے دو فرزند قاسم دین قریشی اور فقیر محمد قریشی بتاتے ہیں قاسم دین قریشی کے ایک فرزند محمد گلزار خان اور فقیر محمد کے بھی ایک فرزند نور عالم قریشی بتاتے ہیں جو کہ موضع بیربانی میں آباد ہیں، میاں محمد بخش خان قریشی موضع رتنوئیں میں آباد تھے۔ جن کے تین فرزند محمد شفیع خان خادم حسین خان اور شفیق خان ان کے علاوہ میاں فضلدین خان بن فقیر خان بھی رتنوئیں میں آباد تھے جن کے ددو فرزند بتاتے ہیں محمد رشید خان اور

محمد شریف خان قریشی ہاشمی گویا ان افراد کے پُرانے شجرے میرے پاس موجود ہیں اب ان کے نئے نام حالات و موضعات تاریخ میں نوٹ کرنا مقصود تھا مگر کوئی آدمی نہ مل سکا اسی غرض سے یہ تاریخی حوالہ روک رکھا تھا کہ اس دادا کی اولادوں کی مکمل تفصیل ملے تو یکجا کر کے لکھوں اسی لئے یہ حوالہ جات تاریخ کے آخری حصہ میں دیئے ہیں- یہ تمام لوگ اولاد خلفائے بنو عباس قبیلہ قریشی الہاشمی سے ہیں دیئے گئے پتہ پر فوراً" بذریعہ خط یا بالمشافہ ملاقات کر کے جلد دوم میں اپنے نام و حالات لکھوائیں- اسی خاندان کے ایک چشم و چراغ حاجی محمد شریف قریشی الہاشمی آف کوٹیڑی قندیل تحصیل باغ سے باغ کے شہر میں ملاقات ہوئی اور میری معلومات کو انہوں نے بھی تقویت بخشی جو کہ تاریخ الہاشمی کے اوراق کی رونق بن گئیں- ملاحظہ فرمائیں کوٹیڑی قندیل کا قریشی الہاشمی خاندان

میاں غلام محمد خان قریشی الہاشمی کوٹیڑی قندیل

آپ کی جائے پیدائش رتنوئیں ہے- آپ جوانی کو پہنچے تو موضع رتنوئیں سے موضع کوٹیڑی قندیل آکر آباد ہوئے کہا جاتا ہے کہ آپ کا یہاں آنا یوں ہی نہ تھا- آپ کو یہاں لا کر امامت و درس و تدریس کا فریضہ سونپا گیا تھا- آپ اسلامی علوم میں بہت مہارت رکھتے تھے- متقی پرہیز گار اور حلیم الطبع انسان تھے آپ کے ہاں دو فرزند ہوئے میاں فقیر محمد خان' میاں جیون خان

میاں جیون خان قریشی ہاشمی

آپ نے اسلامی علوم گھرانہ سے ہی حاصل کئے تھے آپ عالم دین تھے بسلسلہ امامت درس و تدریس اور زمینداری سے وابستہ رہے آپ اپنے علاقہ کی دیہی کمیٹی کے ممبر بھی رہے آپ نے جنگ آزادی کے وقت بڑے اہم رول ادا کئے- پابند صوم و صلواۃ اور سخاوت میں مشہور تھے- دراز قد طاقتور اور شکار کھیلنے کا بہت شوق تھا- آپ نے پچپن سال کی عمر میں وفات پائی- آپ کے دو فرزند محمد شریف خان اور محمد یوسف خان ہوئے

الحاج محمد شریف خان قریشی ہاشمی

آپ نے ڈوگرہ عہد میں باغ کے سکول سے مڈل پاس کیا دوران جنگ آزادی نوعمر تھے اور مسلمان مجاہدوں کو اپنے گھر اور گاؤں سے اشیاء خورد و نوش پہنچاتے رہے آپ دفاعی مجاہد ہیں- آپ عربی عبارت کا با آسانی اردو میں ترجمہ کر لیتے ہیں دینی علوم فقہ و احادیث سے اچھی معلومات رکھتے ہیں آپ نے تین

سال تک سعودیہ میں سول کاروبار کیا اور تین مرتبہ فریضہ حج بھی ادا کئے آپ موجودہ اوقات میں سول کاروبار اور زمینداری کرتے ہیں۔ نشانہ بازی کے ماہر اور شکار کھیلنے کے سوقین ہیں۔ آپ اس وقت ساٹھ سال کی عمر میں ہیں۔ آپ خوش اخلاق و خوش طبع اور مہمان نواز اور ملنسار ہیں' پابند شریعت اور پابند صوم و صلواۃ ہیں آپ کے چھ فرزند ہیں۔ محمد سرور ہاشمی' محمد اقبال ہاشمی' سرفراز ہاشمی' محمد گلزار ہاشمی' محمد گلفراز ہاشمی' محمد ذوالفقار ہاشمی۔ محمد سرور ہاشمی میٹرک کرنے کے بعد حصول رزگار کے لئے سعودیہ چلے گئے اور سعودیہ میں سول ملازمت کر رہے ہیں۔ آپ کے تین فرزند یاسر عرفات عمران ہاشمی رضوان ہاشمی زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں جب کہ محمد گلزار خان میٹرک کے بعد ٹھیکیداری اور سول کاروبار کرتے ہیں صاف گو اور طبع قدرے سخت ہے۔ محمد اقبال ہاشمی باغ کالج میں ایف ایس سی کے طالب علم ہیں آپ کے باقی فرزندان بھی مختلف مدارج میں زیر تعلیم ہیں' یہ خاندان خوش اخلاق ملنسار اور اچھا دیندار ہے۔

میاں فقیر محمد بن میاں غلام محمد قریشی ہاشمی

آپ موضع کوٹیڑی قندیل میں آباد تھے آپ اسلامی علوم و احادیث و فقہہ کے ماہر تھے پابند صوم و صلواۃ اور پرہیزگار تھے ایام زندگی سول کاروبار و زمینداری کرتے رہے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا منصفانہ مزاج صاف گو اور معتبر ہونے کی وجہ سے علاقہ برادری کے تنازعات کا فیصلہ کرتے تھے دراز قد طاقتور غیور تھے تقریباً" ستر سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے ایک فرزند قاسم دین خان تھے جو ڈوگرہ ایام مڈل پاس تھے اور زمینداری سے وابستہ رہے آپ کے ایک فرزند علی اکبر قریشی جو پرائمری کرنے کے بعد ۲۲ سال تک فوج میں رہ کر ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ ۱۹۶۵ء-۱۹۷۱ء کی جنگوں میں شریک رہے جرتمند اور بہادر انسان ہیں آج کل سول کاروبار و زمینداری کرتے ہیں۔ آپ کے بھی ایک ہی فرزند ظہیر عباس ہاشمی پرائمری میں زیر تعلیم ہیں

کیاٹ باغ اولاد قاضی عیسیٰ خان قریشی ہاشمی عباسی

تاریخ اقوام پونچھ جلد دوم کے صفحہ ۱۱۹ پر محمد دین فوق نے اس خاندان کا ذکر لکھا ہے جو کیاٹ باغ اور

نند رائی بنی پساری وغیرہ میں آباد ہے متذکرہ تاریخ کے علاوہ تاریخ تذکرۃ الہاشمی جو صرف خاندان قریشی ہاشمی عباسی پر لکھی گئی ہے اس میں بھی اس خاندان کا شجرہ محفوظ ہے یہ خاندان اس وقت کیاٹ میں کافی تعداد پر مشتمل ہے اس خاندان کے ایک بزرگ میاں بوڑا خان قریشی تھے جن کی اولادوں کا مختصر ساذکر کیا جاتا ہے۔

میاں بوڑا خان قریشی

آپ اسلامی اور فارسی علوم رکھتے تھے اچھے محنتی اور جفاکش تھے زمینداری میں درجہ امتیاز رکھتے تھے آبی اور خشکی و چراگاہیں مملوکہ تھیں مالی طور پر مستحکم اور خوشحال زندگی بسر کی حلیم طبع مستقل مزاج غرباء پرور اور انسان دوست تھے آپ نے بعمر ۷۵ سال وفات پائی آپ کے دو فرزند ہوئے مولا بخش خان اور ہاشمدین خان ہاشمدین خان کے ایک ہی فرزند میاں عبدالغنی قریشی ہوئے جو کراچی چلے گئے اور وہاں ہی مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی

میاں مولا بخش خان قریشی

آپ اسلامی علوم میں اچھی معلومات رکھتے تھے اور محلے کے بچوں کو درس قرآن دیا کرتے تھے پابند صوم و صلوٰۃ متقی اور پرہیز گار تھے مستقل مزاج محنتی غرباپرور مہمان نواز تھے جرئمند اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے آپ وقتی طور پر استعمال ہونے والے اسلحہ کے ماہر کاریگر تھے اور اسلحہ کی تیاری کے ساتھ ساتھ مرمتی کا کام بھی ڈوگرہ حکومت سے خفیہ طور پر کرتے تھے کیونکہ ڈوگرہ حکومت نے ایسے کاریگروں پر وہ شرائط عائد کر رکھیں تھیں جو ہر آدمی پوری نہ کر سکتا تھا اور ایسے صنعتکار افراد کو ہر وقت حراساں کیا جاتا تھا چنانچہ آپ اپنی ورکشاپ میں مصروف تھے کہ ڈوگرہ سپاہیوں نے محاصرہ کر کے آپ کو ورکشاپ کے اندر پکڑ لیا اور زدوکوب کرنے لگے آپ نے مدافعت کی تو انہوں نے آپ کو ہتھوڑے مار مار کر دونوں ہاتھ توڑ دیئے اور لہولہان کر دیا آپ کو ہندو سپاہی ہر وقت حراساں کرتے رہے آپ نے عمر ۱۰۵ سال وفات پائی آپ کے تین فرزند ہوئے عبدالعزیز خان، غلام محمد خان، غلام حسین خان

میاں عبدالعزیز خان قریشی

پرانے دور میں پرائمری تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات بھی پائیں آپ خوش نویس اور شاعر تھے آپ کو شعر و ادب سے بیحد لگاؤ رہا آپ کی تین چار لکھی ہوئی کتابیں محفوظ ہیں جو آپ کی ذہانت کی

شہادت ہیں آپ نیک نام متقی پرہیزگار تھے اور اسلحہ کے ماہر کاریگر بھی تھے۔ آپ نے دوران جنگ آزادی مفت طور پر اسلحہ مرمت کر کے مجاہدوں کو دیا اور جنگ آزادی کو تقویت پہنچائی ہندو آپ کے بھی بہت مخالف تھے آپ نہایت طاقتور غرباء پرور سخی اور جرتمند انسان تھے۔ آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں ۱۹۸۷ء میں وفات پائی آپ کے پانچ فرزند ہوئے محمد صادق خان عبدل خان عبدالغنی خان محمد افراز خان محمد فیاض خان مکمل نام حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

میاں غلام محمد خان قریشی

آپ تعلیم و تربیت کے بعد جوان ہوئے تو اپنی خدمات بری افواج کو پیش کر دیں میڈیکل کور میں ۲۵ سالہ خدمات سرانجام دینے کے بعد ۱۹۷۴ء میں ریٹائرڈ آکر باغ شہر میں اسلحہ سازی کی دکان کھول لی جہاں اسلحہ بنانے کے علاوہ مرمتی کا کام بھی کرتے ہیں اس وقت تقریباً ۶۷ سال کی عمر میں ہیں آپ مستقل مزاج صاف گو نہایت بے باک اور غیور انسان ہیں آپ کے پانچ فرزند ہیں محمد فاضل خان محمد ایوب خان محمد گلزار خان، محمد قیوم خان، محمد علی خان

محمد فاضل خان ہاشمی

اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ مڈل تعلیم پا کر بری فوج میں بھرتی ہوئے اور ای ایم ای میں سترہ سالہ خدمات سرانجام دے کر بعہدہ لائیس نائیک ریٹائرڈ ہوئے وادی لیپہ کی جھڑپ میں داد شجاعت پائی آپ سول کاروبار کرتے ہیں۔

حاجی محمد ایوب ہاشمی

میٹرک تعلیم پائی اور سول کاروبار ٹھیکیداری کو ذریعہ معاش بنایا بعدازاں سعودیہ چلے گئے اور دو سال تک سول ملازمت کے دوران فریضہ حج بھی ادا کیا وطن واپسی پر ٹھیکیداری وغیرہ کرتے ہیں خوش اخلاق ملنسار اور عالی ہمت انسان ہیں۔

حاجی غلام حسین قریشی ہاشمی

ناظرہ تعلیم القران اور پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ آپ دونوں میاں بیوی فریضہ حج بھی ادا کر آئے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کے جنگ کے دوران آپ فوجی سپاہیوں کو مورچوں تک امدادی سامان پہنچاتے رہے۔ آپ خوش طبع نیک سیرت مہمان نواز اور خوش اخلاق انسان ہیں۔ محنتی اور ماہر زمیندار ہیں آپ کے تین فرزند ہیں

الحاج ممتاز احمد ہاشمی

آپ کی تعلیم مڈل ہے اسلامی تعلیمات سے بھی اچھی مہارت رکھتے ہیں ٹھیکیداری اور سول کاروبار سے وابستہ ہوئے بعد ازاں سعودیہ چلے گئے جہاں گیارہ سال تک اپنا کاروبار کرتے رہے واپسی پر راولپنڈی میں مستقل رہائش اختیار کر چکے ہیں اور سول کاروبار کرتے ہیں۔ آپ حلیم طبع خوش گفتار عالی ہمت ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔

الحاج محمد جہانگیر ہاشمی

اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ مڈل تعلیم پائی قومی تاریخ سے اچھی معلومات اور دلچسپی رکھتے ہیں سول کاروبار سے منسلک ہوئے اور سعودیہ چلے گئے اور گذشتہ ۱۸ سال سے ٹھیکیداری کرتے ہیں اور ابھی تک سعودیہ میں ہیں /۵ مرتبہ فریضہ حج بھی ادا کیا مقامات مقدسہ کی زیارتیں بھی کر چکے ہیں آپ خوش اخلاق سخی اور مہمان نواز ہیں۔ آپ کے فرزند عبدالجبار زیر پرورش ہیں۔

حاجی جمیل احمد ہاشمی

آپ کی میٹرک تعلیم ہے اسلامی علوم میں بھی بہتر معلومات رکھتے ہیں تعلیم سے فراغت کے بعد سعودیہ چلے گئے اور دس سال تک سول کاروبار کرتے رہے۔ وطن واپس آکر باغ شہر میں ایک ورکشاپ کھولی جہاں لکڑی کا کام ہوتا ہے اور دیگر افراد کو بھی محنت مزدوری کے مواقع فراہم کئے ہیں اور خود آزاد کشمیر رینجر پولیس میں بھرتی ہو کر ورکشاپ کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ ملی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں سعودیہ میں رہتے ہوئے دادا مرحوم اور دادی مرحومہ کے نام پر فریضہ حج بھی الگ الگ ادا کیا اور خود بھی حج کی سعادت پائی اور مقامات مقدسہ کی زیارتیں بھی کیں۔ قومی تاریخ سے گہری معلومات اور دلچسپی رکھتے ہیں دوران ترتیب تاریخ الہاشمی آپ نے اپنے علاقے میں میری بڑی مدد اور حوصلہ افزائی فرما کر مختلف مواضعات تک میرے ہمراہ رہ کر قبیلہ کے حالات لکھوائے آپ نے اپنے قبیلہ میں جذبہ خودشناسی کو ہر قدم پر بیدار کئے رکھا آپ ایک سماجی کارکن بھی ہیں۔ آپ نہایت ہی مدبر معاملہ فہم خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔ عالی ہمت اور جُرتمند نوجوان ہیں۔ آپ کے ایک فرزند محسن ہاشمی زیر پرورش و زیر تعلیم ہیں۔

نیم کھیران کا قریشی ہاشمی خاندان تحصیل دہیر کوٹ

میاں دیوان علی ہاشمی

آپ ایام جوانی کو پہنچے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے اس دوران آپ برطانیہ مصر و بغداد میں بھی رہے ریٹائرڈ ہو کر آزاد فوج کے دوش بدوش جنگ آزادی میں اہم رول ادا کئے ملک کی آزادی کے بعد گھر واپس آکر ٹھیکیداری اور زمینداری سے منسلک رہے آپ نہایت جرّت مند نیک طبع اور مہمان نواز تھے۔ ۱۹۹۳ء میں بعمر ۷۰ سال وفات پا گئے۔ آپ دو فرزند خضر حیات اور محمد عتیق ہوئے جو نہایت خوش اخلاق مہمان نواز ہیں ٹھیکیداری کرتے ہیں۔ یہاں نیم کھیران میں قابل ذکر افراد میاں روڈا میاں شکر الدین محمد فرید، مہر عالم، محمد رفیق ہیں جو قبیلہ کی اصلاح پر بہت توجہ دیتے ہیں نیک نام اور خوش اخلاق اور مہمان نواز لوگ ہیں زمینداری و ٹھیکیداری پر گذر بسر کرتے ہیں

قاضی صرف الدین قریشی ہاشمی سیری کھتی باغ

آپ کا نسبی تعلق قاضی نصر اللہ خان سے ملتا ہے قاضی صرفدین اپنے وقت کے عالم فاضل شخص تھے۔ آپ ہمہ موہڑہ میں آباد تھے۔ دو صدی قبل سیری کھتی کی دینی ضروریات کے پیش آپ کو متذکرہ گاؤں میں لایا گیا اور امامت درس و تدرس کے فرائض تفویض کئے گئے آپ نے یہاں رہ کر تقریباً "۸۰ سال تک دینی خدمات بہم پہنچائیں آپ اس گاؤں و برادری میں ہر درجہ نامور اور بااثر رہے۔ ضعیف العمری میں وفات پائی اور یہاں ہی دفنائے گئے آپ کے تین فرزند ہوئے۔ میاں کرمدین، میاں فیض احمد، میاں نصر الدین ان تینوں کی اولادیں کافی پھیلیں اور سیری کھتی میں آباد ہیں۔ جن میں سے کئی افراد نے علوم و فنون میں شہرت حاصل کی۔ یہ پورا خاندان متقی اور پرہیزگار ہے سلسلہ امامت درس و تدریس سے اس وقت تک وابستہ ہیں۔ بڑے امیر کبیر اور مالی طور پر مستحکم ہیں یہ گاؤں ریڑہ سے تقریباً "۴/۳ کلومیٹر کے فاصلے پر آباد ہے اب ہر ایک کی اولادوں میں سے "صرف نامور اشخاص کا ذکر کیا جاتا ہے" ناموں کی مکمل تفصیل

کے لئے حصہ شجرہ ملاحظہ فرمائیں

میاں فیض احمد قریشی ہاشمی

آپ دینی علوم میں بڑے ماہر تھے دینی علوم گھرانہ سے پائے۔ جوان ہوئے تو والد کے پیش امام ٹھہرے اور ساری عمر دینی خدمات میں گذشت کرنے کے بعد تقریباً" ۱۱۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ شریف النفس متقی پرہیزگار اور اکثر اوقات تہجد اور نفلی روزے میں گذارتے تھے۔ بڑے بااثر اور نامور رہے مالی طور پر بھی مستحکم رہے۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔

میاں علمدین قریشی

آپ لکھے پڑھے تھے ایام جوانی برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے دوران سروس اعلیٰ کارکردگی کے صلہ میں حکام اعلیٰ نے تمغہ بہادری دو عدد اور اسناد وغیرہ سے آپ کو نوازا نہایت جرتمند اور غیور تھے ریٹائرڈ آکر جنگ آزادی میں خدمات بہم پہنچائیں اور درس و تدریس امامت سے وابستہ رہے زمینداری بھی پسندیدہ مشغلہ رہا تقریباً" ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے نامور فرزند

میاں شاہ محمد قریشی ہاشمی

جو لکھے پڑھے تھے اور مجاہد فورس میں اپنی ۱۳ سالہ خدمات انجام دے کر ریٹائرڈ ہوئے زمینداری کے ساتھ ساتھ ورثہ میں پائی گئی امامت درس و تدریس سے بھی وابستہ رہ کر ایام زندگی کو گذارہ مستقل مزاج صاف گو شعر و ادب سے بھی لگاؤ رہا حق بیانی میں بے باک تھے اور شکار کے شوق کے ساتھ ساتھ مشہور نشانہ باز تھے بعمر ۴۸ سال انتقال کیا اور تین فرزند چھوڑے محمد الیاس طاہرؔ، محمد افتخار احمد شادؔ، محمد عمران سحرؔ

محمد الیاس طاہرؔ ہاشمی

آپ بی اے کے لائق طالب علم ہیں۔ بطور مدرس فرائض درس و تدریس انجام دے رہے ہیں۔ شعر و ادب سے بہت دلچسپی ہے۔ آپ صاف گو اور بے باک ملک و قوم کے لئے دردِ دل کے مالک ہیں۔

محمد افتخار احمد شادؔ ہاشمی

آپ بی اے کے طالب علم ہیں شعر و ادب سے گہرا لگاؤ ہے قبیلہ و برادری کی یکجہتی سے گہرا تعلق ہے آپ ملنسار، خوش اخلاق، بے باک اور فلاحی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ

رکھتے ہیں۔ اکثر اوقات اخبارات و رسائل میں افسانے مجلات شائع کراتے ہیں۔ نعت خواں ہیں آپ نے بین الکلیاتی مقابلوں میں چھ انعامات بھی حاصل کئے ہیں۔ این سی سی میں پہلی پوزیشن حاصل کی باشعور خوش اخلاق ہنس مکھ شخصیت رکھتے ہیں۔

محمد عمران سحر ہاشمی

آپ سال چہارم کے طالب علم ہیں۔ انتہائی محنتی اور حساس ذہنیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ پڑھائی میں بڑے لائق ہیں خوش اخلاقی اور ملنساری بدرجہ اتم موجود ہے تاریخ الہاشمی سے بے حد دلچسپی رکھتے ہیں۔ اصلاحی اور فلاحی امور میں پیش پیش رہتے ہیں۔

میاں نوردین قریشی ہاشمی

اسلامی علوم میں اچھی مہارت پائی درس و تدریس بھی کرتے رہے۔ نیک سیرت متقی و پرہیزگار تھے۔ زمینداری پسندیدہ شغل رہا آپ کے پانچ فرزندوں میں سے نامور اشخاص کاذکر درج ذیل ہے۔

ریٹائرڈ صوبیدار محمد یعقوب ہاشمی

پرائمری تعلیم اردو کے بعد برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے بیرون ملک بھی رہے اور بہ عہدہ صوبیدار ریٹائرڈ ہوئے۔ جرمنی جاپان جنگ میں شامل رہ کر اعلیٰ کارکردگی کی اسناد و تمغہ جات بہادری نقد انعامات حاصل کئے جنگ آزادی کے موقعہ پر بطور اعزازی کرنل فرائض انجام دیئے اور تحریک آزادی میں اہم رول ادا کئے چھ سالہ خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہوئے بہت بہادر، مستقل مزاج تھے تقریباً ۸۲ سال کی عمر میں ۱۹۸۹ء میں وفات پائی آپ کے دو فرزند محمد شبیر و محمد خورشید ہوئے۔

صوبیدار محمد بشیر ہاشمی

میٹرک تعلیم پاکر پاکستان آرمی میں شامل ہو کر بہادری کے صلہ میں انعامات حاصل کئے دوران سروس ہی پاکستانی افواج کے شانہ بشانہ ۳ سال تک کمبوڈیا مین خدمات بہم پہنچائیں۔ ابھی تک حاضر سروس ہیں خوش اخلاق، جرأتمند اور غیور انسان ہیں جب کہ آپ کے بھائی محمد خورشید ہاشمی میٹرک تعلیم پاکر سول کاروبار کرتے ہیں۔

ریٹائرڈ صوبیدار محمد عالم ہاشمی

لکھے پڑھے ہیں دینی علوم بھی حاصل کئے اور برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے بہ عہدہ صوبیدار ریٹائرڈ ہو کر

جنگ آزادی کے وقت اعزازی طور پر کپٹین کے عہدہ سے فرائض انجام دیئے اور چھ سالہ خدمات کے بعد آزاد فوج سے ریٹائرڈ ہوئے رفاعہ عامہ کے امور سے دلچسپی کی بدولت آپ کو لوکل کونسل کا ممبر بھی چُنا گیا راولپنڈی ڈھوک سیداں میں مقیم ہیں اور وہاں کی مقامی مسجد میں بطور دیسہ امام فرائض انجام دے رہے ہیں مستقل مزاج معاملہ فہم اور نیک سیرت انسان ہیں آپ کے تین فرزندوں میں سے دو نامور ہیں۔

محمد اکرم ہاشمی

آپ نے میٹرک تک تعلیم پائی اور پاکستان آرمی میں سب انجینئر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں اعلیٰ صلاحیت کی بنیاد پر آرمی نے انہیں کویت بھیجا اور وہاں سے ڈسچارج ہو کر سول سروس شروع کر دی پنڈی میں مقیم ہیں آپکے تین فرزند ہیں راولپنڈی ڈھوک سیداں میں رہائش پذیر ہیں۔ جہاں عرصہ گیارہ سال سے سول سروس کر رہے ہیں۔ اچھے ہنرمند خوش خو اور معاملہ فہم انسان ہیں۔

ریٹائرڈ حوالدار محمد یونس ہاشمی

میٹرک تعلیم کے بعد پاکستان آرمی میں اپنی خدمات بہم پہنچا کر بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے ہیں پنڈی میں مقیم ہیں سول کاروبار کرتے ہیں ذہین بے باک و خوش طبع انسان ہیں۔ اور قابل ذکر شخصیت کے مالک ہیں۔

عبدالرشید ہاشمی

آپ بھائیوں میں سے بڑے ہیں ایام نوعمری ہی ملتان جا کر ذاتی کاروبار اختیار کرنے کے بعد ملتان سے ہی شادی بھی کر لی اور مکمل رہائش اختیار کر لی اعلیٰ کردار اور خیالات کے مالک ہیں

میاں محمد زمان قریشی

آپ قبیلہ میں بہت اعلیٰ کردار کے مالک تھے جامعہ صفات و کمالات اللہ تعالیٰ نے ودیت کئے تھے طاقتور اور نڈر تھے اور بڑے نامور تھے بعمر ۳۲ سال لاولد وفات پائی۔

میاں محمد حسین ہاشمی

آپ مستقل مزاج محنتی اور جفاکش ہیں ۶۵ سال کی عمر میں ہیں ناظرہ قرآن کی تعلیم ہے زمینداری سے وابستہ ہیں۔ آپ کے اکلوتے عبدالرشید ہاشمی فرزند تعلیم و تربیت کے بعد کویت میں سول سروس کر رہے ہیں۔

میاں محمد قاسم ہاشمی

آپ فیصل آباد میں مقیم ہیں شادی بھی فیصل آباد سے ہی کرلی اور ذاتی کاروبار سے منسلک ہیں۔

میاں قطبدین ہاشمی

آپ اعلیٰ قابلیت کے مالک تھے ذی عقل و ذی شعور بے باک پسندیدہ شغل گتکا تھا زمینداری سے منسلک رہ کر بسر اوقات کیا نہایت شکیل اور قوی جوان تھے اکثر اوقات تہجد اور نوافل میں گذارتے تھے تقریباً ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور پانچ فرزندوں کے باپ کہلائے۔ قابل ذکر افراد کا ذکر درج ذیل ہے۔

میاں جمال دین ہاشمی

پُرانے ایام کی پرائمری تعلیم ہے ذہین و فطین ہیں ۱۲۰ سال کی عمر میں صحت مند و توانا ہیں علاقہ و برادری میں بڑے امیر کبیر ہیں متقی و پرہیزگار حلیم طبع باادب شخصیت پائی۔ زراعت کاری سے منسلک رہے۔ آپ کے فرزند میاں محمد اکبر ہاشمی شکیل طاقتور اور قوی جوان ہیں جو ٹھیکیداری سے وابستہ ہیں اور لکھے پڑھے پابند صوم صلوٰۃ ہیں۔

حاجی شاہ میر قریشی

آپ علاقہ کی دینی شخصیات میں شمار ہوئے باأثر باوقار تھے فریضہ حج کی سعادت نصیب ہوئی اور اپنے علاقہ میں پہلے حاجی تھے خوش طبع اور بڑے امیر تھے برادری میں ہر طور نامور مانے گئے زمینداری بھی من پسند شغل رہا ۱۰۸ سال کی عمر میں وفات پائی آپ تہجد گذار اور پابند شریعت تھے۔ آپ کے فرزندوں میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

ریٹائرڈ صوبیدار محمد صدیق ہاشمی

میٹرک تعلیم پائی اور آرمی میں خدمات انجام دے کر صوبیدار ریٹائرڈ آچکے ہیں۔ اسلامی علوم میں اچھی مہارت پائی ہے۔ پیشہ زمینداری ہے۔ طاقتور دراز قدو قامت اور بہادر ہیں آپ کے تین فرزندوں میں سے مشتاق احمد ہاشمی میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں سروس کررہے ہیں برادری کے فلاحی امور میں بے حد دلچسپی رکھتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں اور قومی تاریخ کا بھی بے حد تجسس ہے۔

محمد یونس ہاشمی

آپ نے پرائمری تعلیم پائی اور آرمی میں سروس اختیار کی۔ ۱۲ سالہ خدمات کے بعد ڈسچارج آئے اور

سعودیہ میں آج کل سول سروس کر رہے ہیں۔ اچھے دیندار قابل اعتماد معزز اور خوش طبع ہیں۔

الحاج محمد لکھمیر قریشی

آپ اچھے دیندار متقی پرہیزگار تھے فریضہ حج کی شوق کو دو مرتبہ پورا کیا علاقہ میں دینی خدمات انجام دیں امیر کبیر تھے علاقہ برادری میں بااثر نامور بارُعب اور خوش طبع تھے۔ پیشہ تجارت و زمینداری کو اپنائے رکھا بہ عمر ۵۵ سال وفات پائی چار فرزند ہوئے۔

ریٹائرڈ صوبیدار محمد رفیق جاوید ہاشمی

ایف اے تعلیم پائی اور اعلیٰ صلاحیتوں کو پاکستان آرمی میں شامل ہو کر بروئے کار لاتے ہوئے انعامات حاصل کیے۔ آرمی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد دوبارہ پاکستان میں سرکاری فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت ذہین، دانشور، غیور و بہادر، متقی پرہیزگار ثابت ہوئے موضع ریڑہ میں مقیم ہیں۔ آپ کے دو فرزند زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

محمد رزاق ہاشمی

پرائمری تعلیم پائی اور عرصہ ۹ سال تک پاکستان بری افواج میں خدمات سرانجام دے کر ڈسچارج آئے اور سول کاروبار اختیار کر لیا ٹیکنیکل ہوشیار چالاک انسان ہیں۔

محمد انور ہاشمی

مڈل کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں فرائض ملی انجام دے رہے ہیں۔ خوش طبع نڈر بااخلاق ملنسار ہیں۔

محمد روشن ہاشمی

آپ نے ایف اے کیا اور اسلام آباد کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ میں سروس اختیار کر لی حاضر سروس ہیں تاریخ سے اچھی معلومات اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ ذہین و فطین خوش اخلاق ملنسار معاملہ فہم شخصیت کے مالک ہیں۔

میاں شاہجان ہاشمی

آپ کو علم تاریخ سے بہت لگاؤ اور معلومات حاصل ہیں اپنے آباؤ اجداد کا شجرہ نسب زبانی بیان کرتے ہیں جن سے مدد بھی لی گئی ہے۔ آپ برٹش آرمی سے حوالدار ریٹائرڈ ہوئے دوران آزادی کشمیر اہم کارنامے

انجام دے قبیلہ برادری کے لئے درد دل رکھتے ہیں- زمینداری سے منسلک ہیں- اچھے دیندار' باکردار' خوش اخلاق بھی ہیں- آپ کے تین فرزند ہیں-

ہیڈ ماسٹر محمد عارف ہاشمی

ایف اے کے بعد اسلام آباد فیڈرل سکول میں ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر فائز ہیں اور پی ٹی آئی میں ڈپلومہ ہولڈر ہیں اور ۱۹۹۰ء میں حجاج کرام کی خدمات کے سلسلہ میں گولڈ میڈل حاصل کر چکے ہیں- شعر و ادب و نعت خوانی میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں- شعلہ بیان مقرر بھی ہیں ملک و قوم کے لئے درد دل کے مالک ہیں-

میاں محمد اشرف ہاشمی

دینی علوم کے ماہر ہیں- مرکزی مسجد میں دیہہ امام کے فرائض کے ساتھ ساتھ درس و تدریس القرآن کے فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں- زمینداری سے بھی وابستہ ہیں متقی' پرہیزگار' نیک سیرت ہیں- آپ کے سات فرزندوں میں سے تین قابل ذکر ہیں محمد عزیز محمد فاروق' محمد رحیم میٹرک کرنے کے بعد آرمی میں بھرتی ہو کر ملی خدمات انجام دے رہے ہیں-' محمد فاروق ہاشمی' بہ عہدہ حوالدار ۱۶ سالہ خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہوئے آپ کی تعلیم ایف اے ہے خوش اخلاق مدبر اور بہادر ہیں-

محمد عزیز ہاشمی

آپ مڈل کرنے کے بعد آرمی میں بھرتی ہو کر ملی خدمات انجام دے کر بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے ہیں ذہین صاف گو' مستقل مزاج ہیں-

میاں عالمدین ہاشمی

آپ نیک سیرت پابند شریعت اور سادہ مزاج تھے آپ کے دو فرزند ہوئے میاں لعل حسین اور میاں غلام حسین' میاں لعل حیسن گمشدہ ہوگئے دوسرے میاں غلام حسین ہاشمی ہیں جو زمینداری و سول کاروبار سے وابستہ اور پابند صوم و صلواۃ ہیں- آپ کے سات فرزندوں میں سے تین قابل ذکر ہیں-

ریٹائرڈ حوالدار محمد آزاد ہاشمی

آپ کی تعلیم مڈل ہے پاک افواج میں خدمات سرانجام دینے کے بعد حوالدر ریٹائرڈ ہوئے ہیں- تجارت' زمینداری کرتے ہیں- اعلیٰ سوچ و فکر کے مالک ہیں- قبیلہ برادری کے لئے درد دل رکھتے ہیں-

نائب صوبیدار محمد مشتاق ہاشمی

مڈل تعلیم پا کر فوج میں شامل ہو کر ملک و ملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ نہایت غیور و بہادر اور جسیم ہیں۔ اس وقت بہ عہدہ نائب صوبیدار ہیں۔

محمد جاوید ہاشمی

آپ کی مڈل تعلیم ہے اور آرمی میں حاضر سروس ہیں۔ دلیر خوش اخلاق ملنسار ہیں۔ نشانہ بازی میں مہارت کی وجہ سے اپنی یونٹ سے پہلے انعام یافتہ ہیں۔

میاں مہرالدین ہاشمی

دینی علوم میں ماہر پابند شعریعت مہمان نواز، خوش اخلاق و نیک سیرت تھے زمینداری سے منسلک رہ کر تقریباً "۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے تین فرزند ہوئے۔ خُدا بخش، عبدالرحمٰن، خان محمد

میاں خدا بخش ہاشمی

آپ لکھے پڑھے ہیں اور راولپنڈی میں ذاتی کاروبار کرتے ہیں اور پنڈی میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ آپ کو قومی تاریخ سے گہرا لگاؤ اور دلچسپی ہے آپ قبیلہ برادری کے لئے درد دل رکھتے ہیں۔ خوش اخلاق، ملنسار انسان ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔

میاں عبدالرحمٰن ہاشمی

پرائمری تعلیم اچھے دیندار نیک سیرت، باکردار ہیں۔ ٹھیکیداری اور زمینداری کرتے ہیں۔ جب کہ آپ کے بھائی میاں خان محمد ہاشمی بھی ٹھیکیداری امور کے بڑے ماہر اور نامور کاریگر ہیں۔

میاں نصرالدین ہاشمی

علاقہ برادری میں اپنے وقت کے باا ثر اور بڑے نامور تھے درس و تدریس و امامت سے منسلک رہے زراعت کاری بھی ذریعہ معاش تھا خوش اخلاق سادہ مزاج اور مہمان نواز تھے پابند صوم و صلواۃ درویشی صفات بھی آپ میں موجود تھیں آپ کے ایک ہی فرزند میاں غریب علی جو والد کی طرح درویشانہ طبع ماہر زمیندار اور اچھے دیندار بھی تھے جن کے تین فرزند تھے۔ میاں ستار محمد، میاں فتح دین، میاں سائیں

میاں ستار محمد ہاشمی

اسلامی علوم میں بہتر معلومات پابند شریعت اور قابل اعتماد شخصیت پائی آپ دو فرزند ہوئے۔

حاجی لعل دین ہاشمی

آپ کوئٹہ ورکشاپ میں عرصہ دراز تک فرائض انجام دیتے رہے بعد ازاں سعودیہ چلے گئے اور عرصہ سے سعودیہ میں سول سروس کر رہے ہیں۔ ملنسار اور خوش اخلاق ہیں۔ آپ کے دو فرزند محمد اقبال اور اختر حسین ہوئے۔

اختر حسین ہاشمی

آپ آرمی میں حاضر سروس خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مڈل تعلیم ہے نڈر' باکردار اور جرتمند ہیں۔

حاجی محمد اقبال ہاشمی

میٹرک تعلیم پائی بیرون ممالک میں کاروبار اختیار کئے فریضہ حج بھی ادا کیا۔ موجودہ وقت لیبیا میں سول سروس کر رہے ہیں۔ بارُعب و باکردار اور شائستہ انسان ہیں۔

میاں سائیں ہاشمی

آپ سول کاروبار کرتے تھے سادہ مزاج تھے۔ اور اچھے دیندار اور پرہیزگار ہو گذرے ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہوئے محمد عظیم اور محمد رزاق

میاں محمد عظیم ہاشمی

آپ تعمیراتی کاموں کے بڑے ماہر ہیں ٹھیکیداری کرتے ہیں اور ساتھ ہی درس و تدریس و مرکزی مسجد کے امام بھی ہیں زمینداری کے بھی بڑے ماہر ہیں تاریخ سے اچھی معلومات رکھتے ہیں آباؤاجداد کے شجرہ جات بھی زبانی جانتے ہیں۔ نیک سیرت و خوش طبع ہیں۔ قومی تاریخ سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔

محمد رزاق ہاشمی

آپ نے میٹرک تعلیم پائی اور سول کاروبار اختیار کیا اس وقت آپ راولپنڈی آر۔اے بازار صدر میں مستقل رہائش رکھتے ہیں اور پراپرٹی ڈیلر کا کام کرتے ہیں۔ قومی تاریخ سے بے حد دلچسپی رکھتے ہیں۔ خوش اخلاق نوجوان ہیں۔

میاں کرم دین ہاشمی

صاحب علم و دانش بصیرت افروز یکتائے روزگار شخصیت تھے جنہوں نے پوری زندگی جہد مسلسل سے ڈوگرہ حکمرانوں کے خلاف بسر کی جہاد بالزبان و قلم کے ساتھ ساتھ آہن گری کو اپنایا کے اس سے شمشیرو

سنان از خود بنا کر دشمنان دین و ملت کو نیست و نابود کریں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر گام کامیابی عطا فرمائی خدا رحمت کُند عاشقان پاک طینت را

میاں محمد بخش ہاشمی

آپ میاں کرم دین کے فرزند ارجمند تھے صاحب کشف و علوم باطنہ کے ماہر تھے کسی کو ایک نظر دیکھتے تو کایا پلٹ دیتے ایک بہادر، جفاکش، جانثار اور ہمدرد بطل حریت تھے۔ ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی میں چھتر کوٹیڑی سیری کتھی کے سرفروشوں کے ساتھ مل کر داد شجاعت دی ڈوگرہ درندوں نے مکانات کو نذر آتش کر دیا یہ بطل جلیل جس کی آواز پیر کنشھی سے سیری کتھی تک باسانی سنائی دیتی تھی۔ ایک مرتبہ چورہ کے جنگل میں شکار کھیلتے ہوئے شیر سے مڈبھیڑ ہوئی جس دلیری و بے باکی سے شیر کا مقابلہ کیا کہ قدرت خداوندی بھی داد دینے سے نہ رہ سکی اور آسمان سے ایک روٹی اتری جس کے کنارے کاٹھ (لکڑی) کے تھے جو شیر کے منہ کے آگے پھرتی رہی اس کی گواہی سیری کتھی کے پرانے لوگ دے رہے ہیں پھر شیر کو مارنے کے بعد یہ آسمانی روٹی توڑ کر پورے گاؤں میں تقسیم کی گئی ایک مجاہد باعمل جس نے اپنی زندگی میں سکھوں کو راتوں کی نیند حرام کرا رکھی تھی جو خاندان ہاشمیہ کا ایک روشن ستارہ تھے ایک انمٹ داستان چھوڑ گئے۔

میاں شیر دین ہاشمی

۱۹۰۰ء کا ایک تابندہ انسان جو شریف النفس عالم باعمل پابند صوم و صلوٰۃ غازیان صف شکن کا ایک سپاہی دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے واقعہ شیر گرفتہ' سے متاثر ہو کر قبلہ والد گرامی نے شیر دین نام رکھا جنھوں نے برطانیہ کی شاہی فوج میں شمولیت اختیار کی اور ۱۸ سال تک خدمات انجام دیں اور پنشن پائی اپنے اسلاف کی مانند دلیر اور تابندہ صاحب کشف ولی کامل تھے اپنی زندگی میں نماز تہجد بھی قضا نہ کی۔ قران الحکیم کی اکثر "سورتوں" کے حافظ تھے درویشانہ زندگی اور سادگی کے پیکر تھے ہمسائیوں کے ساتھ حسن سلوک کی بناء پر اکثر جھگڑوں کے فیصلے خود فرماتے تھے۔ عالم باعمل تھے ان کے دست مبارک سے اکثر لوگوں کو شفا ملتی تھی۔ ڈوگرہ حکمرانوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے تو ۱۹۴۱ء کی جنگ میں جزائر عرب الہند مصر عراق، فلسطین میں رہے۔ شمالی اراہان برما کے محاذوں پر داد شجاعت دی عسکری زندگی کو خیرباد کہنے کے بعد علم کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ اور اپنے ہم عصروں میں بے حد مقبول

تھے۔ جولائی ۱۹۷۰ء میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے محنت رزق حلال کو شعار رکھا۔ رضائے الٰہی کے طلبگار رہے۔

میاں محمد سلیمان ہاشمی

اولاد بنی ہاشم کا درخشندہ ستارہ صاحب سیف علم و عمل تھے۔ اپنے بڑے بھائی قبلہ عالی میاں شیردین مرحوم و مغفور کی طرح عسکری زندگی کو اپنایا اور شاہی فوج میں شمولیت اختیار کی ایک ملنسار حلیم الطبع صاحب جودوسخا تھے۔ پوری زندگی شریعت محمدی کے عین مطابق بسر کی انگریزی زبان پر کافی دسترس رکھتے تھے۔ پنشن اور زمینداری کاروپیہ ذریعہ معاش تھا۔ بفضل تعالیٰ کثیرالاولاد تھے امسال ۱۹۹۴ء کو خالق حقیقی سے جاملے ۷ لڑکیاں اور دو لڑکے بیوی پسماندگان میں چھوڑے خدا تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جملہ اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد دیکھی آپ ریڑہ میں رہائش رکھتے ہیں۔

پیر طریقت حضرت سائیں غلام حسین ہاشمی

واعظ خوش بیاں، جوش و جذبہ، علم و عمل، صاحب شریعت، پیر طریقت اپنے اسلاف کی تمام تر خوبیوں سے مرقع یہ بطل جلیل ہاشمی خاندان کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ عشق رسولؐ سے بھرپور تعلیم و تربیت کے خوگر ہیں۔ اپنے اسلاف کی طرح عسکری پیشہ کو اپنایا۔ برٹش آرمی سے وابستہ رہے صاحب کشف و کرامت ہیں۔ خدا کے برگزیدہ اپنی دھن میں مگن ہیں تمام اولاد کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ۱۹۴۶ء کو بطور احتجاج برطانوی فوج کو خیرباد کہا رُعب و دبدبہ ایسا کہ عدو کانپ جاتے ہیں۔ پنجابی، اردو، فارسی پر دسترس رکھتے ہیں۔ زندگی میں صاحب ترتیب ہوئے اور نماز پنج گانہ و تہجد کبھی قضا بھی نہ کی۔ ہزاروں دکھی انسان ان کے دست شفقت سے شفاء پا گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں سلامتی ایمان و جان عطا فرمائے۔ آمین چھ بیٹیاں اور تین فرزند اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے جو سب کے سب اعلیٰ تعلیمافتہ ہیں۔ حافظ عبدالحمید صابرؔ، قاری محمد فاروق، عبدالجلیل۔ آپ ریڑہ میں رہائش رکھتے ہیں۔

الحاج قاری و حافظ صوبیدار عبدالحمید صابرؔ صاحب قریشی الہاشمی ایم اے

قبلہ گرامی سائیں غلام حسین ہاشمی صاحب کے فرزند اکبر ہیں۔ انتہائی کھٹن اور نامساعد حالات میں تعلیم حاصل کی۔ تجوید القران ٹرسٹ آزاد کشمیر کی طرف سے ایام طفلی میں تمغہ حسن کارکردگی حاصل کیا۔ میٹرک کے ساتھ ہی قرآن حکیم فرقان حمید کو حفظ کر لیا اور قرت کی تعلیم مکمل کی اپنے اسلاف کی

درخشندہ روایات کو برقرار رکھنے کے لئے ۱۹۷۰ء میں پاک فوج کی فرنٹیر فورس رجمنٹ کاانتخاب کیادوران سروس ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۲ء تک پاکستان آرمی میں تجوید القرآن کے مقابلوں میں حصّہ لیا۔ ۱۹۸۲ء میں کل پاکستان آرمی مقابلہ حسن قرآت میں اوّل آئے اور صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے خصوصی انعام کے طور پر براستہ ایران، ترکی، شام، اردن، سعودی عرب کاسفر بغرض حج بیت اللہ کیااوران ممالک کی تہذیبی علمی سیاسی جغرافیائی طور پر سٹڈی کی۔ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۴ء تک کل پاکستان مقابلہ تقاریر (اردو، انگریزی) میں حصّہ لیااور اعلیٰ کارکردگی کو برقرار رکھا۔ پاکستان آرمی میں جونیئر کمشنڈ آفیسر ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی اے کیااور بہاؤ الدین ذکریایونیورسٹی ملتان سے اسلامی علوم میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور بی ایڈ بھی کیا ہے۔ حافظ صاحب ایک شعلہ بیان مقرر صاحب طرز ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شاعر بھی ہی۔ خوش الحانی کے ساتھ نعت پڑھنے کا سلیقہ ہے۔ محب وطن ہیں اور اپنے وطن کی آزادی کے لئے اکثر رسائل میں مضامین لکھتے ہیں اور دُعاگو ارض کشمیر ہیں انہیں عربی، فارسی، پشتو، اردو، انگریزی اور پنجابی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ آپ کی اولادیں دو بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں جو کہ زیر تعلیم ہیں عزم و ہمت، جہد مسلسل، یقین محکم پر عمل پیرا ہیں۔ خدا کامیابی و کامرانی سے کوئے منزل رواں رکھے۔ آمین علوم تاریخ سے زبردست مہارت ہے۔ تاریخ الہاشمی کے بھی دلدادہ ہیں۔ فرزند ارجمند محمد وقار حمید ہاشمی، محمد ذوالفقار حمید ہاشمی محمد افتخار حمید ہاشمی آپ ریڑھ میں رہائش پذیر ہیں

قاری محمد فاروق ہاشمی

ایف ایس سی کے بعد پاکستان نیوی میں شمولیت اختیار کر کے ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ باشرع صوفی ہیں ہاشمی خاندان کی سربلندی کے لئے کوشاں ہیں امید ہے کہ مجاہدانہ اوصاف کو درست اُجاگر کر کے اسلاف کے کارناموں کو زندہ و تابندہ کریں گے۔

عبدالجلیل ہاشمی

ایف اے کے بعد آزاد کشمیر پولیس میں شمولیت اختیار کر کے عوام کی جان و مال و عزت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ قوم کو ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں انتہائی بہادر، دلیر، نڈر، بے باک اور خوش طبع انسان ہیں۔

محمد سرور طاہر ہاشمی

آپ محمد سلیمان قریشی الہاشمی کے فرزند ارجمند ہیں۔ محنت شاقہ کے پیش نظر مملکت سعودیہ میں کام کر رہے ہیں۔ ایک ملنسار جفاکش اور ہمدرد انسان ہیں۔ ہاشمیوں کو ان پر فخر ہے۔ چار فرزند اللہ نے دیئے ہیں محمد خالد اقبال محمد آصف اقبال محمد مظہر اقبال محمد ظفر اقبال

محمد صابر ہاشمی

میٹرک کرنے کے بعد آپ جذبہ حب الوطنی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آرمی میں بھرتی ہو گئے۔ آپ اس وقت بہ عہدہ نائیک سروس کر رہے ہیں۔ اپنے اسلاف پر گہری نظر رکھنے والے ہیں۔ آپ ریڑہ میں رہائش پذیر ہیں۔ مہذب' سلیقہ شعار اور جز تمند انسان ہیں۔ ملنساری اور مہمان نوازی میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں۔ حکام اعلیٰ کی نظروں میں بھی ایک درجہ امتیاز رکھتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں جو زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

میاں غلام محمد قریشی ہاشمی چھتر ۲ (ڈھک) تحصیل باغ

کہا جاتا ہے کہ آپ موضع خواجہ رتنوئیں میں آباد تھے۔ آپ دینی علوم و فنون کے بڑے ماہر تھے۔ موضع نڑیولہ تحصیل باغ کے بااثر افراد نے ضرورت کے پیش نظر آپ کو متذکرہ گاؤں لاکر آباد کیا۔ کچھ مدت یہاں گذرانے کے بعد ایام ضعیف العمری آپ موضع ڈھک میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اور یہاں ہی انتقال کے بعد دفنائے گئے۔ آپ کے دوسرے بھائی میاں کی اولادیں کھلانہ مظفر آباد ضلع میں آباد ہیں۔

میاں محمد قاسم ہاشمی

آپ شریف النفس اور ماہر علوم و فنون ہیں بوقت ضرورت آپ امامت درس و تدریس سے بھی وابستہ ہیں اور آپ نماز کے لئے ہمیشہ ہدایت کرتے ہیں فحاشی و عریانی کے بہت مخالف ہیں نہایت پرامن اور خوشگوار تعلقات علاقہ برادری میں مشہور ہیں آپ کے چچا زاد بھائی **محمد بشیر ہاشمی** بھی ایسے ہی اوصاف و کمالات کے مالک ہیں اور نہایت شریف النفس شخصیت کے حامل ہیں۔

محمد صدیق ہاشمی

آپ ٹھیکیداری کرتے ہیں میانہ طبع کے مالک ہیں اور رزق حلال محنت مشقت سے حاصل کرتے ہیں۔

میاں محمد امیر ہاشمی

آپ ایام جوانی ای ایم ای میں بھرتی ہوئے اور ۲۵ سال تک خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ شریف النفس اور پابند صوم صلوٰۃ سخی مہمان نواز ہیں اس وقت تقریباً" ۸۰ سال کی عمر میں زندہ ہیں۔ آپ کے ایک ہونہار فرزند محمد سلیم ہاشمی ایف اے تک تعلیم پاکر پاسپورٹ آفس میں بھرتی ہو چکے ہیں۔

میاں عبدالعزیز ہاشمی لاولد

آپ راولپنڈی میں عارضی رہائش رکھتے تھے اور وہاں ہی کاروبار بھی کرتے تھے۔ایام نوعمری میں اچانک بیمار پڑے اور وفات کے بعد پنڈی میں ہی دفنائے گئے۔ ذی عقل اور پر خلوص شخصیت کے مالک تھے۔

میاں کریم بخش ہاشمی ۔ و میاں شیر دین ہاشمی

یہ دونوں برادر حقیقی تھے دینی علوم میں دونوں ہی ماہر تھے۔ فارسی سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ ڈوگرہ ایام میں اسلحہ تیر تلوار کے ماہر کاریگر اپنے دنوں میں نیک سیرت شخصیات کے مالک تھے۔ موضع چھتر ۲ ڈھک کا یہ خاندان اچھا تعلیم یافتہ ہے۔ میاں غلام محمد کی تمام اولادیں موضع ڈھک میں آباد ہیں اور جو لوگ وفات پا گئے ہیں وہ یہاں ہی مدفون ہیں۔ ماہر علوم و فنون اور زراعت کار ہیں اراضیات کافی ہیں اس خاندان کی ریکارڈ مال کے کاغذات میں قوم قریشی ہاشمی درج ہے۔

کانسٹیبل محمد مشتاق طاہر ہاشمی

آپ تعلیم و تربیت کے بعد آزاد کشمیر پولیس میں بعہدہ کانسٹیبل عوام الناس کی جانی مالی تحفظ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تاریخ سے بے حد دلچسپی ہے قبیلہ کی یکجہتی پر بہت زور دیتے ہیں اور اصلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں دینی علوم احادیث و فقہ سے اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ صوفیانہ شاعری سے اچھا شوق ہے اولیاء کرام سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ فقیر قادری ریٹائرڈ کیپٹن عبدالمنان قریشی کے دست بیعت ہیں جو ضلع مظفر آباد اپر پلیٹ محلہ غوثیہ میں آستانہ عالیہ غوثیہ کے نام سے موسوم ہیں پابند صوم و صلوٰۃ اور باشرع انسان ہیں نعت خوانی کا بھی بے حد تجربہ ہے دینی کتب کے مطالعہ کا بھی بے حد شوق ہے نہایت ہی ملنسار نیک سیرت مہمان نواز ہیں۔ آپ میرے ایک رفیق کار کا درجہ رکھتے ہیں۔ سیور کالو کے رہائشی حاجی محمد حسین قریشی کے حوالہ کے مطابق یہ لوگ پیر مانک شاہ کی شاخ سے ہیں اور ان کے موروث اعلیٰ کا نام قاضی پہندو خان تھا جو خواجہ رتنوئیں میں آباد تھے۔ دو صدی قبل یہ

خاندان چھتر ۲ ڈھک آیا اس خاندان کا تاحال مکمل شجرہ نسب دستیاب نہیں ہوا۔ تحقیق جاری ہے۔ جلد دوم میں درج کیا جائے گا۔

میاں شکور اللہ قریشی ہاشمی موضع کوٹ تحصیل مظفر آباد

کہا جاتا ہے کہ آپ نہایت عابد و زاہد اور ولی اللہ تھے۔ آپ موضع ڈنہ کچیلی سے موضع کوٹ جا کر آباد ہو گئے جہاں آپ کی زیارت موجود ہے۔ آپ کا نسبی تعلق قاضی نادر خان سے تھا جو میاں جمعاں (جس کی اولادیں بھی کوٹ میں ہیں) کے داماد تھے۔ میاں شکور اللہ کا نسبی تعلق بھی کہا جاتا ہے کہ میاں جمعاں خان سے ملتا ہے بعد ازاں میاں شکور اللہ کی اولادیں ________ کوٹ میں آباد ہو گئیں اور اس وقت تک موضع کوٹ میں آباد ہیں اور میاں جمعاں ہاشمی کی اولادوں سے ناطہ رشتہ کرتے ہیں یہ خاندان درس و تدریس، امامت و زراعت کاری سے منسلک چلا آرہا ہے۔ اس خاندان کے افراد نے جنگ آزادی میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ تعلیمی لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔ میاں شکور اللہ ہاشمی کی اولادوں سے چند نامور شخصیات کا ذکر درج ذیل ہے۔

میاں عبداللہ ہاشمی ناظرہ قرآن پابند صوم و صلوٰۃ زمینداری سے وابستہ ہیں۔ حلیم طبع اور نیک سیرت خوش اخلاق ہیں۔ آپ کے ایک فرزند رخسار احمد انڈر میٹرک کے بعد سول کاروبار کرتے ہیں۔

قاری ظہور احمد ہاشمی آپ تعلیم و تربیت کے بعد موضع کوٹ کیائی کے مکتب سکول میں بحیثیت قاری درس و تدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ حلیم طبع خوش اخلاق نوجوان ہیں۔

میاں محمد روشن ہاشمی آپ صرف اسلامی علوم ناظرہ قرآن کی تعلیم رکھتے تھے۔ ایام نوجوانی آپ نے برٹش آرمی میں شامل ہو کر مصر، برطانیہ، برما، اردون وغیرہ میں سروس کی جنگ آزادی کے وقت حوالدار ریٹائرڈ آئے دوران سروس اعلیٰ کارکردگی کے پیش نظر تمغہ جات و سندات حکام سے صلہ میں حاصل کیں۔ ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی میں شریک ہو کر ملک کی آزادی کے لئے اہم خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کے جنگوں میں بھی شامل ہوئے۔ 1981ئمیں بعمر ۸۲ سال وفات پائی آپ کے ایک ہی فرزند **نثار احمد ہاشمی** نے میٹرک کرنے کے بعد سول کاروبار اور زراعت پیشہ اختیار کیا آپ کے پاس کافی اراضی موجود ہے۔ آپ کو تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے غیور، خوش اخلاق اور بے باک نوجوان ہیں۔

مولوی محمد اسمٰعیل ہاشمی آپ اچھے دیندار پابند صوم صلوٰۃ تھے۔ آپ اسلامی علوم میں ماہر تھے اور

دیمہ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ زمینداری سے بھی وابستہ رہ کر گذر بسر کی۔ آپ کے دو فرزند قاری ظہور احمد اور لطف الرحمن ہوئے۔

الحاج محمد لطیف ہاشمی آپ نے پُرانے دور میں مڈل تعلیم حاصل کی اور تعمیراتی کاموں میں ٹھیکداری کرنے لگے بعد ازاں آپ حصول روزگار کی خاطر سعودیہ چلے گئے اور تین سال تک وہاں سول سروسز سے وابستہ رہے جہاں مدینہ منورہ جدہ اور طائف میں کام کیا تین مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ بیرون ملک سے واپسی پر پھر ٹھیکداری و زراعت کاری سے منسلک ہیں۔ آپ نے قبیلہ میں ہمیشہ جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا تاریخ سے اچھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ نڈر صاف گو' مہمان نواز' خوش اخلاق ہیں۔ اصلاحی امور میں بھی اعلیٰ کارکردگی کے مالک ہیں۔

عبدالحمید ہاشمی مڈل تک تعلیم رکھتے ہیں سول کاروبار سے منسلک ہیں۔ تاریخ سے اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ نہایت غیور خوش اخلاق اور معاملہ فہم نوجوان ہیں۔ قبیلہ کے اصلاحی امور میں اچھی دلچسپی کے مالک ہیں۔ زراعت کاری سے بھی اچھا شوق ہے تنظیم الہاشمی کے سرگرم رکن ہیں۔

عبدالخالق ہاشمی آپ نے مڈل تعلیم حاصل کی اور تجارت و زراعت کاری سے وابستہ ہو گئے۔ آپ خوش اخلاق اور نیک سیرت انسان ہیں۔

محمد عزیز ہاشمی آپ نے میٹرک تعلیم پائی اور علاقہ پاکستان میں سول سروسز کر رہے ہیں۔ خوش طبع' ملنسار اور غیور نوجوان ہیں۔

محمد صادق ہاشمی آپ نے پُرانے دور میں پرائمری تعلیم پائی صوم و صلواۃ کے پابند مہمان نواز' خوش اخلاق ہیں۔ قبیلہ کی تاریخ سے گہرا لگاؤ ہے۔ آپ بہت وسیع اراضی کے مالک ہیں۔ گھریلو اخراجات زمینوں سے میسر ہو جاتے ہیں۔ بیباک اور نڈر ہیں۔

اولاد میاں ستار محمد موضع کچیلی مظفر آباد علوی ہاشمی اس خاندان کا نسبی تعلق پیر قطب شاہ سے ملتا ہے۔ نسبی لحاظ سے یہ خاندان اعوان ہاشمی ہے۔ نہایت ملنسار خوش اخلاق اور بہادر لوگ ہیں۔ زمینداری و ٹھیکداری ان کا ذریعہ معاش ہے اس خاندان کا ناطہ رشتہ قریشی عباسی ہاشمی خاندان سے ہوتا آیا ہے۔ اس خاندان کے کچھ لوگ موضع چکار تحصیل مظفر آباد کے علاوہ پونا کیری اور دان گلی وغیرہ میں بھی آباد ہیں۔ ریکارڈ مال میں ان کی قوم قریشی ہاشمی درج ہے۔ تاریخ سے اچھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ قبیلہ میں اتحاد و تعاون میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ مہمان نواز اور سخاوت میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں۔

نئی نسل کے نوجوان تعلیم یافتہ ہیں۔

فضل محمود قریشی ہاشمی مینجنگ ڈائریکٹر ہائیڈرو الیکٹرک بورڈ مظفر آباد

کہا جاتا ہے کہ آپ کے بزرگ میاں فیض محمد قریشی جو ایک جید عالم دین تھے موضع خوشحالہ تحصیل مانسہرہ سے نقل مکانی کر کے مظفر آباد کے گاؤں نوشہرہ آکر آباد ہوئے۔ نوشہرہ گاؤں گڑھی دوپٹہ سے تقریباً 4 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پھر ان کی اولادیں چٹھیاں اور چھتر میں بھی آباد ہو گئیں۔ بیان کرتے ہیں کہ سابقہ گاؤں میں آپ کے یکجدی لوگ موجود ہیں۔ یہ خاندان نسبی لحاظ سے حضرت علی المرتضیٰ کی اولادیں ہیں اور پیر قطب شاہ سے ان کا شجرہ نسب ملتا ہے۔ اور قریشی ہاشمی نسبت سے اپنی پہچان کراتے ہیں ان کے ناطے رشتے یہاں کے قریشی ہاشمی خاندان سے پیوست ہیں۔ ملکیتی اراضیات ہیں۔ اچھے دیندار علاقہ برادی میں یہ خاندان اچھا نامور ہے اس خاندان کے میاں حبیب اللہ فیصل آباد جا کر مقیم ہو گئے ہیں یوں تو پورا خاندان باشعور اور نامور ہے مگر ان میں سے فضل محمود قریشی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزت دی ہے آپ گاؤں نوشہرہ کے بجائے چھترا مبور میں مقیم ہو چکے ہیں۔ خداداد ذہانت و قابلیت کو بروئے کار لاتے ہوئے آپ نے دوران سروس میڈ لیسٹ سے کئی کورسز پاس کئے اور بطور چیف انجینئر محکمہ برقیات میں خدمات انجام دینے کے بعد آپ آج کل ہائیڈرو الیکٹرک بورڈ کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ آپ برقیات کے ماہر سائینسدان ہیں۔ مہمان نوازی' خوش اخلاقی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ قبیلہ میں اتحاد و تعاون اور یک جہتی کے بہت خواہشمند ہیں یہ پورا خاندان جامعہ صفات کا مالک ہے۔ اچھے دیندار باکردار ہیں۔ اکثر افراد کنبہ ٹھیکداری و زراعت کاری پر گذارہ کرتا ہے اور تقریباً" ہر شعبہ زندگی سے وابستہ ہیں۔ تعلیم کا بھی اچھا شوق ہے۔ بقیہ افراد کے مکمل اسماء حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں آپ کو اپنی قبیلائی تاریخ سے والہانہ عقیدت ہے۔ آپ راقم کے رفیق کار ہیں۔ تاریخ کی طباعت کے دوران راقم نے آپ سے آپ کے گھر پر ملاقات کی تو آنجناب نے مالی امداد کے سلسلہ میں تعاون کا یقین دلایا۔

اولاد میاں بہاگو خان قریشی ہاشمی کوہٹی مری

نمبردار میاں محمد نور قریشی ہاشمی آپ کا نسبی تعلق پیر رسمت شاہؒ سے ہے اس خاندان کے مورث اعلیٰ میاں فقیر محمد قریشی پوٹھہ شریف سے موضع کوہٹی آکر سکونت پذیر ہوئے تھے جن کی اولادیں اس وقت کوہٹی اور راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ میاں محمد نور قریشی اپنے علاقہ کے نمبردار رہے۔ دینی علوم

کے بڑے ماہر، متقی و پرہیز گار تھے۔ آپ پیر فقیر اللہ صاحب بکوٹی کے مریدین خاص میں سے تھے۔ آپ پیر صاحب نڑاں شریف تحصیل مظفر آباد کے بھی معتقد اور ملنساروں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے دوسری شادی بذریعہ پیر صاحب نڑاں شریف کے قومی کوٹ تحصیل مظفر آباد کے ایک معزز قبیلہ قریشی سے کی تھی میاں محمد نور قریشی تعمیرات کے ماہر انجینئر تھے۔ چنانچہ حکیم مولانا عبدالحق صاحب مرحوم نے پوٹھہ شریف کی مسجد آپ کی نگرانی میں تعمیر کروائی تھی۔ آپ کاریگروں کو اس تعمیر کی خوبصورتی کے لئے مشورے دیا کرتے اور کام چیک کیا کرتے تھے۔ یہ گھرانہ زمانہ قدیم سے بڑا بااثر اور ہر طور نامور تھا۔ مہمان نوازی میں آپ علاقہ میں بڑے مشہور تھے۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ میاں قمرالدین قریشی ہو گذرے ہیں۔ بکسوال برداری کے ایک نمبردار صاحب مالیہ وصول کرنے کی غرض سے ایک دفعہ پوٹھہ سے کوہٹی تشریف لائے یہاں کے لوگ بہت غربت میں تھے آپ پورا دن اس گاؤں میں گھومتے رہے مالیہ تو کیا کسی نے آپ کو روٹی پانی تک نہ پوچھا آپ بھوک پیاس سے نڈھال میاں قمردین قریشی کے گھر آئے تو آپ نے نمبردار صاحب کی حالت دیکھی اور فوراً کھانا کھلایا جس سے خوش ہو کر نمبردار صاحب نے علاقہ کی نمبرداری کے فرائض میاں قمردین قریشی کو لکھ پڑھ کر تفویض کر دیئے اس وقت سے لے کر دور حاضر تک یہ عہدہ نمبرداری اسی قریشی خاندان کے ہاتھوں میں ہے۔ انگریز کے دور سے لے کر کوہٹی کا یہ قبیلہ بڑا بااثر چلا آرہا ہے جرگہ پنچائیت میں یہ لوگ بطور ثالث فریقین کے درمیان فیصلے دیا کرتے ہیں۔

حاجی نمبردار محمد صادق قریشی ہاشمی ایام طفلی والدہ کے انتقال کی وجہ سے آپ قومی کوٹ ننھیال میں دس سال تک زیر پرورش و زیر تعلیم رہے۔ یہاں ے سے آپ نے اسلامی تعلیمات پائیں۔ دس سال بعد آپ کو والد واپس اپنے گھر لے آئے خداداد ذہانت کے بل بوتے پر آپ نے بہت جلد علاقہ برادری میں بڑا نام پا لیا۔ چنانچہ آپ کو اس وقت میں چیف آف قریشی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ نمبرداری ٹھیکیداری سے منسلک رہ کر ملک و ملت کی خدمات کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی ذاتی اراضی ملکیت تقریباً ۳۰۰ کنال کے قریب ہے آپ نے مری کے علاقہ میں مہمان نوازی میں بڑی شہرت پائی ہے۔ علاقہ میں سیاسی سرگرمیوں کے بھی آپ محرک ہیں آپ نے کوہٹی پرائمری سکول کے لئے ذاتی ملکیت سے زمین دی تھی آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ ۱۹۹۲ء میں معہ

اہلیہ محترمہ کے مکہ مکرمہ گئے اور دونوں نے فریضہ حج ادا کیا اور چھ ماہ تک دونوں نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران مسجد الحرام میں عبادات اور مقامات مقدسہ کی زیارتیں بھی کیں اس خاندان قریشی الہاشمی کے اور بھی کئی افراد بڑے نامور ہیں جن کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔ حاجی محمد رمضان قریشی، حاجی محمد شریف قریشی، حاجی محمد سلیمان قریشی، مقرب خان قریشی، ٹھیکیدار مہربان خان قریشی، ماسٹر کاکا خان قریشی۔

میاں محمد شفیع قریشی آپ تعلیم و تربیت کے بعد جوان ہوئے تو برٹش آرمی میں حصہ لیا دوسری جنگ عظیم میں شامل رہے۔ دوران سروس ایران، عراق، بغداد وغیرہ مشرق اوسط کے ممالک میں فوجی خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائرڈ ہوئے۔ نہایت دلیر اور نڈر شخصیت کے مالک تھے۔ اسی خاندان کے میاں کالا خان قریشی ایک بزرگ ہو گذرے ہیں جو شعر و ادب سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ سخاوت، مہمان نوازی میں بھی بہتر رہے یہ پورا خاندان پابند صوم و صلواۃ متقی پرہیز گار اور دین سے اچھا شوق رکھتا ہے دنیاوی تعلیم میں بھی اس خاندان کے لوگ کافی حد تک بہتر ہیں۔ **الحاج شاہد قریشی** آپ نمبردار صادق قریشی کے بڑے فرزند ہیں۔ میٹرک معہ سائنس کرنے کے بعد حصول روزگار کی خاطر سعودیہ گئے جہاں بن لادن کمپنی میں ۱۹۷۳ء سے سروس کر رہے ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی **امتیاز قریشی** ایف اے کر لینے کے بعد ۱۹۷۶ء میں جدہ چلے گئے آپ اس وقت تک جدہ میں معہ اہل خانہ کے عارضی رہائش پذیر ہیں اور روزگار کر رہے ہیں۔

ٹھیکیدار محمد سعید قریشی آپ محمد صادق قریشی کے تیسرے فرزند ہیں۔ مڈل کرنے کے بعد کنسٹریکشن میں گورنمنٹ کنٹریکٹر اور پراپرٹی ڈیلر کے طور پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ بڑے مدبر اور خوش اخلاق ہیں۔

زاہد قریشی ہاشمی آپ محمد صادق قریشی کے فرزند ہیں بی اے گورنمنٹ کالج مری سے کیا زمانہ طالب علمی میں جمعیت طلباء کے ناظم رہے۔ آپ جماعت اسلامی کے کارکن ہیں۔ سیاسی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور سیاسی طور پر بڑے معروف ہیں۔ آپ پابند صوم و صلوٰۃ، خوش اخلاق اور مہمان نواز مدبر شخصیت کے مالک ہیں۔

مقرب خان قریشی آپ بی اے بی ایڈ کرنے کے بعد مسلم ہائر سیکنڈری سکول راولپنڈی میں سینئر

اساتذہ کے طور پر درس و تدریس کرتے ہیں۔ نہایت ذہین اور پابند صوم و صلوٰۃ ہیں اس کے علاوہ سٹیٹ لائف انشورنس میں بحیثیت ایریا منیجر خدمات انجام دے رہے ہیں خوش طبع، خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔

محمد سلیمان قریشی آپ راولپنڈی خیابان سرسید میں مقیم ہیں۔ وزارت ہاؤسنگ و تعمیرات میں باعزت عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کا ننھیال مقبوصہ کشمیر میں ہے۔

زاہد قریشی بن محمد شفیع قریشی نہایت لکھے پڑھے، ملنسار، خوش گفتار شخصیت کے مالک ہیں۔ یو اے ای کے رائل آرمی میں بحیثیت انجینئر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محمد فراز شفیع قریشی متحدہ عرب امارات میں معہ فیملی کے مقیم اور گھڑی سازی کے ماہر ہیں اور وہیں پر اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ ملنسار خوش طبع شکیل نوجوان ہیں۔

محمد مشکور قریشی آپ حاجی محمد شریف قریشی کے فرزند ہیں۔ آپ آرمی سنٹر لائبریری میں بطور لائبریرین کام کرتے ہیں پابند صوم و صلوۃ، ملنسار اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔

راجہ حاتم خان گکھڑ پھروالہ پاکستان

سنگ ڈہیر کوٹ

راجہ حاتم خان پھروالہ میں آباد تھے آپ کے تین فرزند ہوئے جمال خان نادر خان اور مردانہ خان جمال خان و نادر خان کی اولادیں پھروالہ میں آباد ہیں۔ مردانہ خان نے چھوٹی عمر میں ایک ننگے بزرگ سے بیعت کے بعد فقیری اختیار کرلی تیس سال کے عمر تھی بڑے بھائیوں کو وعظ نصیحت کرنے لگے جس پر بھائیوں نے آپ پر طعن کیا اور کہا کہ تو بڑا آیا ہے۔ ہمیں نصیحت کرنے والا باپ دادا کی جاگیر اور راجگیری چھوڑ کر در در کی بھیک مانگتے والوں سے مل کر ہمیں وعظ نصیحت کرتا ہے اس پر مردانہ خان نے غصہ میں آکر ایک بھائی کو سخت مارا جو کہ قریب الموت ہوگیا آپ اہلیہ ساس و سُسر کو لے کر کوہمری آگئے پھر محسوس کیا کہ یہاں بھائی آکر ماریں گے وہاں سے چل کر ڈنہ کھیلی کوٹ تحصیل مظفر آباد آکر قیام کیا آپ کی ناویں پشت میں میاں گکھڑ صاحب عرف بابل خانؒ جو سنگ تحصیل دہیر کوٹ میں آباد تھے جن کے پانچ فرزند ہوئے میاں فقیر محمد میاں غلام محمد، مولوی تاج محمد عرف محمود میاں محمد حسین لاولد میاں محمد غلام لاولد تین بھائیوں کی اولادیں چلیں مولوی فقیر محمد کے ایک ہی فرزند مولوی عبدالرحمٰن ہوئے اور مولوی عبدالرحمٰن کے چھ فرزند میجر محمد امین حاجی محمد عارف، صوفی محمد اعظم، محمد زاہد، محمد عابد، محمد خورشید، میاں غلام محمد کے چار فرزند میاں سخی محمد، میاں حیات محمد، میاں عقل محمد لاولد، میاں صالح محمد لاولد مولوی تاج محمد ایک درویش بزرگ تھے ایام جوانی نقل مکانی کر کے چینوٹ کے ایک گاؤں کوٹ امیر شاہ چلے گئے وہاں آپ کے فرزند آباد ہو گئے جن کے اسماء یہ ہیں میاں عبدالحمید لاولد مولوی فضل احمد، میاں میر احمد، مولوی عبدالمجید یہ چاروں راقم کے والد کے پھوپھی زاد بھائی تھے مولوی فضل احمد کے ایک فرزند راجہ محمد صدیق ہیں میاں میر احمد کے چار فرزند عبدالحق اور محب الحق ہوئے حکیم مولوی عبدالمجید جو عالم فاضل تھے اور صدر معلم بھی رہے فن طبابت کے بڑے ماہر تھے آپ کے پانچ فرزند ہوئے جو راقم کی تایا زاد بہن جو بنت میاں محمد کبیر ہاشمی سے ہیں کے بیٹے ہیں مختار احمد محمد صادق، محمد مشتاق، محمد شریف، محمد عظیم یہ سارا خاندان کوٹ امیر شاہ تحصیل چنیوٹ میں آباد ہے۔ نہایت غیور اور

دیندار ہیں میاں سخی محمد کے چار فرزند ہوئے میاں محمد شفیع لاولد شہید ۱۹۴۷ء میاں محمد عالم ایک فقیر درویش تھے لاولد ہوئے مولوی محمد شریف میاں محمد صادق' میاں بابل خان عرف میاں گکھڑ کا شجرہ نسب یوں ہے بابل خان بن شاہ محمد بن حافظ محمد نذیر حافظ محمد نظیر صاحب کے دو فرزند میاں شاہ محمد اور یار محمد تھے شاہ محمد کی اولادیں سنگھڑ میں اور میاں یار محمد کی اولادیں بٹھارہ میں آباد ہیں جن سے حافظ سلیمان صاحب رحمتہ علیہ تھے حافظ محمد نذیر بن کیماں بن میاں نعمت اللہ بن میاں فتح محمد بن میاں محمد سعید بن میاں شیر محمد بن میاں صدر دین بن مردانہ خان۔

خاندان گکھڑ کیانی کے نامور افراد ـــ گاؤں سنگڑ دہیر کوٹ

دور قدیم میں پنجاب ہزارہ میں آنے والا خاندان گکھڑ ہے۔ ان کا شمار پاک وہند کی بڑی نامور اقوام میں ہوتا ہے۔ مغل حکمرانوں کے ساتھ گکھڑ قبیلہ کا ناطہ رشتہ بھی رہا ہے۔ یہ خاندان ابتداء میں ایران سے محمود غزنوی کے ہمراہ پاک وہند میں آیا تھا۔ پوٹھوہار اس خاندان کا پایہ تخت رہا ہے اٹک سے جہلم تک کے علاقہ پر گکھڑوں کی حکمرانی رہی اس خاندان کے ایک بزرگ راجہ ہاتھی خان کو بابر نے خلعت اور سلطان کا خطاب دیا تھا یہ خاندان بہت بہادر عظیم اور باکردار و نامور رہا ہے۔ تاریخ ہزارہ میں مصنف ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی نے صفحہ نمبر ۳۹۱ تا ۴۴۶ میں اس خاندان کا بتفیصل ذکر کیا ہے۔ جس میں مختلف ادوار کے نامور شخصیات کا ذکر اور شجرہ درج ہے کہا جاتا ہے کہ خاندان آف سنگڑ کے ایک مورورث اعلیٰ پھروالہ پنجاب سے موضع کوٹ تحصیل مظفر آباد میں آکر آباد ہوئے کچھ مدت بعد ان کی نسل سے ایک بزرگ کوٹ سے نقل مکانی کر کے موضع سنگڑ تحصیل دہیر کوٹ آکر آباد ہو گئے جن سے اس خاندان کی موضع سنگڑ میں ابتداء ہوئی۔ سنگڑ میں آباد خاندان ہاشمی کے ایک برگزیدہ قاضی غلام نور نے انہیں اچھا دیندار پا کر امامت کے فرائض ایک حلقہ کے تفویض کئے اور ناطہ رشتہ بھی ہر دو خاندانوں میں ہونے لگا۔ یہ خاندان عالم دین رہا ہے گکھڑ خاندان کے ایک مایۂ ناز فرزند حضرت حافظ سلیمان بٹھارویؒ کا نام تبلیغ اسلام میں سرفہرست ہے آپ کے کئی شاگرد ابھی تک ضعیف العمری میں زندہ مثال ہیں آپ کے بہت شاگرد تھے اور چلتا پھرتا درس تھا۔ آپ ولی کامل اور عالم فاضل و حافظ القران تھے۔ اپ کی روشن کی ہوئی یہ شمع ابھی تک منور ہے۔ بعد ازاں یہ خاندان قریشی الہاشمی میں ناطہ رشتہ کی وجہ سے اتنا ضم ہو گیا کہ دیگر لوگ

ان کو ایک ہی خاندان سمجھنے لگے۔ اس خاندان کے ایک جید عالم دین مولانا عبدالرحمٰن کیانی ہو گذرے ہیں جو بہت دلیر صاف گو اور باثر تھے آپ کے ایک مایہ ناز فرزند میجر محمد امین کیانی نے تحریک آزادی میں سردار محمد عبدالقیوم خان کے شانہ بشانہ خدمات انجام دے کر اس تحریک کو کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔

مولوی حیات محمد کیانی عربی فارسی اسلامی علوم کے ماہر تھے دیندار متقی و پرہیزگار تھے دیہہ امامت و نکاح خوانی کے فرائض انجام دیتے تھے تقریباً" ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے تین فرزند ہوئے مولوی عبدالمجید۔ مولوی عبدالحمید و مولوی عبدالرشید۔

مولوی عبدالمجید کیانی آپ نے اردو فارسی اور درس نظامی کی تعلیم پائی اور گاؤں سنگڑو بٹھارہ کی امامت اور نکاح خوانی کے فرائض انجام دیئے جنگ آزادی میں بھی پیش پیش رہے آپ اس وقت ضعیف العمر ہیں خوش اخلاق و ملنسار ہیں۔ آپ کے ایک فرزند عبدالرزق ہیں۔

عبدالرزاق کیانی آپ میٹرک سے فارغ ہوئے تو پاکستان کی ارمی میں اے سی سی کور میں بھرتی ہوئے کچھ عرصہ بعد گھریلو پریشانیوں کی وجہ سے ڈسچارج ہوئے گاؤں واپسی پر مڈل سکول سنگڑمیں بطور اعزازی مدرس تین سال تک درس و تدرس کی بعدازاں آپ فیڈرل گورنمنٹ پولی کلینک جو کہ بعد میں سروسز ہسپتال اسلام آباد کے نام سے مشہور ہوا عرصہ بیس سال سے قومی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسی دوران (سی ایل ایس) گورنمنٹ اصغر مال کالج سے کیا آج کل آپ کیپٹل ہومیوپیتھک میڈیکل کالج میں سال سوئم میں زیر تربیت ہیں۔ اور ایلوپیتھک میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ اس وقت آپ متذکرہ پولی کلینک میں بطور ایکٹنیگ لائبیریرین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے الیکٹرونکس کا ایک سالہ تربیت کا ڈپلومہ بھی حاصل کر لیا ہے اور فارغ اوقات میں الیکٹرونکس آلات کی مرمتی کا کام کرتے ہیں آپ کو مختلف فنی علوم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے۔ آپ کے تعلقات فنی اور تعلیمافتہ لوگوں سے رہتے ہیں۔ آپ اوقات کو بیکار گذشت کرنا ایک عظیم نقصان سمجھتے ہیں۔ راقم بھی شعبہ الیکٹرونکس سے وابستہ رہا ہے۔ دوران تعلیم دونوں ہم جماعت رہے اور الیکٹرونکس تجربات میں ساتھ ساتھ رہے آپ خوش اخلاق ملنسار مہمان نواز و ہنس مکھ شخصیت کے مالک ہیں آپ دوسروں کے دکھ درد میں ہمیشہ معاون رہتے ہیں ہسپتال میں اپنے علاقہ کے مریضوں کی بڑی مدد کرتے ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں۔ محمد منشاداحمد، قاری خلیق الرحمٰن وشیق الرحمٰن شفیق الرحمٰن

محمد منشاد احمد کیانی میٹرک کرنے کے بعد پولی کلینک ہسپتال میں سروس کر رہے ہیں الیکٹرونکس آلات کی مرمتی میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔

قاری خلیق الرحمٰن کیانی آپ نے پرائمری کے بعد اسلامی علوم کے حصول کے لئے مختلف مدارس میں داخلہ کے بعد قاری اور حافظ القرآن کی سندیں حاصل کیں اور درس و تدریس اسلامی سے وابستہ ہیں۔ آپ جنگ افغانستان میں بھی شریک رہے اور فوجی تربیت کے ساتھ ڈرائیونگ میں بھی مہارت حاصل کی۔

وثیق الرحمٰن کیانی آپ نے انڈر میٹرک کے بعد الیکٹرونکس میں ڈپلومہ حاصل کر لیا ہے۔

شفیق الرحمٰن کیانی فیڈرل گورنمنٹ بوائز سیکنڈری سکول اسلام آباد میں جماعت نہم کے طالب علم ہیں۔

ریٹائرڈ حوالدار عبدالغفور کیانی آپ مولوی عبدالحمید کیانی کے فرزند ہیں مڈل کے بعد بری فوج میں شامل ہوئے دوران سروس پاکستانی فوج کے ہمراہ سعودیہ میں رہ کر فریضہ حج بھی ادا کیا۔ خوش اخلاق اور نیک سیرت ہیں۔

حافظ محمد انور کیانی اردو پرائمری اور حافظ القرآن ہیں۔ پاکستان ریلوے میں سروس کر رہے ہیں۔

عبدالمعروف کیانی مڈل کرنے کے بعد پاکستانی آرمی میں حاضر سروس ہیں۔

مولوی عبدالرشید کیانی آپ اسلامی علوم کے علاوہ اردو فارسی کے ماہر ہیں پیشہ امامت و نکاح خوانی سے وابستہ رہے آپ کے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہ ہوئی ہے۔

مولوی محمد شریف کیانی آپ ناظرہ قرآن اردو کی تعلیم رکھتے تھے زمینداری و سول کاروبار سے وابستہ رہے صاف گو بے باک خوش اخلاق اور مہمان نواز تھے۔ تقریباً" ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین فرزند ہیں محمد بشیر، محمد نذیر، محمد سفیر، محمد بشیر کیانی نے اسلامی علوم کے "ساتھ مڈل تک تعلیم حاصل کی ہے سول کاروبار سے وابستگی ہے نہایت شائستہ ہنس مکھ اور حاضر جواب ہیں جب کہ محمد نذیر کیانی مڈل کرنے کے بعد بری فوج میں بھرتی ہو گئے ریٹائرڈ آنے کے بعد محکمہ حفظان صحت آزاد کشمیر میں بطور ڈرائیور سروس کر رہے ہیں۔ محمد سفیر کیانی نے میٹرک تعلیم پائی اور پاکستان آرمی میں حاضر سروس ہیں۔

محمد صادق کیانی آپ خوش اخلاق اور مہمان نواز اور قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں۔ آپ زمینداری سے وابستہ رہے۔ آپ کے تین فرزند ہیں محمد گلزار کیانی جو تعلیم کے بعد جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر پاک آرمی میں شامل ہو گئے پندرہ سال بعد ریٹائرڈ آئے **قاری حفیظ الرحمٰن کیانی** آپ اردو کے علاوہ قاری القرآن اور درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعلیم آزاد کشمیر میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور تیسرے کا نام محمد منظور کیانی ہے جو سول روزگار کرتے ہیں اس خاندان میں کئی اور بھی نامور افراد میں جن کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے۔

حاجی محمد عارف کیانی بڑے بااثر تعلیم یافتہ مدبر اور منصف مزاج ہونے کے علاوہ بے باکی سے حق بات منہ پر کہہ دیتے ہیں علاقہ سنگڑ کے معتبران میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ کے ایک نامور فرزند مختار احمد کیانی اعلی تعلیم پاکر آئل اینڈ گیس کمپنی میں بطور انجینئر سروس کر رہے ہیں۔ خورشید کیانی بطور ریسرچ آفیسر منسٹری آف فنانس میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

صوفی محمد اعظم کیانی آپ نہایت دیندار پابند صوم صلوۃ اور نہایت ہی بے باک شخصیت کے مالک ہیں آپ کے ایک فرزند جہانزیب کیانی نے ایم اے کیا اور محکمہ تعلیم میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سلطان محمود کیانی محکمہ اوقاف ازاد کشمیر میں بطور پی آر او ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ محمد عمران کیانی شعبہ الیکٹرونکس میں مہارت رکھتے ہیں اور کمپنی میں ملازم ہیں۔

محمد زاہد کیانی گریجویشن کے بعد کراچی بندرگاہ (کے پی ٹی) میں باعزت عہدہ پر فائز ہیں آپ کی دیانتداری پر حکام اعلی ناز کرتے ہیں۔ ذہین شریف النفس اور باکردار ہیں۔

محمد عابد کیانی پرائمری تعلیم ہے خوش اخلاق اور شریف النفس ہیں قرابتداروں سے بڑی ہمدردیاں رکھتے ہیں اور قبیلہ کے دکھ درد میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں یہ خاندان اچھا دیندار تعلیم یافتہ ہے گاؤں سنگڑ میں اس خاندان کیانی کے ۹ گھر آباد ہیں۔

تاریخ الہاشمی کی جلد اول میں ضمناً" اس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے۔ مزید تحقیق کے بعد خاندان گکھڑ کے حالات جلد دوم میں بوضاحت تحریر کیئے جائیں گے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

یاایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثیٰ و جعلنٰکم

شعوبا" و قبائل لتعارفو۔

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر ۔ (سورۃ الحجرات پارہ ۲۶)

ترجمہ لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں۔ تاکہ تم ایکدوسرے کو پہچانو در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والاوہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ یقینا" اللہ سب کچھ جاننے اور خبر رکھنے والا ہے۔

(ترجمہ سورۃ الحجرات پارہ ۲۶)

تاریخ الہاشمی

ان اللہ لایغیر و مابقوم حتیٰ یغیر مابانفسھم○

ترجمہ: اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے (سورۃ الرعد پارہ ۱۳)

باب دوم حصّہ شجرہ نسب

اولاد خلفائے بنی عباسؓ بغداد، مصر، پاکستان، آزاد کشمیر الموسوم قبیلہ قریش الہاشمی

۱

مصنف میاں محمد الیاس ہاشمی

☆..................☆..................☆

حضرت آدمؑ - اماں حواؑ ← حضرت شیثؑ ← انوش ← قینان ← مہلائل

← یارو ← ادریسؑ ← متوشلخ

لامک ← حضرت نوحؑ

کنعان یافث سام حام

← از فخشد ← شالخ ← عابر ← فالغ ← ارغو ← ساروغ ← ناخور

حضرت ابراہیمؑ ← تارخ
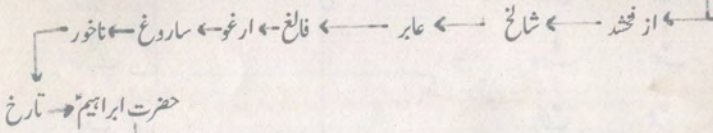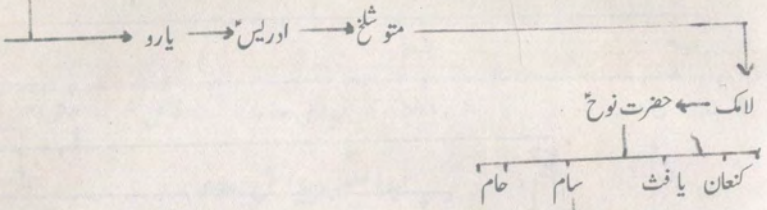
خاندان بنی اسرائیل کے موروث اعلیٰ حضرت اسحاقؑ

حضرت اسمٰعیلؑ (خاندان بنی اسمٰعیل کے موروث اعلیٰ آپ کی عمر بحوالہ توریت ۱۳۷ سال ہے)

قیدار ← جمل ← ثابت ← سلمان ← ادرم ← المیع ← آد ← عود ← عدنان

کنانہ ← خزیمہ ← مدارک ← الیاس ← مضر ← نزار ← مہد

نضر ← مالک ← فہر الملقب قرش (موروث اعلیٰ خاندان قریش)

محارب **غالب** طرث

صفحہ نمبر ۴ پر
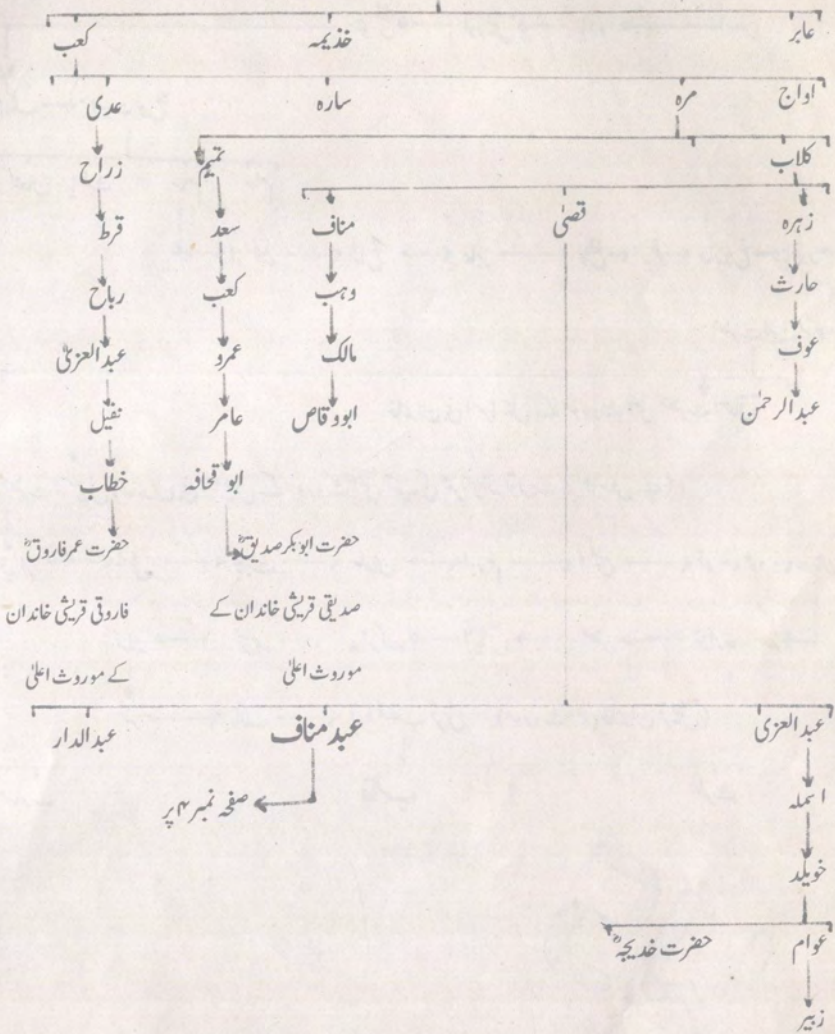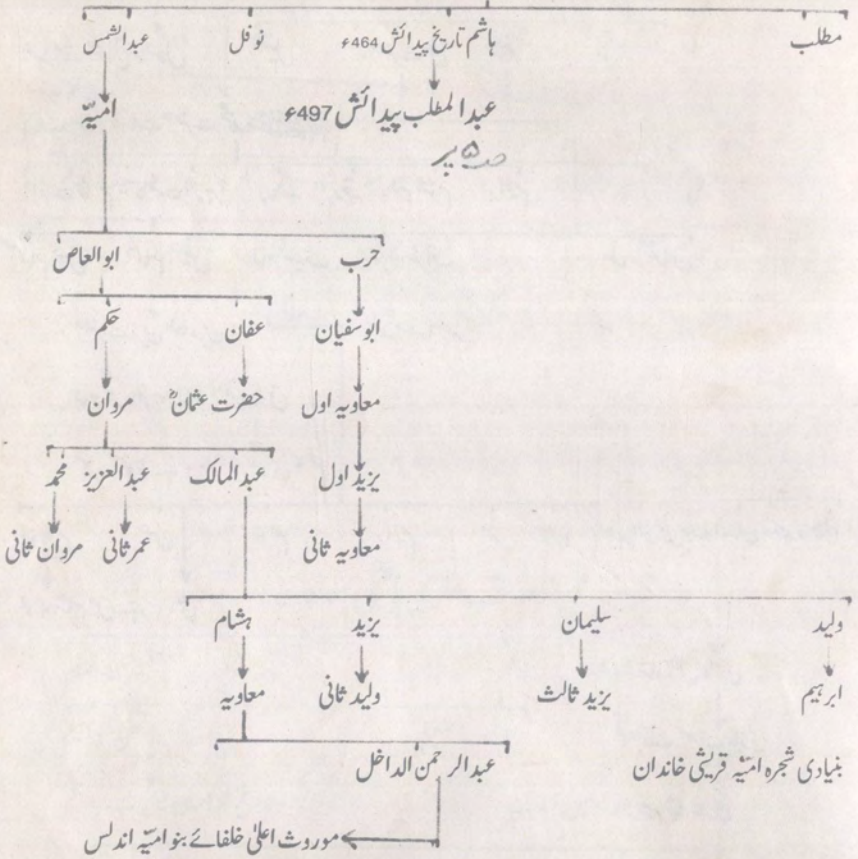
عبد مناف صفحہ ۳ سے
مطلب
ہاشم تاریخ پیدائش 464ء
نوفل
عبد الشمس
عبد المطلب پیدائش 497ء
صـ۵ پر
امیہ
حرب
ابو العاص
ابو سفیان
عفان
حکم
معاویہ اول
حضرت عثمانؓ
مروان
یزید اول
عبد المالک
عبد العزیز
محمد
معاویہ ثانی
عمر ثانی
مروان ثانی
ولید
سلیمان
یزید
ہشام
ابرہیم
یزید ثالث
ولید ثانی
معاویہ
بنیادی شجرہ امیہ قریشی خاندان
عبد الرحمن الداخل
مورورث اعلیٰ خلفائے بنو امیہ اندلس

عبد المطلب صفحہ ۴ سے
حضرت حمزہؓ
حضرت عباسؓ
عبد اللہ پیدائش 545ء
ابولہب
ابو طالب
حارثؓ
عبد اللہ صحابی رسولؐ
عقیل
حضرت علیؓ
جعفر
صفحہ ۷ پر
جناب سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت قاسم
فاطمۃ الزہرا
زینب
رقیہ
ام کلثوم
ابراہیم
امام حسنؓ
امام حسینؓ
امام حنیف
عمر الاطراف
علمدار عباس
حضرت زین العابدین
محمد صفحہ ۶ پر
امام محمد باقر
امام جعفر صادق
امام موسیٰ کاظم
شجرہ محفوظ ہے
ابو ہاشم
حسن
قاسم
ابراہیم
عمر
عون
عبد الرحمٰن
عبد المنان
سکندر ثانی
اولاد شام میں ہے
علی
شاہ بطل غازی
ملک آصف غازی
میر شاہ غازی
شاہ محمد غازی
صفحہ ۶ پر

ص۵ سے

شاہ محمد غازی علوی اعوان قریشی ہاشمی

ابراہیم — اسحاق — عبداللہ — طیب شاہ غازی

اسحاق ← علی ← محمد ← ابی الحسن

طیب شاہ غازی ← الحسن ← ابی یعلی

میر ساہو سالار — میر قطب شاہ حیدر — میر سیف الدین

عبداللہ گولڑہ مزمل علی کلگان

زمان علی کھوکھر فتح علی — محمد علی — بہادر علی کرم علی

محمد کندلان — جہان شاہ — نجف علی — نادر علی

☆..........☆
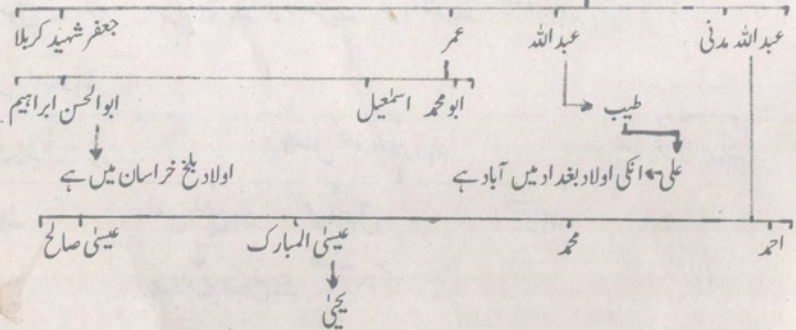
عبداللہ صحابی رسولؐ بن حضرت عباسؓ موروث اعلیٰ خلفائے عباسیہ بغداد
علی
محمد
ابو العباس عبداللہ سفاح
بانی خلافت عباسیہ بغداد
ابو جعفر خلیفہ منصور باللہ
ابو عبداللہ خلیفہ محمد المہدی
ابراہیم
عیسیٰ
محمد
بنت رابطہ
خلیفہ ہارون الرشید
ابو محمد موسیٰ الہادی
خلیفہ محمد الامین الرشید
خلیفہ المامون الرشید
ابو اسحاق محمد المعتصم باللہ
ابو جعفر خلیفہ المتوکل علی اللہ
ابو جعفر ہارون الواثق باللہ
محمد
ابو احمد طلحہ موفق
احمد المعتمد باللہ
محمد المعتز باللہ
محمد المنتصر باللہ
المستعین باللہ
ابو العباس المعتضد باللہ
خلیفہ المکتفی باللہ
ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ
ابو منصور محمد القاہر باللہ
محمد الراضی باللہ
فضل المطیع باللہ
محمد اسحاق
المتقی باللہ
عبدالکریم الطائع باللہ

محمد اسحاق

خلیفہ راضی باللہ

ابو العباس احمد القادر باللہ

النفی اللہ

مطیع اللہ

ابو جعفر عبد اللہ القائم بامر اللہ ← محمد ابو القاسم عبد اللہ المقتدی بامر اللہ

ابو العباس احمد المستظہر باللہ

ابو جعفر فضل المسترشد باللہ

محمد المقتفی لامر اللہ

ابو بکر

منصور الراشد باللہ

یوسف المستنجد باللہ

علی

المستضی بامر اللہ

الحسن

احمد الناصر الدین باللہ

ابو العباس احمد الحاکم بامر اللہ (مصر کا دوسرا عباسی خلیفہ)

محمد الظاہر بامر اللہ

ظاہر بامر اللہ الملقب بہ مستنصر باللہ

خلیفہ المستکفی باللہ

خلیفہ مستعصم باللہ

خلیفہ معتضد باللہ

خلافت عباسیہ بغداد کا آخری تاجدار

خلیفہ متوکل علی اللہ

اگلے صفحہ ۹ پر

حافظ محمود خان صفحہ ۱۰ پر

(گاؤں سنگڑھ تحصیل دہیرکوٹ کا قریشی ہاشمی خاندان

(بڈیار داخلی سنگڑ چھیائی و راولپنڈی میں یہ خاندان آباد ہے)

میاں نیک محمد بن میاں غلام نور کھیتراں سنگڑ صفحہ ۱۰ سے

میاں کرم دین بن میاں غلام نور ہاشمی ریڑھ باغ صفحہ ۱۰ سے

میاں امام دین
میاں شرفدین لاولد
میاں بدرالدین

محمد صدیق ہاشمی
محمد حنیف ہاشمی

میاں محمد عزیز صابر
میاں محمد رشید ہاشمی
قاری مختار احمد ہاشمی

طاہر عزیز
محمد ندیم ہاشمی

زاہد مختار
صدام حسین

خلیل احمد ہاشمی
قاری مختار احمد ہاشمی
قاری مشتاق احمد ہاشمی

سعید احمد ہاشمی
سلطان احمد ہاشمی
فیض الرحمن ہاشمی

خضر حیات
عمر حیات
محمد الیاس
سکندر حیات
ذوالفقار علی

میاں محمد حکیم
میاں محمد یاسین لاولد
میاں مزملدین
میاں عبدالکریم
میاں عبدالحکیم ہاشمی

میاں محمد اکبر ہاشمی

محمد امتیاز
عبدالمحمود
محمد خورشید
محمد انور

میاں محمد بشیر ہاشمی

عاطف
عابد
عبدالحمید
الطاف حسین
خالد حسین
پرویز ہاشمی

(ریڑھ شرقی باغ کا قریشی ہاشمی خاندان)

میاں خانگی ← میاں کالا خان

میاں محمدی (چمیاٹی تحصیل دہیر کوٹ)

میاں روشن علی (کیارہ) مظفر آباد

میاں نور عالم

سائیں زمان علی — میاں کالو — میاں بگا ہاشمی

مجذوب لاولد

میاں عالمدین ہاشمی — میاں محمد عارف ہاشمی

میاں محمد عزیز — میاں جمعاں

ذوالفقار ہاشمی — افتخار ہاشمی — زیاب احمد

محمد ممتاز — محمد مشتاق — عبدالقادر — عبدالحیٔ

لطیف

طاہر حسین — تاج حسین — نقیب احمد — عقیل احمد

میاں بلور دین ہاشمی — میاں غلام نبی ہاشمی — میاں میر عالم ہاشمی

سپاہی محمد بشیر ہاشمی

محمد نذیر ہاشمی بی اے

خالد بشیر

محمد منیر — محمد شبیر — محمد سفیر

ہیڈ ماسٹر خورشید احمد ہاشمی — محمد اقبال ہاشمی — محمد خوشحال ہاشمی

ایم اے بی ایڈ

مطیع اللہ ہاشمی — معین ہاشمی — زاہد اقبال

قریشی ہاشمی بھمنکوٹ و کنیاٹی تحصیل دہیر کوٹ

میاں غلام محمد بن میاں نور الدین قریشی چمنکوٹ صفحہ ۱۵
میاں مہر بخش
میاں شادین
میاں بگا
میاں فقردین لاولد
میاں بدر دین
میاں نور محمد
میاں گل محمد
عبدالغفور
عبدالروٗف
ساجد الرحمٰن
عبدالسلام
محمد گلزار
دلدار احمد
محمد گلفراز
محمد الفراز
ابرار احمد
میاں عبدالمجید
حاجی غلام نبی
محمد شفیع
میاں محمد سفیر
قاری بشیر احمد ہاشمی
محمد شفیق
محمد صغیر
حفیظ الرحمن
مطیع الرحمن
غلام مصطفیٰ
غلام مرتضیٰ
طاہر محمود ہاشمی
ظاہر محمود
قاری عبدالوحید ہاشمی
زبیر احمد ہاشمی
شبیر احمد ہاشمی
عبدالشکور ہاشمی
عبدالقادر ہاشمی
بدر السلام ہاشمی

میاں بھاول عرف بھلو خان بن نیک محمد قریشی (اہل سرنگ) صفحہ ۱۵ سے
میاں فضلدین
میاں فیض محمد
میاں دین محمد
میاں محمد حیات
میاں غلام محمد
میاں حمید اللہ
میاں محمد حسین
میاں محمد سلیمان ہاشمی
میاں فروز الدین لاولد
حاجی نور احمد
محمد یوسف
محمد آصف
محمد راشد
محمد ساجد
عبدالغفور ہاشمی
محمد یونس ہاشمی
محمد صدہیر
سعد احمد
محمد شاہد
محمد خلیل ہاشمی
محمد جلیل ہاشمی
محمد شکیل ہاشمی
میاں محمد کبیر
میاں محمد اشرف
مقیم لاہور
محمد نسیم
محمد شمیم
محمد کلیم
محمد سلیم ہاشمی
محمد کریم ہاشمی
محمد وسیم ہاشمی
محمد حلیم ہاشمی
محمد نصیر ہاشمی
سعید حسین ہاشمی
ظہیر حسین ہاشمی

میاں بخشو بن میاں نیک محمد قریشی ہاشمی چمنکوٹ صفحہ ۱۵

میاں جھنڈل
میاں نیکا
میاں بسا لاولد

میاں رحمدین ہاشمی

میاں گل احمد
پیر بخش
الٰہی بخش لاولد

محمد آصف

حاجی محمد شریف

محمد شکیل
محمد عقیل
محمد حفیظ
محمد شفیق
محمد نفیر

میاں کرماں لاولد
میاں نور احمد
میاں عقل محمد

میاں سخی محمد لاولد
میاں محمد یوسف ہاشمی

سعید احمد
عبد الوحید
عابد حسین

عبد الستار

میاں محمد اسمٰعیل ہاشمی
میاں محمد زبیر ہاشمی
الحاج محمد خلیل ہاشمی

عنایت اللہ ہاشمی
عبد الجلیل

جمیل احمد
عظمت اللہ
عبد الشکور
عبد المتین

الحاج قادر بخش ہاشمی
محمد اسحاق

امجد حسین ہاشمی
سعادت حسین
امداد اللہ ہاشمی
مدثر حسین ہاشمی

قاضی عالم شاہ بن قاضی سید احمد قریشی ہاشمی تراڑ دیوان راولاکوٹ صفحہ ۱۰ سے
قاضی گل احمد
مراد بخش خان
کریم بخش خان لاولد
بہاول خان
ملی خان (جھنڈالی)
جھنڈو خان
جالمو خان صفحہ ۲۲ پر
حیدر خان
ناصر خان
نیک محمد خان
صوبہ خان
کالو خان
محمد عالم خان
قاضی بہلو خان
سلطان محمد خان
طائع محمد خان
غلام حسین خان
محمد فرہاد خان
محمد اشراف خان
محمد شفیع خان
محمد رہوف
محمد اسد
محمد رئیس ہاشمی
محمد ذہین ہاشمی
محمد عالم خان صفحہ ۲۰ پر
منشی امیر عالم خان
الحاج محمد عباس خان
محمد رشید خان
محمد یونس خان
محمد نزیر خان
محمد بشیر خان
عابد خان
ساجد خان
ماجد خان
محمد امتیاز خان
محمد ارشاد خان
محمد ریاض خان
محمد موسیٰ خان
اشتیاق احمد خان
نثار احمد خان
نیاز احمد خان
آفتاب احمد خان
محمد مشتاق خان

محمد عالم خان بن سلطان محمد خان قریشی ہاشمی تراڑ راولاکوٹ صفحہ ۱۹ سے

قاضی بہلو خان بن جھنڈو خان قریشی ہاشمی صفحہ ۱۹ سے

نور عالم خان　اللہ دین خان　فروز دین خان　نور حسین خان　فضلدین خان　مظفر دین خان　جلال الدین خان

صفحہ ۲۱　صفحہ ۲۱　صفحہ ۲۱　صفحہ ۲۱

محمد عظیم خان　شاہ محمد خان　محمد اعظم خان لاولد　کرنل محمد ذاکر خان　لیکچرر محمد یعقوب خان

محمد وحید　محمد نعیم　محمد ظہیر خان

ثاقب یعقوب

زبیر احمد ہاشمی　ظہور احمد ہاشمی　بلال ذاکر　عدنان ذاکر　حمزہ ذاکر　سلمان ذاکر

کیپٹن عزیز احمد خان　افتخار احمد خان

اعجاز احمد قریشی

غلام مصطفیٰ　غلام مرتضیٰ خان　غلام یاسین خان　غلام مجتبیٰ خان

نور حسین خان بن بہلو خان صفحہ ۲۰ سے

- بگا خان مقیم راولپنڈی
  - کیپٹن بشیر اختر خان
  - حفیظ اختر خان
- خان گل خان
  - عبدالحمید خان
  - عبدالقیوم خان
- جان گل خان
  - محمد الیاس خان
  - محمد یاسین خان

مظفر دین خان بن بہلو خان صفحہ ۲۰ سے

- محمود احمد خان مقیم راولپنڈی
- محمد نزیر خان مقیم راولپنڈی

جالو خان بن مراد بخش خان قریشی ہاشمی تراڑ دیوان راولاکوٹ صفحہ ۱۹ سے

قاضی عنایت خان بن جوگا خان د حمنی دریک حسین کوٹ پڑاٹ، تحصیل راولاکوٹ صفحہ ۱۰ سے

مہدی خان بن کڑ کا خان صفہ ۲۳ سے

حشمت خان — ملا خان — الفدین خان — عقلدین خان — حسندالدین خان

حشمت خان: محمد شفیع — محمد فروز

عقلدین خان: قاسم خان — فقیر خان — سجاول خان — نور عالم خان

قاسم خان: محمد شفیع

سجاول خان: محمد اسلم

فقیر خان: رقمدین خان — گل حسین خان

الفدین خان: فروز خان — محمد حسین خان — سائیں — شیردل خان

فروز خان: علی محمد — محمد اشرف

محمد حسین خان: محمد اکبر — محمد کریم — عبدال

شیردل خان: منشا خان

قاضی محمد علی خان بن عبداللہ خان قریشی راولاکوٹ دریک صفحہ ۲۳ سے
قاضی کرمدین
ناصر خان
حشمت خان
الفدین خان
فقیر خان لاولد
سائیں خان
محمد یوسف خان
محمد بشیر
محمد شبیر
محمد رشید
فروزدین
شاکو
فضلدین
حسن محمد
محمد شفیع
محمد صدیق
لعلدین
علی محمد پھیڑی راولاکوٹ
سخی محمد
محمد اکبر
محمد قاسم
محمد عظیم
حافظ سلیمان خان بن حافظ عبدالقیوم قریشی دھمنی راولاکوٹ صفحہ ۹ سے
قاضی فضلدین
قاضی ہاشمدین
قاضی گھم خان
قاضی ہنس خان
قاضی عبداللہ
قاضی مست خان
قاضی نیک محمد
قاضی جمعوں
قاضی نور محمد
قاضی منگا خان
قاضی مارچ خان
قاضی رزق اللہ خان
قاضی عبداللہ
قاضی جان محمد
قاضی کموں
قاضی جیون خان
میاں راجولی صفحہ ۲۶ پر
تاج محمد
قاضی عبدالمجید (مانترہ راولاکوٹ)
میاں پیر بخش
میاں سرو خان
عبدالرشید ہاشمی
تیمور رشید ہاشمی
محمد زمان خان
علی محمد خان
حسن محمد خان
محمد افضل خان
میاں الف خان لاولد
صفحہ ۲۶
صفحہ ۲۷
صفحہ ۲۷
صفحہ ۲۷

میاں راجولی خان بن قاضی رزق اللہ خان قریشی ہاشمی (مانترہ راولاکوٹ صفحہ ۲۵ سے
میاں بھیڈا خان
میاں فتح محمد خان
میاں غلام خان
میں نواب خان د حمنی
رسمت خان
کرم شیر خان
لاولد
محمد افسر خان
میاں شیر احمد
محمد اکبر شہید ۱۹۴۷ء
میاں فتح نور عرف موسیٰ خان
میاں طالع محمد
میاں شیر احمد
محمد عارف
محمد اعظم
محمد حیات
محمد فاروق
محمد اسحاق
عبدالرحمن
عبدالقیوم
عبدالرزاق
میاں محمد حسین ہاشمی
میاں عبدالحسین ہاشمی
محمد آصف
محمد یوسف
محمد انور
الحاج محمد اسلم
حاجی محمد فاضل
محمد فاروق
محمد مسعود
مقصود احمد
محمد محمود احمد
محمد فیاض ہاشمی
محمد ایاز ہاشمی
محمد طیب ہاشمی
محمد خرم ہاشمی
محمد سلیم
محمد شہزاد
محمد شاہد
محمد زاہد
محمد ساجد (چڑہان-و پھڑھ راولاکوٹ)
محمد زمان خان بن پیر بخش ہاشمی (مانترہ) صفحہ ۲۵ سے
محمد گلزار خان
محمد عزیز خان
حاجی محمد اعظم
محمد عظیم
محمد انور
محمد رسرور ضیا
محمد یعقوب
محمد خورشید
عامر ہاشمی
محمد بلال ضیاء
آصف
کامران
عمران
توصیف
توقیر
محمد اصغر
محمد صغیر
محمد زاہد
محمد شاہد
محمد آحد
محمد مقصود
محمد مسعود مرحوم
محمد فہیم
محمد نعیم
محمد ضیم
محمد رحیم
ڈائریکٹر پاکستان واپڈا
محمد پرویز ہاشمی
محمد مشکور
محمد سفیر

علی محمد خان بن میاں پیر بخش قریشی مانترہ راولاکوٹ ۲۵ سے

محمد اشرف خان ← محمد عثمان ہاشمی

محمد افسر خان ← محمود اختر

حسن محمد خان بن پیر بخش مانترہ صفحہ ۲۵ سے

محمد حیات: ممتاز، ذوالفقار، ذوالقرنین

خضر حیات: ارشد، راشد، ساجد

محمد اقبال: وسیم، شمیم

محمد افضل خان بن پیر بخش خان قریشی ہاشمی (مانترہ راولاکوٹ صفحہ ۲۵ سے

محمد بشیر خان ← عبدالروف ہاشمی

محمد محمود خان ← محمد نجیب ہاشمی موضع کھڑک میں آباد

محمد نذیر خان ← محمد نجیب ہاشمی موضع کھڑک میں آباد

ڈاکٹر محمد شوکت

محمد لیاقت

خالد محمود

قاضی بیدم خان بن جوگا خان قریشی ہاشمی ڈنہ منظفر آباد علیوٹ بیروٹ صفحہ ۱۰ سے

قاضی صیاد خان ← قاضی محمد اسمٰعیل ← قاضی ہدایت اللہ

قاضی میرزمان خان ← کی اولاد پونچھ میں ہے

قاضی سلیمان خان لاپتہ

قاضی ہدایت اللہ: قاضی خواج محمد عرف کھلو خان صفحہ ۲۸، قاضی محمد غوث علاقہ پاکستان، قاضی شیر احمد

قاضی شیر احمد: قاضی محمد بخش (ڈنہ)، قاضی شرفدین چھاترہ عباسپور

قاضی محمد بخش (ڈنہ): میاں میر عالم، میاں روشندین ← میاں غلام حیدر

میاں میر عالم ← شمس الدین

میاں روشندین ← محمد بشیر ہاشمی

شمس الدین: نزیر حسین، عبداللطیف، عبدالحمید

محمد بشیر ہاشمی: تنویر حسین، نصیر حسین

عبداللطیف: طاہر احمد، یاسر ہاشمی، اسد ہاشمی

عبدالحمید: طارق حمید، صلاح الدین

قاضی خواج محمد عرف کھلو خان قریشی ہاشمی ڈنہ بیروٹ ملیوٹ مری صفحہ ۲۷ سے
محمد عالم
میاں کرم بخش
میاں منگی خان
میاں مندہ ڈنہ
محمد افضل لاولد
صفحہ ۲۹ پر
میاں محمد بخش عرف کلہ
میاں فقر الدین
میر حسین قریشی ہاشمی
محمد صدیق ہاشمی
زبیر صدیق
وقاص صدیق
خالد حسین
ظفر اقبال
محمد طارق
شبیر حسین
تنویر حسین
ذولفقار
ساجد حسین
قادر بخش
حیات بخش لاولد
میاں عمر بخش
افسر دین
خان افسر
میاں عالمدین ہاشمی
محمد یونس قریشی
محمد عزیز ہاشمی
خادم حسین
شوکت حسین
طفیل حسین
واجد حسین
راشد حسین
فاروق
خرم
شاہد
ظہیر
عاشق حسین
محمد معروف ہاشمی
محمد یاسین ہاشمی
محمد مشتاق ہاشمی
محمد سلیم ہاشمی
یاسر ہاشمی

میاں کرم بخش بن قاضی خواج محمد علیوٹ مری قریشی ہاشمی صفحہ ۲۸ سے
میاں طاعت خان (بیروٹ)
میاں نور محمد (ڈنہ)
میاں قل خان
نور عالم لاولد
حاجی حبیب اللہ
سید عالم
محمد منیر
محمد کبیر
محمد یامین
محمد یوسف
میاں عبد الکریم
محمد مسکین
فضل کریم
محمد حسین
میاں عبد القاسم عرف کاکاخان
صفحہ ۳۰ پر بھی ہے
موبین
صباموبین
رکین
ذوالفقار حسین
صابر حسین
خورشید حسین
سفیر احمد
ظہیر احمد
زبیر احمد
سعید احمد
محمد مختار خان
عبد الحمید خان
عبد الغنی خان
عبد الطیف خان
عبد الرشید خان
محمد بشیر خان
محمد ولائیت خان
آفتاب احمد
محمد خطاب
محمود احمد
مسعود احمد
عزیز احمد
سفیر احمد
نصیر احمد
وزیر احمد
زبیر احمد
انور
اسرار
بختیار
رحیل سفیر
ذبیر احمد
ذکیر احمد
منیر احمد
بابر عزیز
طارق عزیز
کاشف عزیز
عبد الحکیم
عبد الرحیم
افراہیم
لیاقت حسین ہاشمی
ساجد محمود
عاطف محمود
عامر محمود

میاں محمد قاسم عرف کاکاخان علیوٹ صفحہ ۲۹ سے
محمد مختار خان
عبدالحمید خان
عبدالغنی خان
عبدالطیف خان
محمد دلپذیر خان
عبدالجلیل
عبدالرحمن
ذاکر حسین
وحید احمد ہاشمی
ظہور اقبال ہاشمی
فیصل رحمن
سہیل رحمن
ریحان جلیل
عمران جلیل
کامران جلیل
جبران جلیل
عثمان جلیل
فیضان جلیل
عرفان جلیل
شاہد حسین
زاہد حسین
سراجل محمود
فاہد حسین
سجاد حسین
نساج حسین
ضیا شاہد
مولٰنا حسن خان بن حافظ عبدالقیوم قریشی ہاشمی چڑالہ تحصیل دہیر کوٹ صفحہ ۹ سے
قاضی جیاء خان ← قاضی ہمان خان ← قاضی کیدا خان ← قاضی سناں خان
فقرا خان
قاضی مائیم خان
قاضی جیاء خان
قاضی باسی خان
قاضی کلہ خان
قاضی جھنڈو خان ← قاضی کھلو خان عرف لماں خان (چڑالہ)
میاں محمد الدین (داڑیالی راولاکوٹ
قاضی نیلو خان
میاں عمر علی صفحہ ۳۱
میاں محمد نور
میاں فقیر خان (کہل راولاکوٹ) صفحہ ۳۱
میاں فیض محمد صفحہ ۳۲
میاں غلام محمد
میاں نبی محمد
میاں ولی محمد
میاں محمد قاسم
میاں نور عالم
بنت حلیمہ بیگم (صفحہ ۳۲ پر)
صفحہ ۳۲
صفحہ ۳۳
میاں عالمدین صفحہ ۳۳
حکیم میاں فروزدین (ناڑاکوٹ)
میاں فضلدین صفحہ ۳۳
میاں محمد لطیف
میاں محمد صابر
میاں محمد یوسف
عبدالرزاق
عبدالغفار
عبدالقادر
شہباز ← شوکت حسین
مشتاق احمد
حافظ امتیاز احمد
محمد تحسین
شمشاد حسین
زاہد حسین
اشفاق احمد
غلام یاسین
غلام مصطفیٰ
غلام مجتبیٰ
مدثر حسین
مبشر حسین

میاں عمر علی بن میاں نیلو قریشی ہاشمی چڑالہ وپنڈی صفحہ ۳۰ سے

میاں فضل محمد

منشی محمد قاسم (راولپنڈی) — میاں محمد شفیع (راولپنڈی) — میاں محمد حسین — میاں محمد اسمٰعیل

محمد یونس

محمد صدیق

محمد رشید — محمد شریف

اشتیاق احمد — افتخار احمد — ابرار احمد — ڈاکٹر منیر آصف

محمد مقصود — محمد منظور

محمد سہیل — غلام مرتضیٰ — محمد جمیل — نثار احمد

میاں محمد سعید — محمد سلیم

طارق محمود — عابد محمود — ارشد محمود — طاہر اقبال — خالد اقبال

میاں فقیر خان بن قاضی نیلو خان گہل تحصیل راولاکوٹ صفحہ ۳۰ سے
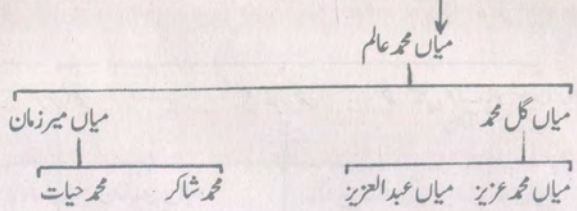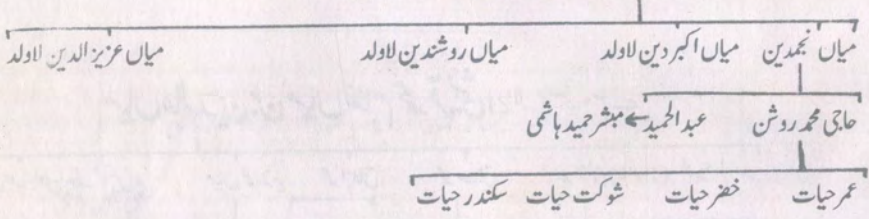
میاں محمد قاسم بن میاں محمد نور قریشی (چڑالہ) صفحہ ۳۰ سے

- میاں حسن الدین
  - محمد بشیر
    - محمد ظریف
    - محمد ظوریف
    - بابر
  - محمد شبیر
    - وسیم
  - محمد عزیز
  - محمد سفیر
  - محمد نصیر
- میاں امیر الدین
  - میاں محمد رفیق
    - محمد عرفان
    - محمد عمران
    - محمد رضوان
- میاں نصر الدین
  - محمد ریاض
    - نعیم احمد
  - محمد فیاض
  - نیاز احمد
  - ضیاد احمد
  - صیاد احمد
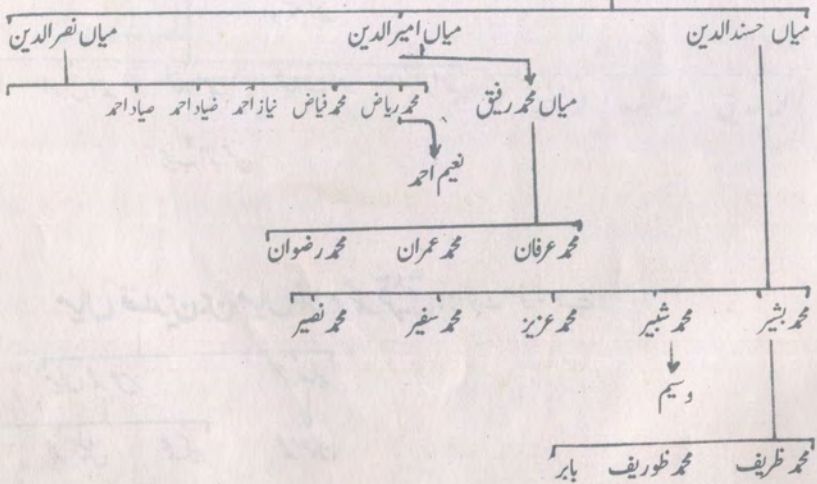
میاں نورعالم قریشی بن میاں محمد نور چڑالہ گلہ صفحہ ۳۰ سے
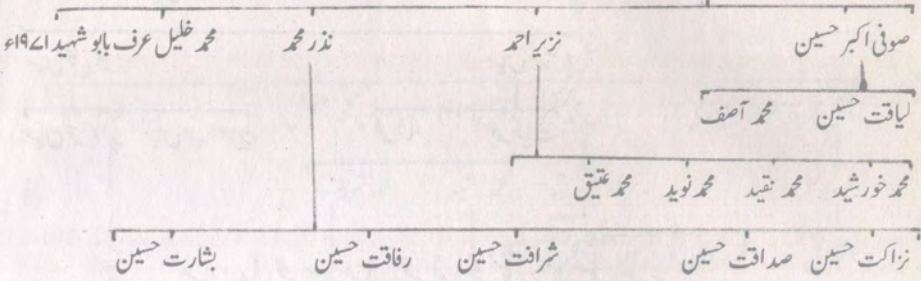
میاں عالمدین بن میاں غلام محمد قریشی (چڑالہ) صفحہ ۳۰ سے

میاں عبدالعزیز منگ ٹائیں
میاں محمد نذیر
محمد اسحاق
محمد صدیق
عبدالخالق (کانھواڑ)
محمد صابر

تاج محمد
محمد زاہد
عزیز الرحمن

افراز احمد
دلفراز احمد

احسان اللہ
عبیداللہ
نویداللہ

عبدالمجید
ابرار احمد
محمد الیاس
محمد گلتاج
محمد اقبال
محمد ممتاز

وسیم احمد

فیض احمد
اخلاق احمد
افتخار احمد
شہادت احمد
اسرار احمد

کامران
مجیب الرحمن
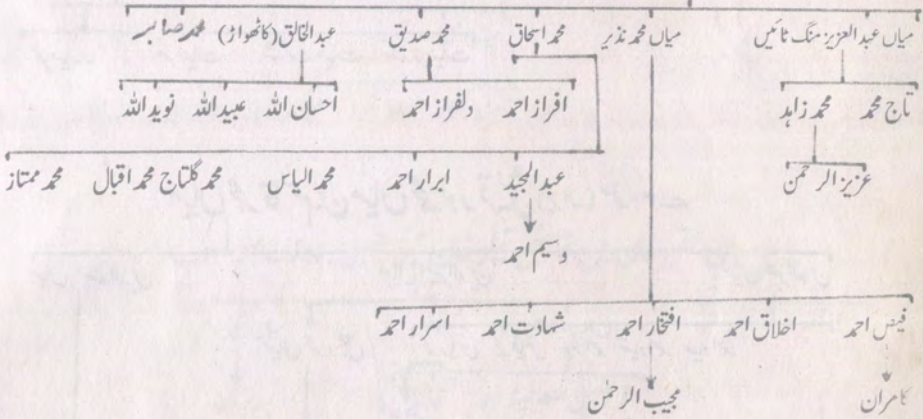
میاں فضلدین بن میاں غلام محمد قریشی ناڑاکوٹ صفحہ ۳۰ سے
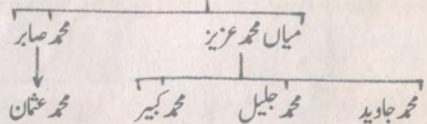
میاں محمد الدین قریشی بن قاضی کھلو خان قریشی ہاشمی داڑیالی پڑاٹ وہمہ موہڑہ صفحہ ۳۰ سے

میاں مستو خان

میاں یار محمد خان صفحہ ۳۵

میاں بہادر خان میاں فضلدین لاولد

میاں دینہ خان میاں سانولا ← میاں طالع محمد خان

میاں محمد زمان خان

محمد ایوب خان لاولد محمد یعقوب خان

(ہمہ موہڑہ)

محمد پرویز محمد نسیم محمد مشتاق محمد ممتاز محمد اکرم

محمد عارف خان

محمد ارشاد خان

عامر محمود ناصر محمود خرم شہزاد ہاشمی

علی بلال ہاشمی

بگو خان لاولد فروز خان کالو خان سائیں خان لاولد

شان محمد انور لاولد

محمد فاروق سید اکبر

دلدار

محمد صدیق محمد لطیف محمد شفیع محمد عظیم محمد یاسین محمد شمس محمد فرشید

میاں یار محمد بن میاں محمد الدین قریشی واڑیالی راولاکوٹ صفحہ ۳۴

قاضی نصراللہ بن قاضی جوگا خان قریشی ہاشمی (شرقی وسطی باغ) صفحہ ۱۰ سے
قاضی تبریز خان
قاضی عبداللہ خان صفحہ ۳۸
قاضی گل محمد خان صفحہ ۳۷
قاضی دیندار خان
قاضی عنایت اللہ
قاضی شرفدین
میاں نظامدین
میاں دین ولی
میاں محمد دین
میاں سید محمد سیری
کتھی رہڑہ باغ صفحہ ۳۷ پر بھی ہے
میاں طائع محمد
محمد قاسم لاولد
نحی محمد لاولد
عبدالرحمٰن
میاں محمد رفیق
نانا محمد عارف خان
زوجہ شیر عالم سیری کھتی
محمد اسمٰعیل
محمد ریاض
محمد فیاض ہمہ موہڑہ
محمد یونس
محمد یوسف
محمد خلیل
محمد امتیاز
میاں نور عالم لاولد
محمد عالم لاولد
حاجی میر عالم
میاں شیر عالم ص ۳۷
میاں فضل عالم لاولد
مولوی محمد اسمٰعیل ص ۳۷
حافظ محمد حنیف
میاں محمد اسلم
مولوی ابراہیم
میاں محمد رفیق
محمد حفیظ
محمد وحید
میاں محمد فاضل
محمد شعیب
محمد ادریس
محمد زبیر
میاں مشتاق احمد
جاوید اقبال
خالد
عابد
شوکت
عامر
میاں شبیر احمد
صغیر احمد
محمود احمد
تنویر احمد
ظہیر احمد
صدیر احمد

قاضی گل محمد بن نصر اللہ خان قریشی (دائرہ جگلڑی باغ) صفحہ ۳۶ سے
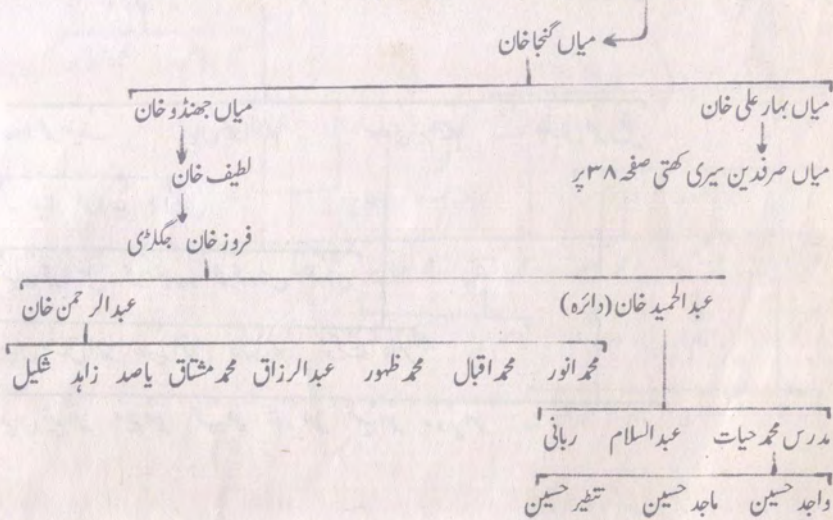
میاں گنجا خان

میاں بہار علی خان ← میاں صرفدین سیری کھتی صفحہ ۳۸ پر

میاں جھنڈو خان ← لطیف خان ← فروز خان جگلڑی

عبد الحمید خان (دائرہ)

عبد الرحمن خان

محمد انور   محمد اقبال   محمد ظہور   عبد الرزاق   محمد مشتاق   یاصد   زاہد   شکیل

مدرس محمد حیات   عبد السلام   ربانی

واجد حسین   ماجد حسین   تنظیر حسین

میاں صرفدین بن میاں بہار علی قریشی ہاشمی سیری کھتی باغ صفحہ ۳۷ سے

میاں کرمدین (ریڑہ باغ) میاں فیض احمد صفحہ ۳۹ میاں نصرالدین صفحہ ۴۰

میاں محمد بخش میاں جمعلی

میاں شیردین میاں محمد سلیمان میاں نظامدین لاولد

دوست محمد فضلدین لاولد

محمد عالم بقامحمد ← جہانگیر

سائیں غلام حسین

محمد جاوید محمد خورشید محمد حنیف محمد خالق

محمد سرور ہاشمی محمد صابر ہاشمی

خالد اقبال آصف سرور مظہر سرور ظفر سرور

ضیا جاوید محمد عدنان صابر محمد عرفان صابر

حافظ عبدالحمید ہاشمی محمد فاروق ہاشمی محمد جلیل ہاشمی

وقار حمید ہاشمی ذوالفقار حمید ہاشمی افتخار حمید ہاشمی

میاں فیض احمد بن میاں صرفدین سیری کھتی صفحہ ۳۸ سے
میاں نور الدین
میاں عالمدین (نیچے)
میاں قطبدین ص ۴۰
میاں مہرالدین
میاں علمدین
صوبیدار محمد یعقوب
محمد زمان لاولد
میاں محمد عالم
محمد قاسم
محمد حسین
میاں شاہ محمد
مقیم فیصل آباد
عبدالرشید
عبدالرشید
محمد اکرم
محمد یونس
محمد منظور مرحوم
صوبیدار محمد بشیر
محمد خورشید
محمد ساجد
محمد سجاد
محمد اقبال
ظہور احمد
میاں خدا بخش مقیم پنڈی
میاں عبدالرحمٰن
میاں خان محمد
محمد اخلاق
امتیاز احمد
نصیر احمد
محمد الیاس طاہر
محمد افتخار احمد شاد
عمران سحر
محمد عارف ہاشمی
محمد خالد
محمد جمیل
محمد شوکت
محمد لیاقت
اہتشام
کاشف
توقیر
توصیف
حمزہ
میاں عالمدین بن فیض احمد اوپر سے
میاں لعل حسین گمشدہ
میاں غلام حسین
محمد آزاد
محمد مشتاق
محمد جاوید
محمد صابر
محمد صفدر
بابر حسین
عابد حسین
محمد ایاز
غضنفر علی
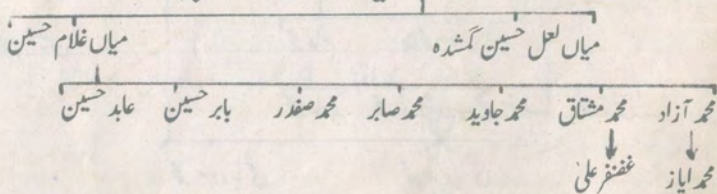
میاں قطبدین بن میاں فیض محمد قریشی سیری کھتی ۳۹

- میاں جمالدین
  - ٹھیکیدار محمد اکبر
- حاجی شاہ میر
  - محمد صدیق
    - مشتاق احمد
    - نثار احمد
    - نواز احمد
  - محمد یونس
    - محمد خورشید
    - محمد طارق
- حاجی محمد لکھمیر
  - محمد رفیق جاوید
    - شکیل احمد
    - شکور احمد
  - محمد رزاق
    - محمد عثمان
    - محمد لقمان
    - محمد عرفان
    - عبدالقادر
  - محمد انور
    - محمد صفوان
  - محمد روشن
- میاں شاہجان
  - محمد عارف
    - عاقب
  - محمد ریاض
  - محمد رفاق
- میاں محمد اشرف
  - محمد عزیز
    - یاسر عرفات
  - محمد فاروق
    - وقار احمد
    - وقاص احمد
  - محمد بشیر
    - نعمان
  - محمد ظہور
  - محمد رحیم
    - محمد ہارون
  - محمد اعظم
  - اعجاز احمد
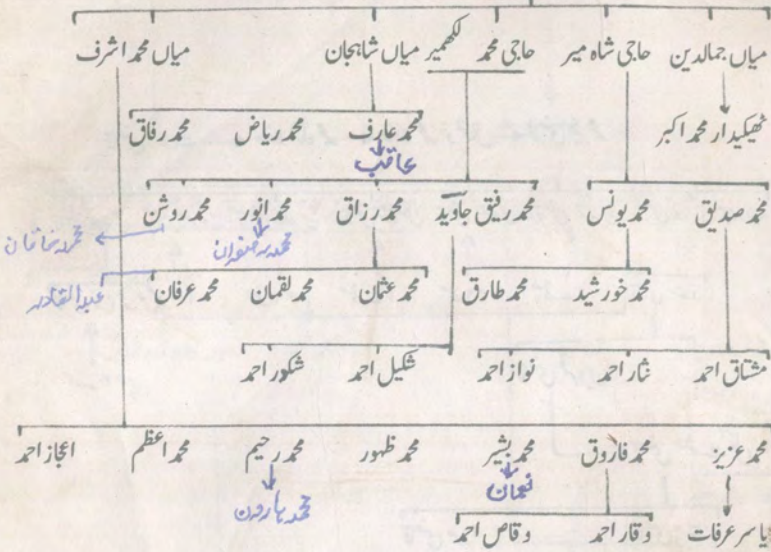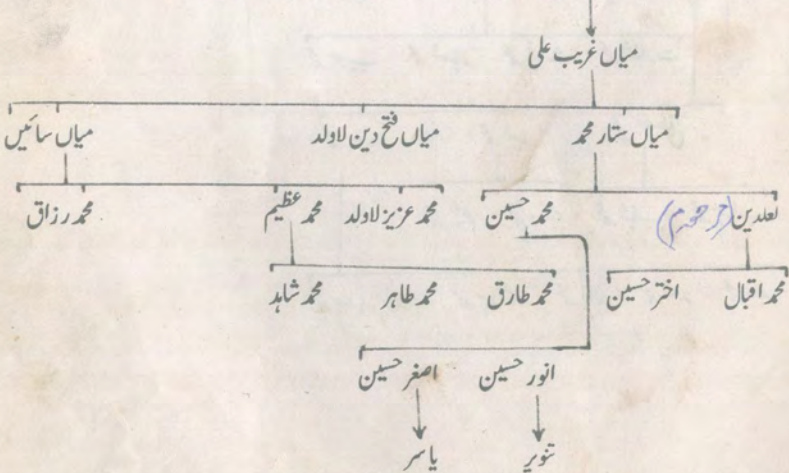
حافظ محمد رفیق بن حافظ محمد بابر علی قریشی ہاشمی پولس عباسپور وغیرہ صفحہ ۹ سے
قاضی عنایت ← حافظ شاہ محمد ← حافظ محمد خوشحال ← قاضی خیر محمد
قاضی مان جی
قاضی مراد
قاضی نظامدین
قاضی شاہ گل
قاضی جمعوں
قاضی فضلدین
سائیں گوڈری مجذوب
قاضی تاج محمد ص
۴۳
صفحہ ۴۶
صفحہ ۴۷
صفحہ ۴۶
صفحہ ۴۷
قاضی منڈو
صحفہ ۴۲ پر
قاضی قمردین
قاضی حشمت علی
قاضی مرزا
قاضی مستانہ
میاں محمد حسین
میاں محمد اسلم
محمد زاہد
محمد آصف
محمد عباس
محمد حبیب
محمد شہباز
محمد غیاث
محمد شفارت
محمد سعید
محمد حمید
محمد مصطفیٰ
محمد کلیم
محمد وسیم
محمد شباب
محمد سیراب
محمد جاوید مرحوم
محدم دلشاد
محمد خالد
محمد اسد
محمد عابد

قاضی تاج محمد بن قاضی مان جی قریشی ہاشمی عباسپور تروٹی
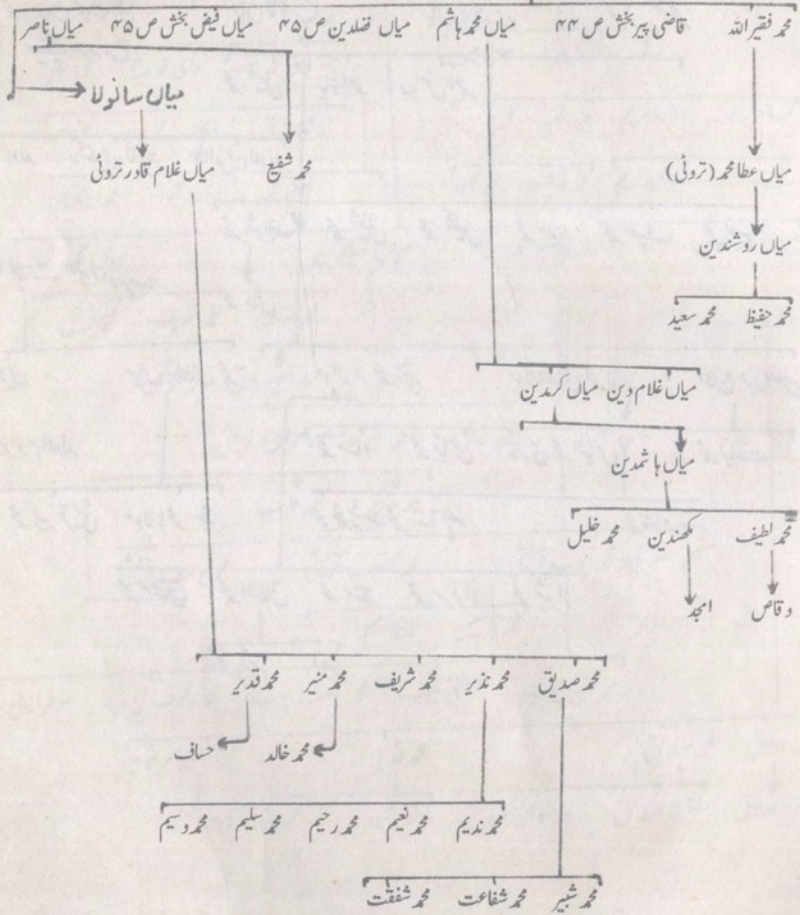
قاضی مراد بن قاضی خیر محمد عباسپور پولس ص ۱۴۱ سے
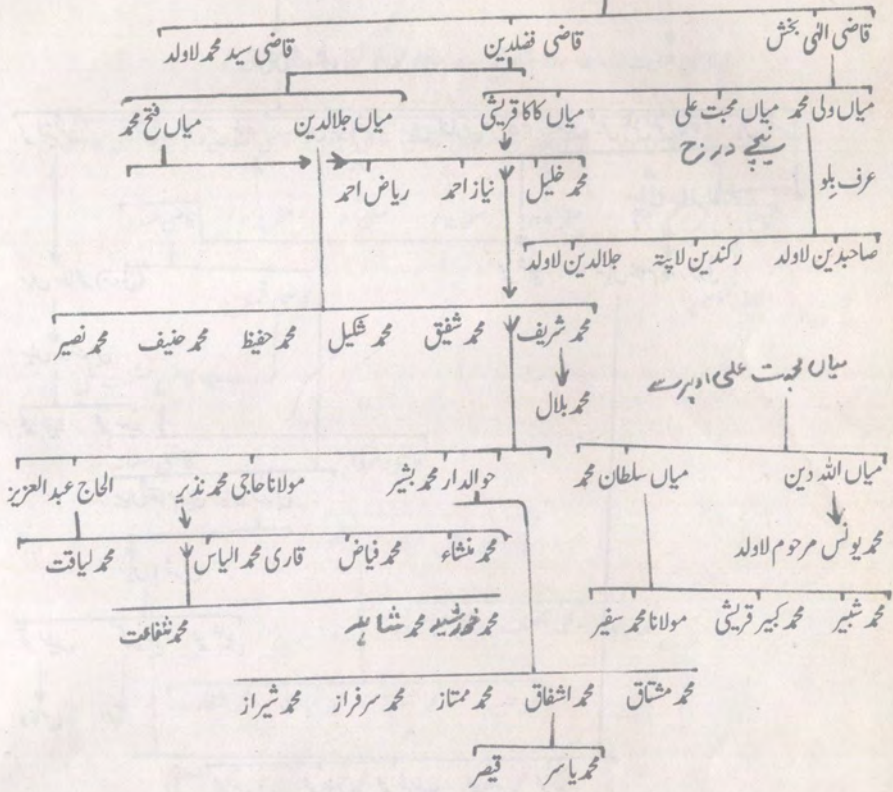
قاضی پیر بخش بن قاضی محمد علی ہاشمی پولس عباسپور صفحہ ۴۲ سے
میاں علمدین لاولد
میاں غلام علی
میاں جمعاں
میاں فضلدین
میاں محمد عالم
سائیں مستانہ لاولد
میاں طالبدین
حاجی محمد اعظم
میاں محمد عظیم
محمد مسکین
محمد کبیر
شوکت
شفاعت
محمد شریف دلدار
محمد رشید
محمد کاشف
محمد ندیم
حاجی محمد لطیف
حاجی محمد رفیق
محمد سفیر
محمد طارق
محمد اعجاز
محمد ساجد
محمد امجد
محمد ارشد
عرفان محمود
محمد ذیشان
عبدالعزیز لاولد
عبدالکریم
عبدالمجید
محمد یونس
رفائیت کریم
عرفان کریم
محمد خوشنود
محمد محمود
میاں محمد الدین
میاں دین محمد
میاں شہابدین
میاں محمد اشرف
محمد صادق
محمد شریف
محمد رفیق
صدام صادق
رضوان
محمد جمیل
محمد شیر
عبدالرحمن قریشی
محمد صابر
محمد ثاقب
مقیم مظفر آباد محمد ایوب قریشی
محمد یعقوب قریشی
محمد یوسف قریشی
محمد یاسین
محمد وسیم
مرتضیٰ ایوب
مصطفیٰ ایوب
محمد آصف ایوب
محمد عارف ایوب
سرفراز ایوب
محمد صادق
محمد صدیق
محمد قدیر
محمد ظفیر مرحوم
شہزاد صادق
امتیاز صدیق
رضوان صدیق
اظہر محمود
مظہر محمود
خرم ظفیر

میاں فصلدین بن میاں محمد علی قریشی پولس عباسپور صفحہ ۴۲ سے
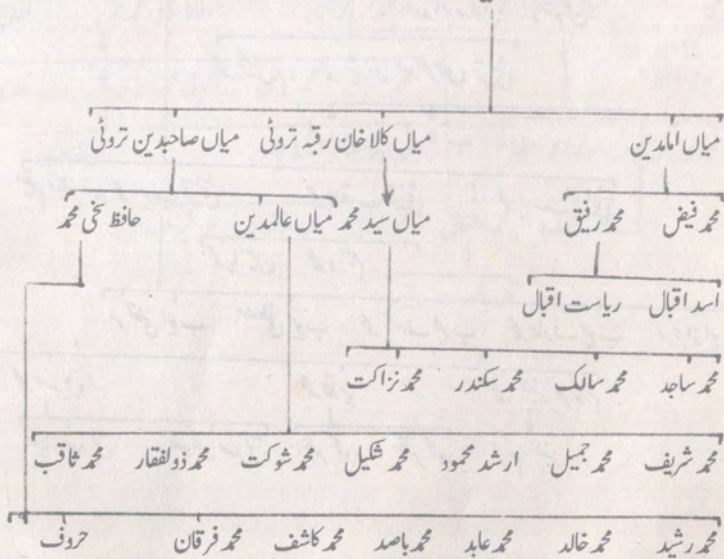
میاں امادین — میاں کالا خان رقبہ تروٹی — میاں صاحبدین تروٹی

محمد فیض — محمد رفیق — میاں سید محمد — میاں عالمدین — حافظ سخی محمد

اسد اقبال — ریاست اقبال

محمد ساجد — محمد سالک — محمد سکندر — محمد نزاکت

محمد شریف — محمد جمیل — ارشد محمود — محمد شکیل — محمد شوکت — محمد ذوالفقار — محمد ثاقب

محمد رشید — محمد خالد — محمد عابد — محمد باصد — محمد کاشف — محمد فرقان — حروف
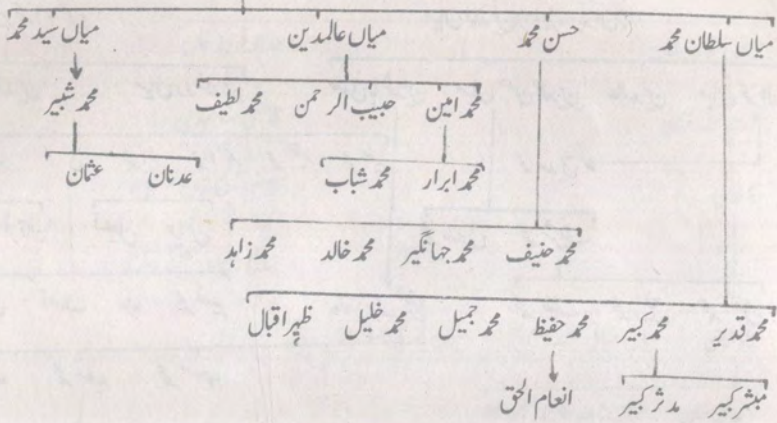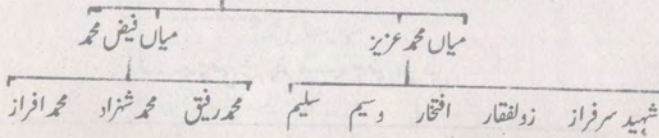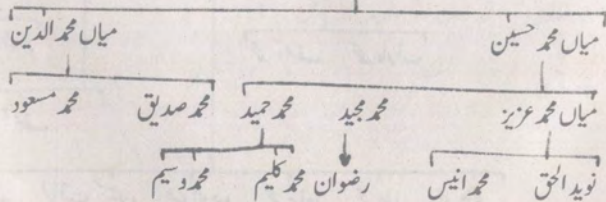
یہ خاندان ہاڑی بڑھا پونچھ سے آکر عباسپور میں آباد ہوا

قاضی فضلدین بن قاضی مراد قریشی ہاشمی موہڑہ سیداں عباسپور صفحہ ۴۱ سے
میاں فقیر محمد (پولس
میاں امامدین (موہڑہ سیداں)
میاں عالمدین
میاں روشندین
صوفی ہاشمدین
میاں حسن الدین
عالمدین
میاں محمد الدین
عبداللطیف
محمد یحیٰ
محمد بشیر
محمد اعظم
محمد عظیم
محمد ضمیر
محمد صدیق
ظہیر
فرقان
فیصل
فیاض
محمد صادق
محمد شریف
ظفر اقبال
آصف
عابد
محمد نصیر
مولوی محمد شفیع
محمد لطیف
محمد رفیق
محمد شفیق
محمد عارف
محمد سعید
محمد مسعود
نوید
احمد سعید
قاضی شاہ گل بن قاضی مراد قریشی ہاشمی کنولی صفحہ ۴۱ سے
قاضی شاہ عالم
قاضی احمد علی
میاں فقیر محمد
میاں کالو خان
قاضی لعلدین
میاں فیض محمد
میاں عبدالمجید
میاں علمدین
محمد منیر
میاں وزیر محمد (تروٹی)
محمد اصغر
اظہر
یاسر
عامر شہزاد
محمد آصف
محمد عارف
محمد یوسف
محمد یونس
محمد آصف
طیب ہاشمی
طاہر ہاشمی
محمد حمید
لیاقت حسین
عبدالوحید
محمد ساجد
محمد عابد
محمد ثاقب
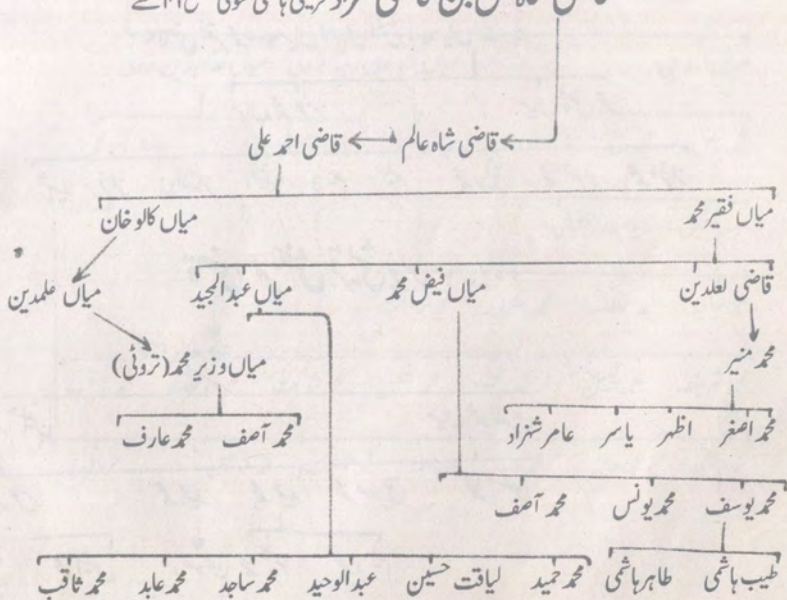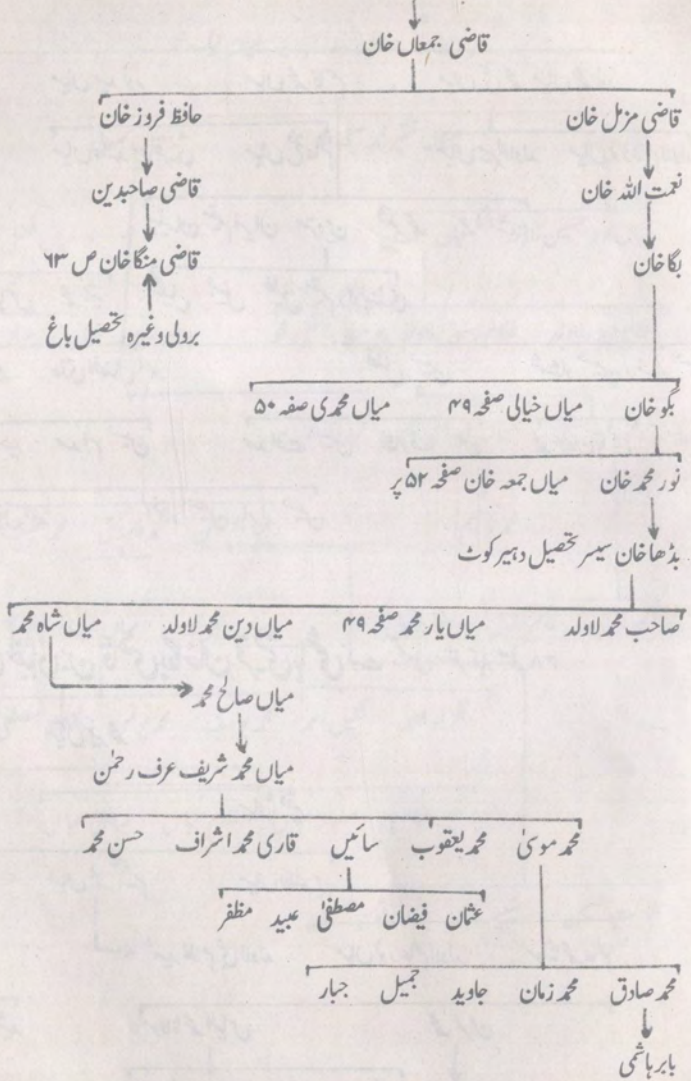
سیسر بروی وغیرہ باغ

میاں یار محمد بن قاضی بڈھا خان قریشی ہاشمی صفحہ ۴۸ سے سیر تحصیل دہیر کوٹ

میاں سلطانہ — میاں سید نور — میاں محمد قاسم — میاں نبی محمد — میاں محمد نور

میاں صاحبدین — میاں عالمدین قریشی — میاں فتح عالم — میاں میرالاولد — میاں نور عالم لاولد

ہاڑوٹہ دہیر کوٹ

سلیمان مقیم ایران — ستردین — شکر محمد — جرا گمشدہ

محمد اسمٰعیل — محمد ریاض — محمد بشیر

شکیل — جمیل — خلیل مقیم راولپنڈی

محمد اسحاق — محمد صابر — حاجی افضال احمد — فضل حسین — شمشاد حسین — رخسار حسین

عبدالوحید — صدام حسین — صداقت حسین — نظارف حسین — محمد عرفان ہاشمی

ذوالفقار احمد — اشتیاق احمد — افتخار حسین — ابرار حسین

میاں محمدی بن میاں بگا خان قریشی ہاشمی کوٹ صفحہ ۴۸ سے
میاں جسو خان
میاں نیک محمد
میاں محمدو
میاں فقیر محمد صفحہ ۵۱
میاں صوفی
میاں نور حسین لاولد
میاں علمدین
میاں فضل
غلام حیدر لاولد
غلام رسول لاولد
میاں عقل محمد
میاں سید نور
میاں امام بخش
میاں عبدالعزیز
میاں عبدالرحیم
عبدالحفیظ
محمد رحیم
عبدالرحمٰن
محمد فاروق
محمد لطیف
قیصر اقبال
عامر اقبال
منظر اقبال
میاں دفتر محمد
میاں عبدالرحیم
گلزار احمد
شکیل احمد
محمد یوسف
محمد یونس
غلام مصطفیٰ
ظہیر عباس
صفدر عباس
غلام عباس
صالق عباس
شوکت حسین
شبیر حسین
قدیر حسین

میاں فقیر محمد بن میاں نیک محمد قریشی ہاشمی کوٹ تحصیل مظفر آباد صفحہ ۵۰ سے
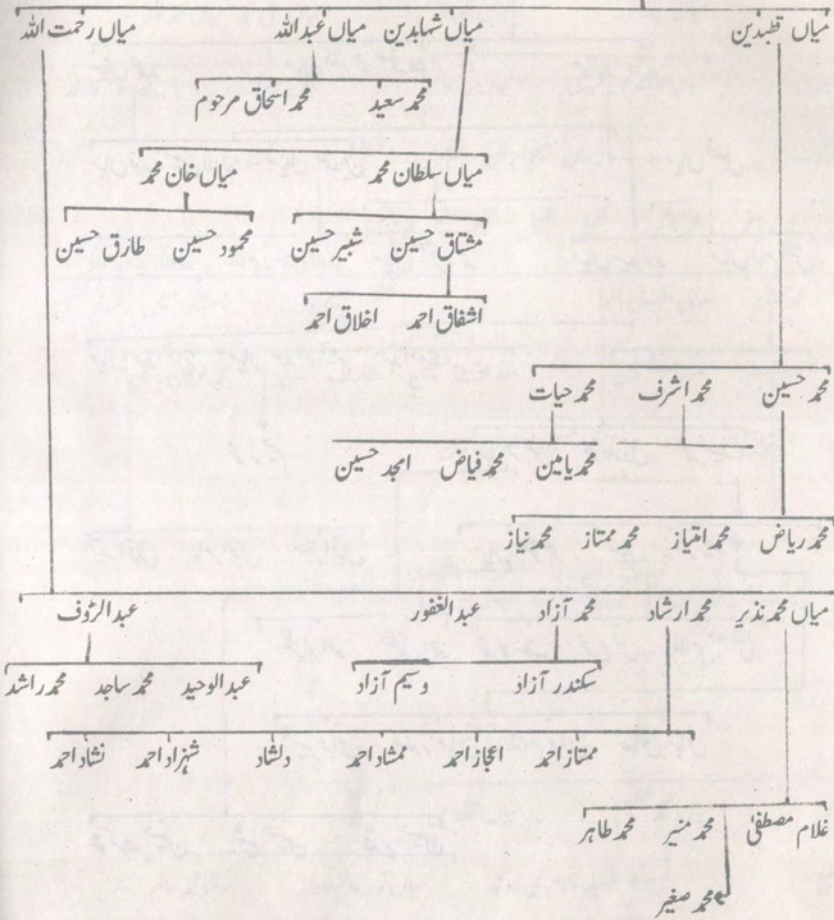
میاں جمعہ بن میاں بگو خان قریشی کوٹ وکیاٹی صفحہ ۴۸ سے

میاں گلاب دین ← میاں مہرالدین ہاشمی

میاں شاکر دین (کیاٹی) — میاں محکمدین کوٹ

میاں محکمدین کوٹ: میاں محمد اسلم — محمد نذیر — محمد بشیر لاولد

میاں محمد اسلم ← محمد اقبال

میاں غلام نبی لاولد — میاں غلام رسول — حاجی محمد صدیق — مولوی غلام احمد

میاں غلام رسول ← منصور احمد ہاشمی

حاجی محمد صدیق ← وقار دانش ← انیس احمد ہاشمی

خلیق احمد ہاشمی — عتیق احمد ہاشمی — شفیق احمد ہاشمی — رفیق احمد ہاشمی
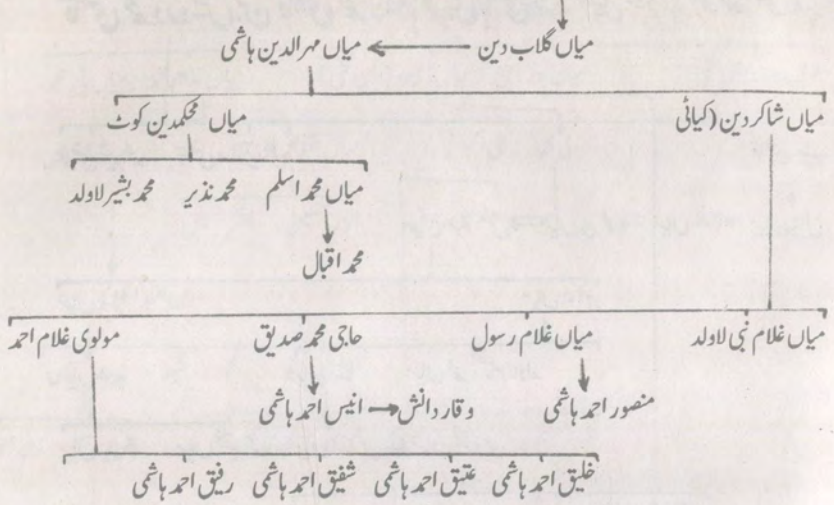
قاضی ہمان خان بن علام زاہد خان قریشی ہاشمی ساہلیاں وغیرہ صفحہ ۹ سے

قاضی حاجی خان — قاضی سبوح صفحہ ۷۷ — قاضی پانون

قاضی حاجی خان: قاضی محمد — سلیم — قاضی فیض احمد صفحہ ۸۳

قاضی مومن — قاضی سادم

قاضی سادم ← میاں منگو ← میاں نور محمد صفحہ ۷۹ پر

قاضی مومن: قاضی صیفدین — قاضی قیاصدین

قاضی محمد درویش — قاضی احمد مہر

قاضی سناں — قاضی تاجدین — قاضی کموں — قاضی مکھن

صفحہ ۵۳ — صفحہ ۸۲ — صفحہ ۸۱ پر — صفحہ ۸۲ — صفحہ پر

غلام محمد ← شاہ محمد ← قاضی ولی احمد — قاضی روح اللہ ۷۶

غلام محمد ← حاجی احمد بخش ← محمد غازی

قاضی محمد درویش بن قاضی محمد سلیم قریشی ہاشمی کوٹ تحصیل مظفر آباد صفحہ ۵۲، صفحہ ۸۱ پر بھی ہے
قاضی شیر محمد
قاضی صادق علی
قاضی نیک محمد
میاں باذل
میاں بخشا
میاں پیر محمد
میاں مراد بخش
میاں بوڑا
میاں جواہر
میاں مرید
میاں منگا
میاں محمد عظیم لاولد
میاں نیاز محمد
میاں فقیر محمد
میاں امامدین
میاں فقردین
محمد علی لاولد
فروزدین لاولد
نور الدین
سائیں
کالا
محمد امین
میاں مندا
میاں وارث
میاں محمد نور
محمد ایوب
میاں محمد امین
حاجی عبد الرشید
خالد محمود
محمد اکرم
محمد اکبر
محمد سفیر
محمد نصیر
محمد صغیر
میاں نصر الدین
میاں غلامدین
سید اکبر
روشندین
محمد یاسین
برکت حسین
ظہور حسین
معروف
اجمل
عبد الرؤف
سجاد حسین
ساجد
طالب
محمد یوسف لاولد
محمد یعقوب
محمد حسین
محمد اشرف
زاہد حسین
غلام مصطفیٰ

موضع کچیلی تحصیل مظفر آباد کا علوی ہاشمی خاندان

میاں ستار محمد ہاشمی بن میاں منگا

میاں منداد ان گلی
میاں نور دین
میاں ڈھیرو (دان گلی)
میاں غلام محمد
میاں یار محمد

ولی محمد
علی اکبر
میاں فقیر محمد (ڈنہ)
میاں محمد اکبر

محمد صادق
انور حسین
اختر حسین

میاں عبدالکریم

عبدالرحمن
محمد خورشید
نجیب حسین

صیاد حسین
زبیر احمد

محمد مسکین
عبدالحمید
ابراہیم
محمد مجید
محمد رشید

ندیم
عظیم
حامد

میاں غلام دین
میاں رحمدین

میاں محمد رشید
میاں فقردین
میاں شرفدین
محمد بشیر

افرامین
محمد لطیف
خالد حسین ہاشمی

عامر سجاد
رفاقت حسین
صداقت حسین
نیاز حسین
ثاقب حسین

میاں کالا
میاں فروز دین
میاں سید احمد

محمد یعقوب
محمد لطیف

محمد شبیر
محمد فاروق

میاں یار محمد علوی ہاشمی کوٹ کمپلی وغیرہ
میاں احمدین ← میاں نظامدین ← میاں سلام دین ← میاں بھموں
میاں منگاص ۵۶-۵۴
میاں زید
میاں کرمدین
میاں فقیر
میاں فضل (ہو تھلہ دہیر کوٹ)
میاں عمرالدین خاص کوٹ)
میاں عطر الدین
میاں مزملدین
میاں شمسدین لاولد
میاں کالا لاولد
میاں نور عالم
میاں محمد عالم
طاہر اقبال
جاوید اقبال
عبد الرؤف ہاشمی
عبد الغفور
محمد ظہور ہاشمی
عبد الرازق
قمر احمد ہاشمی
محمد خوشحال
محمد سلیم
محمد سفیر
محمد کبیر
عبد العزیز
مرزاق احمد
خورشید احمد
نذر محمود ہاشمی
آفتاب احمد
محمد ادریس
متین
موبین
وجاہت حسین
امجد حسین
ثاقب حسین
عادل حسین
نادر حسین
عبد القادر
طارق حسین
طالب حسین
ذاکر حسین
ناصر حسین
عاشق حسین

میاں منگا علوی ہاشمی مہوتر چکار وغیرہ صفحہ ۵۴ سے
میاں ستار محمد صفحہ ۵۴
میاں نور محمد پوناکیری
میاں خیر محمد (دھاراچکار)
میاں صدر دین
میاں عبداللہ
میاں فروزدین
میاں کالو
محمد یونس
کالا خان
جاوید
اعجاز
پرویز
امتیاز
غلام قادر لاولد
میاں قسمت اللہ
میاں محمد امین لاولد
محمد صدیق
محمد لطیف
میاں نور محمد
میاں کالو
میاں ناصر صفحہ ۵۷
میاں نور دین (مہوتر چکار)
میاں محمد حسین
میاں فضلدین
میاں عمرالدین
میاں نصرالدین
میاں نظامدین
میاں عبداللہ
میاں نور حسین
میاں رحمت اللہ
محمد اشرف
نذر حسین
کبیر حسین
محمد رفیق (میاں ہ دامن چکار
محمد اشرف
منیر
عدنان
میاں نبی بخش
میاں عبدالکریم
میاں محمد یوسف
میاں کالو
میاں نذر دین (واہ فیکٹری)
میاں قاسمدین
عبدالرحمٰن
عبدالعزیز
فروزدین
حسندالدین (واہ فیکٹری)
امام دین (واہ فیکٹری)
حالات دستیاب نہیں ہوئے
علمدین
عبدالعزیز
روشندین
محمد اسحاق
محمد بشیر
محمد صدیق
بشارت
وسیم
اسمٰعیل
محمد انور
محمد اکرم
محمد نعیم
محمد امتیاز

میاں ناصر قریشی ہاشمی بن میاں نور احمد (دھاراچکار) صفحہ ۵۶ سے
میاں مہردین
میاں رحمت
میاں فقیر لاولد
میاں محمد زمان لاولد
میاں جمالدین
میاں نوردین
میاں علمدین
فروزدین
محمد بشیر
عبدالرشید
محمد صادق
اقبال
محمد ریاض
محمد فیاض
بشارت حسین
رفاقت حسین
شہزاد
محمد عارف
پرویز
شوکت
محمد فرید
محمد مختار
محمد سلیم
محمد شریف
محمد حنیف
عبدالحمید
میاں فیاض محمد
صفحہ 67 پر
میاں حیات محمد کہنہ موہری باغ کیہوہ
فقیر محمد لاولد
میاں یار محمد پاناپنڈی چکار
مولوی پیر محمد
میاں فقیر محمد
میاں محمد علی
میاں خواج محمد
محمد شفیع
میاں نصرالدین
میاں امامدین
محمد صدیق
محمد خورشید
عبدالمجید
عبدالقدیر
شمس دین
محمد یوسف
سلام دین
نوردین
محمد صغیر قریشی
محمد شبیر قریشی
نصرالدین
محمد بشیر
محمد حنیف
محمد نوید
محمد شفیق
محمد نذیر
عبدالرشید
عبدالحمید
عبدالقدیر
بشارت
قمردین
محمد اشرف
محمد جاوید
محمد طارق
عجیب حسین
محمد شریف
رفاقت حسین
میاں لعلدین
میاں صاحبدین
محمد منیر
میاں شرفدین
میاں شرافدین
میاں فضلدین
محمد فاروق
محمد اشرف
جمیل احمد
وحید احمد
ناہید احمد
میاں فقیر محمد
واجد
برکت حسین
نجیب
بگا خان
الفدین
قطبدین
کرمدین
روشندین
کرم الٰہی
اکبردین
رخمدین
شمسدین
محمد حفیظ
محمد اشرف
محمد نسیم
نشید
صداقت
سرفراز
محمود
یعقوب احمد
مشتاق
ندیم
رفاقت
لیاقت
محمد حفیظ

۵۸
میاں صوفی ننگالی چکار کا قریشی ہاشمی خاندان
میاں علی محمد
میاں کالو
میاں غلام محمد
میاں نور محمد
میاں حیات محمد
عبد ل لاولد
میاں صدر دین
میاں قدر دین
میاں بدر الدین لاولد
نور الٰہی
محمد اکبر نیچے
غلام ربانی مقیم ٹینچ بھاٹہ
مولوی عبد الطیف
فضل کریم
محمد منیر
طارق حسین
محمد خالد
محمد یاسین
وکالت حسین
عبد الستار
محمد یونس
محمد اسلم
محمد عابد
محمد ساجد
محمد صابر
یاسر لیاقت
عبد الجبار
جابر حسین
عبد الخالق
عابد حسین
محمد اکبر بن صدر دین اوپر سے
محمد صدیق
محمد صادق
محمد شفیق
محمد رفیق
محمد نوید
محمد وحید
محمد وسیم
محمد عمران
کامران
رضوان
ذیشان
میاں قائم دین
میاں احمد دین
میاں رحمدین
محمد گلزار
محمد یامین
محمد طفیل
محمد صابر
عبد الغنی
محمد اعظم
عادل حسین
محمد رزاق
عرفان
ظفر
زبیر
اسرار

میاں بیر خان قریشی کھری مہوتر چکار
میاں مناں
غلام دین لاولد
فضل دین لاولد
میاں نظام دین
امام دین لاولد
میاں محمد الدین
میاں مزل دین
میاں حکم دین لاولد
رحم دین
محمد صدیق
میاں کرم دین
کرم الٰہی
محمد رفیق
محمد خورشید
محمد منیر
محمد کبیر
ظہیر احمد
محمد نصیر
محمد بشیر
آزاد حسین
محمد سعید
محمد فرید
شہزاد حسین
میاں کاکا قریشی چکار ← میاں یار محمد ← میاں کالو
میاں نور دین
میاں نصر الدین
فضل دین
عمر دین
نصر الدین
نظام الدین
عبداللہ
محمد رفیق کراچی
نور حسین
رحمت اللہ
محمد اشرف
نزیر حسین
کبیر حسین
منیر حسین
عرفان
عدنان
ذیشان
مہران
ساجد
امجد
محمد اشرف
لیاقت
نزاکت
صداقت
ذاکر
مہر دین
رحمت
محمد زمان لاولد
روڈا لاولد
جمال دین
عبدالرشید
محمد صادق
نور دین
عالم دین
فروز دین
محمد بشیر
بشارت
رفاقت
شہزاد
محمد ریاض
محمد فیاض
اقبال
امتیاز
تنویر
نوید
عارف
پرویز
شوکت
افتخار
ذوالفقار
بابر
ذاکر
محمد فرید
محمد اسلم
محمد شریف
محمد حنیف
محمد حمید
محمد مختار
نعیم
سجاد
اعجاز

میاں فیض محمد علوی ہاشمی سنواڑیاں ترہالہ کنیاٹی و ساہلیاں
میاں دین محمد
میاں عمرا (ترہالہ) صفحہ ۶۱
میاں مہیاں ساہلیاں ص ۶۲
میاں محمد بخش کوٹ
کنیاٹی والوں کا شجرہ دستیاب نہ ہو سکا
(سنواڑیاں)
میاں فتح محمد
میاں حفیظ اللہ
میاں امیر اللہ
میاں عزیز اللہ لاولد
میاں نواب دین
میاں رشید اللہ لاولد
میاں نور عالم لاولد
گلتاسب
آفتاب احمد
محمد یامین
ضمیر الدین
زبیر احمد
ظہیر احمد
ظفر علی
توصیب
مصطفیٰ
تنویر
مرتضیٰ
ندیم
نعیم
فہیم
توصیب
فیض زمان
شاہزمان
محمد کبیر
محمد افریق
یاسر علی
عنصر علی
توقیر علی
زبیر حسین
ظراف حسین
عتیق علی
رزیق علی
صلاح الدین
نادر خان
جران

میاں عمر ابن فیض محمد قریشی ہاشمی ترنالہ صفحہ ٦٠ سے
میاں عقل دین
میاں سید اکبر
حاجی محمد شفیع
حاجی عبدالرحیم
حاجی محمد عزیز
عبدالشکور
عبدالرحمن
افتخار احمد
امتیاز احمد
محمد لیاقت
محمد فاروق
سرفراز
شاہنواز
نجیب
محمد مشتاق
محمد نعیم
محمد ذہین
ساجد عزیز
شوکت علی
بشارت علی
واجد علی
شہزاد
محمد عظیم
ندیم
نوید
خطیب
ہارون
شاہ ہارون
طاہر محمود
میر اکبر
حاجی میر حیدر
علی حیدر
حاجی غلام حیدر
حاجی محمد مسکین
محمد طارق
جاوید اقبال
وسیم اکرم
خورشید احمد
جمشید احمد
زیاد احمد
امجد حسین
محمد عارف
شاہد
زاہد مرحوم
محمد حنیف
عبدالقیوم
عبدالحمید
بلال
میاں محمد بخش علوی ہاشمی چھپڑا کلس کوٹ صفحہ ٦٠ سے
میاں سلطان محمد
میاں عطا محمد چکارا
میاں عقل محمد
میاں شہابدین
محمد شفیع
آباد پریم کورٹ
محمد خلیل مقیم شکریال
محمد سعید
محمد کبیر
عبدالرزق گمشدہ
عبدالرحمن
محمد اقبال
محمد حمید
محمد حیات
انور حیات
محمد نعیم
اجمل حیات
محمد شبیر
جبار احمد
نثار احمد
اخلاق احمد

میاں شاکردین اوپر سے

میاں عزیز الدین
حاجی عبدالرحیم
حاجی عبدالجید
حاجی محمد حنیف

عبدالحمید ہاشمی

محمد نثار
محمد جواد

عبدالجبار
عبدالرخسار
عبدالوحید
عبدالباسط
محمد ماجد

میاں منگا قریشی بن میاں صاحبدین قریشی ہاشمی بروٹی باغ وغیرہ صفحہ ۴۸ سے

میاں پہندو خان

میاں حسین خان　　میاں عارف خان شجرہ محفوظ ہے

میاں گل محمد　　میاں ماڑا خان صفحہ ۶۴ پر

میاں رانجھا　　میاں ناصر خان
سیور کالو باغ

میاں کالو　　میاں ستار محمد

میاں عمر دین　　میاں محمد بخش عرف مناں

امام دین　　میاں صوبہ خان جسکولہ چناری　　راجولی خان

سیور کالو باغ　　حسند الدین　　محمد اصغر　　محمد نزیر　　عبد العزیز　　محمد خورشید

شکیل احمد　　محمد الطاف　　محمد مشتاق　　ارشاد

میاں سلطان محمد　　میاں فضلدین لاولد　　میاں رقمدین　　میاں جمعاں

میاں عالمدین لاولد

محمد عزیز

سجاد　　امتیاز حاجی محمد حسین　　حاجی نذیر حسین　　خادم حسین لاولد

مقصود حسین ہاشمی　　طاہر حسن ہاشمی　　اعجاز احمد

میاں ماڑا خان قریشی کوٹیڑی قندیل خواجہ رتنوئیں تحصل باغ صفحہ ٦٣ سے

قاضی فیض محمد قریشی ہاشمی کھیران سیر تحصیل دہیر کوٹ

میاں ولی محمد — میاں محمود — میاں سید محمد — میاں غلام دین

میاں ولی محمد ← مٹھا خان لاولد

میاں محمود: میاں عبدل — میاں محمد حسین لاولد

میاں عبدل: نذر محمد لاولد (سہریاں باڑیاں) — محمد نذیر

محمد نذیر: خورشید — حبیب — ارشاد

میاں سید محمد: فتح دین — شمس دین — نوابدین — علیمان

فتح دین ← عبدالرحیم
نوابدین ← محمد صدیق لاولد
علیمان ← محمد رحیم لاولد

عبدالرحیم: محمد یونس — محمد امین — محمد نصیر — گلفراز

محمد یونس ← وقار احمد
محمد امین ← وسیم احمد

میاں غلام دین: امیرالدین لاولد — میاں احمد نور — منشی محمد خلیل لاولد

میاں احمد نور: میاں محمد کالا — محمد سعید — محمد کبیر — محمد عزیز

میاں محمد کالا: اورنگزیب ہاشمی — محمد عرفان ہاشمی — محمد عمران ہاشمی — رضوان احمد ہاشمی

محمد عزیز: وحید — واجد — شاہد

محمد کبیر: گلزیب ہاشمی — شمریز احمد — زاہد حسین — زبید حسین — صیاد حسین — ضیاد حسین

میاں فیض محمد قریشی ہاشمی کھیران سیسر
محمد اکبر (کوٹھیاں ہاڑی گہل)
محمد مکھن لاولد
میاں محمد وارث
محمد اسمٰعیل
امتیاز
میر حسین لاولد
میاں نیک محمد
فیض عالم لاولد
میاں محمد عالم
میاں روشندین
میاں علمدین
میاں حسندالدین
اسمدین
محمد رفیق
شاہ محمد
عبدالخالق
ریاست حسین
نزاکت حسین
ساجد اقبال
طالب حسین
زاہد نیسن
طاہر اقبال
واجد حسین
راشد حسین
عاطف اقبال
عابد حسین
زبیر حسین
نظار حسین
محمد افراہیم
افتخار احمد
میاں کانکو قریشی کلس باغ
صاحبدین لاولد
فضلدین خان
عبدالکریم خان
عبدالرشید
محمد فاروق
محمد صغیر
محمد لیاقت
محمد شکیل
محمد ظہور
عبدالحمید
محمد حلیم
محمد صدیق
محمد خلیل
محمد لطیف
محمد اعظم
محمد اشراف
محمد سفیر
شفیق احمد
ظہیر احمد
ظہور احمد
امجد صدیق
ماجد صدیق
راشد صدیق
محمد صداقت
محمد شرافت
اظہر حسین
خضر حسین
اعجاز احمد
رزاق احمد
اخلاق احمد

خواج محمد ← میاں محمد علی ہاشمی نیم کھیران سیر تحصیل دہیرکوٹ صفحہ ٦٨ سے
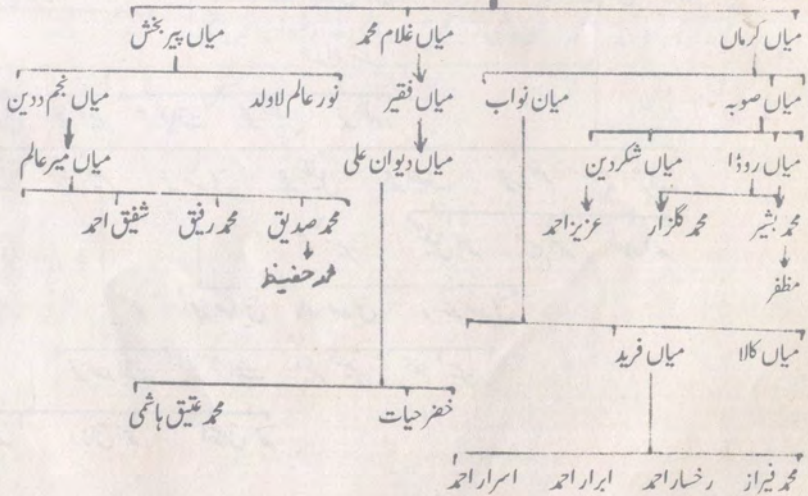
میاں کرماں — میاں غلام محمد — میاں پیر بخش

میاں صوبہ — میاں نواب

میاں روڈا — میاں شکردین

محمد بشیر — محمد گلزار — عزیز احمد

مظفر

میاں کالا — میاں فرید

محمد فیراز — رخسار احمد — ابرار احمد — اسرار احمد

میاں فقیر

میاں دیوان علی

خضر حیات — محمد عتیق ہاشمی

نور عالم لاولد — میاں نجم دین

میاں میر عالم

محمد صدیق — محمد رفیق — شفیق احمد

محمد حفیظ
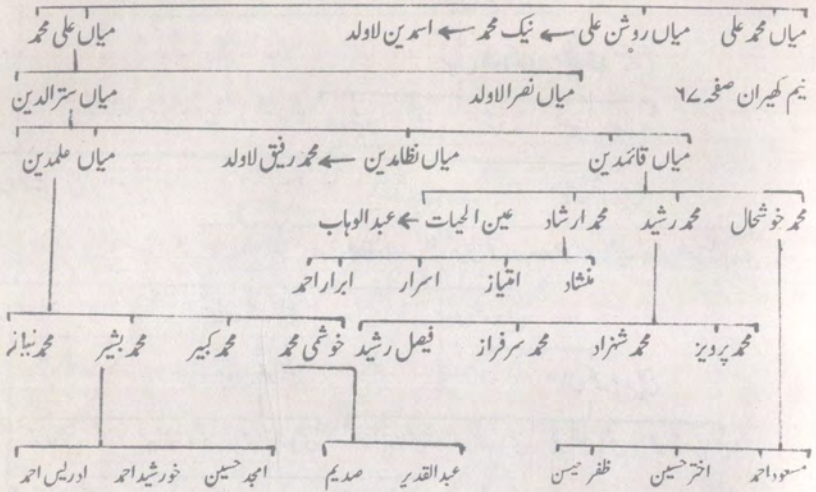
قاضی عبداللہ ← میاں خواج محمد قریشی ہاشمی کھیران سیر تحصیل دہیر کوٹ
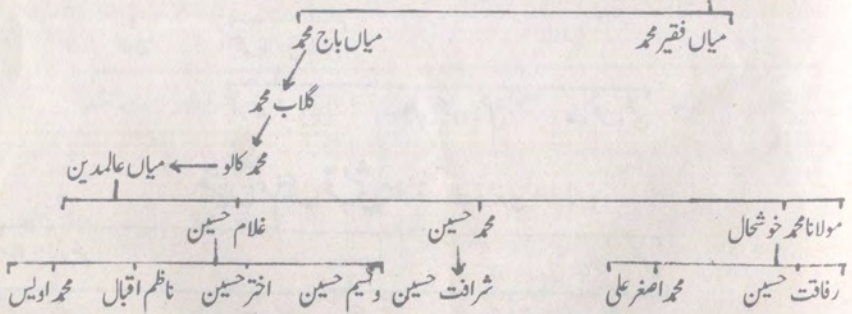
قبیلہ قریشی ہاشمی چھتر ۲ رقبہ ڈھک تحصیل باغ
میاں غلام محمد ہاشمی
x
میاں قمر علی
میاں کالو (کھلانہ مظفر آباد مقیم)
خورشید
شفیق
اشرف
نصیر
صدہیر
میاں کریم بخش
میاں شیر دین
میاں کالا لاولد
میاں محمد نور لاولد
میاں محمد امیر
محمد سلیم ہاشمی
محمد اظہر سلیم ہاشمی
میاں عبداللہ
میاں محمد شفیع
میاں محمد دین
میاں محمد بشیر
میاں محمد صدیق
محمد ریاض ہاشمی
محمد اعجاز ہاشمی
محمد امتیاز ہاشمی
محمد زاہد ہاشمی
محمد شاہد ہاشمی
محمد ظہیر ہاشمی
محمد ظہور ہاشمی
میاں محمد قاسم ہاشمی
میاں عبدالعزیز لاولد
محمد صادق ہاشمی
محمد رفیق ہاشمی
محمد مشتاق طاہر ہاشمی
محمد اسلم ہاشمی
محمد خالد ہاشمی
محمد جاوید ہاشمی
محمد معروف ہاشمی
لاولد
محمد فاروق ہاشمی
ارشد محمد ہاشمی
امجد محمود ہاشمی
عابد محمد ہاشمی
میاں نمانان قریشی صفحہ ۷۰ سے کوٹیری طفلو خان
میاں ستار محمد
میاں سائیں
رحمت حسین
عبدالحسین
عقل حسین لاولد
مشکور حسین
نسیم احمد
مقبول حسین
شہرت حسین
ضمیر حسین
بشیر حسین
جاوید احمد
پرویز احمد
عرفان احمد
عابد حسین
ارشد حسین

فقیر محمد قریشی چھتر ۲ کوٹیڑی طغلو خان تحصیل باغ

میاں محمد انور قریشی
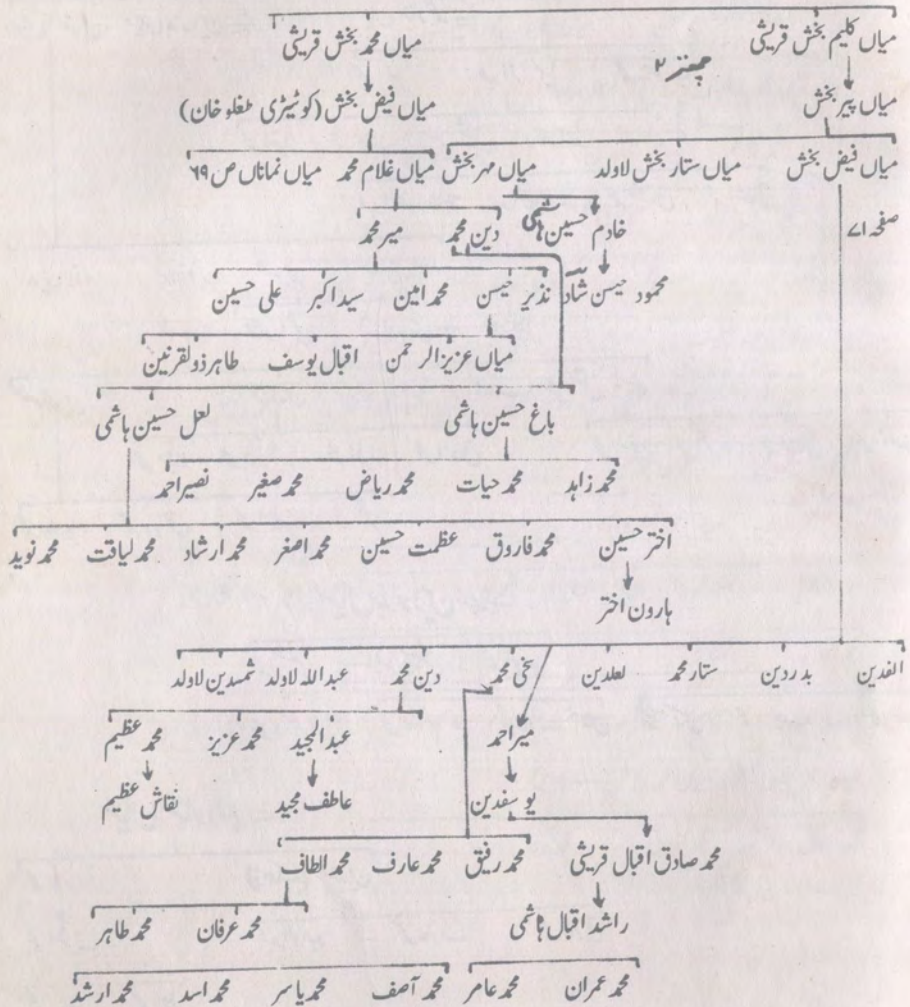
میاں فیض بخش قریشی صفحہ ۷۰ سے چھتر ۲ باغ
میاں الفدین ۰
میاں بدر دین نیچے
میاں ستار محمد نیچے
میاں لعلدین
محمد اکبر
عبد الرحمن
محمد یعقوب
محمد امتیاز
محمد ممتاز
محمد شفیق
وقار احمد
محمد عابد
عبدالغفور طاہر
عبدالقیوم ناز
محمد مشتاق
محمد اشفاق
امادین لاولد
فروزدین
محکمدین
لعلدین لاولد
مختار ہاشمی
آزاد ہاشمی
سجاد
مصرالدین
محمد زمان
ڈھک
عقل حسین
محمد حفیظ
محمد خورشید
محمد افراز
محمد اسحاق
محمد سفیر
محمد اکرم
محمد اسحاق
شہید
محمد آصف
محمد جاوید
محمد ریاض
محمد صغیر
محمد گلزار
میاں بدر دین اوپر سے
محمد حسین
افسر حسین
محمد ایوب
محمد اسلم
محمد اعظم
بشارت حسین
محمد سہیل
محمد حسیب
محمد سعید
میاں ستار (اوپر سے)
محمد نذیر
(ڈھک) رحمتدین
محمد اشرف
عبدالوحید
محمد عارف
محمد طارق
محمد ساجد
محمد سجاد

اولاد مولوی شکر اللہ قریشی ہاشمی کوٹ تحصیل مظفر آباد
میاں نور محمد
میاں کالو ← میاں حسن
میاں مرید نیچے درج ہے
میاں فیض محمد
میاں نوردین
میاں ڈہلا
میاں محمد قاسم
میاں جمالدین
میاں نظامدین
خدا بخش لاولد
مولوی محمد اسمٰعیل
قاری ظہور احمد
لطف الرحمن
میاں عبدل
غلام رسول
محمد سلیمان لاولد
حاجی عبدالطیف
میاں محمد عزیز
عبدالحمید
محمد حنیف
محمد گلزار
محمد رفیق
محمد اشفاق
عبدالحفیظ
ارشاد اقبال
طاہر محمود
شاہد محمود
محمد اسحاق
محمد رحیل
میاں عمرالدین
میاں محمد سید
میاں نصرالدین
میاں محمد سلیمان
میاں عبداللہ
عبدالخالق
عبدالکریم (کرور علاقہ پاکستان میں مقیم ہیں
عبدالقیوم
رخسار احمد ← مختار احمد
محمد جمال
عابد حسین
راشد حسین
میاں مرید اوپر سے
میاں جمعاں (۱)
(۲) میاں ستار احمد ← میاں نور عالم ← محمد صادق قریشی
(۳) میاں سید عالم لاولد
میاں عمردین ← میاں محمد روشن ← نثار احمد
محمد اسحاق
محمد اخلاق
محمد رفاق
محمد ارباب

اعوان قریشی ہاشمی خان رنگلہ، ہل، مناسہ، تحصیل دہیر کوٹ

قاضی نور محمد علوی ہاشمی صفحہ ۷۳ سے

قاضی شادبیگ ← شیر محمد ← قاضی نور محمد

صفحہ ۷۵ پر ← قاضی خواج محمد

میاں جمالدین

میاں کرمدین

خیر محمد

محمد سعید

مولوی عبدالرشید

محمد نزیر

عبدالمجید

عبدالرزاق

محمد صادق

رشید احمد

شبیر احمد

سعید احمد

شفیق احمد

داؤد

عدنان

محمد احمد

حسین احمد

محمد ساجد

نجیب احمد

نور احمد

نور محمد

محمد اسمٰعیل

محمد حسین

عبدالرحمن

وحید احمد

نعیم احمد

منصور احمد

محمد شریف

عبدالعزیز

محمد عزیز

محمد خلیل

محمد حنیف

محمد عارف

محمد لطیف

محمد مصطفیٰ

محمد نصیر

محمد نذیر

مشتاق احمد

شکیل احمد

میاں امان اللہ

میاں فیض اللہ

محمد نسیم

محمد کلیم

حفیظ اللہ

نیاز محمد

عزیز احمد

نصیر احمد

قاضی خواج محمد قریشی ہاشمی علوی ہل وغیرہ صفحہ ۴۷ سے
میاں سید نور
میاں غلام نور ← میاں فقیر محمد ← میاں بگا خان (ہل)
میاں فیض طالب
حاجی محمد فاروق
محمد بشیر ہاشمی
سپاہی خوشی محمد
سہیل احمد
محمد اسحاق
محمد تاج
محمد ممتاز
خالد حسین
ظہیر احمد
زبیر احمد
صدہیر احمد
اسد عباس
ضیاالرحمن
عاصم مرحوم
میاں قادر بخش
میاں ابراہیم
محمد فاروق
محمد کبیر
محمد حسن
عزیزالرحمن
حبیب الرحمن
عبدالرشید
عبدالرحیم
عبدالقیوم
محمد صدہیر
عابد
ساجد
پرویز
اورنگزیب
عبدالغفور
عبدالخالق
عبدالرزاق
عبدالبشر
عبدالطیف
عبدالرحمن
نادر
شاہد
خالد محمود
عبدالحق
عبدالقادر

قاضی روح اللہ قریشی ہاشمی ان کی اولادیں باڑیں علاقہ پاکستان میں آباد ہیں
قاضی تاج محمد
قاضی نیک محمد
میاں گل محمد
محمد قاسم
میاں محمد بخش
میاں جومدار نیچے درج
میاں محمود
میاں میر محمد
میاں سیدا
میاں سید ملوک
قاضی خواج محمد
قاضی کالا
۳ (قاضی محصو)
قاضی سناں
محمد حسین
نخی محمد
قاضی مناں
(۳ قاضی محصو)
میاں عالمدین
بازدین
رکندین
حیات بخش
میاں بگا نیچے درج
ساہلیاں ڈھونڈاں
محمد دین
جمالدین
میاں فقیر
نیک محمد
میاں کالا
صدر دین
حسن احمد
محمد حلیم
میاں نور
میاں کرماں
پلندری
(پدر مستو قاضی جمدار قریشی اوپر سے) علی بخش
گلاب
میاں کالو
میاں محمد بخش
میاں صحبت علی
قادر بخش
فضلدین
سید محمد
میر عالم
میاں محمد خلیل
عالمدین
غلام حیدر
محمد عالم
مولانا میاں محمد اسمٰعیل
عقیل احمد
جمیل احمد
طالع محمد
نخی محمد
سائیں
کاجو
پدر مستو دیرکوٹ
(میاں بگا اوپر سے)
عطاء اللہ
عبدالعزیز (ساہلیاں)
مولوی عبدالخالق
مولوی عبدالوہاب
محمد عباس ← مزمل حسین عبدالحسین
عبدالمتین
عبدالشکور
اشتیاق احمد
امتیاز احمد

۷۷

قاضی سبوح قریشی ہاشمی سیر تحصیل دھیرکوٹ صفحہ ۵۲ سے
قاضی ولی محمد
قاضی بگا
قاضی دارا
قاضی دیندار
قاضی برخوردار ص ۷۸
دین محمد
تاج محمد
دین محمد
فتح محمد
میاں قیاسو
قاضی کپور محمد
مراد بخش
میاں جلو
باج
دوللہ
میاں محمدی
جمدار
فوجدار
میاں بہادر
سلطان محمد
دھنا
نیک محمد
عطا محمد
محمد عظیم
علی اکبر
میر اکبر سہوتہ تحصیل باغ
میاں صالح محمد
میاں فقیر
نور عالم
جمعاں
امیرالدین
نوابدین
حسن دین
شاہدرہ مظفر آباد میں آباد ہیں
بیاں رحمت اللہ (سیرا)
میاں فروزدین
میاں علمدین
میاں عالمدین لاولد
میاں رکندین
محمد طاہر
میاں محمد لطیف
میاں محمد شفیع
محمد یاسین مرحوم
حاجی محمد اخلاق
ساجد حسین
عاشق حسین
شعبان احمد
حفیظ احمد
تسکین حسین شوق مرحوم
حافظ شوال احمد
شمعون احمد
شوید احمد
احسان الہی
عثمان الہی
شاہزمان
شاہ جہان
مبارک حسین

قاضی برخوردار قریشی ہاشمی فتح پور چھمیانی وغیرہ صفحہ ۷۷ سے
فیض احمد
قاضی لعل
امیرباز
قاضی طوطا
امیر کلی
قاضی ٹھنڈا ص ۷۹ پر
قاضی نور محمد
میاں فقیر
قاضی جمدار
طائع محمد
نجی محمد
شیر علی
گوہر علی
عقل محمد
فتح محمد
فتح عالم
(فتح پور) محمد حسین
لطیف
اسمٰعیل
محمد عزیز
امادین
محمد رازق
محمد اسحاق عرف مکھن
میاں محمد غلام
میاں محمد عظیم
میر اکبر
میاں نصرالدین
حسندین
محمد روشن
فضل الٰہی
کبیر عرف بگا
محمد صغیر
ارشد
منشاد
غلام مصطفیٰ
غلام مرتضیٰ
محمد ممتاز
امتیاز
ساجد

قاضی ٹھنڈا قریشی صفحہ ۷۸ سے بھڑوڑہ مظفر آباد چمیاٹی دہیر کوٹ
میاں کرمدین
میاں حمید اللہ
الحاج محمد عالم ہاشمی
محمد ہاشم ہاشمی
حاجی غلام حسین ہاشمی
محمد یاسین ہاشمی
محمد حنیف
خورشید عالم
آفتاب عالم
شوکت حسین
صداقت
مشتاق
اشتیاق
خالد حسین
عبد الخالق
خرم
اخلاق
خاقان
خاکسار
میاں نور محمد قریشی ہاشمی ساہلیاں ہاشمی آباد نمب۔ تحصیل دہیر کوٹ صفحہ ۵۲ سے
میاں صوفی
میاں فقیر
میاں مہرو لاولد
میاں بہادر (ٹائیں) راولا کوٹ ص ۸۰ پر
میاں مندا
میاں حیات
نتھراں دہیر کوٹ
میاں پیر بخش
میاں محمدی
حاجی خدا بخش
میاں محکمدین لاولد
میاں امادین
ہاشم علی
محمد نور
رحمتدین
اسمٰعیل
عبد الکریم
محمد شفیع لاولد
محمد رفیق
محمد نزیر
محمد خلیل
محمد حبیب مقیم میر پور
عبد الرشید لاولد
محمد اسحاق
عبد الوحید
محمد خلیل
ارشد
محمد رزاق
مظہر اقبال
اختر نیازی ہاشمی
مہربان علی
محمد اسحاق مقیم ٹیکسلا
عبد الرزاق
سجاد احمد
اعجاز احمد
عباد احمد
شفیق الرحمن
محمد خالد
مولوی گل حسین لاولد
میاں سلیمان
میاں کالا
صفحہ نمبر ۸۰ پر
نذیر حسین
محمد تعظیم
محمد نصیر
طالب حسین
طیب حسین
نوید احمد
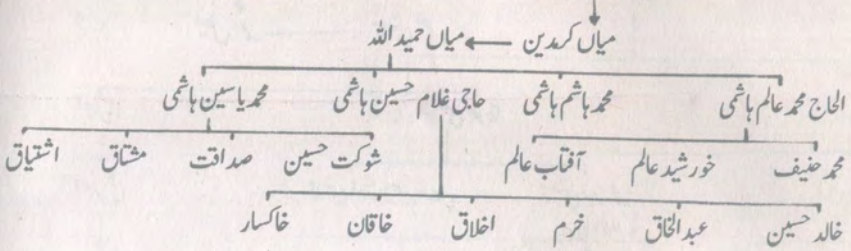
میاں سلیمان ہاشمی آباد نمبر دہیر کوٹ صفحہ ۷۹
رضا حسین
الطاف حسین
محمد منیر
مصدق حسین
سخاوت حسین
صابر حسین
محمد خورشید
مسرت حسین
منصور احمد
منظور احمد
ظہور اقبال
راشد
کاشف
احسان الحق
عمران
اعجاز احمد
عاشق حسین
عابد حسین
ساجد حسین
امجد حسین
عامر حسین
میاں بہادر قریشی بہک ٹائیں راولاکوٹ ۷۹ سے
میاں روشن
میاں میر محمد
میاں حمید اللہ
میاں کالو
میاں محمد اسمٰعیل
میاں محمد شفیع
محمد عزیز لاولد
میاں عبدالکریم
الحاج عبدالرؤف
عبدالقیوم
میاں محمد حسین
محمد افراز قریشی
قیصر
عدنان
محمد رمضان
میاں الفدین
میاں فقردین لاولد
محمد رشید
مکھن خان
عاقب رمضان
ہارون
محمد رزیق
محمد سعید
محمد شبیر
محمد فاروق
محمد رحیم
عبدالمجید
عمر فاروق
محمد بشیر
محمد خورشید
محمد ندیم
محمد سلیم
محمد رئیس

قاضی سُناں قریشی ہاشمی صفحہ ۵۲ ساہلیاں وغیرہ دہیر کوٹ
قاضی سید ملوک
میاں محصو
میاں کالا (کی اولادیں پلندری میں ہیں)
میاں محمد بخش ساہلیاں
میاں رکن عالم
مولوی نصیر الدین
میاں غلام محی الدین
میاں فتح دین
مولوی محمد نسیم لاولد فاضل دیوبند
مولوی محمد امین
عبد العزیز
الفدین
مولوی عبد الغفار
مولوی عبد الستار لاولد
قاضی محمد درویش قریشی صفحہ ۵۳ سے سرہل چھپڑ ساہلیاں
قاضی شیر محمد
قاضی عظیماں
قاضی سید علی
قاضی حمید اللہ
قاضی نیک محمد
مولوی بدر دین
قاضی قمر دین شجرہ نویس
مولوی احمد دین
مولوی عبد المجید (میرہ ساہلیاں)
مولوی عبد الرحیم
ساجد حسین
صداقت حسین
عابد حسین
عاطف حسین
عبد الوحید
عبد الوحد
عبد المنیم
محمد عتیق لاولد
سرور حسین
محمد جمیل
مولوی انور حسین
مطیع الرحمن
عتیق الرحمن

قاضی احمد مہر قریشی چھپڑ ساہلیاں صفحہ ۵۲

قاضی اسد اللہ

میاں گل محمد — میاں فیض محمد

میاں برجو — میاں کالو دانگلی — میاں سرفو

۲ فضل — ۲ بدر زمان

میاں دین محمد — میاں محمد عالم

میاں عنایت اللہ — میاں دہاور

میاں اکبر حسین لاولد — میاں گل حسین

جاوید اقبال — محمد شعیب — محمد عبدالوہاب عابد فلائنگ آفیسر

میاں نور محمد — میاں فتح محمد — میاں مستو

میاں محمد ا — محمد ہاشم لاولد

میاں صدر دین لاولد — مولوی فقیر اللہ لاولد

یہ دونوں بھائی ماہر علوم عربی فارسی کے معلم رہے

قاضی کموں قریشی صفحہ ۵۲ سے سیل کھیتر وغیرہ

قاضی فیض احمد بن قاضی حاجی خان قریشی مندری ساہلیاں وغیرہ صفحہ ۵۲
قاضی لعل
قاضی برخوردار
قاضی امیرباز
قاضی عنایت اللہ
میاں ڈہلا
قاضی معظم
بہاگو
ٹکھو
شونکا
میاں ناصر
شہباز
فضل
میاں بخشو سنگڑ
میاں مناں چمنکوٹ
میاں نیک محمد صفحہ ۸۴
میاں منگو
میاں غلام محمد
میاں مندا
میاں کریدین
میاں غلام محمد
شاکردین
سنگڑ
میاں محمد
میاں علی محمد
میاں کلی محمد لاولد
میاں محمد رشید
حاجی محمد فرید
اعجاز احمد
شمشاد حسین
محمد فراز
جاوید ہاشمی
میاں عقلدین
شرفدین
محمد صدیق
محمد فاضل
محمد صابر
عتیق الرحمن
انیس الرحمن
میاں کالا
میاں فقیر
مولوی عبد اللہ
میاں نور عالم لاولد
غلام محمد لاولد
گل حسین لاولد
میاں محمد یوسف شہید ۱۹۴۷ء
میاں نوردین لاولد
میاں علمدین
میاں نظامدین
محمد اسحاق
محمد حنیف
محمد یامین
محمد یونس
نعیم
عبد الرشید
منور حسین ہاشمی
سرفراز
عبد الحمید
اخواب حسین
ارشاد حسین
افتخار حسین
مرتضیٰ

میاں نیک محمد ہاشمی مندری ساہلیاں ٹیکسلا صفحہ ۸۳

میاں خیر محمد (مندری)

میاں بہادر علی (ساہلیاں)

میاں کرمدین لاولد — میاں جمالدین ٹیکسلا مقیم

محمد عارف — محمد ظہور — حافظ عبدالغفور — عبدالرؤف — شاہد اقبال — ظفر اقبال — غضنفر اقبال

عدنان — عمران — عامر — عمیر — ذیشان — نوشاد

میاں سید نور — میاں ڈوڈو — میاں زرداد — میاں فضلداد لاولد

محمد صدیق

محمد بشیر احمد ہاشمی — محمد نذیر — محمد رفیق

محمد رزاق — عبدالرزاق — محمد آزاد — خلیل الرحمن — شفیق الرحمن — عتیق الرحمن

امتیاز — اخلاق — اشتیاق — عظیم

قاضی عیسیٰ خان بن قاضی جوگا خان قریشی ہاشمی صفحہ ۱۰ سے (کیاٹ بنی پساری وغیرہ)

قاضی لعل خان ← میاں بہادر خان

صوبہ خان — کوڑا خان — بوا خان ص ۸۶ — نیکو خان ص ۸۸

نور محمد خان — ہدائیت اللہ خان — نورا خان

بڈھا خان — صفحہ ۸۵ پر بخش خان

سلام یار خان — علمدین خان

محکمدین خان — کوٹیرہ مست خان ← کرمدین خان — عبدالکریم خان ← عبدالغفور خان (مواخرہ باغ)

سہالہ بیگم — عالمدین — محمد دین لاولد — عبدالصبور ہاشمی

زوجہ قاضی محمد عبداللہ مرحوم قریشی ہاشمی

رحمدین — عقلدین — غلام دین — محمد یوسف

محمد عزیز — محمد خلیل (کوٹیرہ مست خان)

شفیق

میاں ہدائیت اللہ خان قریشی صفحہ ۸۴ سے نندرائی باغ وغیرہ
کلیم اللہ خان
میاں گل محمد خان
میاں حیات محمد خان
میاں ناصر خان
عطا محمد خان
امادین خان
اکبر خان لاولد
قاسمدین خان
محمد قیوم خان
محمد یوسف خان
حاجی محمد کریم خان
محمد حلیم خان
محمد عظیم خان
احمد حسین طاہر
محمد نذیر
جمیل احمد ہاشمی
عمران احمد
وحید احمد
منیر احمد
سعید احمد
محمد عالم خان
گنجا خان (کلس باغ)
محمد منشاد
محمد ارشاد
محمد اعظم
صوبہ خان
نوردین خان
محمد عارف
محمد شبیر
شاہ محمد
واجد
ساجد
یاسر
عرفان احمد
شہزاد احمد
عزیز احمد
آفتاب احمد
سجاد احمد
فقیر خان
میر عالم خان
نور محمد خان
خیر محمد خان

میاں بواخان قریشی ہاشمی صفحہ ۸۵ بنی پساری باغ
نیک محمد خان
منان خان
عیسیٰ خان صفحہ ۸۷ پر
صوبہ خان
محمد علی خان صفحہ ۸۷ پر
علمدین خان
شرفدین خان
عطا محمد خان
نوردین خان لاولد
محمد حسین خان
محمد اکبر خان
عالمشیر خان
عبدالحسین خان
محمد اشرف
محمد اعظم
محمد نزیر
محمد شریف
محمد اخلاق
محمد عثمان
محمد لقمان
امتیاز احمد
اعجاز احمد
عرفان احمد
محمد خورشید خان
محمد بشیر خان
محمد اسحاق
محمد مشتاق
محمد گلزار
محمد یاسر
صدام حسین
غلام مصطفیٰ
غلام مرتضیٰ
سلیمان خان شہید ۱۹۴۷ء لاولد
حاجی مقبول حسین خان
یامین خان
باغ حسین خان
سید حسین خان
محمد گلزار خان
عابد حسین
میاں تاج محمد خان کوٹیڑہ مست خان ود حمنی کیتھان راولا کوٹ
میاں احمدین
محمد عظیم
عبدالمجید
عزیز
افراز
شیراز
محمد نصیر
محمد بشیر
محمد شبیر

میاں محمد علی خان قریشی ہاشمی بنی پساری باغ صفحہ ۸۶

شہابدین خان — رکندین خان — شکردین خان — خادم حسین خان

وزیر محمد خان — نزیر محمد خان

مدثر نذیر

محمد عارف لاولد — محمد رشید — محمد رزاق — محمد ارشد

ساجد — واجد

محمد اسلم — محمد اکرم

ظفر اقبال — امجد اقبال — اظہر اقبال — عادل اقبال — اسد اقبال

محمد صادق — محمد صدیق — محمد ظہور — محمد طارق

لیاقت

عبدالخالق — محمد راشد — محمد فاضل

عبدالحمید — محمد نعیم — محمد ناھید — محمد سعید — محمد ظہیر — وقار احمد

میاں نیکو خان بن بہادر خان قریشی صفحہ ۸۴ کیاٹ باغ

فیض خان ← کالو خان

- بوڑا خان
  - مولا بخش خان
    - عبدالعزیز خان
      - محمد صادق خان
      - عبدل خان
      - عبدالغنی
        - جابر حسین
      - محمد افراز خان
        - مرتضیٰ احمد
        - مصطفیٰ احمد
      - محمد فیاض خان
    - غلام محمد خان
      - محمد فاضل خان
        - شعیب فاضل
      - محمد ایوب خان
        - کاشف ہاشمی
      - محمد گلزار خان
      - محمد قیوم خان
        - ایاز ہاشمی
      - محمد علی خان
    - غلام حسین خان
      - محمد ممتاز خان
        - خلیق احمد
        - عامر ہاشمی
      - محمد جہانگیر خان
      - جمیل احمد خان
        - محسن ہاشمی
  - ہاشمدین خان
    - عبدالغنی مقیم کراچی
- عبداللہ خان
  - مستانہ خان
    - میر عالم خان
      - عبدالخالق خان
        - راشد اقبال
        - واجد اقبال
        - عاطف اقبال
    - محمد خورشید ← نور محمد خان
    - عبدالحسین خان
      - سجاد
      - اعجاز
      - صیاد
  - فقیر خان لاولد

حسن خان عرف حسو خان قریشی کاہیاہ تحصیل مری

محمد علی خان

عطامحمد خان — محمد عظیم خان — میری خان — غلام حیدر خان — سلطان خان

سرفراز خان — ارشاد خان

غلام جیلانی خان — عبدالمناف خان

محمد اکرم — محمد اسلم — محمد ایوب — محمد حنیف — محمد یامین — بابو فقیر محمد

ان کا بیان ہے کہ ہم مانکال قریشی ہیں ہمارے پہلے بزرگ کشمیر کی طرف سے کاہیاہ آکر آباد ہوئے

محمود — قیوم — افتخار

حاجی رزاق — محرم خان — اخبار خان

مشتاق — ممتاز

میاں عطر قریشی

رقمدین — جمالدین — گلاب لاولد

محمد شفیع — سہاول

اعظمدین

موظمدین

وسیم
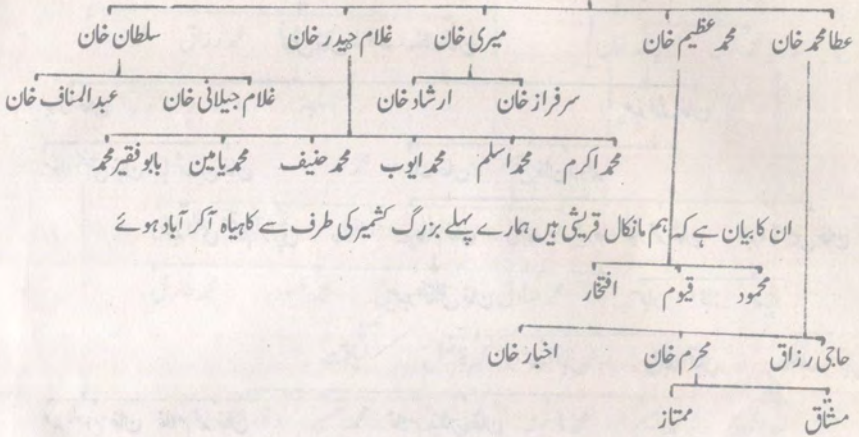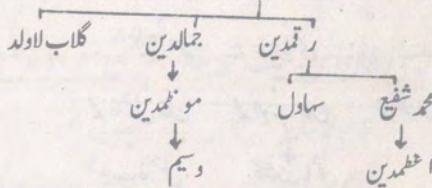
ان کا بیان ہے کہ ہمارا نسبی تعلق پیر رسمت شاہؒ سے ملتا ہے قریشی کہلاتے ہیں موضع بانڈی تحصیل مری میں آباد ہیں۔ بحوالہ کریم الہی قریشی صاحب بانڈی
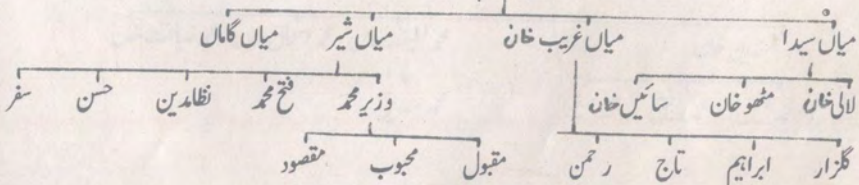
(بیان کرتے ہیں کہ ہم قریشی ہیں)

علوی قریشی ہاشمی موضع نوشہرہ تحصیل مظفر آباد
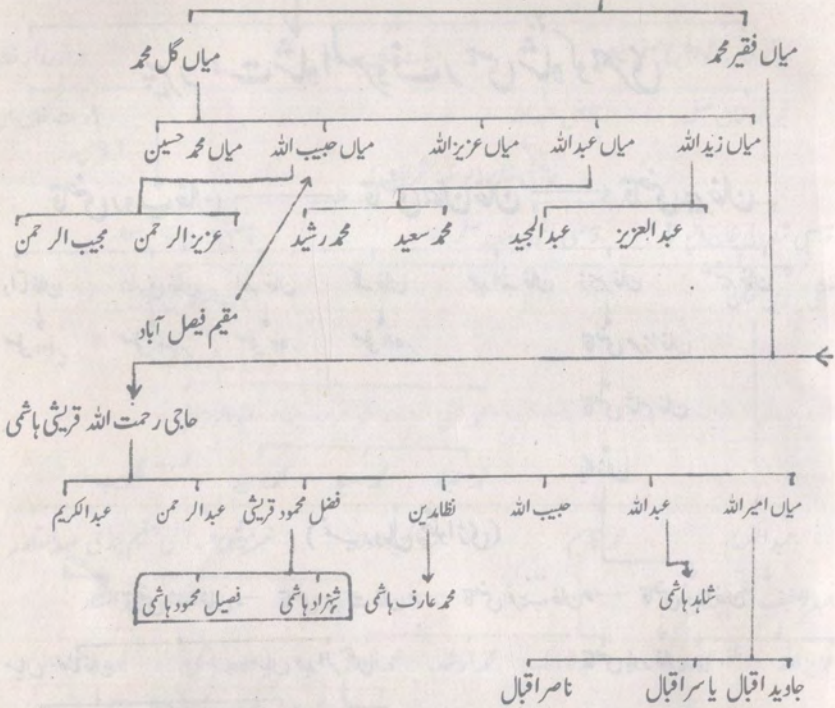
صفحہ ۹ سے رہسیال قریشی ہاشمی کوہمری وغیرہ
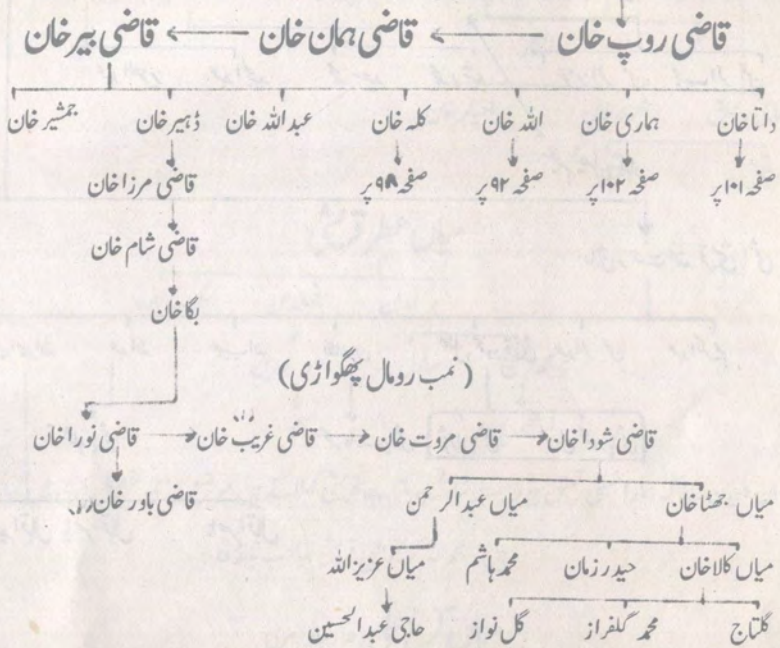
قاضی اللہ خان قریشی ہاشمی صفحہ ۹۱ سے مری پوٹھہ وغیرہ
حسن خان عرف ہنسا خان
محسم خان
بہاگو خان (کوہٹی) صفحہ ۹۵ پر
حیات خان
برخوردار خان
خیر محمد خان صفحہ
قاضی عبداللہ
راوت خان ص ۹۹ پر
خانکی خان (پوٹھہ شریف)
قاضی شاہ ولی خان (پوٹھہ)
قاضی باغولی خان صفحہ ۹۳ پر
قاضی متولی خان ۹۳ پر
منشی پروین خان
میاں جمالدین خان
میاں نور عالم
محمد منشی
عبدالرزاق
محمد حفیظ
محمد سعید
محمد وحید
گلزیب
عبدالکریم
محمد قاسم
عبدالمجید لاولد
قریشی عبدالغنی مقیم پنڈی
عبدالقادر
عبداللطیف مقیم پنڈی
خالقداد
عبدالستار
عزیز اللہ
ظفر اللہ
عبدالمالک
محمد ارشد
محمد فاروق
جاوید ہاشمی
نوید ہاشمی
بلال قریشی

قاضی باغولی قریشی ہاشمی صفحہ ۹۲ سے پوٹھہ وغیرہ
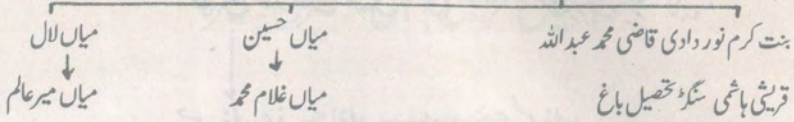
بنت کرم نور دادی قاضی محمد عبداللہ
قریشی ہاشمی سنگڑ تحصیل باغ

میاں حسین
میاں غلام محمد

میاں لال
میاں میر عالم

قاضی اللہ دتہ قریشی ہاشمی پوٹھہ شریف صفحہ ۹۳ سے
رحمت اللہ لاولد
ہدایت اللہ
مٹھو خان
محمد اعظم
محمد عزیز
محمد ریاض
محمد حق نواز
احمد نواز
محمد مشتاق
محمد اشفاق
محمد الطاف
محمد یاسر
فاروق احمد
محمد سفیر
محمد شبیر
محمد ذکیر
محمد حسین
غلام حسین
ذوالفقار احمد
محمد شاہد عرف مکھن خان
عبدالجبار
منظور احمد
محمد امران
وسیم احمد
محمد صہیب
عبدالجواد
لیاقت حسین
محمد اشتیاق
فدا حسین
محمد راویض
محمد ابرار
محمد اسد
محمد اسرار
میاں فضلدین خان قریشی ہاشمی صفحہ ۹۳ سے لسکوٹھار سیری مری و اسلام آباد
میاں محمد اسحاق
میاں عبدالغفور
میاں عبدالعزیز
حافظ عبدالرزاق
حافظ عبدالخالق
حافظ عبدالمالک
محمد ذکری
ظفر محمود
ظفر عقاب
طارق محمود
عابد حسین
کاشف محمود
خالد محمود
تیمور
حفیظ
ناصر
محمد اسد
محمد امجد
محمد ارشد
محمد راشد
عبدالصبور
عبدالباسط
عبداللہ
عبیداللہ
یاسر مسعود
عمیر مسعود
جنید سعود
عبدالحمید قریشی
ونگ کمانڈر محمد ذرین قریشی
آفتاب قریشی
عامر اویس
حاشر اویس
حارث اویس ہاشمی
عمران
نعمان
وقاص
ارسلان
عبدالوحید
بابر حمید
طاہر حمید
محمد نواز حمید
محمد اعجاز حمید

بہاگو خان قریشی ہاشمی موضع کوہٹی مری صفحہ ۹۲ سے
قاضی سالت خان
صفحہ ۹۶ پر
قاضی نصر اللہ خان
قاضی فقیر اللہ خان
قاضی عنایت اللہ خان
میاں فقیر محمد خان
میاں راج محمد
میاں محمود
میاں گل معروف گلہ
میاں نور
میاں شاہ ولی
میاں خیر محمد ص ۹۶ پر
صفحہ ۹۶ پر
صفحہ ۹۶ پر
میاں محمد علی
نمبردار میاں قمردین
نمبردار محمد الٰہی لاولد
نمبردار میاں محمد نور
میاں امیر علی
محمد رحیم
محمد نبی
محمد صغیر
میاں مغل
میاں فضل
میاں پیر بخش
میاں ولی محمد
میاں کالا
میاں محمد شفیع
نمبردار محمد صادق قریشی
میاں عبد اللہ لاولد
میاں حیات اللہ لاولد
محمد فراز قریشی
زاہد قریشی
محمد علی زاہد
میاں محمد حسین
میاں قاسم علی
میاں محمد امین
اسد اد
محمد شریف (پچھ درج)
محمد لطیف
مہربان
عابد حسین
محمد رفیق لاولد
محمد رمضان
جمیل
شبیر
عرب
عراق
مقرب
شاہد قریشی
امتیاز قریشی
سعید قریشی
وحید قریشی
زبید قریشی
زہید قریشی
تنویر قریشی
فیصل امتیاز
وجاہت علی
لیاقت علی
عامر سعید
اویس سعید
(محمد شریف خان اوپر سے)
محمد مشکور
افرائیم
اختر نواز
یاسر عرفات
منصور

مياں خیر محمد ← مياں اللہ دین صفحہ ۹۵ سے

مياں روڈا خان　مياں کالا خان

عبد الطیف　عبد الحمید　سفیر

قاضی سالت خان بن بہاگو خان قریشی ہاشمی صفحہ ۹۵ سے بانڈی مری وغیرہ
قاضی کرم اللہ ← نیکو خان
قاضی رزق اللہ
میاں کرم بخش
میاں فوجو
میاں کرم بخش ← میاں شمعون ← میاں کرمدین
میاں شرف علی صفحہ ۹۹ پر
میاں قاسم علی
میاں عبدل
میاں سمندر
میاں سلطان محمد
محمد گلزار لاولد
محمد خالق
حاجی محمد عبارت
محمد صدیر
محمد بصیر
محمد نصیر
محمد قدیر
محمد خلیل
محمد فرید
محمد ذکیر
محمد محمود
محمد مقبول
محمد سلیم
محمد اختر
طاہر
عاصم
شاہد سلیم
محمد سیب
ناصر محمود
آصف محمود
محمد رمضان
محمد اسحاق
محمد حنیف
محمد ربان
محمد ارشاد ← محمد عامر ہاشمی
محمد سفیر ← احسن
محمد احسان
محمد شعبان
محمد علی
محمد اشتیاق
محمد ضیاء
محمد زاہد
عدنان
محمد پرویز ← محسن رضا ہاشمی
مختار احمد ← گوہر شہزاد ہاشمی
محمد تاج ہاشمی
محمد آفاق

(محمد شریف محمد الٰہی کرم الٰہی یہ تینوں ڈھوک کالا خان راولپنڈی میں آباد ہیں)

میاں شرف علی قریشی بانڈی مری صفحہ ۹۷ سے
میاں محمد کریم
محمد رفیق
محمد صادق
محمد رزاق
محمد اسحاق
دلنواز
محمد اعجاز
ذرین
کلیم
محمد جاوید
محمد جمیل
محمد جلیل
محمد شکیل
غلام جیلانی
غلام ربانی
غلام مصطفیٰ
محمد مستقیم
محمد احسان
محمد نصیر
محمد بشیر
افتخار
ذوالفقار
محمد حلیم
نوید
ندیم
محمد حفیظ
محمد عمر
محمد سعید
محمد ارشد
محمد شوکت

قاضی راوت بن برخوردار قریشی صفحہ ۹۲ سے
قاضی دیندار
میاں علی محمد
میاں نور محمد
میاں نیک محمد
میاں محمدا
میاں غلام محمد
غیاث الدین
امیر الدین قریشی
الغاملحق
شاکر
محمد صابر
محمد الٰہی

قاضی خیر محمد قریشی ہاشمی سہر بگلہ مری صفحہ ۹۲ سے
قاضی فوجدار
میاں روشن علی
میاں حیات علی
میاں فقیر
میاں پیر بخش
سائیں کالو
میاں دوست محمد
پیر محمد رزاق شکریال
میاں الفدین
میاں علمدین
محمد سلیمان
محمد لقمان لاولد
محمد الٰہی لاولد
مٹھو لاولد
محمد دین
بنیامین
محمد اسحاق
محمد عاقب
محمد صادق
محمد اشفاق
محمد اتفاق
محمد ظہور
محمد صالح
محمد اقبال
حافظ عبدالرؤف
ٹھیکدار محمد گلزار
محمد زمان لاولد
میاں محمد صابر
محمد اختر
طاہر یاسین
غلام شبیر
غلام صغیر
غلام تنویر
میاں منگی خان
میاں عبدالخالق
میاں عبدالغفور
میاں فقیر محمد لاولد
میاں محمد اسمٰعیل لاولد
حاجی شفاعت
محمد رفیق یہ دونوں کراچی میں مقیم ہیں
محمد حسین

قاضی داتا خان قریشی ہاشمی ڈنہ تحصیل مظفر آباد صفحہ ۹۱ سے
قاضی فتح دین
قاضی شمسدین
قاضی مرتضیٰ
میاں نور الدین
میاں جمالدین
میاں غلام محمد
قاضی دتہ
میاں محمد بخش
میاں گل محمد
قاضی اللہ یار
میاں نور دین
محمد حبیب
علی محمد
قاضی دیندار
میاں دین محمد
حسین
نظامدین
بدردین
مولوی فقیر
میاں فتح محمد
میاں ڈوڈا
محمد بخش
نیاز محمد
میاں گل محمد
میاں فتح محمد
میاں فیض محمد
میاں گل محمد
مراد بخش
نیاز محمد
لالہ
میاں شیر
میاں کرمدین
میاں خدا بخش
صفحہ ١٠٢
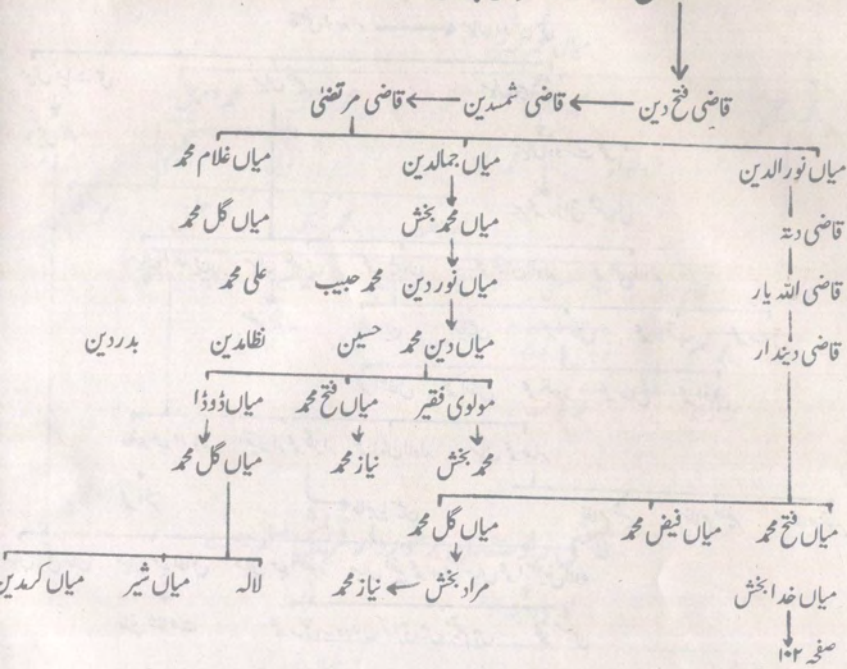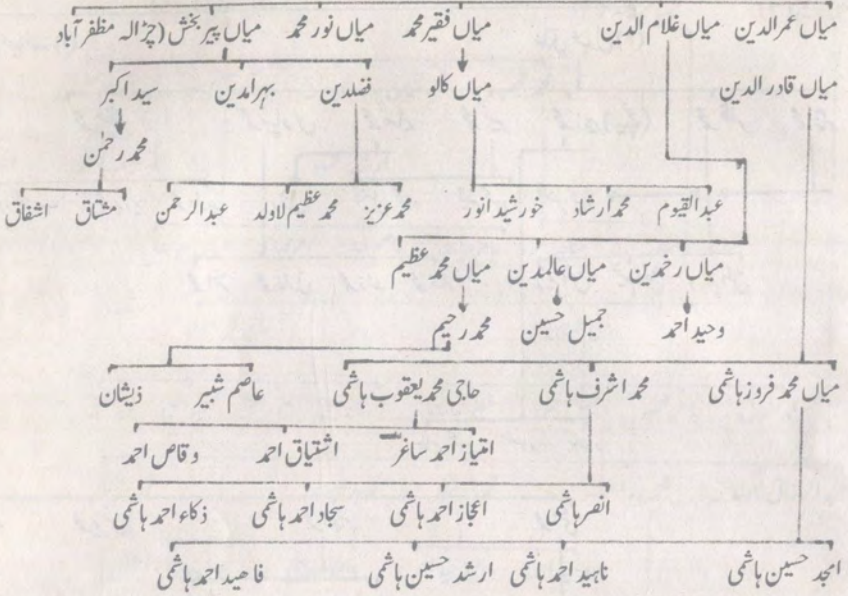
میاں خدا بخش ہاشمی ڈنہ تحصیل مظفر آباد صفحہ ۱۰۲ سے

میاں فقیر محمد قریشی ہاشمی غوث آباد اپر دیول صفحہ ۱۰۲ سے
حاجی عبدل (۲)
میاں عبداللہ (۱)
محمد نثار
محمد ظفر
محمد زبیر (نیچے)
محمد کبیر
محمد صابر
محمد سپارس
محمد مظفر
غضنفر محمود
قیصر محمود
اجمل محمود
رحیل
محمد جاوید
محمد پرویز
اورنگزیب
ندیم الحق
نعیم الحق
وسیم الحق
محمد اختر
محمد طارق
محمد زاہد
محمد مختار
طاہر محمود
منصور
سکندر
محمد منشی
محمد انعام
محمد یونس
محمد آزاد
محمد ناصر
محمد شعیب
عامر
قیصر
تیمور
خاور
شعبان
محمد ظرفان
شوکت
امجد
وسیم
سلیم
ثاقب
محمد عمران
محمد علی مرحوم
احمد حسین
صابر حسین
طالب حسین
محمد صفور
ندیم
واجد
عاشق
احتشام
ذیشان
عدنان
فرحان
وقار
وقاص
رضوان
کامران

میاں فقیر محمد ہاشمی صفحہ ۱۰۲ سے

- محمد کریم (۳)
  - عبدالرزاق لاولد
  - محمد زراعت
    - محمد انور
    - احمد رضا
    - محمد عضر
    - شہزاد
    - ذولفقار
  - محمد ارشاد
    - وحید احمد
    - زحید احمد
  - محمد ہدایت
    - عاطف علی
    - عاقب علی اکاش
  - محمد اظہار
- محمد شریف (۴)
  - خالد محمود
  - ساجد محمود
  - حاجی گلستان
    - محمد اخلاق
    - یاسر محمود
    - فیصل محمود
    - خضر حیات
  - حاجی گل انداز
    - احسان الحق
    - انوار الحق
    - حمید الحق
    - نوید الحق
- حاجی کالا خان (۵)
  - محمد عجب
  - محمد بشیر
  - محمد تاج
    - ارشد محمود
  - محمد یعقوب
    - عامر حیات
    - عاصم حیات
    - عمر حیات
    - اویس حیات
  - محمد اسمٰعیل
    - توصیف احمد
    - انیس احمد

قاضی نوجہ خان علوی ہاشمی رنگلہ تحصیل دہیر کوٹ صفحہ ۷۳ سے
قاضی مولانا
قاضی شہباز
قاضی لنگر
قاضی خیالی
قاضی شکور اللہ
قاضی مالک
قاضی رحمت اللہ
قاضی عظیم اللہ
قاضی محمد عالم
قاضی علی محمد
قاضی تاج محمد
قاضی شرفدین
قاضی نیک محمد
قاضی فتح محمد
فقیر محمد
قاضی سید ولی
قاضی غیاث دین
قاضی جعفر علی
قاضی احمد صفحہ ۱۰۶ پر
قاضی محمد حلیم (چلندراٹ)
محمد ایوب
محمد یونس
محمد رشید
عبد الحمید
عبد الرؤف
عبد الرحیم
عبد الخالق
شبیر احمد
محمد طاہر
عبد الرشید
زاہد
ایثار
عتیق الرحمٰن
اشفاق احمد ہاشمی
عبد الستار ہاشمی
شفقت حسین
جلیل احمد
رفیق احمد
کفیل احمد
محمد عقیل
محمد شیراز
عبد الرزاق
اخلاق احمد
وقار احمد
منیر احمد
تنویر احمد
شوکت حسین
عبد القدیر
عبد الصمد
حامد احمد
ساجد احمد
کلیم احمد

الحمد اللہ بفضل تعالیٰ اختتام ہوا

گذارش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین:- تاریخ کی اہمیت پر پہلے حصے میں ایک مضمون میں چند سطور راقم الحروف نے درج کی ہیں یہاں چند الفاظ آپ کے علم میں اضافہ کے لئے اور پیش خدمت ہیں۔ جن اقوام کو اپنے ماضی و اسلاف کے حالات و واقعات دکھ سکھ طرز معاشرت تہذیب و تمدن عقائد کا علم نہیں ہو تا یعنی مختصر الفاظ میں عرض ہے کہ جو قومیں اپنی قومی تاریخ سے بے خبر ہوتی ہیں۔ ان میں بے شمار خامیوں کے ساتھ ساتھ مستقبل کی بلند نظری ہرگز پیدا نہیں ہوتی۔ جب سے ہمارے دو مورثان اعلیٰ عبدالرحمن عرف پیر مانک شاہ" اور پیر رسمت شاہ عرف رہی شاہ" (جو حقیقی بھائی تھے) اس ملک برصغیر پاک و ہند میں بغرض اشاعت اسلام آئے تقریباً" پونے چھ صدیوں کا عرصہ گذر گیا ہے۔ آپ دونوں مورثان کی اولادیں کشمیر اور مری تا پنڈی ابتدائی ایام آباد تھیں جو اس وقت ملک کے طول و عرض تک اکا دکا پھیل چکی ہیں اس خاندان کی آج تک کوئی جامعہ تاریخ طبع نہیں ہوئی۔ جس سے افراد قبیلہ یکجہتی کے ساتھ ساتھ اپنی شناخت کرتے یا کراتے۔ مختلف اوقات میں مرتب ہونے والی تاریخوں میں مختلف مورخین نے اس خاندان کا ضمناً" ذکر کیا ہے جسے جامع تاریخ کہنا یا ان حوالہ جات پر اتفاق کر کے پر امید ہو جانا باعث کوتاہی ہے گو کہ ان مورخین نے ہمیں قریشی ہاشمی اولاد خلفاء بنو عباس لکھا ہے جس سے ہمارے دعویٰ قریشیت کو تقویت ضرور ملتی ہے۔ ڈوگرہ دور حکومت میں راقم کے چچا مرحوم قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی ساکنان سنگ" نندرائی تحصیل باغ نے بہت تحقیق کے بعد ایک تاریخ تذکرۃ الہاشمی مرتب کی تھی جو مخصوص تعداد میں طباعت کے بعد چند ہاتھوں تک رسائی پا سکی تھی۔ جس کا بنیادی مسودہ غیر مطبوعہ ہے جس پر آزاد کشمیر عدلیہ نے چھان بین پر اتفاق کیا ہے وہ راقم کے پاس محفوظ ہے اور تاریخ الہاشمی کی بنیادیں اسی پر استوار کرتے ہوئے مزید نئے حالات و واقعات اور نئی نسلوں تک کا مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ علاقوں مین بٹی ہوئی برادری قریشی ہاشمی سے پرانے قلمی شجرے بھی ملے ہیں جو اس پرانی تاریخ سے عین مطابقت رکھتے ہیں۔ تو ثابت یہ ہوا کہ یہ تاریخ بھی چند ہاتھوں تک پہنچ پائی جس سے قبیلہ کے نونہال مکمل مستفید نہ ہو سکے راقم الحروف کو ایام بچپن سے ہی قبیلہ کی تاریخ کی پیاس اور جستجو رہی چنانچہ راقم نے مختلف

لائبریروں کو چھانا مکمل تاریخ نہ سہی لیکن آباؤ اجداد کے حالات و واقعات صفحہ در صفحہ ملتے رہے عہد خلفاء عباسیہ بغداد تو تاریخ کا ورق سنہری تھی۔ ضمناً" خلفائے بنو عباس مصر کے حالات بھی دستیاب ہوئے تو راقم کو مکمل قبیلہ کی تاریخ لکھنے کے لئے ذوق پیدا ہوا اپنی علمی کمزوری پر احساس کرتے ہوئے راقم نے قبیلہ کے اہل علم کو قلم اٹھانے کے لئے کہا تو ان احباب نے یہ ذمہ داری مجھ ناچیز پر ہی ڈال دی اور اپنی علمی رائے سے نوازتے رہے۔ تاریخ گم ہونے کی وجہ سے اس خاندان میں بہت ساری خامیاں پیدا ہو گئیں کیونکہ قومی تاریخ کا نہ ہونا خصوصاً" نئی نسلوں کو احساس کمتری جیسی موذی مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ حالات و زمانہ کے اس نشیب و فراز نے اس خاندان کو تاریخ سے بالکل بے تعلق کر دیا حتیٰ کہ دور حاضر میں میرے اندازہ کے مطابق قومی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے 20 فیصد لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو تاریخ کی افادیت کو سمجھتے اور ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ دوران تحقیق اس تقسیم شدہ قبیلہ کے پاس دور دراز علاقوں تک مجھے جانے کا موقعہ ملا 80 فیصد لوگ مجھ پر مختلف سوالات تاریخ کے بارے میں کرتے رہے ہیں جن سوالات سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ اس خاندان کی مثال اس نومولود بچہ کی طرح ہے جس کا والد بچے کی پیدائش سے چند ماہ قبل مر گیا ہو۔ اور بچے کو کوئی احساس نہیں ہوتا کہ والد کی کتنی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ چند لوگ ایسے بھی پائے گئے ہیں جو راقم سے بے غرض رہے۔ بلکہ راقم کو انہوں نے بالکل فضول سمجھا۔ یہ میری نظروں میں بے چارے قابل رحم و کرم ہیں انہیں یہ علم ہی نہیں کہ یہ ناچیز جو کچھ آج کر رہا ہے اسے آج تو فائدہ نہیں ملے گا مگر اس کے فائدے اجتماعی و دوررس ہیں کئی لوگوں نے یوں بھی کہا کہ تاریخ کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بس دو ہی قومیں ہیں حق و باطل بات تو یہ بھی درست ہے۔

مگر تقویٰ کے ساتھ ساتھ انساب کو جاننا انہیں زبانی یا تحریری محفوظ کرنا بھی امر الٰہی ہے تاکہ نسب بھول کر لوگ اپنے آباؤ اجداد سے بھٹک کر نسب تبدیل نہ کر ڈالیں جب کہ نسب بدلنا کفر ہے۔ گذشتہ اوراق میں قرآن و احادیث کی روشنی میں اس پر طویل مضمون لکھا گیا ہے۔ گو نسب کو کوئی برتری، کمتری نہیں یہ صرف پہچان ہے جس طرح کسی آدمی کا نام اس کی پہچان و شناخت ہوتا ہے راقم پانچ سال تک لکھنے پڑھنے اور علاقوں کی سیر و سیاحت میں اپنے گھر اور بچوں سے بالکل بے نیاز رہا۔ تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے نہ فرد خود کو پہچان سکتا ہے نہ اسے کوئی شناخت کرتا ہے تو انسانی صفات کے بجائے اس میں ایک حیوانی

کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ خود کو دوسروں کے مقابل گھٹیا تصور کرنا شروع ہوتا ہے جس سے غیر ذمہ داری، بد عہدی، جھوٹ اور دیگر کئی برائیاں پیدا ہوتی ہیں تاریخ قبیلوں میں حسن سلوک مساوات خوش گوئی اور اصلاح معاشرہ جیسی خوبیاں پیدا کرتی ہے کم از کم اپنے آباؤ اجداد کے حالات و اعمال بد یا صالح انجام و آغاز کو دیکھ کر انسان میں ایک نیا ولولہ خوداعتمادی اور خوبیان جنم لیتی ہیں۔ تاریخ ہذا میں مستند تاریخوں سے مدد کے ساتھ ساتھ دور قریب کے سینہ بہ سینہ حالات روایات پر بھی انحصار کیا گیا ہے۔ خاندان کے معمر بزرگوں سے مصدقہ قصے، کہانیوں کو بھی تاریخ ہذا میں ایک مقام حاصل ہے تو اس طرح بہت علاقوں تک راقم اپنے خاندان کے پاس نہیں جا سکا جب کہ ان قبیلوں کے چند شجرے بھی محفوظ ہیں اس کی دو وجوہات پیش خدمت ہیں نمبرا قبیلوں کی قومی تاریخ سے آخری درجہ کی عدم دلچسپی و تعاون اور قبیلوں کا اپنا شجرہ چھوڑ کر دوسرے خاندانوں میں ضم ہو جانا یا صرف دادا تک نام بمشکل محفوظ رکھنا وغیرہ وغیرہ دوسرا تاریخ ہذا کی ضخامت کا بڑھنا۔ کیونکہ آپ اس تاریخ کو پڑھ کر انداز لگا سکتے ہیں کہ اس میں بہت مواد موجود ہے جو مختصر اور خلاصہ کی شکل میں ہے تاریخ ھذا بنیادی تاریخ ہے جو حضرت آدمؑ سے دور حاضر تک کے حالات محفوظ رکھتی ہے۔ لہٰذا ہر طور مالی پریشانیوں اور ان حالات کے تقاضوں نے بس کر کے اس تاریخ کو اتنے صفحات پر طبع کرانے پر آمادہ کیا ہے یہ کتاب صرف قریش خاندان پر ہی نہیں بلکہ جملہ امت مسلمہ کو مساوات حاصل کرنے فراہم کرنے کا درس دے رہی ہے۔ تیسری جو مشکل ہے وہ یہ ہے کہ یہ خاندان علوم و فنون میں بغداد سے مصر اور مصر سے کشمیر و پاکستان تک بہت ماہر رہا۔ "الکاسب حبیب اللہ" کے عقیدے پر جہاں آخرت کی بھلائی کے لئے دین اسلام کی خدمات انجام دیتا رہا وہاں رزق حلال کے لئے فنون سے بھی وابستہ رہا تو ملک کو اس دور میں ان دونوں چیزوں کی بہت ضرورت تھی چنانچہ اس خاندان کے افراد کو بطور عالم دین بطور ماہر کاریگر تقسیم کر لیا گیا اور جو جہاں گیا وہاں کا ہی ہو کر رہ گیا جس کی وجہ سے یکجہتی کو بھی ٹھیس آگئی دوسرا علاقہ پہاڑی دشوار گذار دور دراز راستے کون روز کسی کے پاس جا سکتا ہے پھر برفانی ملک، تو یہ لوگ اپنی اپنی محنت مشقت میں محو ہو کر اتنے گم سم ہو گئے کے انہیں اپنی تاریخ ہی بھول گئی انہیں اپنے اپنے قرابتدار ہی بھول گئے۔ یاد رہے کہ عہد عباسہ میں بغداد علوم و فنون کا گہوارہ رہا وہاں پیشے باضابطہ طور پر اداروں میں سکھائے جاتے تھے علمی، ادبی اور تعمیر و ترقی فنون، سائنس میں ترقی عہد عباسیہ بغداد کی ہی مرہون منت ہے۔

انگریز اور ہندو نے ہمارے کشمیر اور پاکستان کو اپنی زر خرید جاگیر جان کر مسلمانوں پر جبری قبضہ جمائے رکھا وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ مسلمان قوم علوم و فنون میں ترقی سے ہمکنار ہو کر ان کی جبری حکومت کو گلے سے اتار پھینکیں بلکہ وہ ہمیں محکومی میں دبائے رکھنا چاہتے تھے تو انہوں نے علوم و فنون والے قبیلوں کی تذلیل کے لئے اور پیشے ترک کرانے کے ہزار ہا ہتھکنڈے استعمال کئے کچھ عرصہ پہلے پاکستان آزاد ہونے کے بعد بھی ان صنعتکار قبائل کو گھٹیا گردانا جاتا رہا حالانکہ موجودہ دور کی کیفیت اس کے بالکل برعکس ہو چکی ہے۔ پھر ظلم دیکھئے ان صنعتکار قبائل پر وڈیرے اور جاگیردار مقرر کر کے جاتے ہوئے انہیں کہہ گئے کہ یہ لوگ گھٹیا ہیں تم بڑھیا ہو تاکہ مسلمان قوم ہمیشہ پاش پاش رہے اور کون ہے جو گھٹیا کام خود کے لئے پسند کرتا ہے حالانکہ قرآن و احادیث میں تو اس کے برعکس آدمؑ سے لے کر تمام نبیوں، ولیوں کی ایجادات ہیں جنہیں ہم پیشے کہتے ہیں۔ ایک اور چیز میری نظر میں آئی کہ انگریز و ڈوگرہ نے بوقت ناقص اراضی بندوبست ان صنعت و حرفت کار قبائل کی ذات گوت پیشہ کے لحاظ سے لکھدی جس سے ان تاریخی قبیلوں کی اپنی اپنی قومی تاریخ ان سے چھوٹ گئی۔ حالانکہ پیشہ اور قوم اور مذہب تین الگ چیزیں ہیں۔ تاریخ الہاشمی جلد اول کے بعد بشرط زندگی جلد دوم لکھی جائے گی۔ آپ سب حضرات سے التماس ہے کہ جلد اول بھی خرید لیں تاکہ اس میں سے آپ کو بنیادی حالات و اسباق مل سکیں۔ جلد دوم تو نئے حالات پر ہی لکھی جائے گی۔ قریش خاندان کے تقریباً" تمام معروف مورثان کے نام موجود ہیں۔ اور کمی بیشی جلد دوم میں تعاون فرما کر مکمل کروا دیں۔ اگر جلد اول میں سہواً" قلمی غلطی ہوئی ہو تو معاف فرماتے ہوئے بذریعہ خط یا بالمشافہ صفحہ نمبر سطر اور فقرہ کی اصل طریقہ سے لکھنے کی ہدایت و نشاندہی فرمائیں۔ عدم دلچسپی کا شکار ہونے والے بھی جلد دوم میں اپنے اپنے انساب، حالات و واقعات لکھوائیں۔ امید ہے کہ راقم کے ان الفاظ پر آپ غور کریں گے اور حق سچ بات کڑوی لگے گی معاف کریں گے کہتے ہیں کہ سچی باتیں ذائقہ میں کڑوی ہوتی ہیں تاریخ ہر قبیلہ کا بنیادی حق ہے۔ حقوق معاشرہ میں مساوی طور پر قبیلے استعمال کر سکتے ہیں۔ تاریخ کسی قبیلہ پر برتری یا ناموری کے لئے نہیں ہوتی نسلی یا قبیلائی تفاخر کرنے والوں کا ٹھکانہ جنہم ہے۔ اسلام تو تمام نسلی بتوں کو توڑ کر وحدت ملی کا درس دیتا ہے۔ "کل مومنون اخوۃ" مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مومن دوسرے مومن کی عزت آبرو کا محافظ ہے۔ جناب بزرگوار تایا صاحب، قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی ساکنہ سنگڑ کے پاس آباؤ اجداد سے صدیوں پرانا ملنے والا

بیش بہا شجروں کا ذخیرہ تھا آپ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو نقول شجرہ جات ہاتھ سے لکھ کر دیا کرتے تھے دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی لوگ قاضی صاحب کے حوالے سے جعلی شجرے اشاعت کر رہے ہیں راقم ان کے خلاف قانونی کاروائی کا حق محفوظ رکھتا ہے لہٰذا اس غلطی سے باز رہیں۔

فقط والسلام عاجز میاں محمد الیاس ہاشمی ولد میاں محمد رفیق ہاشمی ساکنہ سنگڑ تحصیل دہیرکوٹ ضلع باغ آزاد کشمیر

خط و کتابت کے لئے موجوہ پتہ: **محمد الیاس ہاشمی** معرفت شاہین ریڈیو سروس دہیرکوٹ ضلع باغ آزاد کشمیر

ختم شد

فہرست کتب جن سے مدد لی گئی ہے

۱۔ القران حکیم و احادیث نبویؐ

۲۔ تاریخ تذکرۃ الہاشمی مصنف قاضی محمد عبداللہ قریشی ہاشمی سنگڑھ تحصیل دھیر کوٹ

۳۔ نقل شجرہ نسب از قلم قاضی قمرالدین قریشی ہاشمی ساہلیاں تحصیل دہیر کوٹ

۴۔ تاریخ اسلام نصف آخر معین الدین ندوی

۵۔ تاریخ الخلفاء علامہ جلاالدین سیوطی

۶۔ تاریخ سندھ عہد کلہوڑہ اعجاز الحق قدوسی

۷۔ تاریخ اسلام حصہ اوّل شاہ معین الدین ندوی

۸۔ تاریخ اقوام پونچھ جلد اوّل و دوئم منشی محمد دین فوق

۹۔ سیرت الانبیاء از علامہ ابن خلدون

۱۰۔ تاریخ پاک و ہند صاحبزادہ عبدالرسول

۱۱۔ تاریخ پاک و ہند از انوار ہاشمی ۱۲ اصول شہریت حصہ اوّل

احمد شفیع چوہدری

۱۳۔ تاریخ اسلام عہد عباسیہ صاحبزادہ عبد الرسول

۱۴۔ آب کوثر از شیخ محمد اکرام

۱۵۔ تاریخ مری سردار نور الٰہی خان

۱۶۔ تاریخ اسلام عہد بنو عباس از ڈاکٹر حمید الدین

۱۷۔ تاریخ المامون علامہ شبلی نعمانی

۱۸۔ تاریخ القریش شہزادہ آزاد سنبٹریالوی

۱۹۔ تاریخ اجالے از اشفاق احمد ہاشمی

۲۰۔ سیرت النبی سید سلیمان ندوی

۲۱۔ انساب القبائل اکبریہ جلد اوّل از ریٹائرڈ صوبیدار محمد

اشرف خان

معاونین تاریخ الہاشمی

۱- اسسٹنٹ پروفیسر محمد یعقوب قریشی تراڑ دیوان

۲- لیکچرر محمد پرویز ہاشمی

۳- حاجی محمد فاضل قریشی ریڈر ہائی کورٹ بی اے ایل ایل بی

۴- ڈاکٹر محمد شوکت قریشی ہاشمی مانترہ راولاکوٹ

۴- محمد کبیر ہاشمی بی اے پولس عباسپور

۵- ریٹائرڈ صوبیدار محمد صادق قریشی ایم اے پولس عباسپور

۶- ریٹائرڈ ونگ کمانڈر محمد زرین قریشی ہاشمی اسلام آباد

۷- وحید احمد قریشی بی اے علیوٹ مری

۸- قاضی محمد ایوب قریشی ہاشمی اپر چھتر مظفر آباد

۹- صوفی اکبر حسین ہاشمی چڑالہ تحصیل دہیر کوٹ

۱۰- محمد ارشاد خان قریشی ہاشمی ایم اے، ہمہ موڑہ باغ

۱۱- محمد عارف خان قریشی ہمہ موہڑہ باغ

۱۲- حافظ بشیر احمد ہاشمی فارغ التحصیل علوم اسلامیہ جھنکوٹ

۱۳- ہیڈ ماسٹر عبد الغفور قریشی ہاشمی ایم اے ریڑھ باغ

۱۴- محمد عبد الحمید قریشی ہاشمی ایریا منیجر پاکستان سٹیٹ لائف انشورنش باغ

۱۵- مولوی محمد شریف قریشی عباسی تراڑ راولاکوٹ

۱۶- ریٹائرڈ صوبیدار محمد صدیق قریشی عباسی تراڑ

۱۷۔ محمد اشرف قریشی ہاشمی' ایف ایس سی' ڈنہ مظفر آباد

۱۸۔ قاری عبدالوحید قریشی ہاشمی ایم اے عربی' اسلامیات

جھنکوٹ۔

۱۹۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ویکسی نیشن عبدالغفور ہاشمی قریشی

باغ

۲۰۔ ریٹائرڈ حوالدار محمد صدیق قریشی ہاشمی ریڑھ باغ

۲۱۔ الحاج محمد حسین ہاشمی سیور کالو باغ

۲۲۔ میاں محمد نصیر ہاشمی سنگڑھ

۲۳۔ محمد خورشید ہاشمی بنی پساری باغ

۲۴۔ حاجی جمیل احمد ہاشمی کیاٹ باغ

۲۵۔ ریٹائرڈ حوالدار سلیمان قریشی نمب ساہلیاں

۲۶۔ لیکچرر جاوید اقبال ہاشمی ایم اے اردو چھپڑ ساہلیاں

۲۷۔ مختار احمد قریشی ہاشمی بانڈی مری

۲۸۔ کونسلر الحاج محمد عبارت قریشی ہاشمی بانڈی مری

۲۹۔ میاں کریم الٰہی قریشی بانڈی مری

۳۰۔ میاں محمد صابر قریشی سہر بگلہ مری

۳۱۔ میاں محمد حسین قریشی مرحوم چڑہان راولاکوٹ

۳۲۔ چیرمین میر حسین قریشی ہاشمی ڈنہ مظفر آباد

۳۳۔ ہیڈ ماسٹر خورشید احمد کیارہ مظفر آباد

۳۴۔ میاں زردار ہاشمی مندری

۳۵- صوفی محمد لطیف ہاشمی سیسر

۳۶- میاں اللہ دتہ قریشی ہاشمی پولس عباسپور

۳۷- محمد اسحق قریشی سیسر کھیران

۳۸- میاں شاہ محمد قریشی سیسر کھیران

۳۹- محمد منشی رہسیال اپر دیول کوہ مری

۴۰- میاں محمد کبیر ہاشمی سیسر

۴۱- میاں رکن دین ہاشمی ڈھوک ہاشمیہ کھیران

۴۲- محمد رمضان قریشی ہاشمی بہک ٹائیں

۴۳- میاں محمد افتخار احمد (مرحوم) شاد باغدری سیری کھتی

۴۴- حافظ حاجی صوبیدار عبدالحمید صابر ہاشمی رہڑہ

۴۵- وقاص احمد قریشی اور وقار احمد قریشی سیری کھتی ریڑھ باغ

۴۶- محمد فاروق قریشی ایضاً

تصاویر
وقاص احمد
قریشی

محمد الیاس ہاشمی۔ مصنف

میاں محمد رفیق ہاشمی (مرحوم)

محمد کبیر قریشی، عباس پور

ونگ کمانڈر محمد زرین قریشی اسلام آباد
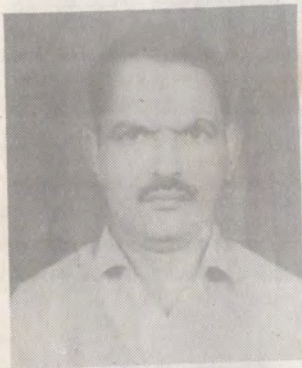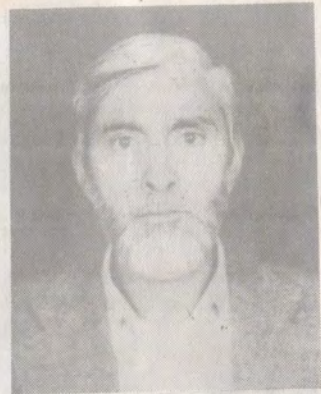
محمد اشرف قریشی، ڈنہ

محمد حبیب ہاشمی، دہیرکوٹ
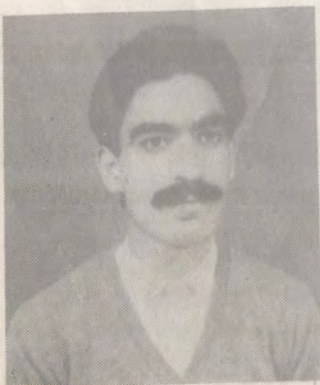
فضل حسین ہاشمی، سیسر

وحید احمد قریشی، مری
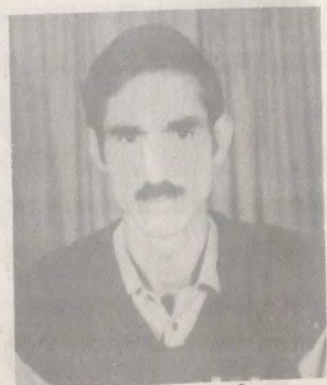
محمد الیاس ہاشمی
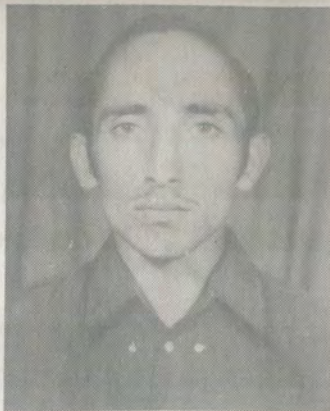
محمد عظیم ہاشمی - چھتر ۲ باغ
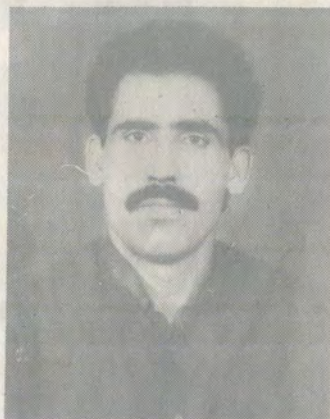
عبدالمجید ہاشمی، چھتر باغ

حاجی اختر حسین ہاشمی، کوٹیڑی طفلو خاں
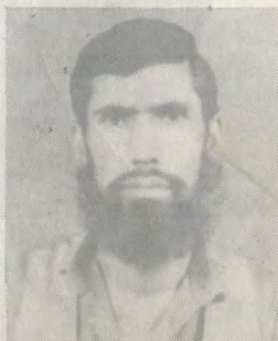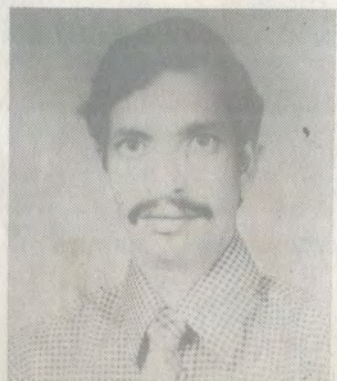
حاجی محمد فاضل قریشی، راولاکوٹ

حاجی بہار الاسلام ہاشمی
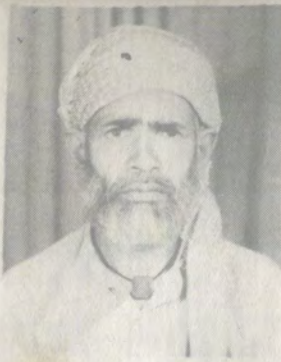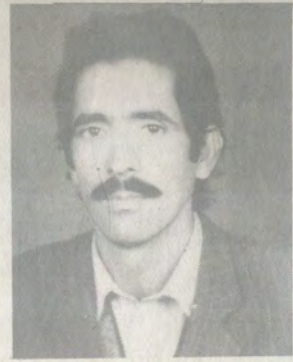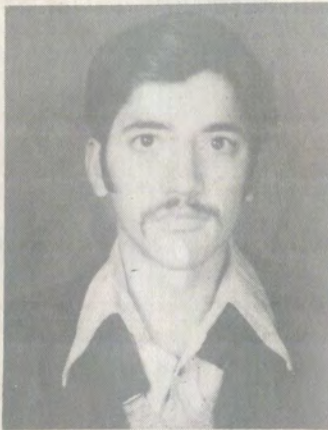
میاں باغ حسین ہاشمی

ایم اے حمید ہاشمی

حاجی محمد فرید ہاشمی

مقصود احمد ہاشمی
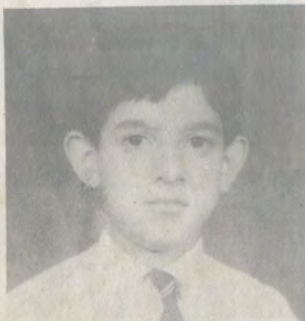
حارث اویس ہاشمی
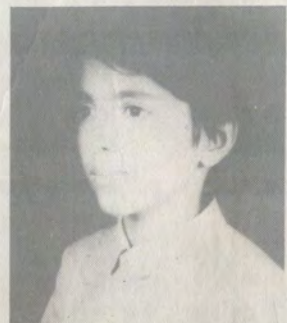
مولوی غلام احمد ہاشمی، کوٹ مظفر آباد

میاں محمد نصیر ہاشمی، ساکن سنگڑھ
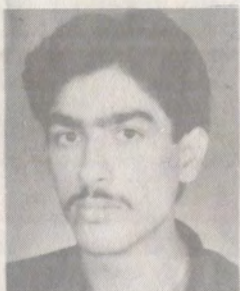
الحاج قاری مختار احمد ہاشمی
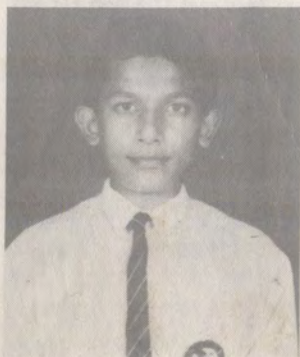
شمشاد حسین ہاشمی

وقار احمد ہاشمی

حاشر اویس ہاشمی
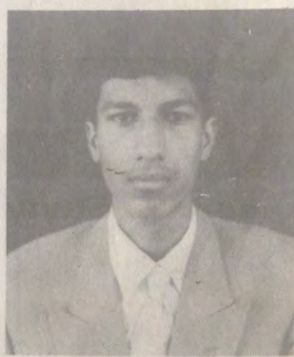
سید اکبر علوی ہاشمی (مرحوم)
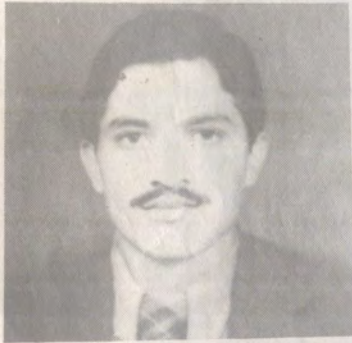
میاں دفتر محمد ہاشمی
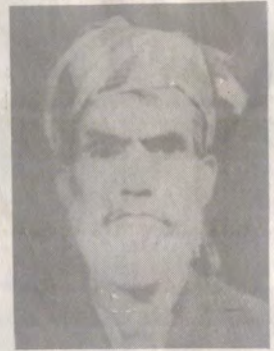
میاں کالا خاں ہاشمی

ڈاکٹر شوکت قریشی
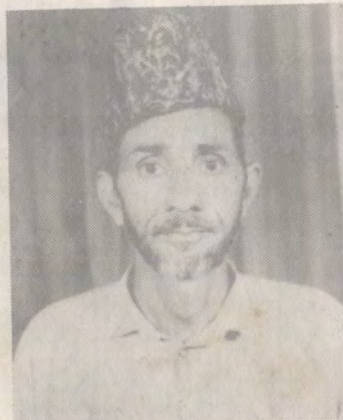
ریٹائرڈ حوالدار محمد صدیق ہاشمی۔ ریڑہ باغ
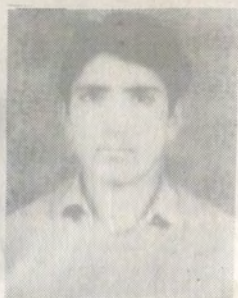
محمد عباس ہاشمی - سنگڑہ

مسعود احمد ہاشمی - سنگڑہ

ظفر اقبال ہاشمی منظور احمد ہاشمی مسعود احمد ہاشمی، سنگڑھ

عامر اویس ہاشمی - اسلام آباد

وقاص احمد قریشی

تمت بالخیر

تاریخ الہاشمی

معہ شجرہ نسب - جلد اول

محمد الیاس ہاشمی